سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخِ طبری
تاریخِ ابنِ کثیر
اور
تاریخِ ابنِ خلدون
سے ماخوذ

تالیف
یاسر جواد

Marfat.com

سیرۃ النبی ﷺ

تاریخِ طبری
تاریخِ اِبنِ کثیر
اور
تاریخِ اِبنِ خلدون
سے ماخوذ

تالیف :

یاسر جواد

سارنگ پبلیکیشنز

الکو مینشن، پٹیالہ گراؤنڈ، 14- لنک میکلوڈ روڈ، لاہور

Marfat.com

اہتمام اشاعت۔ پروین ملک

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

سرورق ——————— فخر اللہ طاہر

مطبع ——————— طیب اقبال پرنٹرز ۔ لاہور

اعزازیہ ——————— ۳۰۰ روپے

حضرت محمدؐ کا شجرہ نسب، پرورش: رسولؐ اللہ کا اسم گرامی محمدؐ ہے اور آپؐ عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ عبداللہ رسولؐ اللہ کے والد اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے، یہ عبداللہ، زبیر اور عبد مناف یعنی "ابوطالب" عبدالمطلب کے بیٹے ایک ماں سے تھے۔ ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں، یہ ابن اسحٰق کی روایت ہے۔

ہشام بن محمد کی روایت یہ ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب رسولؐ اللہ کے باپ اور ابو طالب جن کا نام عبدمناف ہے اور زبیر، اور عبدا لکعبہ، عاتکہ، برہ اور امیمہ عبدالمطلب کی اولاد حقیقی بہن بھائی تھے۔ ان سب کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقیظ تھیں۔

عبدالمطلب کی نذر: ایک عورت نے یہ نذر کی کہ اگر میں یہ کام کروں تو میں اپنے بیٹے کی کعبہ کے پاس قربانی کروں گی، اس کام کو وہ کر گزری، مدینہ آئی تاکہ اپنی نذر کے متعلق حکم شرعی دریافت کرے، پہلے وہ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئی۔ انہوں نے اس سے کہا کہ نذر کے متعلق مجھے اللہ کا صرف یہی حکم معلوم ہے کہ اس کو پورا کیا جائے، اس عورت نے کہا تو کیا میں اپنے بیٹے کی قربانی کردوں۔ اس کا ابن عمر نے صرف یہ جواب دیا کہ اللہ نے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ تم اپنی جانوں کو قتل کرو۔ اس جواب سے تشفی نہ پاکر اب وہ عبداللہ ابن عباس کے پاس آئی اور ان سے فتویٰ پوچھا انہوں نے کہا ایک صرف اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی نذر کو پورا کرو اور قتل نفوس کی ممانعت کی ہے، عبدالمطلب بن ہاشم نے نذر مانی تھی کہ جب ان کے دس لڑکے ہو جائیں گے تو وہ ان میں سے ایک کو قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب یہ تعداد پوری ہو گئی۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی۔ قرعہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے نام نکلا چونکہ عبدالمطلب عبداللہ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے انہوں نے کہا خداوند عبداللہ کی قربانی قبول ہے یا سو اونٹ۔ یہ کہہ کر اب انہوں نے عبداللہ اور اونٹوں پر قرعہ اندازی کی، اس مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا۔ یہ واقعہ بیان کر کے ابن عباس نے اس عورت سے کہا کہ میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بیٹے کے بجائے سو اونٹوں کی قربانی کردو۔ یہ بات مروان کو جو اس وقت مدینہ کا امیر تھا۔ معلوم ہوئی اس نے کہا کہ ابن عمر اور ابن عباس دونوں نے فتوے میں غلطی کی ہے۔ ایسی نذر جس میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو۔ سرے سے جائز نہیں۔ اور عورت سے کہا کہ تو اللہ سے

معافی مانگ 'توبہ کر' صدقہ دے اور جس قدر خیر تجھ سے ہو سکے وہ کر۔ رہی بیٹے کی قربانی تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرما دی ہے اس لیے وہ کسی طرح جائز ہی نہیں۔ مروان کے اس فتوے کو لوگوں نے بہت پسند کیا اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور اسی کو انہوں نے صحیح سمجھا اور پھر یہی عام فتویٰ ہو گیا کہ جس بات میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو سرے سے جائز نہیں۔

نذر کے متعلق مذکورہ بالا بیان قبیظہ بن ذریب کا ہے ابن اسحاق کا بیان یہ ہے کہ جب عبدالمطلب کا زمزم کے کھودنے کے وقت قریش سے جھگڑا ہوا اور ان کو دبنا پڑا۔ انہوں نے نذر مانی کہ اگر ان کے دس بیٹے پیدا ہوئے اور وہ ان کی زندگی میں سن بلوغ کو پہنچ کر ان کی حمایت کے قابل ہو گئے' وہ ان میں سے ایک کو کعبہ میں اللہ کے لیے قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب ان کے دس بیٹے ہو گئے اور ان کو اطمینان ہو گیا کہ اب ان کی حمایت اور مدافعت کریں گے' انہوں نے ان کو جمع کیا اور اپنی منت سے اطلاع دی اور خواہش کی کہ تم میری اس نذر کو پورا کرو۔ انہوں نے باپ کی خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور پوچھا مگر اس پر عمل کیسے ہو گا۔ عبدالمطلب نے کہا تم میں سے ہر ایک ایک پانسہ سے اس پر اپنا نام لکھ لائے۔ جس پر وہ اپنے نام لکھ کر لے آئے۔ عبدالمطلب کعبہ کے عین وسط میں ہبل کے پاس آئے۔ یہ مکہ میں قریش کا سب سے بڑا بت تھا اور کعبہ کے عین وسط میں ایک کنوئیں پر رکھا ہوا تھا۔ اور اسی کنوئیں میں کعبہ کے چڑھاوے ڈالے جاتے تھے' اس بت کے پاس سات پانسے تھے۔ ہر ایک پر ایک تحریر کندہ تھی' ایک تحریر میں تھا" دیت" چنانچہ جب قریش میں دیت کے متعلق اختلاف رائے ہوتا کہ کون اسے ادا کرے تو ان ساتوں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اور جس کے نام دیت کا پانسہ نکل آتا وہی دیت ادا کرتا۔ ایک پانسہ پر "ہاں" لکھا تھا۔ جب قریش کوئی کام کرنا چاہتے تو انہی پانسوں کو ملا کر ڈالتے اگر جواب میں ہاں نکلتا اسے کر گزرتے ایک پانسہ پر "نہیں" لکھا تھا۔ اگر پانسے پر "نہیں" نکل آتا تو جس کام کے لیے انہوں نے پانسے ڈالے تھے اسے وہ نہ کرتے۔ ایک پانسے پر لکھا تھا" تم میں سے" ایک پر لکھا تھا" ملا ہوا" ایک پر" تھا تمہارے غیروں میں سے۔" ایک پانسہ پر تھا " پانی" جب قریش کنوئیں کھودنا چاہتے تو اس پانسہ کو دوسروں کے ساتھ ملا کر ڈالتے اگر جواب میں یہ پانسہ نکل آتا تو کنوئیں کھودتے۔

عبدالمطلب نے پانسے والے سے کہا کہ میرے ان تمام بیٹوں کی قرعہ اندازی کرو اور

Marfat.com

اسے بتایا کہ میں نے ایسی نذر مانی ہے۔ اب ہر لڑکے نے اپنے نام کا پانسہ اسے دے دیا۔ عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور انہی کو وہ سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ عبدالمطلب کا خیال تھا کہ اگر پانسہ ان کے نام نہ نکلا تو اس خوشی میں ایک بڑی دعوت کریں گے۔ یہ عبداللہ رسولؐ اللہ کے باپ تھے۔ جب پانسہ ڈالنے والے نے ان کو ڈالنے کے لیے اٹھایا تو عبدالمطلب کعبہ میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے پانسہ ڈالنے والے نے پانسے ڈال دیے اور پانسہ عبداللہ کے نام نکلا' عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ تھاما اور چھری اٹھائی اور پھر وہ اساف اور نائلہ کے پاس اسے ذبح کرنے آئے۔ یہ قریش کے وہ دونوں بت تھے' جن کے پاس وہ قربانیاں کرتے تھے' اسے دیکھ کر قریش اپنی مجلس سے اٹھ کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور پوچھا کیا کرتے ہو؟ عبدالمطلب نے کہا میں اسے ذبح کرتا ہوں' اس پر تمام قریش نے اور عبدالمطلب کے دوسرے بیٹوں نے کہا' جب تک آپ ان کے معاملہ میں تمام بچاؤ کے ذرائع ختم نہ کر دیں' ان کو ہرگز ذبح نہ کریں۔ کیونکہ اگر آپ نے اس وقت انہیں ذبح کرڈالا تو یہ ایک بری مثال قائم ہو جائے گی اور پھر ہر شخص اپنے بیٹے کو یہاں ذبح کر دیا کرے گا۔ اور لوگ کس طرح زندہ رہ سکیں گے' مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے' جس کے قبیلہ کے یہ عبداللہ بھانجے تھے' کہا کہ جب تک چھٹکارے کی تمام صورتیں ناقابل عمل نہ ثابت ہوں تم ہرگز اسے ذبح نہ کرو۔ اگر ہمارے مال سے اس کا فدیہ ہو سکے تو ہم فدیہ دینے کے لیے آمادہ ہیں۔ قریش اور عبدالمطلب کے بیٹوں نے بھی ان سے کہا کہ آپ ہرگز ذبح نہ کریں' اسے حجاز لے کر جائیں وہاں ایک عارفہ عورت ہے' ایک جن اس کا تابع ہے' پہلے اس سے دریافت کریں۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہے۔ اگر وہ آپ کو اس کے ذبح کرنے کا حکم دے' ذبح کر ڈالیں اور اگر وہ اس سے بچنے کی کوئی اور صورت دے تو آپ اسے قبول کر لیں۔

اس مشورہ کے بعد وہ سب مکہ سے مدینہ آئے یہاں آکر معلوم ہوا کہ وہ عورت خیبر میں ہے۔ یہ خیبر اس کے پاس آئے۔ اس سے ملے عبدالمطلب نے اپنی نذر کا سارا قصہ اسے سنایا اور پوچھا کہ اس صورت میں کیا کیا جائے اس نے کہا آج تو جاؤ' میرے تابع کو آنے دو اس سے دریافت کرتی ہوں' وہ سب کے سب اس کے پاس سے چلے آئے وہاں سے آکر پھر عبدالمطلب اللہ کی جناب میں التجا اور دعا کرنے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے دن صبح کو پھر یہ سب لوگ اس عارفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آج اس نے کہا کہ ہاں مجھ کو خبر مل گئی

ہے۔ یہ بتاؤ تمہارے ہاں جان کی دیت کیا ہے۔ انہوں نے کہا دس اونٹ اور یہی مقررہ دیت ہے۔ اس عورت نے کہا تو اب اپنے گھر جاؤ اور اپنے آدمی اور دس اونٹوں کو ایک جا کر کے ان پر قرعہ اندازی کراؤ۔ اگر قرعہ تمہارے آدمی کے نام نکلے تو ان کی تعداد میں دس کا اضافہ کرتے جانا اور قرعہ اندازی کرتے رہنا اور اگر اونٹوں پر قرعہ نکل آئے تو بس ان کو ذبح کر دینا۔ کیونکہ اونٹوں کے نام قرعہ نکل آنے سے معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا رب راضی ہو گیا ہے اور تمہارا آدمی بچ گیا۔

جناب عبداللہ کی دیت: یہ اس کے پاس سے چل کر پھر مکہ آئے اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے عبدالمطلبؓ کعبہ کے وسط میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے۔ اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب انہوں نے اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد بیس کر دی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی عبدالمطلب پھر اللہ سے التجا کرنے کھڑے ہو گئے مگر اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد تیس کر دی گئی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی اور ہر مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام آتا رہا۔ اور پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ دس مرتبہ یہ عمل کیا گیا۔ اس اثناء میں عبدالمطلب برابر اللہ کی جناب میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے دعا کرتے رہے۔ آخر کار جب اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی اور قرعہ اندازی ہوئی تو اس مرتبہ قرعہ اونٹوں پر نکل آیا' قریش اور دوسرے حاضرین نے کہا عبدالمطلب اب تمہارے رب کی رضا پوری ہو گئی' بس کرو انہوں نے کہا میں ابھی نہیں مانتا' جب تک میں تین مرتبہ قرعہ اندازی نہ کر لوں گا مجھے اطمینان نہ ہو گا۔ چنانچہ دوبارہ ان سو اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی۔ عبدالمطلب بدستور کھڑے ہوئے دعا کرتے رہے اس مرتبہ بھی قرعہ اونٹوں پر نکلا اور جب دوسری اور تیسری بار بھی قرعہ اونٹوں پر نکل آیا تو اب انہوں نے وہ اونٹ وہاں ذبح کر دیے اور بغیر روک ٹوک کے وہیں چھوڑ دیے کہ آدمی یا جانور جس کا جی چاہے ان کو کھا لے۔

ام قتال اور عبداللہ: قربانی کے بعد وہ اپنے بیٹے عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کعبہ سے واپس جانے لگے۔ بنی اسد کی ایک عورت ام قتال بنت نوفل' بن اسد بن عبدالعزیٰ ورقہ بن نوفل بن اسد کی بہن کے پاس سے جو کعبہ میں موجود تھی ان کا گزر ہوا۔ اس نے

Marfat.com

عبداللہ کے چہرے کو دیکھ کر کہا تم کہاں جاتے ہو' عبداللہ نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں؟ اس نے کہا جس قدر اونٹ تمہارے فدیہ میں ذبح کیے گئے ہیں وہ میں تم کو دیتی ہوں تم اسی وقت مجھ سے ہم بستر ہو جاؤ۔ عبداللہ نے کہا میرے ساتھ میرے باپ ہیں' میں ان کے خلاف مرضی کوئی بات نہیں کروں گا اور نہ ان سے جدا ہونا چاہتا ہوں۔

جناب عبداللہ کا نکاح: عبدالمطلب اسی طرح عبداللہ کو لیے ہوئے کعبہ سے باہر آگئے۔اور انہیں وہب بن عبدمناف بن زہرہ کے پاس' جو اس وقت اپنی عمر اور شرافت کی وجہ سے بنی زہرہ کا رئیس تھا' لے کر آئے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب سے جو بااعتبار شرافت نسب اور مرتبہ کے تمام قریش میں سب سے افضل خاتون تھیں' کر دی۔ یہ آمنہ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان عبدالدار بن قصی کی بیٹی تھیں اور برہ ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی بیٹی تھیں۔ اور ام حبیب بنت اسد برہ بنت عوف بن عبید بن حوید بن عدی بن کعب بن لوی کی بیٹی تھیں'شادی کے بعد وہب ہی کے مکان میں عبداللہ نے ان سے خلوت کی۔اور اسی وقت محمدؐ شکم مادر میں بصورت حمل جلوہ افروز ہوئے۔جب عبداللہ آمنہ کے پاس سے برآمد ہو کر پھر اس عورت کے پاس آئے' جس نے اپنے کو ان کے لیے پیش کیا تھا۔ عبداللہ نے اس سے کہا آج کیوں تم میرے سامنے وہ بات پیش نہیں کرتیں جو کل کی تھی۔ اس نے کہا آج تمہاری پیشانی پر وہ نور نہیں ہے جو کل تھا' وہ جاتا رہا اور مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔

جناب عبداللہ کا انتقال: زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ حسین آدمی تھے۔ کسی نے آمنہ بنت وہب سے ان کے حسن وجمال کی تعریف کی اور یہ بھی کہا' اگر جی چاہے تو ان سے شادی کر لو۔ آمنہ نے عبداللہ سے شادی کی' عبداللہ نے ان سے مباشرت کی اور رسولؐ اللہ ان کے بطن میںؐ بہ شکل حمل مستقر ہوئے' اس کے بعد عبداللہ کے باپ نے ان کو ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ مدینہ بھیج دیا تا کہ وہاں سے کھجور لے کر آئیں' اسی سفر میں عبداللہ نے مدینہ میں انتقال کیا' جب ان کو واپس آنے میں دیر ہوئی' عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو ان کی خبر کے لیے بھیجا۔ ان کو مدینہ آکر معلوم ہوا کہ عبداللہ کا انتقال ہو گیا' مگر واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ بیان غلط ہے اصل واقعہ وہی ہے جو ام بکر بنت المسور نے بیان کیا ہے کہ عبدالمطلب اپنے بیٹے

Marfat.com

عبداللہ کو لے کر وہب کے پاس آئے اور خود اپنے بیٹے کی شادی کی درخواست کی۔ چنانچہ ایک ہی مجلس میں دونوں کی شادیاں ہو گئیں۔ عبدالمطلب کی شادی ہالہ بنت عبدمناف بن زہرہ سے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ سے ہوئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہم تمام ارباب سیر اس بات پر متفق ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام سے مدینہ آئے چونکہ وہ بیمار تھے اس لیے مدینہ میں ٹھہر گئے اور اسی قیام کے زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔

پرورش: واقعہ فیل کے آٹھ سال بعد عبدالمطلب فوت ہو گئے۔ چونکہ حضرت ابوطالب اور رسول اللہ کے باپ عبداللہ حقیقی بھائی تھے۔ اس لیے عبدالمطلب نے اپنے بعد رسولؐ اللہ کی پرورش اور ولایت ابو طالب کے سپرد کی تھی اور حسن سلوک کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ اس کے بعد ابو طالب رسولؐ اللہ کے ولی تھے۔ آپ انہی کے پاس اور ساتھ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ابو طالب قریش کے قافلہ کے ساتھ تجارت کے لیے شام جانے لگے۔ جب قافلہ کی روانگی کا وقت آیا اور وہ جانے کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔ رسولؐ اللہ ان سے لپٹ گئے۔ ابو طالب کو ان پر ترس آیا اور انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم ہے میں انہیں بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اور اب آئندہ کبھی ان کو اپنے سے علیحدہ نہ رکھوں گا۔

بحیرا راہب: چنانچہ وہ رسولؐ اللہ کو ساتھ لے کر قافلہ میں روانہ ہو گئے۔ یہ قافلہ شام کے علاقے میں بصریٰ مقام پر فروکش ہوا۔ یہاں بحیرا نام کا ایک راہب اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا یہ نصرانیوں کا بڑا عالم شخص تھا۔ ہمیشہ سے اس خانقاہ میں جو راہب ہوتا تھا' اسے وراثتاً" علم کتابی ملتا رہتا۔ جب یہ قریش کا قافلہ اس سال اس کے ہاں فروکش ہوا۔ بحیرا نے ان کے لیے بہت سا کھانا پکوایا اور یہ اس لیے کہ اس نے اپنے صومعہ میں سے رسولؐ اللہ کو دیکھا تھا کہ اور تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف آپ پر ایک بدلی سایہ فگن چلی آتی ہے۔ جب یہ قافلہ اس کے قریب آکر ایک درخت کے سایہ میں اترا۔ اس نے اس بدلی کو دیکھا کہ اس نے درخت کی شاخوں کو رسولؐ اللہ پر سایہ ڈالنے کے لیے جھکا دیا ہے اور اب وہ پورے سایہ کے نیچے فروکش ہیں۔ یہ دیکھ کر بحیرا اپنی خانقاہ سے اترا اور ان سب کو اس نے اپنے پاس بلا بھیجا' رسولؐ اللہ پر نظر پڑتے ہی اس نے آپؐ کو غور سے دیکھنا شروع کیا اور ان نشانیوں کی مطابقت کرنے کے لیے' جو اسے پہلے سے معلوم تھیں' وہ آپؐ کے جسم کی بعض چیزوں کو

Marfat.com

بغور دیکھنے لگا۔ جب تمام قافلہ کھانے سے فارغ ہو کر چلا گیا' اس نے رسولؐ اللہ سے ان کی حالت بیداری اور خواب کی کیفیت دریافت کی۔ آپؐ نے اسے بتانا شروع کیا۔ یہ باتیں ان صفات کے عین مطابق تھیں جو اسے پہلے سے معلوم تھیں۔ اس کے بعد اس نے آپؐ کی پیٹھ دیکھی تو دونوں شانوں کے بیچ میں اسے مہر نبوت نظر آئی۔ اس نے ابو طالب سے کہا کہ یہ لڑکا تمہارا نہیں معلوم ہوتا۔ انہوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے کہا یہ ہرگز تمہارا بیٹا نہیں ہے۔اور اس بچہ کا باپ تو زندہ بھی نہ ہونا چاہیے۔ ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ بحیرا نے۔پوچھا اس کا باپ کیا ہوا؟ ابو طالب نے کہا ابھی یہ لڑکا بطن مادر ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ بحیرا نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ اچھا تم اسے اپنے گھر لے جاؤ اور یہودیوں سے اس کی حفاظت کرنا اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے اور وہ علامات جن کو میں نے شناخت کر لیا ہے' انہوں نے بھی شناخت کر لیا تو وہ ضرور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ یہ ایک عظیم الشان انسان ہونے والا ہے 'تم فوراً" اسے گھر لے جاؤ۔ یہ سن کر ابو طالب آپؐ کو لے کر فوراً" روانہ ہو گئے اور ان کو مکہ لے آئے۔

حضرت محمدؐ کا برائیوں سے اجتناب: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے سنا کہ جو باتیں لوگ ایام جاہلیت میں کرتے تھے' ان کے کرنے کا میں نے دو مرتبہ قصد کیا مگر ہر مرتبہ اللہ میرے اور اس بات کے درمیان آگیا۔ اس کے بعد میں نے کبھی کسی برائی کے کرنے کا ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزو جل نے مجھے اپنی رسالت کی عزت سے سرفراز فرمایا' اور وہ دو مرتبہ کا قصہ بھی یہ ہے کہ میں نے ایک رات اس قرشی نو عمر لڑکے سے جو میرے ساتھ بالائی جگہ میں مویشی چراتا تھا' کہا کہ اگر تم میری بکریوں کی نگرانی رکھو تو میں مکہ جا کر دوسرے نو جوانوں کی طرح پرلطف باتیں کر آوں۔ اس نے کہا' اچھا تم جاؤ میں اس غرض سے مکہ آیا' آبادی کے پہلے گھر تک پہنچا تھا کہ مجھے دف اور باجوں کی آواز آئی۔ میں نے پوچھا کیا ہے؟ لوگوں نے کہا فلاں شخص کی فلاں عورت سے شادی ہوئی ہے۔ یہ اس کا جلوس ہے۔ میں اسے دیکھنے بیٹھ گیا۔ اللہ نے میرے کان پٹ کر دیے میں سو گیا۔ آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں اپنے ساتھی کے پاس چلا آیا۔ اس نے پوچھا کیا کر آئے۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں میرے ساتھ تو یہ واقعہ پیش آیا۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ ایک رات میں اب پھر میں نے اپنے ساتھی سے وہی درخواست کی جو پہلے کی تھی۔ اس نے اسے منظور کر لیا۔ میں اس رات پھر مکہ آیا اور اس مرتبہ بھی مجھے وہی برات

Marfat.com

کے جلوس کے باجے سنائی دیے جو پہلی مرتبہ سنائی دیئے تھے۔ میں جلوس دیکھنے بیٹھ گیا۔ اس مرتبہ پھر اللہ نے میرے کان بہرے کر دیے۔ میں سو رہا اور آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں نے پھر اپنے ساتھی سے آکر یہ واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد پھر میں نے کسی برائی کا ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزو جل نے مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔

تجارت: ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب رسولؐ اللہ نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کی اس وقت آپؐ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نہایت شریف مالدار تاجر بی بی تھیں' دوسرے لوگ ان کے مال کی تجارت کرتے تھے اور منافع میں سے وہ کچھ ان کو دے دیا کرتی تھیں۔ قریش تاجر قوم تھی۔ جب خدیجہ کو رسولؐ اللہ کی راست گفتاری امانت اور نیک کرداری کا علم ہوا' انہوں نے آپؐ کو بلا بھیجا اور درخواست کی کہ آپؐ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں۔ میں ابتک دوسرے تاجروں کو منافع میں سے جس قدر حصہ دیتی تھی' اس سے بہت زیادہ آپ کو دوں گی اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کر دوں گی۔ آپؐ نے یہ تجویز منظور فرمالی اور ان کا مال لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی ساتھ ہو گیا۔ دونوں شام آئے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے۔ اس راہب نے سر اٹھا کر میسرہ کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے اترا ہے کون ہے؟ اس نے کہا یہ اہل حرم کا ایک قرشی ہے۔ راہب نے اس سے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی اللہ کے اور کوئی شخص آج تک فروکش نہیں ہوا ہے۔ رسولؐ اللہ نے جو مال لاد کر لائے' بیچ دیا۔ اور جو خریدنا تھا اسے خرید لیا' آپؐ مکہ واپس پلٹے' میسرہ ہمراہ تھا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ دوپہر اور سخت گرمی کے وقت میسرہ دیکھتا تھا کہ آپ اونٹ پر ہوتے ہیں اور دو فرشتے آکر آپؐ کو تمازت آفتاب سے بچانے کے لیے سایہ کر لیتے ہیں' آپؐ خدیجہؓ کے پاس مکہ آئے۔ انہوں نے اس مال کو جو آپ شام سے لائے تھے' بیچا تو اس سے دو چند یا قریب دو چند کے نفع ہوا۔

حضرت خدیجہؓ سے حضرت محمدؐ کا نکاح: میسرہ نے حضرت خدیجہؓ سے راہب کا قول بیان کیا اور جو آپؐ پر فرشتوں کو سایہ کرتے دیکھا تھا وہ بھی کہا۔ خدیجہؓ ایک تجربہ کار ہوشیار

اور شریف بی بی تھیں۔ نیز اللہ نے ان کی قسمت میں اور بھی کرامت اور سعادت مقدر کی تھی۔ یہ سن کر انہوں نے رسولؐ اللہ کو بلایا اور ان سے کہا اے میرے ابن عم' میں تمہاری قرابت' شرافت' نسب' امانت' حسن اخلاق اور راست بازی کی وجہ سے تمہاری گرویدہ ہوں' میں تمہارے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہوں۔ خدیجہؓ اس زمانے میں قریش میں سب سے زیادہ نجیب' شریف اور دولت مند خاتون تھیں۔ ان کی تمام قوم ان وجوہ سے ان سے شادی کرنے کی متمنی تھی۔ جب انہوں نے رسولؐ اللہ سے شادی کی خواہش ظاہر کی' آپؐ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب آپؐ کے چچا آپؐ کے ہمراہ خویلد بن اسد کے پاس گئے اور اس سے شادی کا پیام دیا۔ انہوں نے حضرت خدیجہؓ کی رسولؐ اللہ سے شادی کر دی ابراہیم کے علاوہ آپؐ کی تمام اولاد زینبؓ' رقیہؓ' ام کلثومؓ فاطمہؓ' قاسمؑ انہی کے نام سے آپ کنیت کرتے تھے اور طاہر اور طیب حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے ہوئے۔ قاسم' طاہر اور طیب عہد جاہلیت ہی میں مر گئے۔ البتہ آپ کی تمام صاحبزادیوں نے اسلام کا عہد پایا اور وہ مسلمان ہوئیں اور انہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی۔

خانہ کعبہ: خدیجہؓ سے شادی کرنے کے دس سال کے بعد قریش نے کعبہ کو ڈھا کر پھر بنایا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ کعبہ کے انہدام کی وجہ یہ ہوئی کہ کعبہ کی صورت یہ تھی کہ کرسی کے اوپر صرف پتھر چنے ہوئے تھے۔ قریش چاہتے تھے کہ دیوار کو اور بلند کر کے اس پر چھت ڈال دیں اور اس کی تحریک یوں ہوئی کہ بعض لوگوں نے جن میں قریش اور دوسرے آدمی شامل تھے' کعبہ کے خزانے کو چرالیا تھا۔ یہ خزانہ کعبہ کے وسط میں جو کنواں تھا' اس میں تھا۔

کعبہ کی تعمیر: تمام قبیلوں نے کعبہ کی تعمیر کے لئے پتھر جمع کیے۔ ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کرتا تھا پتھر جمع ہونے کے بعد انہوں نے تعمیر شروع کی' جب عمارت رکن کی جگہ تک مرتفع ہو گئی تو ہر قبیلہ نے مطالبہ کیا کہ اس کے اوپر صرف اسی کو تعمیر کا شرف حاصل ہو دوسرا نہ پہنائے۔ اس مطالبہ نے نزاع کی صورت اختیار کی' تعمیر چھوڑ کر وہ علیحدہ علیحدہ جمع ہوئے' ایک نے دوسرے کو حلیف بنایا اور لڑائی کی دھمکی دی۔ بنو عبدالدار خون سے بھرا ایک کٹورا لائے اور انہوں نے بنو عدی بن کعب سے اس خون میں ہاتھ ڈال کر آخر دم تک لڑنے کے لئے معاہدہ کیا' اسی وجہ سے ان کا نام لعقتہ الدم ہوا۔ چار پانچ راتیں قریش اسی

Marfat.com

طرح کام چھوڑے رہے پھر سب نے مسجد میں جمع ہو کر مشاورت کی اور سمجھوتہ کر لیا۔

حجر اسود: ابو امیہ بن مغیرہ اس وقت قریش کا سب سے سن رسیدہ آدمی تھا۔ اس نے قریش سے کہا کہ اس نزاع کے تصفیہ کو اس شخص کے حوالہ کرو جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ اتفاق کی بات کہ سب سے پہلے رسولؐ اللہ وہاں تشریف لائے۔ ان کے پاس آئے انہوں نے آپؐ سے واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا، مجھے ایک کپڑا لادو' کپڑا آپؐ کو دیا گیا' آپؐ نے رکن کعبہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس جگہ رکھا پھر فرمایا کہ ہر قبیلہ اس چادر کا ایک کونہ تھام لے اور سب مل کر اسے اٹھائیں۔ انہوں نے اس فیصلہ پر عمل کیا اور جب رکن کو اٹھائے ہوئے اس کے مقام پر لے آئے' خود رسولؐ اللہ نے اپنے ہاتھ سے اسے وہاں رکھ دیا پھر اس کے اوپر عمارت شروع کی گئی۔ نزول وحی سے پیشتر ہی قریش رسولؐ اللہ کو امین کہتے تھے۔ قریش کے ہاتھ کعبہ کی یہ تعمیر واقعہ فجار کے پندرہ سال بعد عمل میں آئی۔ اور عام الفیل اور عام الفجار کے درمیان دس سال کا فصل ہے۔

بعثت: نبوت ملنے کے وقت رسولؐ اللہ کی عمر میں ارباب سلف کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ قریش کو کعبہ کے تعمیر کرنے کے پانچ سال بعد جس وقت آپؐ کی عمر چالیس سال تھی آپؐ نبوت پر فائز ہوئے ابن عباس سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسولؐ اللہ کی عمر چالیس سال تھی۔ انس بن مالک سے کئی سلسلہ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسولؐ اللہ کی عمر چالیس کے لگ بھگ تھی۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فاطمہؓ سے کہا کہ سال میں صرف ایک مرتبہ قرآن مجھے دکھایا جاتا تھا مگر اس سال دو مرتبہ دکھایا گیا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ میری موت قریب ہے میرے اہل میں سب سے پہلے تم مجھے آکر ملو گی۔ ہر نبی کے بعد جب دوسرا نبی مبعوث کیا گیا ہے' اسے سابق کی نصف مدت دی گئی ہے' عیسیٰ چالیس سال کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ میں بیس سال کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔

نزول وحی کا دن اور مہینہ: ابو قتادہ انصاری سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق رسولؐ اللہ سے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے' جس میں پیدا ہوا اور مبعوث ہوا یا آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ سے دو شنبہ کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا آپؐ نے فرمایا یہ وہی دن

۸۰۶۰۳

Marfat.com

ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور مجھے نبوت ملی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ دو شنبہ کو پیدا ہوئے اور اسی دن ان کو نبوت ملی۔

جبیر بن مطعم کی روایت: محمد بن جبیر بن مطعم کا باپ بیان کرتا ہے کہ عہد جاہلیت میں رسولؐ اللہ کے مبعوث ہونے سے ایک ماہ پہلے ہم بوآنہ میں ایک بت کے پاس تھے وہاں ہم نے قربانیاں کی تھیں' ان میں سے ایک کے پیٹ میں سے آواز آئی' اب وحی کی چوری ختم ہو گئی ہمیں مکہ کے نبی احمدؐ نام کی وجہ سے جو اس مقام سے یثرب کو ہجرت کرنے والا ہے اب ستاروں سے مارا جاتا ہے۔ یہ سن کر ہم دم بخود ہو گئے اور پھر رسولؐ اللہ ظاہر ہوئے۔

نزول وحی: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ پر وحی کی ابتدا رویائے صادقہ سے ہوئی جو آپ کو صبح روشن کی طرح نظر آتے تھے' اس کے بعد آپؐ کے دل میں عزلت اور تنہائی کی رغبت ڈالی گئی۔ چنانچہ آپؐ غار حرا میں جا کر کئی کئی راتیں بغیر گھر آئے مسلسل عبادت میں بسر کرنے لگے' پھر گھر آکر اتنی مدت کے لیے جو آپؐ کو حرا میں بسر کرنا ہوتی آپؐ توشہ لے جاتے۔

پہلی آیت: یہاں تک کہ دفعتاً" روح القدس آپؐ کے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ تم اللہ کے رسولؐ ہو۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت کھڑا ہوا تھا' گھٹنے کے بل بیٹھ گیا اور پھر وہاں سے خوف سے لرزہ براندام گھر بھاگ کر آیا' خدیجہؓ کے پاس آیا۔ ان سے کہا مجھے چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ جب یہ ہراس جاتا رہا تو پھر روح القدس میرے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ! تم اللہ کے رسولؐ ہو۔ اب تو خوف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ پہاڑ کی کسی چوٹی سے کود کر میں خود کشی کر لوں مگر جب میں نے یہ قصد کیا۔ انہوں نے زبردستی مجھے اس بات سے روک دیا اور کہا اے محمدؐ میں جبرئیل ہوں اور تم اللہ کے رسولؐ ہو' پھر کہا پڑھو' میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ پھر انہوں نے مجھے پکڑ کر تین مرتبہ اس زور سے دبوچا کہ میرے جسم کی طاقت سلب ہو گئی اور پھر کہا "**اقراء باسمہ ربک الذی خلق**" (پڑھو اس رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے) میں نے پڑھ دیا۔ میں خدیجہؓ کے پاس آیا اور چونکہ مجھے اپنی جان کا خوف ہو گیا تھا میں نے ان سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ تو نہایت خوش خبری ہے اللہ مبارک کرے۔ بخدا اللہ تم کو کبھی رسوا

Marfat.com

نہ ہونے دے گا۔ بخدا تم صلہ رحمی کرتے ہو' صادق القول ہو' امین ہو' آڑے وقت لوگوں کے کام آتے ہو' مہمان نواز ہو اور مصائب وحوادث پر صبر کرتے ہو۔

ورقہ بن نوفل کی پیشگوئی: اس کے بعد مجھے ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں اور اس سے کہا کہ اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا' کیا گزری؟ میں نے اپنا پورا پورا واقعہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا یہ وہی روح القدس ہیں' جو موسیٰ بن عمران پر نازل ہوئے تھے۔ کاش میں اس میں شرکت کر سکتا' کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا' جب کہ تمہاری قوم تم کو خارج البلد کرے گی۔ میں نے پوچھا کیا وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے۔ اس نے کہا ضرور کیونکہ جس کسی پر اللہ نے وہ سعادت رسالت نازل کی' جو تم پر نازل ہوئی ہے لوگ ہمیشہ اس کے دشمن ہوئے ہیں' کاش اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور تمہاری پوری مدد کروں گا۔ پھر "اقرا" کے بعد سب سے پہلے قرآن کا یہ حصہ مجھ پر نازل ہوا۔ "قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں' تم اپنے رب کی نعمت کے بارے میں دھوکا میں نہیں ہو اور تم کو بغیر احسان مند ہوئے بڑا اجر ملے گا اور بلا شبہ تم بڑے ہی اخلاق رکھتے ہو' تو عنقریب تم بھی دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے اے چادر اوڑھنے والے کھڑا ہو اور ڈرا' قسم ہے وقت چاشت اور رات کی جب کہ وہ پوری طرح طاری ہو جائے۔"

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ جبرئیل رسول اللہؐ کے پاس آئے اور کہا پڑھو۔ آپؐ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ حضرت جبرئیل نے آپؐ کو دبوچا اور پھر کہا پڑھو! آپ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ دوبارہ جبرئیل نے حضرت کو دبوچا اور کہا پڑھو! آپؐ نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر جبرئیل نے آپؐ کو دبوچا اور کہا پڑھو! آپؐ نے کہا کیا پڑھوں؟ جبرئیل نے کہا "**اقراء باسمک ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق**۔" رسول اللہؐ سیدھے حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ضرور میری موت کا وقت اب آگیا ہے۔ انہوں نے کہا تمہارا رب ہرگز تمہارے ساتھ ایسا کرنے کا نہیں' تم نے کبھی کوئی بری بات نہیں کی ہے' وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں' ان کو یہ واقعہ سنایا' اس نے کہا اگر تم اپنے بیان میں سچی ہو تو بلا شبہ تمہارے شوہر نبی ہیں۔ ان کو اپنی قوم سے تکلیف پہنچے گی۔ اگر میں نے ان کا زمانہ نبوت پایا تو میں ضرور ان پر ایمان لے آؤں گا۔ اس واقعہ کے بعد ایک طویل مدت تک حضرت جبرئیل وحی لے کر رسول اللہؐ کے پاس نہیں آئے۔ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہؐ سے کہا' معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے رب نے تم سے کنارہ کشی اختیار کی۔

Marfat.com

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی **والضحیٰ واللیل اذا سجی ماودعک ربک وما قلیٰ"**

حضرت خدیجہؓ کی روایت: حضرت خدیجہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ کے اطمینان قلب کے لیے کہ اللہ نے اپنی نبوت سے آپؐ کو سرفراز فرمایا ہے' کہا اے میرے چچیرے بھائی کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب فرشتہ تمہارے پاس آئے تو اس کی اطلاع مجھے کر دو' انہوں نے فرمایا اچھا۔ میں نے کہا اب جب وہ آئے آپؐ مجھے ضرور خبر کریں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حسب دستور جبرئیل رسولؐ اللہ کے پاس آئے انہوں نے مجھ سے کہا خدیجہؓ وہ آگئے ہیں۔ میں نے کہا اچھا تو آپؐ ذرا میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں۔ رسولؐ اللہ اپنی جگہ سے اٹھ کر میری بائیں ران پر آبیٹھے۔ میں نے کہا اب بھی آپؐ ان کو دیکھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا آپؐ میری داہنی ران پر آبیٹھیں۔ رسولؐ اللہ بائیں ران سے اٹھ کر داہنی پر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا اب بھی وہ آپؐ کو نظر آتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اب آپؐ میری گود میں آبیٹھیں۔رسولؐ اللہ میری گود میں بیٹھ گئے ہیں اب بھی وہ نظر آتے ہیں' انہوں نے کہا ہاں۔ اب میں نے سر سے دوپٹہ اتار کر الگ رکھ دیا۔ رسولؐ اللہ اسی طرح میری گود میں تشریف رکھتے تھے۔ اب میں نے پوچھا کیا اب بھی وہ نظر آرہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اے میرے چچیرے بھائی تم کو بشارت ہو' تم بالکل مطمئن رہو' بخدا یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہو سکتا۔

یہ حدیث جب عبداللہ بن الحسن سے بیان کی گئی تو اس نے کہا میں نے اپنی ماں فاطمہ بنت الحسین سے اس حدیث کو حضرت خدیجہؓ سے نقل کرتے ہوئے سنا ہے مگر میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ حضرت خدیجہؓ نے رسولؐ اللہ کو اپنے کرتے کے دامن میں لے لیا۔ اس وقت جبرئیل غائب ہو گئے۔ تب حضرت خدیجہؓ نے رسولؐ اللہ سے کہا کہ یہ یقینی فرشتے ہیں ہرگز شیطان نہیں۔

التوائے وحی کا واقعہ: زہری سے مروی ہے کہ جب ایک عرصہ تک رسولؐ اللہ پر وحی نازل نہیں ہوئی آپ بہت ہی محزون ہوئے۔ آپؐ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھتے تھے ~~کہ خود کو گرا دیں~~۔ اس نیت سے جب کبھی آپؐ چوٹی پر پہنچتے' جبرئیل نمودار ہو کر کہتے' آپؐ اللہ کے نبی ہیں' اس سے آپؐ کو اطمینان ہو جاتا۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے رسولؐ اللہ نے

Marfat.com

فرمایا کہ ایک دن اسی ارادے سے چلا جارہا تھا کہ میں نے اس فرشتے کو' جو حرا میں میرے پاس آتا تھا' دیکھا کہ وہ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن ہے' اسے دیکھ کر میں خوف کی وجہ سے ٹھہر گیا۔ خدیجہؓ کے پاس واپس آگیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اڑھاؤ۔ چنانچہ ولائی اڑھا دی گئی۔ تب اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی **یاایھا المدثر قم فا نذر وربک فکبرو ثیا بک فطھر۔** زہری کہتا ہے مگر سب سے پہلے **اقرا باسم ربک الذی خلق۔ مالم یعلم** تک آپؐ پر نازل ہوئی۔

پہلی مسلمان خاتون: پھر جب اللہ عزو جل نے اپنے نبی محمدؐ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو اپنے رب کے اس انکار کی وجہ سے' جس میں وہ عرصہ سے مبتلا چلے آتے تھے اور اپنے خالق اور رازق کی عبادت چھوڑ کر دوسرے معبودوں اور تبوں کی پرستش کرتے تھے' اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور متنبہ کرنے کے لیے کھڑے ہوں اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار واعلان کریں۔ اللہ نے فرمایا **واما بنعمتہ ربک فحدث** یہاں نعمت سے مراد ابن اسحاق کے قول کے مطابق کرامت اور فضیلت نبوت ہے' فحدث کے معنی یہ ہیں کہ اس کو بیان کرو اور اس کی دعوت دو۔ اس حکم کے مطابق اب آپؐ خفیہ طور پر صرف ان گھر والوں سے جن کے متعلق آپؐ کو اطمینان تھا اس احسان وانعام کا جو اللہ نے آپؐ پر اور آپؐ کے ذریعہ اپنے بندوں پر آپؐ کو نبوت دے کر کیا تھا' ذکر کرنے لگے۔ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے آپؐ کی بیوی خدیجہؓ نے آپ کی تصدیق کی' وہ آپؐ پر ایمان لائیں اور ساتھ ہو گئیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس بات پر تمام ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلی مسلمہ جس نے رسولؐ اللہ کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہؓ رحمہا اللہ بنت خویلد تھیں۔

نماز: ابو جعفر کہتا ہے کہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور بتون تماثیل اور مماثیل سے قطعی اظہار بے تعلقی کے بعد اللہ عزوجل نے قوانین اسلام میں سب سے پہلے نماز کو فرض کیا۔ جس وقت رسولؐ اللہ پر نماز فرض کی گئی' جبرئیل آپؐ کے پاس آئے' اس وقت آپؐ مکہ اعلیٰ میں تھے' وہ اشارے سے آپؐ کو وادی کی ایک سمت میں لے گئے' اس سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ حضرت جبرئیل نے وضو کیا تاکہ وہ بتا دیں کہ نماز کے لئے اس طرح طہارت کی جائے۔ رسولؐ اللہ ان کو دیکھتے رہے۔ ان کے بعد ان کی طرح رسولؐ اللہ نے وضو کیا۔ پھر جبرئیل نے کھڑے ہو کر رسولؐ اللہ کو نماز پڑھائی' آپؐ نے اقتدا کی جبرئیل چلے

Marfat.com

گئے۔ آپؐ خدیجہؓ کے پاس آگئے اور جس طرح آپؐ نے حضرت جبرئیل کو وضو کرتے دیکھا تھا اسی طرح آپؐ نے خدیجہؓ کو بتانے کے لیے کہ نماز کے لیے طہارت اس طرح ہوتی ہے' ان کے سامنے وضو کیا۔ اس کے بعد جس طرح جبرئیل نے آپؐ کو نماز پڑھائی تھی آپؐ نے خدیجہؓ کے ساتھ نماز پڑھی اور انہوں نے آپؐ کی اقتدا کی۔

حضرت محمدؐ اور حضرت علیؓ: بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ابتدا میں رسولؐ کا یہ دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا' آپؐ اپنے چچا ابو طالب دوسرے چچا اور تمام قوم سے چھپ کر مکہ کی گھاٹیوں میں چلے جاتے۔ علی بن ابی طالب آپؐ کے ساتھ ہوتے' وہاں وہ دونوں نماز پڑھتے اور شام کو پلٹ آتے۔ ایک عرصہ تک یہ دستور رہا' پھر ایک مرتبہ اتفاقیہ طور پر ابو طالب نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ اس نے رسولؐ اللہ سے پوچھا اے میرے بھتیجے یہ کیا مذہب ہے' جس میں میں تم کو عامل دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے فرمایا چچا جان یہ اللہ' اس کے ملائکہ' انبیا' اور ہمارے دادا ابراہیم کا مذہب ہے یا آپؐ نے فرمایا مجھے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے رسولؐ بنا کر بھیجا ہے آپ اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ میں آپ کے ساتھ خیر خواہی کروں اور ہدایت کی طرف دعوت دوں اور آپ پر بھی میرا یہ حق ہے کہ آپ میری دعوت قبول کریں اور اس بارے میں میری اعانت کریں۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے یہ تو مجھ سے ممکن نہیں کہ اپنے اور اپنے آبائی مذہب اور طریقہ کو ترک کر دوں ہاں البتہ اس کا وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تم کو کوئی گزند نہ پہنچنے دوں گا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو طالب نے اپنے بیٹے علیؓ سے کہا یہ کیا دین ہے جس پر تم عمل پیرا ہو' انہوں نے کہا ابا جان میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا ہوں' میں نے ان کی نبوت کی تصدیق کی ہے' ان کے ساتھ اللہ کی نماز پڑھی ہے۔ اس پر ابو طالب نے کہا۔ بہرحال محمدؐ تم کو سوائے خیر کے اور بات کی دعوت نہ دیں گے' تم ان کے ساتھ رہو۔ مجاہد کی روایت ہے کہ علیؓ کی عمر دس سال تھی جب وہ اسلام لائے۔ واقدی کہتا ہے کہ ہمارے دوستوں کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت کے ایک سال کے بعد علیؓ اسلام لائے اور وہ بارہ سال مکہ میں ہجرت سے پہلے مقیم رہے۔

مشرکین سے لڑائی: اس زمانہ میں اصحاب رسولؐ اللہ اپنی قوم سے چھپ کر پہاڑ کی گھاٹیوں اور کھڈوں میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سعد بن وقاصؓ چند اور صحابہ

Marfat.com

کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز کے لیے گئے ہوئے تھے کہ اس حالت میں مشرک نمودار ہوئے' انہوں نے صحابہ سے جھگڑا کیا اور ان کی نماز کو برا سمجھا۔ جب زبانی باتوں سے وہ باز نہ آئے تو مشرکوں نے صحابہ سے لڑائی چھیڑ دی اور جنگ ہونے لگی۔ سعد بن ابی وقاص نے اس دن ایک مشرک کو اونٹ کے کوڑے سے ایسی ضرب لگائی کہ اس سے وہ لہولہان ہو گیا۔ اسلام میں سب سے پہلی مرتبہ یہ خون بہایا گیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت **وانذر عشیر تک الاقربین** نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ آبادی سے نکل کر کوہ صفا پر چڑھے اور وہاں سے اپنی قوم کو پکارا کہ میرے پاس آؤ۔ لوگوں نے باہم پوچھا کہ کون پکار رہا ہے کہا گیا محمدؐ۔ آپؐ نے پھر نام لے کر اے فلاں کی اولاد اے عبدالمطلب کی اولاد اے عبدمناف کی اولاد میرے پاس آؤ جب سب آپؐ کے پاس جمع ہو گئے آپؐ نے فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں زبردست رسالہ حملہ کے لیے برآمد ہونے والا ہے' تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے کہا آج تک ہم اس بات سے واقف نہیں ہو سکے کہ تم نے کبھی جھوٹ بولا ہو۔ اب آپؐ نے فرمایا ""انی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید۔" ابو لہب نے کہا تو ہلاک ہو' اسی لیے تو نے ہمیں بلایا ہے۔ یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے جلسہ سے اٹھ گیا اور تب یہ سورۃ نازل ہوئی "تبت یدا ابی لہب وتب۔"

بنوعبدالمطلب کو دعوت اسلام:

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "انذر عشیر تک الاقربین" رسولؐ اللہ پر نازل ہوئی آپؐ نے مجھے بلایا اور کہا علیؓ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی کنبے والوں کو ہدایت کروں مگر میں اپنے کو اس سے عہدہ برآ ہونے میں مجبور پاتا ہوں۔ کیونکہ جب میں ان کو اپنی دعوت دوں گا وہ مجھے تکلیف پہنچائیں گے۔ اس خوف سے میں اس حکم کی بجا آوری میں خاموش تھا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ محمدؐ اگر تم اللہ کے اس حکم کی بجا آوری نہ کرو گے' تمہارا رب تم کو عذاب دے گا' اس لیے تم آدھ سیر تین پاؤ کا کھانا تیار کرو اس پر بکری کی ران بھون کر رکھ دینا اور دودھ سے بھر کر ایک کٹورا لادو۔ اس کے بعد تمام بنو عبدالمطلب کو میرے پاس بلا لاؤ تا کہ میں ان سے گفتگو کروں اور اللہ کے حکم کو ان تک پہنچا دوں۔ میں نے رسولؐ اللہ کی فرمائش پوری کر دی اور پھر تمام بنو عبدالمطلب کو جو اس زمانے میں کم وبیش چالیس مرد تھے آپؐ کے پاس بلا لیا۔ ان میں آپؐ

کے چچا ابو طالب، حمزہ، عباس اور ابو لہب بھی تھے۔ سب کے جمع ہو جانے کے بعد رسولؐ اللہ نے مجھے اس کھانے کے لانے کا جو میں نے آپؐ کے لیے تیار کیا تھا حکم دیا۔ میں نے اسے لا کر رکھا۔ رسولؐ اللہ نے اس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے اپنے دانتوں سے چیرا اور پھر اسے خوان کے کناروں پر رکھ دیا اور سب سے کہا بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیجئے۔ تمام جماعت نے شکم سیر ہو کر کھانا کھالیا، مجھے صرف ان کے ہاتھ چلتے دکھائی دیتے تھے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں علی کی جان ہے کہ جتنا کھانا میں نے ان کے لیے تیار کیا تھا ان میں سے ہر شخص اس تمام کو کھا جاتا۔ کھانے کے بعد رسولؐ اللہ نے فرمایا ان سب کو دودھ پلاؤ۔ میں نے وہ کٹورا لا کر ان کو دیا۔ اسے پی کر وہ سب سیر ہو گئے۔ حالانکہ بخدا وہ صرف اتنا تھا کہ ان میں کا ہر شخص اسے پی جاتا۔ اس کے بعد رسولؐ اللہ نے چاہا کہ ان سے گفتگو کریں مگر آپؐ کے بولنے سے پہلے ابو لہب نے کہا کہ "عرصہ سے یہ تم پر جادو کرتا رہا ہے۔" یہ سن کر تمام جماعت اٹھ کھڑی ہوئی رسولؐ اللہ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ مجھ سے کہا علیؓ! تم نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے آج بات کرنے کا موقع نہیں دیا اور سب لوگ چلے گئے۔ کل پھر اسی قدر کھانے کا انتظام کرو اور ان سب کو میرے پاس بلاؤ۔

بنو عبدالمطلب کو مکرر دعوت اسلام: حسب الحکم دوسرے دن پھر میں نے اسی قدر کھانے اور دودھ کا انتظام کر کے سب کو رسولؐ اللہ کی خدمت میں جمع ہونے کی دعوت دی جب وہ آگئے آپؐ نے کل کی طرح مجھے کھانا لانے کا حکم دیا۔ میں کھانا لایا آپؐ نے آج بھی وہی کیا جو کل کیا تھا، اس کی برکت سے سب نے شکم سیر ہو کر کھالیا۔ پھر آپؐ نے مجھ سے کہا، ان کو دودھ پلاؤ، میں اس کٹورے کو لے آیا اسی سے وہ سب سیر ہو گئے۔
اس سے فراغت کے بعد رسولؐ اللہ نے فرمایا "اے بنو عبدالمطلب! میں نہیں جانتا کہ کوئی عرب مجھ سے پہلے اس سے بہتر کوئی نعمت تمہارے پاس لایا ہو، اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس بھلائی کی دعوت دوں، تم میں سے کون اس معاملہ میں بوجھ بٹانے کے لیے آمادہ ہوتا ہے تاکہ وہ میرا بھائی بنے میرا وصی ہو اور تم میں میرا جانشین ہو۔ اس دعوت میں سب کے سب ساکت وصامت رہے کسی نے حامی نہیں لی۔ البتہ میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے کم عمر تھا، سب سے زیادہ چھوٹی آنکھیں تھیں، پیٹ بڑا اور پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں اے اللہ کے نبیؐ میں تمہارا وزیر بنتا ہوں۔

Marfat.com

رسولؐ اللہ نے میری گردن تھام کر کہا یہ میرا بھائی ہے میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے تم اس کی بات کو سنو اور جو کہے اسے بجا لاؤ۔ اس پر ساری جماعت ہنسنے لگی اور انہوں نے ابو طالب سے کہا سنو تم کو حکم ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی اطاعت و فرماں برداری کرو۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے علیؓ سے پوچھا امیرالمومنین آپ اپنے چچا زاد بھائی کے اپنے چچا کی موجودگی میں کیونکر وارث ہوئے؟ انہوں نے کہا سنو تین مرتبہ' اس پر تمام حاضرین گوش بر آواز ہوئے کہ کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا رسولؐ اللہ نے تمام بنو عبدالمطلب کو پلاؤ اور چھاچھ کی دعوت دی۔ آپؐ نے ان کے لیے صرف ایک مد کھانا پکوایا تھا تمام لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی وہ کھانا جوں کا توں باقی بچ گیا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب اللہ نے مجھے خاص طور پر تمہاری طرف اور عام طور پر تمام انسانوں کے لیے مبعوث فرمایا ہے اس معاملہ کے متعلق جو کچھ ہے وہ تمہارا مشاہدہ ہے کون اس کے لیے میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی 'دوست اور میرا وارث بنے۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہوا' میں آپؐ کے پاس گیا حالانکہ میں سب سے کم عمر تھا۔ مجھ سے آپؐ نے کہا بیٹھو' اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا مگر ہر بار میں کھڑا ہو کر آپ کی طرف بڑھتا تھا۔ تیسری مرتبہ آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ اس طرح میں اپنے چچا زاد بھائی کا وارث ہوا اور میرے چچا نہ ہوئے۔

علانیہ تبلیغ: (حسن بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت) **انذر عشیر تک الاقربین** رسولؐ اللہ پر نازل ہوئی' آپؐ نے ابطح میں کھڑے ہو کر کہا" اے بنی عبدالمطلب اے بنی عبدمناف اے بنی قصیٰ" پھر آپ نے قریش کے تمام قبائل اور خاندانوں کو فرداً فرداً" نام لے کر مخاطب کر کے کہا میں تم کو اللہ کی جانب بلاتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

حضرت ابو طالب اور وفد کفار: اسی راوی سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے' چنانچہ رسولؐ اللہ نے اللہ کے حکم سے اپنی تعلیم کا اعلان کیا' اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی' صرف اس پر ان کی قوم والے نہ آپ سے بیگانہ ہوئے اور نہ انہوں نے آپ کی کسی قسم کی تردید کی۔ مگر جب آپؐ نے ان کے خداؤں کا ذکر کر کے ان کی برائی کی' وہ سب آپؐ سے متنفر ہو گئے اور مخالفت اور عداوت کے لیے آمادہ ہوئے' البتہ ان میں سے جو

Marfat.com

اسلام لا چکے تھے ان کی تعداد بہت کم تھی اور انہوں نے اپنے کو چھپا رکھا تھا' وہ اس ارادے سے علیحدہ تھے۔ اس خطرہ کو محسوس کر کے آپ ؐ کے چچا ابو طالب آپ ؐ کے لیے سپر بن گئے اور دشمن کے نرغے سے بچانے کے لیے آپ کے آگے کھڑے ہو گئے' مگر آپ ؐ ان کی شورش سے قطعی متاثر نہ ہوئے بلکہ برابر اسی طرح اللہ کے حکم کا اعلان کرتے رہے۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسول ؐ اللہ باوجود ان کی مخالفت اور ترک تعلق کے ان کے معبودوں کو برا کہنا نہیں چھوڑتے اور ابو طالب ان کے سپر اور محافظ ہیں' وہ ان کو قریش کے حوالے نہیں کرتے' قریش کے عمائد عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ابوالبختری بن ہشام' اسود بن عبدالمطلب' ولید بن المغیرہ' ابو جہل بن ہشام' عاص بن وائل اور حجاج کے بیٹے بنبلیہ اور بنہ یا جوان میں سے خود چل کر جا سکے ابو طالب کے پاس آئے اور کہا تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیں ہمارے مذہب کی مذمت کی ہم کو احمق بتایا اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیا۔ تم اس کو ان باتوں سے روک دو یا اس کی حمایت نہ کرو ہمیں نپٹ لینے دو' کیونکہ عقائد میں تم بھی ہماری طرح اس کے مخالف ہو لہٰذا ہم تم کو بھی اس کی طرف سے مطمئن کر دیں گے ابو طالب نے نہایت نرم لہجے میں ان سے گفتگو کی اور بہت خوش اسلوبی سے ان کو رد کر دیا' وہ پلٹ گئے اور آپ بدستور اللہ کے حکم کی تبلیغ اور اس کی دعوت دیتے رہے۔

کفار مکہ کا دوسرا وفد: رفتہ رفتہ رسول ؐ اللہ اور قریش کے تعلقات بہت خراب ہو گئے انہوں نے آپ ؐ سے قطعی علیحدگی اختیار کی اور آپ کے دشمن ہو گئے وہ اکثر آپ ؐ کا ذکر دشمنی اور برائی سے کرنے لگے۔ آپ ؐ کی مخالفت کے لیے انہوں نے آپس میں معاہدے کیے اور ایک دوسرے کو برانگیختہ کیا۔ اس کے بعد وہ پھر دوسری مرتبہ ابو طالب کے پاس گئے اور کہا اے ابو طالب باعتبار اپنے سن اور شرافت کے ہمارے قلوب میں تمہاری خاص وقعت ومنزلت ہے۔ ہم نے تم سے درخواست کی تھی کہ تم اپنے بھتیجے کو ہماری مذمت اور منقصت سے روک دو مگر تم نے ایسا نہیں کیا اور ہم بخدا اس کی بات کو کبھی گوارا نہیں کریں گے کہ وہ ہمارے آبا کو گالیاں دے' ہم کو بے وقوف بتائے اور ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا رہے یا تو تم اسے ان باتوں سے روک لو ورنہ اس معاملہ میں ہم اس کا اور تمہارا دونوں کا مقابلہ کریں گے' اب ہم میں سے جو چاہے تباہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ ایک طرف ابو طالب کو اپنی قوم کی علیحدگی اور عداوت بہت گراں ہوئی مگر دوسری طرف ان

Marfat.com

کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ وہ رسولؐ اللہ کو ان کے حوالے کر دیں یا ان کی حمایت چھوڑ دیں۔

حضرت محمدؐ اور ابو طالب: انہوں نے ایک شخص مطلب کو ابو طالب کے پاس بھیجا' اس نے اس سے ان کی ملاقات کی اجازت چاہی اور کہا کہ تمہاری قوم کے عمائدو اکابر تم سے ملنے آئے ہیں۔ ابو طالب نے ان کو آنے کی اجازت دی وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بڑے بزرگ اور سردار ہیں' آپ اپنے بھتیجے کے مقابلہ میں ہمارا انصاف کیجئے' آپ اسے منع کر دیں کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں نہ دیں ہم اس کے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ ابو طالب نے رسولؐ اللہ کو بلا بھیجا اور ان سے کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم کے بزرگ اور عمائد ہیں' یہ تم سے تصفیہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دو' وہ تم سے اور تمہارے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا چچا جان کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا ہوں جو ان کی بت پرستی سے بہتر ہے۔ ابو طالب نے پوچھا وہ کیا دعوت ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف ایک بات کے قائل ہو جائیں تو تمام عرب اور عجم ان کے زیر فرمان آجائیں گے۔ ابو جہل نے کہا وہ کیا بات ہے بیان تو کرو تمہارے باپ کی قسم ہے اس کے لیے تو ہم بالکل آمادہ ہیں بلکہ اس سے دس اور بھی ماننے کے لیے تیار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو "**لاالٰہ الا اللّٰہ** یہ سنتے ہی وہ سب بدک گئے اور کہنے لگے کہ اس کے علاوہ اور جو کچھ کہو وہ ہمیں منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم آفتاب کو میرے ہاتھ پر لاکر رکھو تب بھی میں اس کے سوا اور کسی بات کا تم سے مطالبہ نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ سب بہت برہم ہو کر مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب سے ہم تجھے اور تیرے اس خدا کو جس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے ضرور گالیاں دیں گے۔

ابن اسحٰق کی روایت: جب قریش نے ابوطالب سے رسولؐ اللہ کی یہ شکایت کی' انہوں نے آپؐ کو بلایا اور کہا' اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے تمہاری یہ شکایت کی ہے تم مجھ پر اور اپنے پر رحم کرو اور مجھے ایسی دشواری میں نہ ڈالو جس سے میں عہدہ برآ نہ ہوسکوں۔ اس بات سے رسولؐ اللہ کو گمان ہوا کہ ضرور ان کے دل میں میری طرف سے کوئی بات بیٹھ گئی ہے اور یہ اب میری مدد کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں اور میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔ آپؐ نے فرمایا چچا جان اگر یہ لوگ آفتاب کو

میرے داہنے ہاتھ میں ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں بھی اس لیے رکھ دیں کہ میں اپنی دعوت سے باز آجاؤں تو یہ کبھی نہ ہو گا' اب چاہے اللہ مجھے کامیاب کرے یا میں اس سعی میں ہلاک ہو جاؤں۔ رسولؐ آبدیدہ ہوئے اور رونے لگے اور اٹھ کر جانے لگے۔ ابو طالب نے ان کو آواز دی کہ میرے بھتیجے میرے پاس آؤ۔ آپؐ پلٹ آئے ابو طالب نے کہا جاؤ جو تمہارا جی چاہے کہو' بخدا میں کبھی کسی وجہ سے تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔

حضرت محمدؐ کی حوالگی کا مطالبہ: جب قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ ابو طالب نہ رسولؐ اللہ کی حمایت سے باز آئیں گے اور نہ وہ ان کے حوالے کریں گے اور وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اس معاملے میں ان سے قطعی ترک تعلق کر لیں اور دشمنی پر آمادہ رہیں۔ وہ عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو لے کر ان کے پاس آئے اور کہا ابو طالب یہ عمارہ بن الولید ہے یہ قریش کا سب سے زیادہ تنومند وجیہہ اور خوبصورت جوان ہے اس کو تم لو اس عقل اور طاقت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کو اپنا بیٹا لو ہم یہ تم کو دیتے ہیں اور تم اپنے بھتیجے کو جس نے تمہارے اور تمہارے آباء کے مذہب کی مخالفت کی ہے اور تمہارے قومی شیرازے کو منتشر کر دیا ہے اور ان کو احمق ٹھہرایا ہے ہمارے حوالے کر دو تا کہ ہم اسے قتل کر دیں' ایک آدمی کے بدلے میں آدمی موجود ہے۔

ابو طالب کا انکار: ابو طالب نے کہا بخدا یہ برا سودا ہے جو تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو۔ تم اپنے بیٹے کو مجھے دیتے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر لیے پھروں اور اپنے بیٹے کو تمہارے سپرد کر دوں تا کہ تم اسے قتل کردو۔ یہ ہرگز نہ ہو گا مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا۔ اے ابو طالب تمہاری قوم نے تمہارے مقابلے میں انصاف کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ تم کو اس حالت سے جسے تم برا سمجھتے ہو اس طرح نکال لیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کی کسی بات کو بھی نہیں ماننا چاہتے۔ ابو طالب نے اس سے کہا انہوں نے ہرگز میرے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے بلکہ تم میرا ساتھ چھوڑنے کا تصفیہ کر چکے ہو اور ان سب کو میرے اوپر چڑھالائے ہو' اب جو جی چاہے کرو۔

حضرت محمدؐ کی مخالفت: رسولؐ اللہ مکہ میں مقیم رہے اور اللہ کے لیے پوشیدہ اور علانیہ طور پر دعوت دیتے رہے۔ اللہ نے ان کے چچا ابو طالب اور ان کے خاندان کے دوسرے لوگوں کے ذریعے جنہوں نے آپؐ کی نصرت کا اقرار کیا تھا آپؐ کو دشمنوں سے

Marfat.com

محفوظ رکھا قریش نے جب دیکھا کہ آپؐ پر کسی طرح قابو نہیں چلتا انہوں نے آپؐ کو کاہن جادو گر اور آسیب زدہ شاعر کہنا شروع کیا اور جن لوگوں کے متعلق ان کو اندیشہ تھا کہ اگر یہ ان کی گفتگو سنیں گے تو ضرور ان کے پیرو ہو جائیں گے۔ ان کو قریش نے آپؐ کے پاس جانے سے روک دیا۔ اس زمانے میں یہ سب سے زبردست حربہ تھا جو انہوں نے آپؐ کے مقابلے میں استعمال کیا۔

کفار مکہ کی دریدہ دہنی: عروہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ قریش نے اپنی عداوت کے اظہار میں سب سے زیادہ سخت بات رسولؐ اللہ کے ساتھ کیا کی تھی۔ اس نے کہا میں قریش کے ساتھ موجود تھا ان کے اشراف ایک دن حجر میں جمع تھے انہوں نے رسولؐ اللہ کا ذکر کیا اور کہنے لگے کہ اس شخص کے مقابلے میں جس نے ہم کو احمق بنایا' ہمارے آبا کو گالیاں دیں۔ ہمارے مذہب کو برا کہا' ہماری یک جہتی کو پراگندہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا کہا' جس قدر صبرو ضبط ہم نے کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی اور یہ بڑا اہم معاملہ ہے جس پر اب تک ہم خاموش رہے ہیں۔ وہ یہ ہی گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں رسولؐ اللہ آتے ہوئے دکھائی دیئے آپؐ نے رکن کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس جماعت کے پاس گزرے انہوں نے آپؐ پر طنزا" آوازے کسے۔ میں نے دیکھا کہ رسولؐ اللہ کو ان سے بہت ایذا ہوئی جس کا اثر آپ کے چہرے پر نمایاں تھا۔ جب آپؐ دوسری مرتبہ ان کے پاس سے گزرے انہوں نے پھر آپؐ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے' اس سے آپؐ اور رنجیدہ نظر آئے تیسری مرتبہ پھر گزرے' انہوں نے پھر آپؐ کے ساتھ وہی کیا' آپؐ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے معشر قریش اچھی طرح سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میں تمہارے لیے قتل وذبح لے کر آیا ہوں۔ اس جملے سے ان کے ہوش باختہ ہو گئے اور بلا استثناء سب کی خوف کی وجہ سے یہ حالت ہوئی کہ اپنی جگہ سہم گئے' معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پرند ان کے سروں پر بیٹھنے والا ہے جواب تک رسولؐ اللہ کی شان میں ان میں سے سب سے زیادہ دریدہ دہن تھا وہی اب سب سے زیادہ آپ کی خوشامد اور مداہنت کرنے لگا اور اس نے کہا ابو القاسم آپؐ اپنے مکان اطمینان سے جائیں آپؐ تو جاہل نہیں ہیں۔

رسولؐ اللہ گھر واپس آئے۔ دوسرے دن قریش پھر حجر میں اکٹھا ہوئے۔ میں ان کے ساتھ تھا اب پھر کل کے واقعہ کا تذکرہ نکلا۔ ایک نے دوسرے سے کہا دیکھا تم نے تم کو کیسا

Marfat.com

ڈانٹا اس کی ایک دھمکی میں تم نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور پلٹ گئے۔ یہ شدید ترین سلوک تھا جو میں نے قریش کو رسولؐ اللہ کے ساتھ برتتے دیکھا۔

حضرت محمدؐ پر کفار کا ظلم و ستم: ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو سے کہا کہ سب سے برا سلوک' جو تم نے مشرکین کو رسولؐ اللہ کے ساتھ کرتے دیکھا ہو' ہم سے بیان کرو۔ انہوں نے کہا ایک مرتبہ عقبہ بن ابی معیط آیا' رسولؐ اللہ اس وقت کعبہ کے پاس تھے اس نے آپ کی چادر کو آپ کی گردن سے لپیٹ دیا اور پھر بہت شدت سے آپ کا گلا گھونٹنے لگا۔ ابو بکر صدیقؓ نے اس کے پیچھے سے آکر اس کے شانے کو پکڑا اور دھکا دے کر رسول اللہ سے علیحدہ کر دیا اور پھر ابو بکرؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے قوم "**اتقتلون رجلا" ان یقول ربی اللہ**" اللہ کے قول **ان اللہ لا یہدی من ہو مسوف کذاب** تک تلاوت کیا۔

ابو جہل کی بد کلامی: ابن اسحٰق کہتا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جس کا حافظہ اچھا تھا بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسولؐ اللہ صفا کے پاس بیٹھے تھے۔ ابو جہل بن ہشام وہاں آیا' اس نے آپؐ کو ستایا' گالیاں دیں' آپؐ کے دین کی مذمت کی اور کہا کہ تمہاری حقیقت ہی کیا ہے۔ رسولؐ اللہ نے ایک لفظ اس سے نہیں کہا۔ عبداللہ بن جدعان التیمی کی ایک آزاد لونڈی صفا کے اوپر اپنے مکان میں بیٹھی یہ باتیں سن رہی تھی۔ یہ کہہ کر ابو جہل رسولؐ اللہ کو چھوڑ کر پلٹا اور کعبہ میں جو قریش کی چوپال تھی وہاں آکر قریش کے پاس بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حمزہ بن عبدالمطلب کمان کاندھے پر ڈالے ہوئے اپنے پھندے کے شکار سے واپس آرہے تھے۔ یہ بڑے شکاری تھے اور اکثر شکار کھیلنے جایا کرتے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ جب شکار سے واپس ہوتے تو گھر آنے سے پہلے کعبہ کا طواف کر لیتے پھر قریش کی چوپال آکر ٹھہر جاتے سلام کرتے اور جو لوگ وہاں ہوتے ان سے بات چیت کرتے۔ یہ قریش میں سب سے زیادہ طاقت ور آدمی تھے' جب یہ اس لونڈی کے پاس سے گزرنے لگے' اس وقت تک رسولؐ اللہ وہاں سے اٹھ کر گھر آگئے تھے۔ اس نے ان سے کہا کہ اے ابو عمارہ اگر تم یہاں کچھ دیر پہلے آئے ہوتے تو ابو الحکم بن ہشام یہاں بیٹھا ہوا ملتا۔ اس نے تمہارے بھتیجے محمدؐ کے ساتھ جو گستاخی اور بیہودگی کی ہے وہ تم کو معلوم ہوتی اس نے ان کو ستایا اور گالیاں دیں اور بہت ہی برا سلوک کیا۔ پھر وہ چلا گیا اور محمدؐ نے اسے کچھ نہ کہا۔

Marfat.com

حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام: چونکہ اللہ حمزہؓ کو اپنی کرامت سے سرفراز کرنا چاہتا تھا، یہ سنتے ہی ان پر سخت جوش اور غضب طاری ہو گیا۔ وہ تیز قدم بڑھاتے ہوئے کسی کے لیے راہ میں نہ ٹھہرے، حسب عادت کعبہ کے طواف کے لیے آج اس ارادے سے چلے کہ ابو جہل کو دیکھتے ہی اس کی خبر لیں گے۔ چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے ہی انہوں نے ابو جہل کو قوم کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا۔ یہ اس کی طرف بڑھے اور اس کے سراہنے پہنچ کر اپنی کمان سے ایسی سخت ضرب لگائی کہ وہ لہو لہان ہو گیا اور بری طرح زخمی ہوا۔ حمزہؓ نے کہا تو ان کو گالیاں دیتا ہے، تجھے معلوم نہیں کہ میں ان کا ہم مذہب ہوں ان کے عقائد کا قائل ہوں اگر ہمت ہے تو اب میرے سامنے کہہ کیا کہتا ہے، اتنے میں بنی مخزوم کے کچھ آدمی ابو جہل کی حمایت میں حمزہؓ پر اٹھے مگر ابو جہل نے ان سے کہا کہ ابو عمارہ سے کوئی تعرض نہ کرو بے شک میں نے اس کے بھتیجے کو نہایت سخت گالیاں دی تھیں۔ اس لیے ان کو جوش آگیا ہے۔ اسی واقعہ کے بعد حمزہ مسلمان ہو گئے اور ان کے اسلام لے آنے سے قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ رسولؐ اللہ جیتے اور حمزہ ان کی حمایت ومدافعت کریں گے۔ اس لیے اب تک جو وہ رسولؐ اللہ کو دق کیا کرتے تھے اس سے دست بردار ہو گئے۔

کفار مکہ کی حضرت محمدؐ کو پیش کش: ایک مرتبہ آپؐ کی قوم کے اشراف جمع ہوئے اور انہوں نے آپؐ سے کہا کہ ہم تم کو اس قدر مال دیتے ہیں جس سے تمام مکہ میں دولت مند ترین شخص ہو جاؤ گے اور جس عورت سے چاہو تمہاری شادی کر دی جائے اور مکہ کی ریاست تمہارے حوالے کر دی جائے مگر اس شرط پر کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دو۔ اگر تم اس کے لیے آمادہ نہ ہو تو ہم تمہارے سامنے ایسی صورت بھی پیش کرتے ہیں جس میں ہمارا تمہارا دونوں کا نفع ہے، آپؐ نے پوچھا وہ کیا انہوں نے کہا، ایک سال تم ہمارے دیوتاؤں لات اور عزیٰ کی پرستش کرو اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں رسولؐ اللہ نے فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا منتظر ہوں، پھر جواب دوں گا۔ اس موقع پر لوح محفوظ سے یہ پوری سورۃ نازل ہوئی۔ **قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ماتعبدون** اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت **قل انغیر اللہ تامرونی اعبد ایھالجاھلون** اللہ کے قول **بل اللہ فاعبدو کزمن الشاکرین** تک نازل فرمائی۔

سعید بن میتا ابو البختری کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ولید بن المغیرہ، عاص بن وائل، اسود

Marfat.com

بن المطلب اور امیہ بن خلف رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمہارے معبود کی پرستش کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی پرستش کرو اور ہم تو کو ہربات میں اپنے ساتھ شریک کر لیتے ہیں، اب اگر جو بات تم کہتے ہو وہ مفید ثابت ہوئی تو تمہاری شرکت کی وجہ سے ہم اس سے مستفید ہوں گے اور اگر وہ مسلک جس پر ہم ہیں تمہاری تعلیم سے بہتر ثابت ہوا تو ہماری شرکت کی وجہ سے تم اس سے مستفید ہو گے۔ اس موقع پر اللہ عزو جل نے یہ سورۃ **یاایھاالکافرون نازل فرمائی۔**

اصلاح قوم کی خواہش: رسولؐ اللہ کی بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ کسی طرح اپنی قوم کی اصلاح کریں اور کوئی ایسی صورت ہو جس سے ان میں خوشگوار تعلقات ہو جائیں، اس سلسلہ میں محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب رسولؐ اللہ نے دیکھا کہ ان کی قوم نے ان سے اعراض کیا ہے اور صرف اس حکم کی وجہ سے جو اللہ نے آپؐ کو دیا تھا آپؐ کی قوم آپؐ سے علیحدہ ہو گئی ہے آپؐ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم نازل فرماتا جس سے آپ کے اور ان کے معاملے میں آپؐ نے جو شدت برتی ہے اس میں نرمی کر دیں۔ یہ خیال آپؐ کے دل میں آیا اور آپؐ نے اس کی آرزو اور تمنا کی، اللہ عزو جل نے یہ سورۃ نازل فرمائی **النجم انا ہوی ماضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی** جب آپؐ اللہ کے **قول افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثتہ الاخری** پر آئے تو شیطان نے آپ کی اس خواہش کی وجہ سے جو آپ چاہتے تھے کہ اپنی قوم کو خوش کریں، آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیے **تلک غرانیق العلی وان شفاعتھن ترضی۔** یہ الفاظ سن کر قریش بہت خوش ہوئے کہ محمدؐ نے تعریفی الفاظ میں ہمارے معبدوں کا ذکر کیا ہے انہوں نے خوشی میں نعرہ لگایا، مسلمان تو اپنے نبی پر ایمان کامل ہی رکھتے تھے کہ جو کچھ آپؐ ہمارے رب کی طرف سے کہتے ہیں وہ بالکل سچ ہے اور وہ آپؐ کو خطاء وہم اور لغزش سے معصوم سمجھتے تھے، جب اس سورۃ میں سجدہ کا مقام آیا اور سورۃ ختم ہوئی رسولؐ اللہ نے سجدہ کیا اور تمام مسلمانوں نے اپنے نبی کی اتباع حکم اور وحی کی تصدیق میں آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور چونکہ مشرکین نے رسولؐ اللہ کی زبان سے اپنے معبودوں کی تعریف سنی تھی، اس لیے مشرکین قریش اور دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ اس طرح ساری مسجد میں جس قدر مومن کافر تھے سب سجدے میں گر پڑے البتہ ولید بن المغیرۃ چونکہ نہایت بوڑھا تھا وہ سجدے میں نہ تو جا سکا مگر اس نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر

ان پر سر رکھ دیا اور اس طرح اس نے بھی سجدہ کر لیا۔

بتوں کے خلاف آیت کا نزول: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے خوف کو دفع کیا اور ان کو اطمینان دیا اور جو بات شیطان نے آپؐ کی زبان سے مشرکین کے معبودوں کے ذکر و تعریف میں کہلا دی کہ وہ دراز قامت سارسین اور ان کی شفاعت مقبول ہو گی محو کر کے لات و عزیٰ کا ذکر کر کے اپنی یہ آیات نازل فرمائیں **الکم الذکر وله الا نثی تلک انا قسمته" ضیزی ان حیی الاالاسماء سمیتموھا انتم وآباوکم** اپنے قول **لمن یشاؤ رضی** تک ضیزیٰ کے معنی خمدار کے ہیں' آخری آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اب چونکہ تمہارے معبودوں کی سفارش اللہ کے یہاں کام دے سکتی ہے اس طرح جب اللہ نے اس بات کو منسوخ کر دیا جو شیطان نے آپؐ کی زبان سے کہلا دی تھی اور قریش کو اس کی خبر ہوئی وہ کہنے لگے کہ اللہ کے یہاں ہمارے معبودوں کی جس منزلت کا محمدؐ نے پہلے ذکر کیا تھا اس پر وہ اب نادم ہوا ہے اور اسی لیے اسے بدل کر اب اس نے کچھ اور کہا ہے۔

حضرت محمدؐ کو ایذائیں: رسولؐ اللہ قریش کے ساتھ مکہ میں مقیم رہے اب ان کو برابر علانیہ اور خفیہ طور پر اللہ کی طرف بلاتے تھے اور جو جو تکالیف قریش آپؐ کو پہنچاتے آپؐ کی تکذیب کرتے اور مذاق اڑاتے آپؐ ان سب کو برداشت کرتے اور صبر کرتے۔ ان کی بے ہودگی یہاں تک بڑھی تھی کہ بعضوں نے بکری کی اوجھڑی آپؐ پر نماز کی حالت میں ڈال دی اور کبھی آپؐ کی ہانڈی میں جو آپؐ کے لیے چڑھائی گئی لاڈالی۔ نماز کی حالت میں اس سے بچنے کے لیے رسولؐ اللہ نے ایک بڑا پتھر کھڑا کرایا تھا۔

جب آپؐ کے گھر میں آپؐ پر پتھر پھینکے جاتے تو آپؐ اس پتھر کو ایک لکڑی کا سہارا لے کر باہر آتے اور فرماتے اے بنی عبدمناف یہ کیا طریقہ عمل ہے جو تم اپنوں کے ساتھ کرتے ہو اور پھر آپؐ اس پتھر کو راستے میں ڈال دیتے۔

عام الحزن: ابو طالب اور خدیجہؓ آپؐ کی ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں انتقال کر گئے ان کے فوت ہو جانے سے آپؐ کے مصائب میں بہت اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ ابو طالب کے انتقال کے بعد اب قریش آپؐ کو وہ ایذا دینے لگے جو ان کی زندگی میں وہ نہیں دے سکتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی نے آپؐ کے سر پر مٹی ڈال دی اسی حالت میں آپؐ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ آپؐ کی کوئی صاحبزادی مٹی دھلانے کھڑی ہوئیں وہ سر دھلاتی

Marfat.com

جاتی تھیں اور رو رہی تھیں' آپؐ ان کو تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے بیٹا مت روؤ اللہ تمہارے باپ کی حفاظت کرے گا۔

رسولؐ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک ابوطالب زندہ رہے قریش نے کوئی بات میرے ساتھ ناگوار خاطر نہیں کی۔

طائف کا سفر: ابو طالب کے انتقال کے بعد آپؐ طائف گئے تاکہ بنی ثقیف سے مدد لیں اور وہ آپؐ کو آپؐ کی قوم والوں سے بچائیں۔ اس غرض کے لیے آپؐ تنہا ہی تشریف لے گئے تھے طائف پہنچ کر آپؐ بنی ثقیف کے چند آدمیوں سے ملنے گئے جو اس وقت ثقیف کے سادات اور اشراف تھے۔ یہ تینوں بھائی تھے' عبدیالیل بن عمرو بن عمیر' مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر اور ان کے ہاں قریش کے بنی جمح کی ایک عورت تھی' آپؐ ان کے پاس جا کر بیٹھے اور ان کو اللہ کی دعوت دی اور آنے کی غرض بیان کی کہ تم اسلام کے لیے میری مدد کرو اور میری قوم کے مقابلہ پر جو میرے مخالف ہیں میرا ساتھ دو۔ ان میں سے ایک نے جو غلاف کعبہ بٹ رہا تھا کہا کیا آپؐ کو اللہ نے نبی مرسل کیا ہے؟ دوسرے نے کہا تمہارے سوا کوئی اور اللہ کو رسالت کے لیے نہ ملا۔ تیسرے نے کہا میں تم سے ایک بات بھی نہیں کرتا کیونکہ اگر واقعی جیسا کہ تم کہتے ہو رسول ہو تو تمہاری بات کی تردید کرنے میں نہایت درجہ خطرہ ہے اور اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو اور اللہ پر افترا کرتے ہو تو تم اس قابل نہیں کہ میں تم سے کلام کروں۔ رسولؐ اللہ ان کے پاس سے اٹھ آئے اور آپؐ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو گئے' چلتے ہوئے آپؐ نے ان سے کہا تھا کہ تم نے میری بات نہیں مانی مگر کم از کم میرے یہاں آنے کو ظاہر نہ کرنا۔ آپؐ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس کا چرچا آپؐ کی قوم تک پہنچے اور وہ آپؐ کی اس ناکامی پر بغلیں بجائیں اور طعنہ دیں' مگر ان بھائیوں نے اسے بھی نہ مانا بلکہ اپنے یہاں کے انفار و ارذال اور غلاموں کو آپؐ پر اکسایا انہوں نے آپؐ کو گالیاں دیں اور آوازے لگائے یہاں تک کہ ایک جماعت آپؐ پر چڑھ آئی اور اس نے آپؐ کو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے احاطہ میں چھپنے پر مجبور کر دیا' وہ دونوں وہاں موجود تھے۔ اب ثقیف کے وہ سفہا جو آپؐ کے تعاقب میں آئے تھے آپ کا پیچھا چھوڑ کر پلٹ گئے۔ آپؐ انگور کے ایک منڈوے کی طرف چلے اور اس کے سایہ میں بیٹھ گئے وہ دونوں بھائی آپؐ کو دیکھ رہے تھے اور سفہائے ثقیف نے جو بد تہذیبیاں آپؐ کے ساتھ کیں اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ بنی جمح کی اس

Marfat.com

عورت سے بھی جو وہاں بیاہی گئی تھی آپؐ کی ملاقات ہوئی تھی اور آپؐ نے اس سے کہا دیکھو تمہارے سسرال والوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

حضرت محمدؐ کی دعا: جب آپؐ کو ذرا اطمینان ہوا آپؐ نے دعا کی۔" خداوندا میں اپنی کمزوری اور لوگوں کے مقابلے میں اپنی مجبوری کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں اے ارحم الراحمین تو کمزوروں کا رب ہے 'تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے' کسی اجنبی کے جو مجھ پر ظلم کرے یا تو نے میرے معاملہ کو کسی دشمن کے حوالے کر دیا ہے۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو ان مصائب کی میں پروا نہیں کرتا تیری حمایت میرے لیے بہت زیادہ وسیع ہے۔ میں تیرے اس نور کا واسطہ دے کر جس سے تمام تاریکیاں روشن ہو گئی ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت میں کامیابی کا مدار ہے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غصہ اور غضب مجھ پر نازل ہو۔ بے شک تجھے جب تک تو چاہے عتاب کرنے کا حق ہے اور ہر قسم کی طاقت اور قوت صرف تجھے حاصل ہے۔

عداس نصرانی غلام: جب ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپؐ کو اس مجبوری کی حالت میں دیکھا ان کے جذبات ہمدردی اور رحم میں حرکت ہوئی انہوں نے اپنے ایک نصرانی غلام عداس کو بلایا اور اس سے کہا کہ انگور کا ایک خوشہ لے کر اس طباق میں اسے رکھ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو وہ اسے کھالے۔ عداس حکم کی بجا آوری میں انگور لے کر رسولؐ اللہ کے پاس آیا اور اس نے ان کو آپؐ کے سامنے رکھ دیا۔ رسولؐ اللہ نے طباق میں ہاتھ ڈالتے وقت بسم اللہ کہا اور پھر انگور کھانے لگے۔ عداس نے آپؐ کے چہرہ کو دیکھا اور کہا بخدا اس جملہ کو اس شہر کے باشندے نہیں بولتے۔ رسولؐ اللہ نے اس سے پوچھا عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینوا کا باشندہ ہوں آپؐ نے فرمایا اچھا تم اس نیک شخص یونس بن متی کے ہم وطن "ہو۔ اس نے کہا آپؐ کیا جانیں کہ یونس بن متی کون تھا؟ آپؐ نے فرمایا وہ میرے بھائی اور نبی تھے' میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر وہ جھکا اور اس نے آپؐ کے فرق مبارک اور ہاتھ پاؤں کو چوما۔ دونوں بھائیوں میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ دیکھو تمہارے غلام نے اس شخص کو تمہارے لیے بگاڑ دیا۔ جب عداس پلٹ کر ان کے پاس آیا انہوں نے اس سے کہا عداس یہ تمہاری کیا حرکت تھی کہ تم اس شخص کے سر اور ہاتھوں اور قدموں کو چومنے

Marfat.com

لگے۔ اس نے کہا اے میرے آقا اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی اور نہیں ہے اس نے ایسی بات بتائی جو صرف نبی جانتا اور بتا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا عداس مبادا وہ تم کو اور تمہارے دین سے منحرف کر دے تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

حضرت محمدؐ کی مکہ کی مراجعت: یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب طائف سے آپؐ مکہ آنے لگے تو مکہ کے ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی آپؐ نے اس سے کہا کیا تم میرا پیام جہاں بھی بھیجوں پہنچا دو گے' اس نے کہا بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم اخنس بن شریک کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمدؐ تم سے کہتے ہیں کہ تم مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دو تاکہ میں اللہ کا پیام تم کو سناؤں اس شخص نے اخنس سے آکر آپؐ کا پیام کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں چونکہ عرب کا حلیف ہوں اس لیے ان کی مخالفت میں کسی کو اپنے پاس نہیں بلا سکتا۔ اس شخص نے نبی صلعم سے آکر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم پھر جا سکتے ہو' اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تم سہیل بن عمرو کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم سے محمدؐ کہتے ہیں کیا تم ان کو اپنے پاس بلا سکتے ہو تاکہ وہ اللہ کا پیام تم کو سنائیں۔ اس شخص نے سہیل سے آکر آپؐ کا پیام کہا۔ سہیل نے کہا بنی عامر بن لوی بن کعب کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ اس شخص نے نبیؐ سے آکر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا پھر جا سکتے ہو۔ اس نے کہا اچھا۔ آپؐ نے فرمایا مطعم بن عدی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمدؐ تم سے کہتے ہیں کہ تم پناہ دے سکتے ہو تاکہ وہ اپنے رب کے احکام اور پیام تم کو سنائیں۔ مطعم نے کہا ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں وہ مکہ میں آجائیں۔ اس شخص نے رسولؐ اللہ سے جا کر اس کی اطلاع کی۔ دوسرے دن صبح کو مطعم بن عدی اور اس کے بیٹے اور بھتیجوں نے اسلحہ لگائے اور وہ مسجد میں آئے۔ ابو جہل نے اسے دیکھ کر پوچھا پیرو ہو یا پناہ دینے والے۔ اس نے کہا میں نے پناہ دی ہے۔ ابو جہل نے کہا اچھا جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی۔ اب رسولؐ اللہ مکہ آگئے اور مقیم ہو گئے۔ ایک دن آپؐ مسجد میں تشریف لائے' مشرک کعبہ کے پاس جمع تھے۔ ابو جہل نے آپؐ کو دیکھ کر کہا اے بنی عبدمناف یہ تمہارے نبی ہیں۔ اس پر عتبہ بن ربیعہ نے کہا مگر اس بات سے کیوں انکار کیا جائے کہ ہم میں کوئی نبی یا بادشاہ ہو۔ نبیؐ کو اس قول کی اطلاع دی گئی یا خود ہی آپؐ نے سن پایا۔ آپؐ قریش کے پاس آئے اور کہا اے عتبہ بن ربیعہ یہ بات تم نے اللہ اور اس کے رسول کی حمایت میں نہیں کی بلکہ غرور قومی میں کہی ہے' اور اے ابو جہل بن ہشام کچھ

Marfat.com

بہت زیادہ نہیں گزرے گا تو ہنسے گا کم اور روئے گا بہت اور اے قریش بہت جلد مجبوراً بادل نخواستہ تم اس دعوت میں شرکت کرو گے جس سے تم اب انکار کرتے ہو۔

قبائل عرب کو دعوت اسلام: ایام حج میں رسولؐ اللہ قبائل عرب کے پاس جاتے ان کو اللہ کی دعوت دیتے اور کہتے کہ میں نبی مرسل ہوں تم میری تصدیق کرو اور مدد کرو اور پھر تم کو خود معلوم ہو جائے کہ اللہ نے مجھے کیوں مبعوث فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں عبیداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے ربیعہ بن عباد کو اپنے والد سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ ربیعہ نے کہا میں نوجوان تھا اپنے باپ کے ہمراہ منیٰ میں موجود تھا۔ رسولؐ اللہ قبائل عرب کی فرودگاہوں میں آکر کھڑے ہوتے اور کہتے اے بنی فلاں میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف آیا ہوں' تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم صرف اللہ کی پرستش کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو' اس کے علاوہ جن دیوتاؤں کی تم پرستش کرتے ہو ان سے بالکل قطع تعلق کر لو۔ مجھ پر ایمان لاؤ' میری تصدیق کرو' میری حمایت کرو پھر میں اللہ کے اس پیام کو جو اس نے مجھے دے کر مبعوث کیا ہے تم کو بتاؤں گا۔ آپؐ کے پیچھے ایک اور شخص خوش رو زلفوں والا تھا جس نے ایک عدنی حلہ پہن رکھا تھا۔ جب رسولؐ اللہ اپنی تقریر اور دعوت ختم کرتے تو فوراً" یہ شخص آپؐ کی مخالفت میں کہتا۔ اے نبی فلاں یہ شخص تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ تم لات اور عزیٰ کو چھوڑ دو اور بنی مالک بن اقیش سے جو تمہارے حلیف ہیں قطع تعلق کر کے اس کی دعوت کو جو سراسر بدعت اور ضلالت ہے قبول کرو۔ تم ہرگز اس کی بات نہ مانو اور نہ اسے سنو۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کون ہے جو اس شخص کے ساتھ ساتھ اس کی تردید کرتا پھر رہا ہے۔ انہوں نے کہا یہ اسی کا چچا عبدالعزیٰ ابو لہب بن عبدالمطلب ہے۔

بیعت عقبہ: مدینہ واپس آکر انہوں نے اپنی قوم سے رسولؐ اللہ کا ذکر کیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی جو ان میں بہت مقبول ہوئی۔ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں رسولؐ کا ذکر نہ ہوتا ہو۔ دوسرے سال حج میں انصار کے بارہ آدمی مکہ آئے اور انہوں نے عقبہ میں رسولؐ اللہ سے ملاقات کی۔ یہ پہلا عقبہ ہے اور رسول اللہ کے ہاتھ پر التوائے جنگ کی شرط پر بیعت کی۔ یہ اس وجہ سے کہ اب تک مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ یہ بارہ اشخاص تھے۔

براء بن معرور: کعب بن مالک سے جو عقبہ میں شریک اور موجود تھے اور جنہوں نے رسولؐ اللہ کے ہاتھ پر اس وقت بیعت کی ہے مروی ہے کہ ہم اپنی قوم کے حاجیوں کے ہمراہ مکہ چلے آئے اس سے پہلے ہم نماز اور مذہب اسلام سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے۔ براء بن معرور ہمارے سردار اور بزرگ ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم اس حج کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوئے تو براء نے ہم سے کہا لوگو میرے دل میں ایک بات آئی ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تم بھی اسے مانو گے اور اس پر عمل کرو گے یا نہیں۔ ہم نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا یہ بات میرے ذہن میں آئی ہے کہ میں اس عمارت یعنی کعبہ کی طرف نماز میں اپنی پشت نہ کیا کروں بلکہ اس کی سمت منہ کر کے نماز پڑھوں گا۔ ہم نے کہا مگر ہمیں تو نبیؐ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپؐ شام کی طرف مواجہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور ہم ان کی مخالفت کرنا نہیں چاہتے۔ براء نے کہا مگر اب تو میں کعبہ ہی کی سمت نماز پڑھوں گا ہم نے کہا مگر ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے، جب نماز کا وقت آتا ہم شام کی طرف نماز پڑھتے اور براء کعبہ کی سمت پڑھتے۔ ہم مکہ آئے ہم براء کی اس بات کو معیوب سمجھتے تھے کہ کیوں انہوں نے اپنی رائے پر اصرار کیا۔ مکہ آکر انہوں نے مجھ سے کہا اے میرے برادر زادے تم مجھے رسولؐ اللہ کی خدمت میں لے چلو تاکہ میں دریافت کروں کہ اثنائے سفر میں جو کچھ میں نے کیا وہ درست ہے یا نہیں۔ بخدا میرے دل میں تم لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس بات کے متعلق ایک کھٹک پیدا ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ صاف ہو جائے۔ ہم رسولؐ اللہ کو دریافت کرتے ہوئے چلے۔ ہم آپؐ کو پہچانتے نہ تھے اور اب تک آپؐ کو ہم نے نہیں دیکھا تھا۔

قبلہ کے بارے میں ارشاد نبویؐ: ایک مکہ والے سے ملاقات ہوئی ہم نے اس سے رسولؐ اللہ کو دریافت کیا اس نے پوچھا کیا تم دونوں ان کو پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں، اس نے کہا کیا عباس کو پہچانتے ہو، ہم نے کہا ہاں، اور ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تجارت کے لیے ہمارے یہاں آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا جب تم مسجد میں داخل ہو گے تو جو شخص عباس بن عبدالمطلب کے پاس بیٹھا ہوا ہے وہی رسولؐ ہیں۔ ہم مسجد میں آئے عباس اور ان کے پاس رسولؐ اللہ بیٹھے تھے۔ ہم سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گئے۔ رسولؐ اللہ نے عباس سے پوچھا، ابو الفضل آپ ان کو جانتے ہیں، انہوں نے کہا ہاں یہ براء

Marfat.com

بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ دوسرا کعب بن مالک ہے میں رسولؐ اللہ کے اس قول کو نہیں بھولوں گا کہ آپ نے فرمایا شاعر! عباس نے کہا جی ہاں وہی اب براء نے عرض کیا اے نبی اللہ اسی سفر میں اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت کی اور یہ بات میری سمجھ میں آئی کہ میں اس عمارت کی طرف اپنی پشت نہ کروں اس لیے میں نے اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ میرے دوستوں اور رفیقوں نے اس بات میں میری مخالفت کی۔ اس وجہ سے اس کے متعلق میرے دل میں خدشہ پیدا ہوا۔ اب آپؐ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تم ایک قبلہ پر قائم تھے تم کو اسی پر صبر کرنا چاہیے تھا۔ آپؐ کے ارشاد سے براء پھر رسولؐ اللہ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے اور انہوں نے ہمارے ہمراہ شام کی طرف نماز پڑھی۔ اگرچہ ان کے گھروالے اس بات کے مدعی ہیں کہ براء نے مرتے دم تک کعبہ کی طرف ہو کر نماز پڑھی۔ مگر یہ بات واقعہ کے خلاف ہے ہم اس بات کو ان سے زیادہ جانتے ہیں اب ہم حج کے لئے چلے اور وسط ایام تشریق میں ہم نے عقبہ میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔

عباس بن عبدالمطلب کا خزرج سے خطاب: حج سے فارغ ہو کر عباس بن عبدالمطلب نے ایک گروہ سے کہا "اے گروہ خزرج عرب انصار کے اس قبیلہ کو چاہے خزرج ہوں یا اوس ایک ہی نام خزرج سے موسوم کرتے تھے۔ محمدؐ ہمارے ہیں تم بھی واقف ہو۔ ہم نے ان کو اپنے ان قوم والوں سے جو میرے مسلک پر ہیں بچایا ہے' اپنی قوم کی وجہ سے ان کی خاص عزت ووقعت ہے وہ اپنے وطن میں امن وحفاظت کے ساتھ ہیں مگر اب وہ اس بات پر بالکل تل گئے ہیں کہ تمہارے یہاں جارہے ہیں اور وہیں سکونت اختیار کرلیں اگر تم سمجھتے ہو کہ جس غرض سے تم نے ان کو دعوت دی ہے اسے پورا کرو گے اور ان کے مخالفین سے ان کی حفاظت کرو گے تو بے شک تم اس بار کو اٹھالو ورنہ اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہارے یہاں چلے جانے کے بعد تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے اور ان کی حمایت سے دست کش ہو جاؤ گے تو بہتر یہ ہے کہ اسی وقت ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ یہاں بھی اپنی قوم کی وجہ سے وہ معزز ہیں اور اپنے وطن میں بحفاظت واطمینان رہ رہے ہیں۔

بنو خزرج کی یقین دہانی: جو کچھ تم نے کہا ہم نے اسے سنا اب آپ رسولؐ اللہ فرمائیں کہ آپؐ کیا چاہتے ہیں بخدا آپؐ جو چاہیں اپنے لیے عہدو پیان لے سکتے ہیں۔

Marfat.com

رسولؐ اللہ نے گفتگو شروع کی پھر قرآن پڑھ کر سنایا اللہ کی دعوت دی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی پھر فرمایا میں اس شرط پر تم سے بیعت لیتا ہوں کہ تم میری اس طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنی بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔ اس پر براء نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو بجا طور پر نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپؐ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح کہ ہم اپنی ازاروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس شرط پر ہم نے رسولؐ اللہ کی بیعت کی۔ بخدا ہم اہل حرب اور اہل جماعت ہیں اور یہ فخر ہم کو ورا ثتاً" اپنے بزرگوں سے ملتا رہا ہے۔

بارہ نقیب: براء ابھی گفتگو کر رہی رہے تھے کہ ان کی بات کاٹ کر ابوالہیثم بن تیہان بنی عبدالاشہل کے حلیف نے کہا اے رسولؐ اللہ ہمارے اور یہودیوں کے درمیان جو رشتہ اور تعلق ہے ہم اسے قطع کر دینے کے لیے آمادہ ہیں اگر ہم نے ایسا کر دیا اور اللہ نے آپؐ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا آپ ہمیں چھوڑ کر پھر اپنی قوم کے پاس چلے آئیں گے۔ رسولؐ اللہ نے تبسم فرمایا پھر کہا خون' خون۔ بربادی بربادی۔ میں تم سے اور تم مجھ سے ہو جس سے تم لڑو گے میں لڑوں گا۔ جس سے تم صلح کرو گے میں صلح کروں گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم اپنے میں سے بارہ نقیب مجھے دو کہ میں ان کو ان کی قوم کی نگرانی اور سیاست کے لیے مقرر کروں' چنانچہ انہوں نے بارہ نقیب جس میں نو خزرج اور تین اوس کے تھے انتخاب کر دیے۔ رسولؐ اللہ نے ان نقیبوں سے فرمایا تم اپنی قوم کے وعدوں کے اسی طرح کفیل ہو جس طرح حواری عیسیٰؑ کے کفیل تھے اور اپنی قوم کا میں کفیل ہوں۔ انہوں نے کہا اچھی بات ہے ہم اسے قبول کرتے ہیں۔

بیعت عقبہ ثانی: عاصم بن عمر قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ سب جماعت رسولؐ اللہ کی بیعت کے لیے آمادہ ہوئی عباس بن عبادہ بن نصلتہ الانصاری نے جو بنی سالم بن عوف کا رشتہ دار تھا سب کو مخاطب کر کے کہا تم ان ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ گئے ہو جوان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے تم پر عائد ہوں گی' انہوں نے کہا ہاں سمجھ گئے۔ اس نے کہا اس بیعت کے یہ معنی ہیں کہ تم کو تمام دنیا سے لڑنا پڑے گا۔ سب تمہارے دشمن ہو جائیں گے تو اگر ان کی حمایت میں کسی مصیبت کی وجہ سے تمہاری تمام دولت برباد ہو جاوے اور تمہارے تمام اشراف مارے جائیں اور پھر تم ان کا ساتھ چھوڑ دو تو اس وقت

Marfat.com

ایسا کرنے سے یہ بہتر ہے کہ اب ہی انکار کر دو حاضرین نے کہا مال وجان کی مصیبت کو برداشت کر کے آپؐ کو لیتے ہیں رسولؐ اللہ آپ فرمائیں اگر ہم نے آپؐ کے ساتھ وفا کی ہمیں اس کا کیا اجر ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا جنت۔ سب نے کہا ہاتھ پھیلائیے۔ آپؐ نے ہاتھ بڑھایا اور سب نے آپؐ کی بیعت کی۔

ہجرت مدینہ کی اجازت: عروہ سے مروی ہے کہ نبیؐ کی ہجرت مدینہ سے پہلے جب مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ مکہ آگئے اور یہاں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور مدینہ میں بہت سے انصار اسلام لے آئے اور وہاں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور مدینہ والے مکہ میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں آنے لگے' قریش نے آپس میں طے کیا کہ ان کو ستائیں اور حملہ کریں چنانچہ انہوں نے انصار کو پکڑ لیا اور دق کرنے لگے' اس سے انصار کو بڑی تکلیف اور اذیت ہوئی۔ یہ آخری مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اٹھانا پڑی۔ دو وقت بڑی مصیبت کے آئے ایک وقت جب کہ انہوں نے حبشہ سے واپس آکر اہل مدینہ کو رسولؐ اللہ کی خدمت میں آتا دیکھا اور اس وجہ سے ان کو ستایا گیا اس کے بعد مدینہ کے ستر نقیب جو وہاں کے مسلمانوں کے سردار تھے حج کے زمانہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عقبہ میں آپؐ کی بیعت کی اور اس شرط پر کہ ہم اور آپؐ ایک ہیں' اگر آپؐ یا آپؐ کے صحابہ میں سے جو ہمارے یہاں چلا آئے گا ہم اس کی اپنی جانوں کی طرح حفاظت اور مدافعت کریں گے انہوں نے آپؐ سے عہدوپیمان کیے۔ اس وقت پھر قریش نے مسلمانوں پر سختیاں شروع کیں اور رسولؐ اللہ نے اپنے صحابہ کو مدینہ جانے کا حکم دے دیا یہ دوسرا فتنہ ہے جس میں آپؐ نے اپنے صحابہ کو مدینہ بھیجا اور خود آپؐ بھی مکہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ اسی کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں **وقاتلوهم حتى لا تكون فتنه ويكون الدين كلمه لله** (تم ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سب اللہ کے مطیع ہو جائیں)

کفار کی مجلس مشاورت: قریش نے جب دیکھا کہ ان کے ملک کے علاوہ دوسرے ملک میں رسولؐ اللہ کے بہت سے پیرو اور ساتھی پیدا ہو گئے ہیں اور مہاجرین ان کے پاس چلے جارہے ہیں۔ ان کو محسوس ہوا کہ مسلمانوں کو اچھی پناہ گاہ مل گئی ہے جہاں ان کا قابو نہیں چل سکتا۔ اب ان کو خود رسولؐ اللہ کا مکہ سے چلے جانے کا خوف دامن گیر ہوا اور یہ

Marfat.com

بات بھی ان کو معلوم ہو گئی کہ آپؐ نے مدینہ جا کر قریش سے لڑائی کا تہیہ کر لیا ہے۔ قریش اس صورت حال پر غور کرنے کے لیے اپنی مجلس میں' جو قصی بن کلاب کا گھر تھا اور جہاں مشورہ کیے بغیر وہ کوئی معاملہ طے نہیں کرتے تھے' جمع ہوئے تاکہ رسولؐ اللہ کے معاملہ پر باہم مشورہ کریں۔ اس کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ جب قریش نے رسولؐ اللہ کے معاملہ پر اپنی قومی مجلس میں جمع ہو کر مشورہ اور تصفیہ کرنے کا فیصلہ کر لیا' وہ مقررہ دن میں جو جمعہ تھا صبح کو وہاں جمع ہوئے وہاں قریش کے تمام اشراف بلا استثنا جمع تھے' ان کے ہر قبیلہ کے عمائد موجود تھے۔

حضرت محمدؐ کے خلاف منصوبے: اب گفتگو شروع ہوئی' کسی نے کہا اس شخص کی حالت سے تم سب واقف ہو ہمیں اس بات کا بھی خطرہ ہو گیا ہے کہ کہیں یہ اچانک ہمارے اغیار کو لے کر جو اس کے پیرو ہیں ہم پر حملہ نہ کر دے۔ لہٰذا اب کیا ہونا چاہیے اس کا تصفیہ کیجئے۔ اس پر مشورہ ہونے لگا۔ کسی نے کہا اسے بیڑیاں پہنا کر قید کر دو اور اوپر سے دروازہ کو تیغا کر دو اور اسی حالت میں اس کے لیے موت کا انتظار کرو۔ آخر اس جیسے دوسرے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ کو موت آئی اسے بھی آئے گی۔ شیخ نجدی نے کہا بخدا میری رائے یہ نہیں' اگر اس طرح تم اسے قید کردو گے اس کی اطلاع ضرور اس کے دوستوں اور پیرووں کو ہو جائے گی' وہ تم پر حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے اور پھر اس طرح تم پر امنڈ آئیں گے کہ تمہارے یہ تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے' یہ رائے مناسب نہیں کوئی اور بات سوچو۔ اب پھر مشاورت ہونے لگی۔ ایک نے کہا ہم اسے یہاں سے نکال کر خارج البلد کیے دیتے ہیں جب وہ یہاں سے چلا جائے تو پھر ہمیں اس کی پروا نہیں کہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ ہمیں اس کی اذیت سے فراغت اور اس کی طرف سے اطمینان ہو جائیگا' اس رائے پر اتفاق نہ ہو سکا۔

ابو جہل کی تجویز: ابو جہل بن ہشام نے کہا کہ ایک بات ایسی میری سمجھ میں آئی ہے جس پر اب تک تم میں سے کسی کا خیال نہیں گیا۔ حاضرین مجلس نے کہا ابو الحکم بیان کرو کیا بات ہے۔ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نہایت دلیر نجیب اور شریف جوان کا انتخاب کر لو پھر ان جواں مردوں میں سے ہر ایک کو ہم ایک شمشیر براں دیں' یہ جماعت اس کے پاس جائے اور سب مل کر ایک وار میں اس کا کام تمام کر

Marfat.com

دیں۔ اس طرح ہم کو ہمیشہ کے لیے اس کی طرف سے چین نصیب ہو جائے گا اور چونکہ ایک جماعت بیک وقت اسے قتل کرے گی اس لیے اس کا قصاص تمام قبائل کے ذمے ہو گا کسی ایک کے ذمے نہ رہے گا۔ اور بنو عبد مناف میں پھر یہ قدرت نہ ہو گی کہ اس کے لیے سب قبیلوں سے لڑیں لا محالہ دیت قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ہم خوشی سے اس کا خون بہا سب کی طرف سے ادا کر دیں گے۔ اس تصفیہ پر مجلس برخاست اور منتشر ہو گئی۔

حضرت محمدؐ کی روانگی: حضرت جبرئیل نے رسولؐ اللہ سے آکر کہا کہ آپؐ آج رات اپنے بستر جس پر آپؐ معمولاً" استراحت فرماتے ہیں نہ سوئیں۔ چنانچہ حسب قرار داد عشاء کے بعد کفار آپؐ کے دروازہ پر جمع ہوئے اور تاک میں لگے کہ جب آپؐ سو جائیں وہ حملہ کر کے آپؐ کو ختم کر دیں۔ رسولؐ اللہ نے جب دیکھا کہ کفار آگئے ہیں انہوں نے علیؓ ابن ابی طالب سے کہا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری سبز حضرمی اونی چادر اوڑھ لو تم کو ان کی طرف سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ رسولؐ اللہ جب سوتے تھے تو ہمیشہ اسی چادر کو اوڑھتے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس قصہ میں اس مقام پر بعض راویوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ رسولؐ اللہ نے علیؓ بن ابی طالب سے یہ بھی کہا کہ اگر ابن ابی قحافہ تمہارے پاس آئے تو اس سے کہہ دینا کہ میں جبل ثور جاتا ہوں تم میرے پاس آجاؤ تم مجھے کھانا بھی بھیجنا کرایہ کا ایک رہنما بھیجنا جو مجھے مدینہ کے راستے لے جائے اور ایک اونٹنی بھی میرے لیے خرید لینا۔ یہ ہدایات دے کر رسولؐ اللہ چلے گئے جو لوگ آپؐ کے انتظار میں چھپے بیٹھے تھے ان کی آنکھیں پٹ کر دی گئی تھیں۔ ان کو کچھ نظر نہ آیا۔ اور آپؐ ان کے سامنے سے نکل گئے۔

حضرت ابو بکرؓ کی رفاقت: اب اللہ نے رسولؐ اللہ کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ عروہ سے مروی ہے کہ جب صحابہ مدینہ روانہ ہوئے قبل اس کے کہ خود رسولؐ اللہ جائیں اور قبل اس کے کہ وہ آیت نازل ہو جس میں مسلمانوں کو قتال کا حکم دیا گیا ابو بکرؓ نے آپؐ سے مدینہ جانے کی اجازت مانگی' اس سے پہلے جب آپؐ کے صحابہ مدینہ جا رہے تھے آپؐ نے ابو بکرؓ کو جانے کی اجازت نہیں دی تھی اور اس وقت بھی ان کو روک دیا اور فرمایا میرا انتظار کرو ممکن ہے کہ مجھے بھی یہاں سے چلے جانے کی اجازت ہو جائے۔ ابو بکر نے صحابہؓ کے ساتھ مدینہ جانے کے لیے دو اونٹنیاں خرید لی تھیں۔ جب رسولؐ اللہ نے ان سے کہا کہ

Marfat.com

میرا انتظار کرو کیونکہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے بھی جانے کی اجازت دے دے گا۔ انہوں نے ان اونٹنیوں کو اپنے پاس ہی رہنے دیا اور خود رسولؐ اللہ کی معیت اور رفاقت کے انتظار میں ان کو خوب چرا کر موٹا کر لیا مگر جب روانگی کے انتظار میں بہت دیر لگ گئی' ابو بکرؓ نے آپؐ سے کہا کیا آپؐ کو امید ہے کہ آپؐ کو اجازت مل جائے گی؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہاں' اس بات کو بھی بہت دن گزر گئے اس کے متعلق عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن ظہر کے وقت ہم اپنے گھر میں تھے اور ابو بکرؓ کے پاس سوائے ان کی دو بیٹیوں' میرے اور اسماؓ کے کوئی اور نہ تھا کہ ٹھیک دوپہر کے وقت رسولؐ اللہ ہمارے یہاں تشریف لائے' آپؐ روزانہ بلا ناغہ صبح یا شام ہمارے گھر آیا کرتے تھے ابو بکرؓ نے آپؐ کو اس وقت آتا دیکھ کر کہا اے نبی اللہ ضرور کوئی بات ہے جس کے لیے آپؐ نے اس وقت زحمت گوارا فرمائی ہے اندر آکر آپؐ نے فرمایا ابو بکرؓ جو یہاں ہو اسے ہٹا دو۔ ابو بکرؓ نے کہا یہاں کوئی مخبر نہیں ہے یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اللہ نے مجھے مدینہ جانے کی اجازت دے دی ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا تو مجھے رفاقت کا شرف عطا ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا۔ ابو بکرؓ نے کہا آپؐ میری اونٹنیوں میں سے ایک لے لیجئے یہ دونوں وہی اونٹنیاں تھیں جن کو وہ اسی غرض کے لیے چرا کر تیار کر رہے تھے تاکہ جب رسولؐ اللہ کو جانے کی اجازت ہو انہی پر سوار ہوں۔ ابو بکرؓ نے ان میں سے ایک آپؐ کو دی اور کہا اسے قبول فرمائیے اور اسی پر آپؐ سفر کریں' آپؐ نے فرمایا اچھا ہم نے اسے قیمتاً" لے لیا۔

غار ثور میں قیام: اس کے بعد ان دونوں حضرات نے بنی عبد بن عدی کے قبیلہ بنی سہم کے خاندان عاص بن وائل کے ایک شخص کو جو قریش کا حلیف اور اب تک مشرک تھا مگر جسے انہوں نے راستے سے واقفیت کی وجہ سے اس کام کے لیے اجرت پر مقرر کر لیا تھا اپنی سواریوں پر روانہ کر دیا جن راتوں میں یہ دونوں حضرات غار ثور میں مقیم رہے عبد اللہ بن ابی بکرؓ رات کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مکہ کی تمام خبریں ان سے بیان کرتے اور پھر صبح کو مکہ میں آجاتے عامر روزانہ شام کو بکریوں کا گلہ ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا وہ اس کا دودھ دوہ لیتے اور عامر تڑکے گلہ کو لے کر وہاں سے نکل کھڑا ہوتا اور صبح ہوتے دوسرے لوگوں کے گلوں میں آملتا۔ اس کی ترکیب سے کسی کو اس کے متعلق شبہ ہی پیدا نہ ہوا۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ: عبداللہ بن ابی بکر قریش کے ساتھ موجود ہی رہتے تھے اور وہ جو

Marfat.com

مشورہ اور صلاح رسولؐ اللہ اور ابو بکرؓ کے متعلق کرتے اسے سنتے اور شام کو جبل ثور جاکر ان کو اس کی اطلاع کر دیتے۔ عامر بن فہیرہ ابو بکرؓ کا مولیٰ سارے دن اہل مکہ کے گلوں کے ساتھ اپنا گلہ چراتا اور رات کو اسے ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا یہ ان کو دوہتے اور ان میں سے ذبح کر لیتے۔ علی الصباح جب عبداللہ بن ابی بکر غار سے مکہ پلٹتے تو عامر بن فہیرہ اپنا گلہ لے کر ہو لیتا تاکہ ان کی نقل و حرکت پر کسی کو شبہ نہ ہونے پائے۔ جب تین دن گزر گئے اور اہل مکہ نے آپؐ کا چرچا چھوڑ دیا' آپؐ کا اونٹ والا دونوں اونٹ لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔

ذات النطاقین کا لقب: اسماء بنت ابی بکر توشہ دان لے کر آئیں مگر اسے رسی سے باندھنا بھول گئیں جب یہ دونوں حضرات چل کھڑے ہوئے تو یہ توشہ دان باندھنے گئیں مگر اس میں کوئی ڈور نہ تھی جس سے باندھتیں' انہوں نے وہیں اپنا بند کھولا اور اسے بل دے کر اس سے توشہ دان باندھ دیا اس واقعہ کی وجہ سے ان کو ذات النطاقین کہتے ہیں۔

حضرت محمدؐ کی قبلہ میں آمد: صحابہؓ سے مروی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ رسولؐ اللہ مکہ سے روانہ ہو گئے ہیں ہم آپ کے قدوم کے منتظر تھے صبح کی نماز پڑھ کر بہت دن چڑھے تک ہم آپؐ کے استقبال کے لیے باہر جاتے تھے اور جب تک زوال شروع نہیں ہو جاتا وہاں سے ہٹتے نہ تھے' چونکہ یہ زمانہ نہایت شدید گرمی کا تھا اس وجہ سے ہمیں سایہ نہ ملتا تو مجبوراً گھروں کے اندر چلے آتے' جس روز آپؐ مدینہ آئے ہیں ہم حسب عادت آپؐ کے انتظار میں آبادی سے باہر بیٹھے تھے' مگر جب کہیں سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں چلے آئے تھے۔ ہمارے آتے ہی رسولؐ اللہ مدینہ تشریف لائے سب سے پہلے ایک یہودی نے جو روزانہ ہمیں آپؐ کے انتظار میں جاتا دیکھا کرتا تھا آپؐ کو دیکھا اس نے فوراً نہایت بلند آواز سے کہا اے بنی قیلہ لو یہ تمہارے نبیؐ آگئے۔ ہم فوراً آپؐ کی خدمت میں آئے' آپؐ ایک کھجور کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپؐ کے ساتھ آپ کے ہم عمر ابو بکرؓ تھے۔ ہم میں زیادہ تر ایسے اصحاب تھے جنھوں نے اس سے پہلے رسولؐ اللہ کو دیکھا ہی نہ تھا' لوگوں کا اژدہام ہو گیا' پہلے ان میں اور ابو بکرؓ میں تمیز ہی نہ کر سکے البتہ جب آپؐ پر سے درخت کا سایہ جاتا رہا تو ابو بکرؓ نے اٹھ کر اپنی چادر آپؐ پر تان دی۔ اب ہم نے آپؐ کو شناخت کر لیا۔

Marfat.com

قبا میں قیام: بیان کیا گیا ہے کہ رسولؐ اللہ بنی عمرو بن عوف کے عزیز کلثوم بن ہدم کے پاس جو ان کے خاندان بنی عبید سے تھے فروکش ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؐ سعد بن خثیمہ کے پاس فروکش ہوئے' جو لوگ آپؐ کے کلثوم کے پاس ٹھہرنے کے مدعی ہیں وہ کہتے ہیں آپؐ لوگوں سے ملنے کے لیے سعد بن خثیمہ کے مکان میں جلوہ فرما ہوئے تھے .اور یہ اس لیے کہ چونکہ یہ کنوارے تھے ان کی بیوی نہ تھی اور اسی لیے مہاجرین صحابہ میں جو لوگ غیر متاہل تھے وہ سب انہی کے یہاں ٹھہرتے تھے اسی وجہ سے ان کے گھر کو لوگ مجردوں کا گھر کہنے لگے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان میں کون سا بیان درست ہے ہم نے دونوں بتنے ہیں۔

قبا میں پہلی مسجد کی تعمیر: رسولؐ اللہ قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں دو شنبہ' منگل' بدھ اور جمعرات کو مقیم رہے' یہاں آپؐ نے ان کی مسجد کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے دن اللہ کے حکم سے آپؐ ان کے یہاں سے چل دیے۔ خود یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے اس سے زیادہ ان کے یہاں قیام کیا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا کہ رسولؐ اللہ نے سترہ دن قبا میں قیام فرمایا۔

سنہ ہجری کی ابتداء: مدینہ آکر رسولؐ اللہ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ مدینہ آکر آپؐ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ ربیع الاول میں مدینہ آئے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ پہلے تاریخ آپؐ کے قدوم سے ایک ماہ دو ماہ ختم سال تک جاری ہوئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے عمر بن الخطاب نے تاریخ کا حکم دیا ہے' اس کے متعلق روایات مختلف ہیں۔

پہلا جمعہ: اب ہم اس سال سے جو ہجرت کا پہلا سال ہے بقیہ واقعات بیان کرتے ہیں' اس میں سب سے اہم واقعہ یہ ہوا کہ آپؐ نے اپنے تمام صحابہ کو جمعہ میں جمع کیا' اسی دن آپؐ قبا سے مدینہ آنے کے لئے روانہ ہوئے۔ آپؐ بنی سالم بن عوف کے پاس ان کی ایک وادی کے بطن میں پہنچے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا۔ اس مقام پر اس روز ایک مسجد بنائی گئی اور یہ اسلام میں پہلا جمعہ ہے جو رسولؐ اللہ نے ادا کیا۔ آپؐ نے اس جمعہ میں خطبہ بھی دیا اور یہی پہلا خطبہ ہے جو آپؐ نے مدینہ میں دیا ہے۔

مدینہ میں آنحضرتؐ کا پہلا خطبہ: وہ خطبہ یہ ہے: "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں'

میں اس کی حمد کرتا ہوں' اس سے مدد مانگتا ہوں' اس سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں' اس پر ایمان رکھتا ہوں' اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ جو اس کا منکر ہے ان سے اپنی عداوت کا اعلان کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں' وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کا بندہ اور اس کا رسولؐ ہے جسے اس نے ہدایت' روشنی اور مواعظت دے کر بندوں کے لیے اس لیے مبعوث فرمایا کہ بہت روز سے انبیاء کا آنا رک گیا تھا اور جہالت اور گمراہی کا دور دورہ ہو گیا تھا اور اس لیے کہ اب زمانہ ختم ہو رہا ہے آخرت کی گھڑی آگئی ہے اور وقت قریب آپہنچا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوا' اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ راہ راست سے بھٹک گیا' وہ حد سے متجاوز ہو گیا اور بہت دور غلط راستے پر چلا گیا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو یہ بہترین مشورہ ہے جو ایک مسلم دوسرے مسلم کو دے سکتا ہے کہ وہ اسے آخرت کے لیے عمل نیک پر برانگیختہ کرے اور اللہ کے خوف کو ہر وقت پیش نظر رکھنے کا حکم دے۔ بس تم اللہ سے ڈرتے رہو' جب کہ اس نے اپنے سے ڈرایا ہے اس سے بہتر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ مشورہ' اللہ سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ تم صدق نیت سے آخرت کے لیے اللہ کے خوف کو پیش نظر رکھ کر نیک اعمال کرو اور جو شخص ظاہر وباطن میں حسن نیت کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کے لیے عمل کرے گا' اللہ اسے دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی یاد رکھے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جب کہ اس کے خلاف عمل کرنے والا چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے برے عمل کے درمیان مسافت بعید حائل ہوتی' اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے قسم ہے اس ذات کی جس کا قول صادق ہے جو اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے اور خلاف وعدہ نہیں کرتا وہ فرماتا ہے **وما یبدل القول الدی وما انا بظلامه للعبید** (ہمارے پاس خلاف وعدگی نہیں ہوتی اور ہم ہرگز بندوں پر ظلم نہیں کرتے) ظاہر وباطن اپنے دنیاوی اور دینی معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جو اس سے ڈرتا رہے گا وہ اس کی برائیوں کے اثر بد سے اس شخص کو محفوظ رکھے گا اور اسے بڑا اجر دے گا۔ جو اللہ سے ڈرتا رہا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ اللہ کا خوف اس کی دشمنی' عقوبت اور ناراضگی سے بچاتا ہے اللہ کے خوف سے چہرے نورانی ہو جاتے ہیں۔ رب راضی ہوتا ہے اور مرتبہ بلند ہوتا ہے' اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو اور اللہ کے خوف کے مقابلہ میں حد سے تجاوز نہ کرو' اللہ نے اپنی

Marfat.com

کتاب نازل فرمائی ہے اور تمہارے لیے اپنا راستہ بتا دیا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ کون سچے تھے اور کون جھوٹے لہٰذا جیسا احسان اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے ویسا ہی تقویٰ تم اختیار کرو۔اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو اور اس کی راہ میں نیک نیتی سے جہاد کرو اس نے تم کو اختیار کیا ہے۔اور تم کو مسلمان کیا ہے تاکہ اس حجت نبوت کے بعد اب جو برباد ہو' برباد ہو اور جو زندہ رہے' زندہ رہے' تمام قوت صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اکثر اللہ کو یاد کرتے رہو' آخرت کے لیے عمل کرو' جو شخص اللہ سے اپنی بات بنا لے گا اللہ پھر سب میں اس کی بات بنا دے گا اور یہ اس لیے کہ اللہ کا فیصلہ لوگوں پر نافذ ہے ان کی کوئی بات اس پر نہیں چلتی اور وہ تمام لوگوں کا مالک ہے لوگ اس کے قطعی مالک نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام قوتیں صرف اللہ بزرگ کو حاصل ہیں۔"

ناقہ رسولؐ: ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ نماز کے بعد رسولؐ اللہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ آپ نے اس کی مہار چھوڑ دی جس انصاری کے گھر سے وہ گزرتی لوگ آپؐ کو اپنے یہاں فروکش ہونے کی دعوت دیتے اور عرض کرتے کہ آپؐ ہمارے پاس فروکش ہوں ہماری تعداد بھی زیادہ ہے اور ہر طرح کی آسائش اور سامان راحت مہیا ہے۔ رسولؐ اللہ فرماتے اس کی مہار چھوڑ دو' یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے' اسی طرح ہوتے ہوتے وہ اونٹنی اس مقام پر آئی جہاں اب مسجد نبوی ہے اور مسجد کا جہاں اب دروازہ ہے' وہاں بیٹھ گئی اور اس وقت وہ جگہ اونٹوں کا اصطبل تھا' جو بنی النجار کے دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی جو عمرو بن عباد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے اور معاذ بن عفرا کی تولیت میں زیر پرورش تھے' ملکیت تھی۔ اونٹنی بیٹھ گئی مگر رسول اللہؐ اب بھی اس پر سے نہ اترے' پھر وہ کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر اس وقت اس کی مہار بالکل چھوٹی ہوئی تھی۔ رسولؐ اللہ نے اسے نہیں موڑا بلکہ وہ خود ہی مڑ کر پھر اسی جگہ جہاں پہلے آکر بیٹھی تھی واپس آئی اور بیٹھ گئی اور اس نے اپنے دونوں پچھلے پاؤں بھی جما دیے' تب رسولؐ اللہ اترے۔ ابو ایوب نے آپؐ کی کاٹھی اٹھائی اور اسے اپنے گھر میں رکھا۔ تمام انصار نے آپؐ سے اپنے یہاں قیام کی استدعا کی ۔مگر آپؐ نے کہا کہ آدمی وہیں جہاں اس کا کجاوہ اس طرح اب آپؐ ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب کے پاس بنی غنم بن النجار میں فروکش ہو گئے۔

مسجد نبوی: ابو جعفر کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے پوچھا کہ یہ اونٹوں کا باڑہ کس کا ہے۔

Marfat.com

معاذ بن عفراء نے آپؐ سے کہا کہ یہ دو یتیموں کا ہے جو میرے زیر تربیت ہیں میں ان کو راضی کر لوں گا۔ تب رسول اللہ نے حکم دیا کہ مسجد بنائی جائے اور آپؐ اپنی مسجد اور مکانات کے بننے تک ابو ایوب کے پاس مہمان رہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کی زمین کو آپؐ نے خرید لیا اور پھر مسجد بنائی' مگر ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسجد نبوی کی زمین بنی النجار کی تھی اس میں کھجور کے درخت کھیتی اور کچھ قبریں زمانہ جاہلیت کی تھیں۔ رسولؐ اللہ نے ان سے کہا کہ قیمت لے کر یہ جگہ مجھے دے دی جائے۔ انہوں نے کہا سوائے اللہ کی خوشنودی کے ہم اس کی کوئی قیمت نہیں چاہتے۔ تب رسول اللہ نے حکم دیا کہ کھجور قطع کر دی جائیں' چنانچہ کھجور کاٹ دی گئیں' کھیتی برباد کی گئی اور قبروں کو اکھاڑ دیا گیا۔ مسجد کی تعمیر سے قبل رسولؐ اللہ بھیڑوں کے باڑوں میں یا جہاں نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اب مسجد کی تعمیر کا کام خود رسولؐ اللہ نے اپنے ذمے لیا اور آپؐ کے تمام صحابہؓ مہاجرین اور انصار نے اپنے ذمے لیا۔

بنی النجار کے نقیب: عاصم بن عمرو بن قتادہ الانصاری سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کے مرنے کے بعد بنی النجار رسولؐ اللہ کے پاس آئے' یہ ابوامامہ ان کا نقیب تھا اور عرض پرواز ہوئے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس شخص کی مرتبت ہم میں کیا تھی۔ آپ ہم میں کسی کو اس کی جگہ مقرر فرما دیں تاکہ جو خدمات وہ انجام دیتا تھا' یہ ہمارے لیے انجام دینے لگے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تم میرے ننھیالی رشتہ دار ہو میں تم سے ہوں اور اب میں تمہارا نقیب بن جاتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ رسولؐ اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ آپ ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے اسی لیے بنی النجار اس بات کو بھی اپنے اور قبیلوں کے سامنے فخریہ بیان کرتے تھے کہ خود رسولؐ اللہ ان کے نقیب بنے اس سال ابو احیحہ نے طائف میں اپنی جائداد میں انتقال کیا اور ولید بن المغیرہ اور عاص بن وائل السہمی نے مکہ میں انتقال کیا۔

حضرت عائشہؓ بنت ابو بکرؓ: اس سال بعض راویوں کے بیان کے مطابق مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد ذی العقدہ میں رسولؐ اللہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ شب باش ہوئے بعض راویوں نے کہا ہے کہ مدینہ آنے کے سترہ ماہ بعد ماہ شوال میں رسولؐ اللہ حضرت عائشہؓ کے

Marfat.com

ساتھ شب باش ہوئے۔ ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد رسول اللہ کا نکاح حضرت عائشہؓ سے ہو گیا تھا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، سات سال بھی بیان کی گئی ہے۔

دو رکعت کا اضافہ: اس سال حالت اقامت کی نماز میں دو رکعتیں اضافہ کی گئیں۔ اس سے قبل اقامت اور سفر کی ایک ہی نماز دو رکعت تھی، یہ تبدیلی رسولؐ اللہ کے مدینہ آنے کے ایک ماہ بعد ربیع الآخر کی بارہ تاریخ کو نافذ کی گئی۔ واقدی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے متعلق اہم حجاز میں سے کسی کو مذکورہ بالا بیان سے اختلاف نہیں ہے۔

غزوہ ابواء: محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو رسولؐ اللہ مدینہ تشریف لائے اس ربیع الاول کا بقیہ حصہ ماہ ربیع الآخر، جمادی الاول، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم آپؐ نے مدینہ ہی میں قیام فرمایا، اس سال کا حج مشرکین ہی کے اہتمام میں ہوا۔ مدینہ آنے کے بارھویں مہینے صفر میں آپؐ جہاد کے لئے نکلے، قریش اور بنی ضمرہ بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ کی نیت سے روان آئے یہ ہی غزوہ ابواء ہے۔ بنی ضمرہ کے رئیس منحشی بن عمرو نے جو خود اسی قبیلہ کا تھا آپؐ سے مصالحت کر لی، آپؐ بغیر کسی نقصان کے مدینہ واپس آگئے بقیہ ماہ صفر اور ربیع الاول کا ابتدائی حصہ آپؐ نے مدینہ میں بسر کیا اسی قیام کے اثنا میں آپؐ نے عبیدہ بن الحارج بن المطلب کو ساٹھ یا اسی شتر سوار مہاجرین کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا جہاد کے لیے روانہ کیا، یہ جماعت حجاز کے ایک چشمہ آب احیاء نام پر جو ثنیتہ المرہ کے زیریں میں واقعہ ہے پہنچی، یہاں قریش کی ایک بہت بڑی جماعت سے ان کا مقابلہ ہوا، جنگ تو نہ ہوئی البتہ سعد بن ابی وقاص نے تیر پھینکا، یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا اس کے بعد دونوں فریق مقابلہ سے پسپا ہوئے مسلمانوں کے لیے عقبیٰ بچانے والی جماعت بھی تھی۔ مقداد بن عمرو ابوانی بنی زہرہ کے حلیف اور عتبہ بن غزوان بن جابر بنی نوفل بن عبدمناف کے حلیف مشرکین کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں کے پاس بھاگ آئے، یہ دونوں پہلے مسلمان تھے اور مشرکین کے ساتھ لڑنے محض اسی غرض سے آئے تھے کہ اس طرح مسلمانوں سے آملیں گے۔ عکرمہ بن ابی جہل اس قوم کا امیر تھا۔

غزوہ عشیرہ: اس کے بعد ربیع الآخر میں خود رسول اللہ صلعم قریش کے ارادے سے

Marfat.com

جہاد کے لیے روانہ ہوئے اور کوہ رضوی کی سمت سے بواط آئے اور پھر بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے مدینہ واپس تشریف لے آئے اور ربیع الآخر کا بقیہ حصہ اور جمادی الاول کا کچھ حصہ آپؐ نے مدینہ میں بسر کیا اس کے بعد پھر آپؐ قریش کے مقابلہ کے لیے جہاد پر روانہ ہوئے' اس مرتبہ آپؐ بنی دینار بن النجار کی سرنگ سے گزر کر فیفا الخبیار پر سے ہوتے ہوئے ابن ازہر کی چٹان ذات الساق نامی میں ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے یہاں آپؐ نے نماز پڑھی اسی لیے وہاں آپؐ کی مسجد موجود ہے یہاں آپ کے لیے کھانا پکایا گیا۔ آپؐ نے خلائق کو اپنی بائیں جانب چھوڑا اور مشعب عبداللہ نامی گھاٹی کا راستہ اختیار کیا یہ گھاٹی اب تک اسی نام سے مشہور ہے' اس کے بعد پھر آپؐ بائیں جانب ہو لیے اور وادی یلیل میں سے اتر کر اس کے اور وادی الضبوعہ کے سنگم پر فروکش ہوئے پھر عمیرہ کے مقام پر آپؐ نے بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت کر لی اور بغیر کسی لڑائی کے مدینہ پلٹ آئے۔

تجارتی قافلوں کی روک تھام: واقدی کے قول کے مطابق اس کے بعد رسولؐ اللہ دو سو صحابہ کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے تاکہ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکیں آپؐ ربیع الاول میں بواط پہنچ گئے۔ ان قافلوں میں امیہ بن خلف اور قریش کے سو آدمی اور تھے اور ۲۵۰۰ اونٹ تھے' آپؐ واپس آگئے 'کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ نیز اسی سال جب قریش کے تجارتی قافلے شام جانے لگے آپؐ ان کو روکنے کے لیے مہاجرین کے ساتھ برآمد ہوئے اس مہم کو غزوہ ذات العشیرہ کہتے ہیں۔ آپؐ منیع تک گئے۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی مہم: جمادی الآخر میں رسولؐ کرز بن جابر الفہری کے تعاقب سے مدینہ واپس آئے اور جب آپؐ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے آٹھ خاندانوں کے ساتھ' جن میں کوئی انصاری نہ تھا' حجاز روانہ فرمایا' واقدی کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے بارہ اشخاص کے ہمراہ اس مہم پر بھیجا تھا۔ بہرحال سابق بیان کے مطابق آپؐ نے روانگی کے وقت ایک خط لکھ کر ان کو دیا اور ہدایت کر دی کہ جب تک دو دن کا سفر نہ طے ہو جائے تم اسے نہ پڑھنا پھر پڑھ کر جو حکم دیا گیا ہو اس کی بجا آوری کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کے لیے مجبور نہ کرنا۔

چنانچہ دو دن سفر کرنے کے بعد عبداللہ بن جحش نے رسولؐ اللہ کا خط پڑھا۔ اس میں

Marfat.com

مرقوم تھا کہ اس خط کے دیکھنے کے بعد تم سیدھے مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ جا کر ٹھہرو۔ وہاں سے قریش کی نگرانی رکھو اور ان کی خبریں ہمیں پہنچاؤ۔ عبداللہ نے خط دیکھ کر کہا میں بسرو چشم اس ارشادؐ کی بجا آوری کروں گا اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رسولؐ اللہ نے مجھے ایسا حکم دیا ہے مگر اس بارے میں تم پر جبر کرنے سے منع فرمایا ہے' لہٰذا جسے دل سے شہادت کا شوق ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جو نہ چاہتا ہو واپس ہو جائے' میں بہرحال اس حکم کی بجاآوری کروں گا مگر کسی نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا' وہ اپنی سمت چلے' دوسرے تمام ان کے ساتھی بھی ساتھ ہوئے انہوں نے حجاز کی راہ لی۔

حضرت عبداللہ بن جحش کا حملہ: جب یہ بالائے فرع ایک کان پر آئے سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا ایک اونٹ جس کے پیچھے یہ آرہے تھے راہ سے بھٹک گیا۔ یہ اس کی تلاش میں عبداللہ بن جحش سے چھوٹ گئے' وہ اپنے اور ساتھیوں کے ساتھ چلتے چلتے نخلہ پہنچے۔ قریش کا ایک تجارتی قافلہ جس میں منقے' چمڑے اور دوسرا تجارتی سامان تھا۔ ان کے پاس سے گزرا۔ اس قافلہ میں عمرو بن الحضرمی' عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ المخزمی اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ اور حکم بن کیسان ہشام بن المغیرہ کا مولیٰ تھے۔ یہ قافلہ مسلمانوں کے قریب ہی اترا تھا۔ ان کو دیکھ کر وہ ڈرے' مگر عکاشہ بن محض جن کا سرمنڈا ہوا تھا پہاڑ سے ان کے سامنے برآمد ہوا۔ اسے دیکھ کر قافلہ والے مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ عمرہ کرنے والے ہیں ان سے کچھ خطرہ نہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں نے اس قافلہ کے بارے میں مشاورت کی کہ کیا کیا جائے۔ یہ رجب کا آخری دن تھا۔ سب نے کہا اگر ہم نے ان کو آج رات چھوڑ دیا تو کل یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور پھر تم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ دوسری طرف یہ مشکل ہے کہ اگر ہم نے ان کو قتل کر دیا تو ہم نے ماہ حرام کی حرمت توڑ دی۔ اسی تردد میں تھے اور ان پر پیش قدمی کرتے ہوئے خائف تھے' مگر یہ لوگ دلیر ہو گئے اور سب نے تہیہ کر لیا کہ جس پر قابو چلے اسے قتل کر ڈالو اور ان کے مال و متاع کو لوٹ لو۔

عمرو بن الحضرمی کا قتل: واقدی بن عبداللہ التمیمی نے عمرو بن الحضرمی کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا اور قتل کر دیا۔ نیز انہوں نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا۔ البتہ نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا اور ان کے ہاتھ نہ آسکا۔ عبداللہ بن جحش اور ان کے

Marfat.com

ساتھی اس قافلہ اور دونوں قیدیوں کو لے کر مدینہ میں رسولؐ اللہ کے پاس آگئے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن جحش کی اولاد میں سے کسی نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اس مال غنیمت میں سے خمس رسولؐ اللہ کا ہے' اس وقت تک اللہ نے غنیمت میں خمس فرض نہیں کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے خمس کو رسولؐ اللہ کے لیے علیحدہ کر لیا اور باقی غنیمت تقسیم کر دی۔ جب یہ رسولؐ اللہ کے پاس پہنچے آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو ماہ حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپؐ نے قافلہ اور قیدیوں کو وہیں روک دیا اور اس میں سے کسی حصہ کو بھی قبول نہیں فرمایا۔ آپؐ کے اس ارشاد سے ان لوگوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ سمجھے کہ مارے گئے۔ دوسری طرف قریش کہنے لگے کہ محمدؐ اور ان کے ساتھیوں نے ماہ حرام کی حرمت توڑ دی اس میں خونریزی کی' مال لوٹا اور قیدی پکڑ لیے۔ مکہ کے مسلمانوں نے اس الزام کی تردید میں کہا کہ یہ جو کچھ ہوا وہ شعبان میں ہوا ہے۔ نیز یہودیوں نے اس واقعہ کو رسولؐ اللہ کے لیے شگون بد قرار دینے کے لیے کہا کہ عمر بن الحضرمی کو واقدی بن عبداللہ نے قتل کیا۔ عمرو نے لڑائی معمور کی' حضرمی اس میں حاضر تھا اور واقدی نے اسے مشتعل کر دیا' مگر اللہ نے ان کے دعوئی کو خود ان پر پلٹ دیا۔ اور وہی تباہ ہو گئے۔

اسیران جنگ کی رہائی: جب اس واقعہ کے متعلق زیادہ چہ میگوئیاں ہونے لگیں اللہ عزو جل نے یہ آیات رسولؐ اللہ پر نازل فرمائیں۔ **یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ** پوری آیت (لوگ تم سے ماہ حرام میں قتال کی بابت دریافت کرتے ہیں) جب اللہ نے اس معاملہ کے متعلق یہ وحی نازل فرما دی اور اس طرح وہ خوف جو مسلمانوں کو اس سے لاحق ہو گیا تھا جاتا رہا۔ رسولؐ اللہ نے قافلہ اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ قریش نے ایک وفد کے ذریعہ آپؐ سے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو فدیہ دے کر رہائی کی درخواست کی۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ جب تک ہمارے آدمی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان بخیریت یہاں نہ آجائیں ہم فدیہ قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم نے ان کو قتل نہ کر دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ان کے عوض میں ہم تمہارے آدمیوں کو قتل کریں گے مگر پھر وہ دونوں آگئے اور رسولؐ اللہ نے فدیہ لے کر ان کو جواب میں کہا کہ ہم نے جمادی میں قتل کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ واقعہ جمادی کی آخری رات اور رجب کی پہلی رات میں پیش آیا۔ اور رجب شروع ہوتے ہی مسلمانوں نے اپنی تلواریں

Marfat.com

نیام میں کر لیں۔ اسی موقع پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں اور ان میں اہل مکہ کو ملزم قرار دیا ہے۔

قبلہ کی تبدیلی: ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں اللہ عزو جل نے مسلمانوں کے قبلہ کو شام کی سمت سے کعبہ کی طرف بدل دیا۔ وقت کی تبدیلی میں علمائے سلف کا اختلاف ہے، مگر جمہور کا خیال یہ ہے کہ ہجرت کے اٹھارہویں ماہ نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں آئی۔ ابن مسعود اور دوسرے صحابہؓ رسولؐ سے مروی ہے کہ پہلے مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ جب نبیؐ کو ہجرت کر کے مدینہ آئے ہوئے اٹھارہ ماہ گزرے آپؐ نماز میں حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے۔ آپؐ بھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ بیت المقدس کی بجائے قبلہ مقرر کیا گیا۔ خود نبیؐ چاہتے تھے کہ کعبہ کی سمت نماز پڑھیں۔ اس وقت اللہ عزو جل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "بے شک ہم نے دیکھا کہ تم آسمان کی طرف منہ اٹھائے منتظر ہو۔"

روزے کا حکم: اس سال ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کے ماہ شعبان میں یہ روزے فرض ہوئے۔ مدینہ آکر رسولؐ اللہ نے یہودیوں کو یوم عاشورہ میں روزہ رکھتے دیکھا۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ نے آل فرعون کو غرق کیا اور موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کو فرعون سے نجات دی۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہم ان سے زیادہ موسیٰؑ کے حق دار ہیں۔ آپؐ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس روز روزہ کا حکم دیا۔ جب اللہ نے رمضان کے روزے فرض کیے تو پھر آپ نے عاشورہ کے روزے کا نہ حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔

فطرے کا حکم: اس سال مسلمانوں کو زکوۃ فطرہ کا حکم ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ نے فطرے ایک دن یا دو دن قبل مسلمانوں کو خطاب کیا اور فطرے کا حکم دیا۔ اس سال آپؐ نماز عید کے لیے شہر سے باہر عید گاہ تشریف لے گئے اور آپؐ نے سب کو نماز پڑھائی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ آپؐ نماز عید کے لیے عید گاہ تشریف لے گئے، اس سال لوگ آپؐ کے لیے بھالا لے گئے اور آپؐ نے اس کی سمت کھڑے ہو کر نماز پڑھی، یہ بھالا زبیر بن العوام کا تھا جو نجاشی نے ان کو دیا تھا۔ اس کے بعد تمام عیدوں میں یہ آپؐ کے لیے عید گاہ لے جایا جاتا تھا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ اب بھی مدینہ میں موذنوں کے پاس ہے۔

Marfat.com

قریش کا تجارتی قافلہ: عروہ نے حسب ذیل بیان عبدالملک کو لکھ کر بھیجا تھا: اما بعد: تم نے مجھ سے ابو سفیان کی نقل و حرکت اور کارروائی کو دریافت کیا ہے کہ وہ کیونکر ہے' اس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ ابو سفیان بن حرب قریش کے تقریباً" ستره شتر سواروں کے ساتھ جو سب تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے شام سے واپس آرہا تھا اس کے ساتھ ان کا تمام روپیہ اور سامان تجارت تھا جب یہ حجاز واپس آنے لگے تو اس کی خبر رسول اللہ اور ان کے صحابہ کو ملی۔ اس سے پہلے سے ان میں لڑائی جاری تھی جس سے کئی آدمی مقتول ہو چکے تھے ابن الحضرمی بھی کئی آدمیوں کے ساتھ نخلہ میں قتل ہو چکا تھا۔ اور قریش کے چند اشخاص قید بھی کر لیے گئے تھے ان میں بعض مغیرہ کے بیٹے تھے نیز ان میں ان کا مولیٰ ابن کیسان تھا جسے عبداللہ بن جحش اور واقد بنی عدی بن کعب کے حلیف نے چند صحابہ رسول کے ساتھ جن کو رسول اللہ نے عبداللہ بن جحش کی معیت میں اس مہم پر بھیجا تھا قتل اور اسیر کیا تھا اسی واقعہ کی بنا پر رسول اللہ اور قریش کے درمیان جنگ چھڑی اور نخلہ کا یہ پہلا واقعہ تھا جس میں طرفین اس کے ساتھیوں کے شام جانے سے قبل پیش آیا تھا۔ پھر جب اس کے بعد وہ اور اس کے ساتھی قریش کے شتر سوار شاعم سے حجاز آنے لگے انہوں نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ رسول اللہ کو جب ان کی اطلاع ہوئی انہوں نے اپنے صحابہ کو جنگ کی دعوت دی اور بتایا کہ ان کے ساتھ کثرت سے دولت ہے اور ان کی تعداد بھی تھوڑی ہے' اب مسلمانوں کی ایک جماعت ابو سفیان اور اس کے قافلہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے جس کے متعلق ان کو خیال تھا کہ بغیر کسی بڑی لڑائی کے وہ ان کے قبضہ میں آجائے گا مدینہ سے چلے۔ اس کے متعلق اللہ عزو جل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "اور تم چاہتے تھے کہ کمزور تم کو مل جائے"

مسلمانوں کے حملہ کا خوف: جب ابو سفیان کو معلوم ہوا کہ اصحاب رسول اللہ اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں اس نے اس کی اطلاع کسی کے ذریعہ قریش کو کی اور درخواست کی کہ تم اپنے اسباب تجارت کو بچاؤ' قریش کو اس کی اطلاع ہوئی' ابو سفیان کے قافلہ میں سب کے سب کعب بن لوی کے خاندانوں کے آدمی تھے۔ اس خبر کے ملتے ہی مکہ والے دوڑے' یہ سب بنی کعب بن لوی کی جماعت تھی جو بچاؤ کے لیے گئی تھی اس میں بنی عامر کے بنی مالک بن رحل کے سوا اور کوئی نہ تھا' جب تک نبیؐ بدر نہ آگئے' نہ ان کو اور نہ ان

Marfat.com

کے صحابہؓ کو قریش کی اس جمعیت کی کوئی اطلاع ملی تھی اس قافلہ نے ساحل کا وہ راستہ اختیار کیا تھا جو شام جاتا تھا۔ ابو سفیان نے اس خوف سے کہ بدر پر دشمن گھات میں ہو گا اس سمت سے بچ کر صرف ساحل کی راہ پکڑ لی۔

بنی الحجاج کے حبشی غلام کی گرفتاری: نبیؐ مدینہ سے چل کر بدر کے قریب آکر شب باش ہوئے آپؐ نے زبیرؓ بن العوام کو صحابہ کی ایک چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ بدر کے ایک چشمہ آب کو بھیجا' مسلمانوں کو قطعی اس بات کا علم نہ تھا کہ قریش ان کے مقابلہ کے لیے آگئے ہیں۔ نبیؐ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے وہ نماز ہی میں تھے کہ قریش کے بعض سقے بدر کے اسی چشمہ پر پانی لینے آئے ان میں بنی الحجاج کا ایک حبشی غلام بھی تھا۔اسے مسلمانوں کی اس جماعت نے جسے رسولؐ اللہ نے زبیر کی قیادت میں چشمہ پر بھیجا تھا گرفتار کر لیا۔ اس غلام کے اور ساتھی بھاگ کر قریش کے پاس چلے گئے'مسلمان اسے رسولؐ اللہ کی خدمت میں لائے جو اپنی خواب گاہ میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے اس سے ابو سفیان اور اس کی جماعت کی خبر پوچھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ غلام ضرور اسی کے ہمراہیوں میں ہے مگر اس نے بیان کیا کہ قریش کی ایسی جماعت جس میں فلاں فلاں قبیلے اور سردار نہیں مقابلے پر آئی ہے اور یہ بات وہ صحیح بیان کر رہا تھا مگر چونکہ مسلمانوں کو یہ اطلاع بہت ہی ناگوار تھی وہ اسے باور ہی نہ کرتے تھے کیونکہ اس وقت ان کا مطمح نظر صرف ابو سفیان'اس کا تجارتی قافلہ اور جماعت تھی۔اس سوال وجواب کے اثناء میں نبیؐ نماز میں مصروف تھے رکوع و سجود کر رہے تھے اور جو کچھ اس غلام کے ساتھ ہو رہا تھا اسے دیکھ اور سن رہے تھے۔اب جب وہ غلام مسلمانوں سے کہتا کہ قریش آگئے ہیں' وہ اس کی تکذیب کرتے اور مارتے اور کہتے کہ تو ہم سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کو چھپا رہا ہے' اس پر اب غلام نے یہ کیا کہ جب مسلمان اسے مارنے کی دھمکی دیتے اور ابو سفیان اور اس کی جماعت کا پتہ پوچھتے تو اگرچہ اسے ان کا قطعی علم نہ تھا وہ تو قریش کے سقوں میں تھا وہ مجبوراً" ان کا اقرار کر لیتا حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ قافلہ ان سے بہت اسفل میں پہنچ چکا تھا جب وہ غلام کہتا کہ یہ قریش تمہارے مقابلہ کے لیے آئے ہیں مسلمان اسے مارنے لگتے اور اگر وہ کہتا کہ یہ ابو سفیان ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتے۔

کفار کی تعداد: اس حرکت کو دیکھ کر نبیؐ سے رہا نہ گیا وہ نماز ختم کر کے پلٹے اور

چونکہ آپؐ اس غلام کی خبر سن چکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب وہ سچ بولتا ہے تم اسے مارتے ہو اور جھوٹ بولتا ہے چھوڑ دیتے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ ہم سے کہہ رہا ہے کہ قریش آگئے ہیں آپؐ نے فرمایا بالکل صحیح کہتا ہے' بیشک قریش اپنے قافلہ کو بچانے کے لیے آگئے ہیں آپؐ نے غلام کو بلا کر اس سے واقعہ دریافت کیا' اس نے کہا کہ قریش ہیں ابو سفیان کی مجھے خبر نہیں۔ آپؐ نے پوچھا ان کی تعداد کیا ہے اس نے کہا صحیح تعداد تو میں نہیں جانتا البتہ وہ کثیر تعداد راویوں کے بیان کے مطابق اس پر آپؐ نے دریافت کیا اچھا یہ بتاؤ کہ کل اول کس نے ان کو کھانا دیا اس غلام نے کسی کا نام لیا۔ آپؐ نے پوچھا کتنے اونٹ اس نے دعوت کے لیے ذبح کیے تھے۔ اس نے کہا نو۔ آپ نے پوچھا پھر کل دوسرے وقت کس نے ان کی ضیافت کی' اس نے نام بتایا' آپ نے پوچھا اس نے کتنے اونٹ ذبح کیے' غلام نے کہا دس۔ اس پر راویوں کے بیان کے مطابق رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد نو سو سے ایک ہزار ہے اور واقعہ بھی یہی تھا کہ اس رحلہ میں قریش کی تعداد نو سو پچاس تھی۔

چشمۂ بدر پر مسلمانوں کا قبضہ: نبیؐ اپنے مقام سے اٹھ کر اس چشمے پر آکر فروکش ہوئے' آپؐ نے پکھالیں پانی سے بھر لیں اور اس چشمے کے اوپر اپنے صحابہ کی صف بندی کی رسولؐ اللہ نے بدر آکر فرما دیا تھا کہ یہاں دشمن مارے جائیں گے' قریش نے آکر دیکھا کہ ان سے قبل نبیؐ اس چشمے پر پہنچ کر باقاعدہ فروکش ہیں جب قریش سامنے آگئے رسولؐ اللہ نے اللہ کی جناب میں عرض کی۔ یہ قریش اپنے تمام سازو سامان اور غرور کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسولؐ کی تکذیب کرنے آئے ہیں۔ اے خداوندا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ پورا کر۔" جب وہ بالکل سامنے آگئے رسولؐ اللہ نے ان کے منہ پر مٹی پھینک ماری اللہ نے ان کو مار بھگایا۔ نبیؐ کا مقابلہ ہونے سے پہلے ایک شتر سوار نے ابو سفیان اور اس کی جماعت کی طرف سے آکر قریش سے کہہ دیا تھا کہ تم پلٹ جاؤ وہ لوگ جنہوں نے قریش کو یہ حکم دیا تھا' جحفہ میں تھے مگر قریش نے اس مشورہ کو نہ مانا اور کہا کہ ہم جب تک بدر پہنچ کر وہاں تین راتیں قیام نہ کر لیں گے واپس نہیں جائیں گے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کون ہم پر حملہ کرتا ہے' ہم کسی عرب میں یہ طاقت نہیں دیکھتے کہ ہم سے اور ہماری اس کثیر جماعت سے مقابلہ کر سکے۔ چنانچہ ان کا اور رسولؐ اللہ کا مقابلہ ہوا۔ اللہ نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل اور رسوا کر دیا اور مسلمانوں

Marfat.com

کے سینوں کو ان کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا۔

رسولؐ اللہ کی شب بیداری: علیؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ہم میں سوائے مقداد بن الاسود کے اور کوئی سوار نہ تھا۔ سوائے رسولؐ اللہ کے سب پڑے سو رہے تھے۔ البتہ آپؐ ساری رات درخت کے قریب کھڑے ہوئے صبح تک نماز ودعا میں مصروف رہے۔

حضرت براءؓ کی روایت: براءؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں اسی قدر آدمی تھے جتنے طالوت کے ساتھ تھے جنھوں نے دریا کو عبور کیا تھا یعنی تین سو تیرہ۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصاری تھے۔ رسولؐ اللہ کے علمبردار علیؓ بن ابی طالب تھے اور انصار کا علم سعدؓ بن عبادہ کے پاس تھا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ اصحاب بدر کی تعداد تین سو چودہ تھی' یہ وہ لوگ تھے جو خود جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ بعض نے تین سو اٹھارہ اور بعض نے تین سو سترہ بیان کی ہے مگر عامہ سلف کا بیان یہ ہے کہ ان کی تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔

رسولؐ اللہ صحابہؓ کے ساتھ رمضان کی کچھ راتیں گزری تھیں بدر کو روانہ ہوئے آپؐ نے قیس بن ابی صعصعہ کو جو بنی مازن بن النجار سے تعلق رکھتے تھے اپنے ساقہ پر مقرر فرمایا صفراء قریب آکر آپؐ نے بسبس بن عمرو الجہنی بن ساعدہ کے حلیف اور عدی بن ابی الزغباء الجہنی بنی النجار کے حلیف کو ابو سفیان بن حرب اور اس کے قافلہ کی اطلاعات بہم پہنچانے کے لیے بدر بھیجا' ان دونوں کو آپؐ نے پہلے روانہ فرما دیا اور پھر خود تشریف لے چلے صفراء کے مقابل آکر جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک گاؤں ہے آپؐ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت کیے آپؐ سے کہا گیا کہ ایک کا نام مسلح ہے اور دوسرے کا نام مخزی ہے آپؐ نے پوچھا یہاں کون لوگ آباد ہیں لوگوں نے کہا بنوالنار اور بنو خراق بنی عفاء کے دو خاندان رہتے ہیں۔ رسولؐ اللہ کو ان ناموں سے کراہیت آئی آپؐ نے ان پہاڑوں اور باشندوں کے نام سے شگون بدلیا اور ان کے درمیان سے گزرنا مناسب نہ سمجھا' آپؐ نے ان کا راستہ ترک کر دیا اور صفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر اس کی داہنی سمت سے ذفران نامی ایک وادی کی راہ اختیار کی اس سے گزر کر ابھی اس کا کچھ حصہ باقی تھا کہ وہیں ایک جگہ آپؐ نے نزول فرمایا۔

Marfat.com

آنحضرت محمدؐ کا صحابہؓ سے مشورہ: آپؐ کو اطلاع ملی کہ قریش اپنے قافلہ کی مدافعت کے لیے آرہے ہیں آپؐ نے صحابہ سے مشورہ کیا سب سے پہلے ابو بکرؓ نے کھڑے ہو کر حمایت اور جان نثاری کا وعدہ کیا' پھر عمرؓ بن الخطاب نے اسی قسم کی تقریر کی اس کے بعد مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا رسولؐ اللہ جو حکم اللہ نے آپؐ کو دیا ہے اس پر عمل کریں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں ہم آپؐ سے وہ نہیں کہتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارے رب جاؤ اور لڑو اور ہم تو یہاں بیٹھتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہم اور آپؐ کا رب ساتھ چلیے اور ہم دونوں کے ساتھ ہو کر لڑیں گے' قسم ہے اس ذات کی جس نے واقعی آپؐ کو نبی مبعوث فرمایا ہے اگر آپؐ ہمیں برک الغماد یعنی حبشہ کے بڑے شہر کو لے چلیں تو جتنی مزاحمتیں راہ میں پیش آئیں گی ہم ان کو ہٹا دیں گے یہاں تک کہ آپؐ اس مقام پر پہنچ جائیں۔ رسولؐ اللہ نے ان خیالات پر ان کی تعریف کی اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

مسلمانوں کی روانگی بدر: سعدؓ کے اس قول سے رسولؐ اللہ خوش ہوئے اور آپؐ کا حوصلہ بڑھ گیا' آپؐ نے فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ چلو اور تم کو بشارت ہو کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے دو گروہوں میں سے ایک ضرور ہمارے ہاتھ لگ جائے گا اور گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ دشمن بے دریغ قتل ہو گا۔ آپؐ ذو فران سے روانہ ہوئے۔ آپؐ نے اصا فرنامی گھاٹیوں کی راہ اختیار کی پھر وہاں سے ایک دبہ نامی قصبہ کی طرف اترے' آپ نے حنان کو جو ریت کے پہاڑ کے برابر ٹیلہ تھا اپنی داہنی جانب چھوڑا پھر بدر کے قریب آپؐ نے منزل کی۔

ابو جہل کا بدر میں قیام پر اصرار: دوسری طرف ابو سفیان نے جب اپنے قافلہ کو خطرے سے بچا لیا' اس نے قریش کو کہلا بھیجا کہ تم اپنے تجارتی قافلہ' اعزا اور اموال کی مدافعت کے لیے اٹھے تھے اللہ نے ان کو بچا لیا ہے' اب پلٹ جاؤ مگر ابو جہل نے یہ مشورہ نہ مانا اور وہ کہنے لگا کہ جب تک ہم بدر پر قیام نہ کر لیں گے ہرگز واپس نہ جائیں گے۔ عرب تیرتھ گاہوں میں ایک یہ بدر بھی تیرتھ گاہ تھا یہاں سالانہ ہاٹ بھرتا تھا۔ ابو جہل نے یہ بھی کہا کہ ہم تین دن اس مقام پر قیام کریں گے' جانور ذبح کریں گے' دعوتیں کریں گے' شراب پئیں گے' رنڈیوں کے ناچ گانے سنیں گے' جب عربوں کو ہمارے ان جشن کی خبر

Marfat.com

ہو گی وہ ہمیشہ کے لیے ہم سے مرعوب ہو جائیں گے' لٰہذا آگے بڑھو۔

عریشہ رسولؐ: سعدؓ بن معاذ نے رسولؐ اللہ سے عرض کیا کہ ہم آپؐ کے لیے کھجور کی شاخوں کی ایک جھونپڑی بنائے دیتے ہیں تاکہ آپؐ اس میں قیام فرمائیں۔ نیز آپؐ کی سواریوں کو آپؐ کے پاس ہی کھڑا رکھتے ہیں' پھر ہم دشمن سے لڑتے ہیں اگر اللہ نے ہم کو دشمن پر غلبہ اور فتح عطا کی فھوالمراد اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو اس وقت جناب والا اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر ہمارے ان قوم والوں کے پاس جو یہاں آپؐ کے ساتھ نہیں آئے اور مدینہ میں رہ گئے جاسکتے ہیں اور وہ بھی آپؐ کے ایسے ہی جاں نثار ہیں جیسے کہ ہم ہیں ہم ان سے کسی طرح بڑھ کر نہیں' اگر ان کو اس بات کا یقین ہوتا کہ آپ شرکت فرمائیں گے تو وہ کبھی آپؐ کی معیت سے پیچھے نہ رہتے' اس لیے اللہ ان کے ذریعہ آپؐ کی حفاظت کرے گا' وہ آپؐ کے ساتھ اخلاص برتیں گے اور آپؐ کے ہمراہ اپنی جانیں لڑا دیں گے' اس تقریر کو سن کر رسولؐ اللہ نے ان کی تعریف کی اور ان کو دعائے خیر دی۔ پھر آپؐ کے لیے ایک جھونپڑی بنا دی گئی' آپؐ نے اس میں اقامت اختیار کی۔ دوسری طرف صبح کو قریش اپنے مقام سے بڑھے' جب رسولؐ اللہ نے ان کو ٹیلے کی طرف جس سے وہ وادی میں آئے تھے بڑھتا دیکھا آپؐ نے اللہ سے التجا کی کہ اے خداوند! یہ قریش غرور و نخوت کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسولؐ کو جھٹلانے آگئے ہیں تو نے جو مجھ سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر اور آج ہی ان کا خاتمہ کر دے۔ رسولؐ اللہ نے عتبہ بن ربیعہ کو اپنے سرخ اونٹ پر سوار دشمن میں پھرتا ہوا دیکھا فرمانے لگے کہ دشمن کی تمام جماعت میں اگر کہیں بھلائی نظر آتی ہے تو اس سرخ شتر سوار میں معلوم ہوتی ہے اگر انہوں نے اس کی نصیحت مان لی تو وہ ہلاکت سے بچ جائیں گے۔

آیات قرآنی کا نزول: عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسولؐ اللہ نے مشرکین اور ان کی تعداد پر نظرڈالی پھر اپنے صحابہؓ کی تعداد پر جو تین سو سے کچھ زیادہ تھے۔ آپؐ نے قبلہ رو ہو کر جناب باری میں دعا شروع کی "بار الٰہ تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا ہے اسے پورا کر اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو تیری عبادت موقوف ہو جائے گی" آپؐ برابر دعا میں مصروف رہے۔اس موقع پر یہ قرآن نازل ہوا۔(ترجمہ)" جب کہ تم نے اپنے رب سے فریاد کر کے مدد مانگی اس نے تمہاری درخواست کو منظور کیا کہ میں ایک ہزار

Marfat.com

ملائکہ کو جن کے ساتھ کوتل گھوڑے ہوں گے تمہاری مدد پر بھیجتا ہوں۔

عبداللہ بن عباس کی روایت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ملائکہ کی شان یہ تھی کہ انہوں نے سفید عمامے باندھ رکھے تھے جن کے شملے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور جنگ حنین میں انہوں نے سرخ عمامے باندھ رکھے تھے مگر بدر کے سوا اور کہیں ملائکہ نے خود لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ دوسرے مواقع پر وہ صرف مدد اور کمک کے طور پر موجود رہے مگر انہوں نے تلوار نہیں چلائی۔

ابو جہل کی لاش کی تلاش: معاذ بن عمرو بن الجموح متعلقہ بنی سلمہ بیان کرتے تھے کہ جب رسولؐ اللہ دشمن سے فارغ ہو گئے آپؐ نے حکم دیا کہ ابو جہل کو مقتولین میں تلاش کیا جائے اور آپؐ نے یہ بھی دعا مانگی کہ خداوندا ایسا نہ ہو کہ وہ تیری گرفت سے نکل جائے۔ عبدؓ اللہ بن مسعود نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو جہل شناخت کر لیا وہ بالکل لب دم تھا' میں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا اس نے مکہ میں مجھے تھپڑ اور لاتوں سے خوب مارا تھا میں نے کہا اے دشمن خدا اللہ نے اب تو تجھے ذلیل کر دیا۔ اس نے کہا اس میں ذلت کیا ہوئی میں تو اس شخص کا بدلہ لینے آیا تھا جسے تم نے قتل کر دیا تھا' اچھا بتاؤ فتح کس کی ہوئی' میں نے کہا اللہ اور اس کے رسولؐ کو اس سلسلہ میں ابن مسعودؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ ابو جہل نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اے بھیڑوں کے چرانے والے تو بہت اونچی جگہ چڑھا ہے' پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے رسولؐ اللہ کی خدمت میں لے کر آیا اور میں نے عرض کیا رسولؐ خدا یہ دشمن خدا ابو جہل کا سر ہے' آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں یہ اسی کا سر ہے' رسولؐ اللہ ہمیشہ یہی قسم کھایا کرتے تھے۔ میں نے کہا جی ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اب میں نے اس کے سر کو آپؐ کے سامنے ڈال دیا۔ رسولؐ اللہ نے اللہ کی تعریف کی۔

حضرت محمدؐ کا مقتولین سے خطاب: عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے حکم دیا کہ مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا جائے وہ ڈال دیئے گئے۔ البتہ امیہ بن خلف کو اس کے کرتے میں لپیٹ کر جب لے جانے کے لیے اٹھانے لگے اس کی لاش اس میں سے نکل پڑی مگر پھر اسے اسی میں رکھا گیا اور اسے مٹی اور پتھروں سے زمین میں چھپا دیا گیا۔ جب مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا رسولؐ اللہ وہاں آئے اور آپؐ نے فرمایا اے کنوئیں والو کیا

Marfat.com

تم نے اس وعدے کو جو اللہ نے تم سے کیا تھا ٹھیک پایا' بے شک مجھ سے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا وہ ٹھیک ہوا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا' آپؐ مردوں سے کلام کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ان کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جو بات میں نے ان سے کہی تھی وہ سچ ہے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مردوں نے آپؐ کی بات سنی حالانکہ میں نے یہ نہیں کہا کہ انہوں نے سن لی بلکہ رسولؐ اللہ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ ان کو معلوم ہو گیا۔

مسلمانوں کی مراجعت مدینہ رسولؐ اللہ مدینہ مراجعت فرما ہوئے' آپؐ نے اس مال غنیمت کو جو مشرکین سے حاصل ہوا تھا اپنے ساتھ بار کرا لیا اور اس کی نگرانی عبداللہ بن کعب بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن مازن بن النجار کو تفویض کر دی۔ رسولؐ اللہ اپنی فرود گاہ سے روانہ ہوئے جب آپؐ صفراء کی گھاٹی کو عبور کر آئے آپؐ سیر نامی اس سرخ ریت کے ٹیلہ پر جو گھاٹی اور ناریہ کے درمیان پھیلا ہوا تھا فروکش ہوئے اور یہاں آپؐ نے اس مال غنیمت کو جو اللہ نے مشرکین کا مسلمانوں کو عطا کیا تھا اعلی السویہ سب پر تقسیم کیا اور وہاں کے ایک چشمہ آب ارواق سے آپؐ کے لیے پانی لایا گیا۔ پھر آپؐ یہاں سے چلے اور جب روحاء پہنچے مسلمان آپؐ کے استقبال کو آئے اور انہوں نے اس فتح پر آپؐ کو اور مسلمانوں کو مبارک باد دی۔ سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا کہ مبارک بادی کی بات ہی کیا ہے دشمن کا حال یہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ قربانی کے جانور ہیں جن کو کھال کھینچ کر لٹکا دیا گیا ہے ہم نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ رسولؐ اللہ مسکرائے اور فرمایا اے میرے بھتیجے بے شک کفار کی یہی حالت تھی۔

مقتولین واسیران بدر کی تعداد: رسولؐ اللہ کے ساتھ مشرکین کے قیدی بھی تھے ان کی تعداد چوالیس تھی' اسی قدر مارے گئے تھے ان قیدیوں میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث بن کلدۃ بھی تھے۔ نضر کو علیؓ بن ابی طالب نے صفراء میں قتل کر دیا۔ یہاں سے چل کر جب رسولؐ اللہ عرق انطبیہ آئے آپؐ کے حکم سے عقبہ کو عاصم بن ثابت بن الافلح الانصاری متعلقہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف نے قتل کر دیا۔ جب رسولؐ اللہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اس نے چلا کر کہا اے محمدؐ میرے بچوں کا کون کفیل ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا دوزخ!

حضرت ابو ہندؓ انصاری: عرق انطبیہ میں آپؐ کے قدوم کے بعد ابو ہندؓ فروۃ عمرو

Marfat.com

البعیاضی کے مولیٰ چمڑے کی بوتل میں کھجور، دودھ اور مسکہ کی کھیر لے کر حاضر خدمت ہوئے، یہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے مگر پھر اور تمام ان غزوات میں جس میں خود رسولؐ اللہ نے شرکت فرمائی شریک رہے۔ یہ رسولؐ اللہ کے حجام تھے۔ آپؐ نے خوش ہو کر مسلمانوں سے فرمایا ابو ہندؓ انصار میں ہیں تم ان کو اپنی بیٹیاں دو اور ان کی بیٹیاں لو، صحابہؓ نے اس ارشاد کی بجا آوری کی۔ یہاں سے چل کر رسولؐ اللہ قیدیوں سے ایک دن قبل مدینہ آ گئے۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ اور ابویزید سہیل: جس روز قیدی مدینہ آئے اس روز سودہ بنت زمعہ رسولؐ اللہ کی بیوی آل عفراء کے یہاں ان کے عوف اور معوذ عفراء کے بیٹوں پر ماتم میں شرکت کے لیے گئی ہوئی تھیں یہ بات پردہ کے حکم سے پہلے کی ہے۔ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابھی میں وہیں تھی کہ کسی نے ہم سے آ کر کہا کہ قیدی آ گئے ہیں۔ میں اپنے گھر آئی رسولؐ وہاں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے ابو یزید سہیل بن عمرو کو حجرے کے ایک کونے میں اس حالت میں دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر مجھ سے بخدا ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہا اے ابویزید تم نے کیوں اپنے کو حوالے کیا کیوں نہ عزت کی موت مر گئے۔ میں یہ بات فوری جوش میں کہنے کو تو کہہ گئی ۔ رسولؐ اللہ نے مجھ سے فرمایا سودہؓ اللہ اور اس کے رسولؐ کے برخلاف یہ بات کہتی ہو، میں نے کہا اے رسول اللہ ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے مجھ سے ابو یزید کی اس حالت کو دیکھ کر کہ اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار واقعی یہ جملے میری زبان سے نکل گئے۔

مکہ میں شکست کی خبر: محمد بن اسحاق کے بیان کے مطابق حیسمان بن عبداللہ بن ایاس بن ضبیعہ بن مازن بن کعب بن عمرو الخزاعی نے مکہ آ کر قریش کی تباہی اور شکست کی اطلاع اہل مکہ کو دی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس کا نام حیسمان بن حابس الخزاعی ہے۔ اہل مکہ نے پوچھا کیا ہے اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ، ابو الحکم ہشام اور حجاج کے بیٹے بنھیہ اور بنہ مارے گئے، جب اس نے قریش کے اشراف کے نام گنائے صفوان بن امیہ نے جو حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا لوگوں سے کہا اگر اس میں کچھ عقل ہے تو ذرا دریافت کرو کہ صفوان کا کیا ہوا۔

Marfat.com

لوگوں نے خبر دینے والے سے پوچھا اور صفوان بن امیہ کا کیا ہوا اس نے کہا میں نے اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوئے خود دیکھا ہے۔

ابوالعاص بن الربیع: بدر کے قیدیوں میں رسولؐ کا داماد آپ کی صاحبزادی زینبؓ کا شوہر ابو العاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بھی تھا یہ بھی مکہ کے ان معدودے چند لوگوں میں تھا جو بڑے مال دار دیانت دار اور معتبر تاجر تھے۔ یہ ہالہ بنت خویلد کا بیٹا تھا۔ خدیجہ اس کی خالہ تھیں۔ انھوں نے رسولؐ اللہ سے کہا کہ آپؐ اس سے زینبؓ کی شادی کر دیں۔ رسولؐ اللہ ان کی کسی بات کو رد نہیں کرتے تھے اور ابھی تک آپؐ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی اس لیے آپؐ نے اپنی صاحبزادی سے اس کی شادی کر دی۔ خدیجہؓ اسے اپنے بیٹے کے برابر سمجھتی تھیں۔ جب اللہ عزو جل نے رسولؐ اللہ کو نبوت عطا فرمائی خدیجہؓ اور آپ کی تمام صاحبزادیاں آپؐ پر ایمان لائیں انھوں نے آپؐ کی رسالت کے برحق ہونے کی شہادت دی اور اسلام لے آئیں۔ مگر ابو العاص مشرک رہا۔ نیز رسولؐ اللہ نے اپنی ان دو صاحبزادیوں رقیہؓ یا ام کلثومؓ میں سے کسی ایک کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا جب آپؐ نے اللہ کے حکم سے قریش کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی اور انھوں نے آپؐ سے ترک تعلق کیا اور دشمنی اختیار کی انھوں نے منجملہ اور باتوں کے آپس میں یہ بھی کہا کہ تم نے تو پہلے ہی محمدؐ کو بے فکر کر دیا ہے ان کی لڑکیوں کو پھر ان کو واپس دے دیا جائے تاکہ وہ ان کی فکر میں مشغول ہو جائیں۔ اس تجویز کے مطابق ابو العاص بن الربیع کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اس سے تمہاری شادی کیے دیتے ہیں اس نے کہا میں ہرگز اس کے لیے تیار نہیں ہوں کہ اپنی اس بیوی کو چھوڑ کر قریش کی کسی اور عورت کو اس کے بجائے اپنے گھر لاؤں۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے رسولؐ اللہ اس کی دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ کا ہار: ام المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے کارروائی شروع کی۔ رسولؐ اللہ کی صاحبزادی زینبؓ نے بھی اپنے شوہر کے فدیہ کے لیے کچھ مال بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو خدیجہؓ نے ابو العاص سے ان کی شادی کرتے وقت جہیز میں ان کو دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر رسولؐ اللہ بہت متاثر ہوئے اور آپؐ نے صحابہ سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو زینبؓ کی خاطر اس کے اسیر شوہر کو رہا کر دو اور

Marfat.com

اس کے ہار کو اسے واپس دے دو۔ سب نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ہم بخوشی اس کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ ابو العاص کو چھوڑ دیا گیا اور زینبؓ کا ہار ان کو واپس دے دیا گیا۔ ابو العاص نے مکہ آکر زینبؓ سے کہا کہ تم اپنے باپ کے پاس چلی جاؤ' وہ سفر کی تیاری کرنے لگیں۔

اسیران بدر کے متعلق صحابہ کی رائے: عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن فریقین کا مقابلہ ہوا' اللہ نے مشرکین کو شکست دی ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر اسیر کر لیے گئے۔ پھر اس روز رسولؐ اللہ نے ابو بکرؓ' علیؓ اور مجھ سے مشورہ کیا ابو بکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی یہ آپؐ کے یک جدی' خاندان والے اور عزیز ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپؐ ان سے فدیہ لے لیں تاکہ زر فدیہ سے ہمارے قوت بڑھے اور پھر شاید اللہ ایسا بھی کرے کہ ان کو اسلام لے آنے کی توفیق دے دے اور پھر اس طرح یہ ہمارے قوت بازو بن جائیں۔ اس کے بعد آپؐ نے مجھ سے کہا ابن الخطاب تمہاری رائے کیا ہے۔ میں نے کہا جناب والا بخدا میری ہرگز وہ رائے نہیں ہے جو ابو بکرؓ کی رائے ہے' میری رائے یہ ہے کہ آپؐ فلاں شخص کو میرے سپرد کر دیں میں اس کی گردن مارے دیتا ہوں۔ حمزہؓ کے بھائی ان کے سپرد ہوں تاکہ وہ اسے قتل کر دیں۔ عقیلؓ کو علیؓ کے حوالے کریں وہ اس کا کام تمام کریں تاکہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے قلوب میں کفار کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہی ان کے بڑے سردار' سرخیل اور پیشوا ہیں۔ مگر رسولؐ اللہ نے ابو بکرؓ کا مشورہ مانا اور میری بات نہ مانی اور فدیہ قبول کر لیا۔

زر فدیہ قبول کرنے پر پشیمانی: دوسرے دن میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے دیکھا کہ رسولؐ اللہ اور ابو بکرؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اللہ کے رسولؐ مجھے بتایئے آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں اگر کوئی رونے کی بات ہے میں بھی رونے لگوں گا اور اگر کوئی ایسی بات نہ ہو گی تو بھی آپ دونوں صاحبوں کے گریہ کی خاطر خود بھی بروؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا فدیہ قبول کرنے کی وجہ سے مجھے بتایا گیا ہے کہ تم سب پر بہت ہی قریب عذاب نازل ہو گا اور وہ اس قدر قریب ہے جیسے کہ یہ درخت۔ آپؐ نے اشارے سے ایک درخت کو بتایا جو بالکل قریب تھا۔ چنانچہ دوسرے ہی سال احد میں ان کو اپنے کیے کی سزا مل گئی۔ ستر صحابہ شہید اور ستر اسیر ہوئے۔ دشمن نے آپؐ کی جھونپڑی کو توڑ پھوڑ ڈالا اور آپؐ کے سر کے خود کو ریزہ ریزہ کر دیا کہ آپؐ کے چہرے پر خون بہنے لگا۔ نبیؐ کے صحابہ

Marfat.com

میدان سے فرار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔

یہود مدینہ محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے بنی قینقاع کو ان کے بازار میں جمع کر کے کہا اے یہود ! اللہ عزو جل سے ڈرو کہ کہیں وہ تم کو بھی ایسی سزا نہ دے جیسی کہ اس نے قریش کو دی ہے تم اسلام لاؤ۔ تم جانتے ہو کہ میں نبیؐ مرسل ہوں، جس کا ذکر خود تمہاری کتابوں میں ہے اور اس میثاق میں ہے جو اللہ نے تم سے لیا تھا۔ یہود نے کہا اے محمدؐ تم ہم کو بھی اپنی قوم ایسا سمجھتے ہو، تم ایسے لوگوں کے مقابلہ میں جو لڑائی سے بالکل واقف نہ تھے کہ تم نے موقع پاکر ان کو زیر کر لیا، اپنی کامیابی سے دھوکہ میں نہ پڑو بخدا اگر تم ہم سے لڑے تو تم کو معلوم ہوجائے گا کہ ہم مرد اہل نبرد ہیں۔ عاصم بن عمر بن قتادہ سے مذکور ہے کہ بنی قینقاع پہلے یہود ہیں جنہوں نے اس معاہدہ کی جو ان کے اور رسولؐ اللہ کے درمیان طے پایا تھا خلاف ورزی کی اور ان کی آپؐ سے بدر اور احد کے درمیان جنگ ہوئی۔

بنی قینقاع کا محاصرہ : زہری کہتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال سنہ ۲ ھ میں ہوا۔ جب حضرت جبرئیل نے یہ آیت (ترجمہ) "اگر تم کو کسی قوم کی خیانت کا اندیشہ ہو تو تم بھی ان کے ساتھ وہی کرو۔" رسولؐ اللہ پر نازل فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے بنی قینقاع سے اس بات کا اندیشہ ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس آیت کی وجہ سے رسولؐ اللہ ان کی طرف چلے۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے پندرہ شب ان کا محاصرہ رکھا۔ اس اثنا میں ان کا کوئی آدمی مقابلہ پر برآمد نہیں ہوا۔ پھر انہوں نے رسولؐ اللہ کے حکم پر ہتھیار رکھ دیئے اور اپنے کو ان کے حوالے کر دیا۔ ان سب کی مشکیں باندھ لی گئیں۔ آپؐ ان سب کو قتل کر دینا چاہتے تھے مگر عبداللہ بن ابی نے آپؐ سے ان کی سفارش کی۔

عبداللہ بن ابی سلول کی سفارش: عاصم بن عمرو بن قتادہ کے پہلے سلسلہ بیان کے مطابق رسولؐ اللہ نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک انہوں نے اپنے کو آپؐ کے فیصلہ پر حوالے کر دیا۔ عبداللہ بن ابی سلول نے جب وہ آپؐ کے قبضہ میں آگئے آپؐ سے کہا کہ اے محمدؐ آپؐ ان موالیوں پر احسان کریں یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے، جب دیر تک رسولؐ اللہ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا تو اس نے کہا اے محمدؐ آپؐ میرے موالیوں پر احسان کریں۔ اس پر آپؐ نے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپؐ کا گریبان پکڑ لیا۔ آپؐ نے فرمایا

اسے چھوڑو اور اس کی اس حرکت پر آپؐ کو اس قدر غصہ آگیا کہ آپؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور دوبارہ آپؐ نے فرمایا کہ میرا گریبان چھوڑ دے۔ مگر اس نے کہا بخدا میں اسے ہرگز اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپؐ میرے موالیوں پر احسان نہ کر دیں گے اور ان کی جان بخشی نہ فرما دیں گے۔ ان میں چار سو غیر مسلح اور تین سو زرہ پوش ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ حبشیوں اور ایرانیوں سے مجھے بچایا ہے۔ آپؐ ان کو ایک وقت میں کاٹے ڈالتے ہیں' مجھے اندیشہ ہے کہ خود آپ پر مصائب نہ آئیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اچھا میں نے ان کو تمہاری خاطر چھوڑا۔

بنو قینقاع کی جلاوطنی: اسی بیان کے سلسلہ میں یہ بات بھی مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا اچھا ان کو چھوڑ دو۔ ان پر اور اس پر جو ان کے ساتھ ہے اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپؐ نے ان کو جلاوطن کر دیا اور ان کی املاک کو بطور غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ زمیندار نہ تھے صرف کاشت کار تھے۔ آپؐ کو ان کے پاس سے اسلحہ اور آلات کشاورزی کی ایک بڑی مقدار ہاتھ لگی۔ عبادہ بن الصامت اس کام پر مقرر کیے گئے کہ وہ ان کو بال بچوں سمیت مدینہ سے خارج البلد کر آئیں۔ چنانچہ یہ ان کو لے کر نکلے اور ذباب پہنچے اور وہ کہتے جاتے تھے کہ انتہائی شرافت ابھی اور دور ہے اور دور ہے۔ اس غزوہ کے موقع پر رسولؐ اللہ نے ابو لبابہؓ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

مال غنیمت کا پہلا خمس: ابو جعفر نے کہا ہے کہ اسی غزوہ میں اسلام میں پہلا خمس نکالا گیا۔ اس موقع پر آپؐ نے اپنا خاص حصہ لیا۔ خمس لیا اور عام حصہ لیا بقیہ چار حصوں کو صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ یہ پہلا خمس ہے جو رسولؐ اللہ نے لیا ہے۔ اس غزوہ میں آپؐ کا علم سفید حمزہؓ بن عبدالمطلب کے پاس تھا اور کوئی اور نشان نہ تھے۔ آپؐ مدینہ واپس آئے عید قربان آگئی آپؐ نے اور خوش حال صحابہؓ کرام نے ذوالحج کی دسویں تاریخ کو قربانی کی' آپؐ صحابہ کے ساتھ عید گاہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے عید کی پہلی نماز پڑھائی۔ عید کی یہ پہلی نماز ہے جو آپؐ نے مدینہ میں صحابہ کو پڑھائی اور وہیں عید گاہ میں آپؐ نے اپنے ہاتھ سے دو بکریاں یا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ایک بکری ذبح کی۔

غزوہ ذی امر: محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ السویق سے واپس آکر آپؐ نے بقیہ ذی الحجہ اور محرم کا پورا ماہ یا تقریباً" پورا ماہ مدینہ میں بسر کیا پھر آپؐ نے غطفان کے

Marfat.com

مقابلہ میں نجد پر چڑھائی کی اس کو غزوہ ذی امر کہتے ہیں۔ صفر کا پورا ماہ یا اس کے قریب آپؐ نے نجد میں قیام کیا پھر آپؐ مدینہ واپس آگئے مگر کوئی مقابلہ یا مجادلہ نہیں ہوا۔ پھر ربیع الاول کامل یا کچھ ہی کم آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمایا' پھر آپؐ قریش اور بنی سلیم کے مقابلہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور فرح کی سمت سے بحران آئے جو حجاز میں ایک کان ہے۔ ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ آپؐ نے اس مقام میں قیام کیا کوئی لڑائی یا آویزش نہیں ہوئے' پھر آپؐ مدینہ آگئے۔

غزوہ القردۃ: واقدی کہتے ہیں کہ اس سال کے جمادی الآخر میں غزوۃ القردۃ ہوا۔ اس کے امیر زیدؓ بن حارثہ تھے یہ پہلی مہم ہے جس میں زیدؓ امیر بنائے گئے۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اس مہم نے جو رسولؐ اللہ نے زید بن حارثہ کی قیادت میں بھیجی۔ قریش کے ایک تجارتی قافلہ کو جس میں ابو سفیان تھا نجد کے ایک چشمہ قردۃ پر جا لیا اور لوٹ لیا۔ واقعہ بدر کے بعد قریش نے شام کا عام راستہ ڈر کر ترک کر دیا تھا' اس لیے اس مرتبہ انہوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔ ان کے تاجر جن میں ابو سفیان بن حرب بھی چاندی کی کثیر مقدار کے ساتھ جو ان کی بہت بڑی تجارت تھی اس راہ سے شام چلے۔ انہوں نے بکر بن وائل کے فرات بن حیان کو راہبری کے لیے اجرت پر ساتھ لیا۔ رسولؐ اللہ نے زیدؓ بن حارثہ کو بھیجا انہوں نے اس چشمہ پر اس قافلہ کو آلیا اور اس کی تمام متاع پر قبضہ کر لیا البتہ جو لوگ ساتھ تھے وہ ہاتھ نہ آئے۔ زید اس مال کو رسولؐ اللہ کے پاس لے آئے۔

فرات بن حیان کا قبول اسلام: واقدی کہتے ہیں کہ قریش کہنے لگے کہ محمدؐ نے ہماری تجارت بند کر دی ہے'وہ ہمارے راستے پر بیٹھے ہوئے ہیں ابو سفیان اور صفوان بن امیہ نے کہا کہ اگر ہم مکہ میں اسی طرح پڑے رہیں تو اپنی ساری پونجی ختم کر دیں گے۔ اس پر زمعہ بن الاسود نے کہا میں تم کو ایسا آدمی بتاتا ہوں کہ وہ تم کو نجد کی ایسی راہ سے لے جائے گا کہ اگر اندھا بھی اس پر گامزن ہو تو وہ راستہ نہ بھٹکے۔صفوان نے پوچھا وہ کون ہے چونکہ آج کل سردی کا موسم ہے ہمیں پانی کی ضرورت زیادہ نہیں ہے' زمعہ نے کہا فرات بن حیان۔ ابو سفیان اور صفوان نے اسے بلا کر نوکر رکھا یہ سردی کے موسم میں انہیں ذات عرق کی راہ سے غمرہ لایا۔ رسولؐ اللہ کو اس قافلہ اور اس کی کثیر دولت اور اس چاندی کے سامان کی اطلاع ہوئی جسے صفوان بن امیہ نے تجارت کے لیے ساتھ کیا تھا۔ زید بن حارثہ

Marfat.com

اس پر قبضہ کرنے چلے اور انہوں نے اسے راستے میں روک کر اس پر قبضہ کر لیا البتہ اعیان قوم بھاگ کر بچ گئے۔ اس غنیمت کا خمس بیس ہزار ہوا تھا جسے رسولؐ اللہ نے لے لیا باقی چار حصے شرکائے مہم پر تقسیم کر دیے۔

فرات بن حیان العجلی گرفتار کر کے آپؐ کے پاس لایا گیا۔ صحابہؓ نے اس سے کہا اگر تو اسلام لے آئے۔ رسولؐ اللہ تجھے قتل نہ کریں گے۔ چنانچہ جب خود آپؐ نے اس کی دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا۔ آپؐ نے اسے چھوڑ دیا۔

حضرت حفصہؓ کا نکاح: اس سال رسولؐ اللہ نے حفصہؓ بنت عمرؓ سے شعبان میں نکاح کیا اس سے قبل عہد جاہلیت میں خنیس بن خدافتہ السہمی سے ان کا نکاح ہوا تھا وہ مر گیا اور یہ بیوہ ہو گئی تھیں۔ اس سال سینچر کے دن ۷ شوال سنہ ۳ ہجری ماہ شوال میں جنگ احد ہوئی۔

جنگ احد: ابو جعفر کہتے ہیں کہ واقعہ بدر اور اس میں قریش کے اشراف اور رؤساء کا قتل جنگ احد کا باعث ہوا۔ جنگ بدر کے بعد جب قریش کی ہزیمت یافتہ جماعت مکہ آئی اور ابو سفیان بن حرب اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ پہنچا۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان دوسرے لوگوں کے ساتھ جن کے باپ اور بیٹے اس جنگ میں مارے گئے تھے ابو سفیان بن حرب کے پاس آئے اور انہوں نے اس سے اور ان قریشیوں سے جن کا مال تجارت اس قافلے میں ابو سفیان کے ساتھ تھا' کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تم سے اپنا کینہ نکالا اور اس نے تمہارے منتخب اشخاص کو قتل کر دیا تم اس مال سے ہماری مدد کرو شاید ہم اس سے اپنی مصیبت کا بدلہ لے لیں۔

ابو عزہ کا تہامہ کا دورہ: ابو سفیان اور دوسرے مالکان قافلہ نے یہ بات مان لی اور اب پھر تمام قریش اپنے متعلقہ جیوش اور مطیع قبائل کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسولؐ اللہ سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ ان سب نے رسولؐ اللہ سے لڑنے کے لیے دوسروں کو ورغلایا۔ ابو عزہ عمر بن عبداللہ جمحی بدر میں قید ہو کر رسولؐ اللہ کے سامنے پیش ہوا تھا چونکہ یہ محتاج تھا اور اس کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اس نے آپؐ سے درخواست کی میں مفلس ہوں' عیال دار ہوں' محتاج ہوں' آپؐ خود میری حالت سے واقف ہیں آپؐ مجھ پر احسان کریں اور جان بخشی فرمائیں اللہ کی رحمت آپؐ پر ہو' آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ اب اس موقع پر

صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ تم جواں مرد اور شاعر ہو اپنی زبان سے ہماری مدد کرو اور ہمارے ساتھ چلو۔ اس نے کہا کہ چونکہ محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے میں ان کے برخلاف کسی کی مدد نہیں کرنا چاہتا۔ صفوان نے کہا نہیں تم ضرور ہماری مدد کرو میں اللہ کے سامنے تم سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تم واپس آئے تو میں تم کو مالا مال کر دوں گا اور اگر مارے گئے تو تمہاری بیٹیوں کی بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پرورش کروں گا۔ اس لالچ پر ابو عزہ نے تمام تہامہ کا دورہ کیا اور بنی کنانہ کو جنگ کی دعوت دینے لگا۔ اسی طرح مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک بنی کنانہ کے پاس جا کر ان کو رسولؐ اللہ کے خلاف جنگ پر ابھارنے اور آمادہ کرنے لگا۔ جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جو حبشیوں کی طرح بھالا اندازی میں ایسا باکمال تھا کہ شاذو نادر ہی کبھی اس کا نشانہ خطا کرتا تھا بلایا اور کہا کہ تم بھی سب کے ساتھ جاؤ اگر تم نے محمدؐ کے چچا کو میرے چچا طعیمہ کے عوض میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔

قریش پوری طرح تیار ہو کر کامل سازو سامان کے ساتھ جیوش' بنی کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ جنگ کے لئے چلے انہوں نے اپنی عورتوں کو بھی اس خیال سے کہ ان کی موجودگی میں وہ زیادہ حمیت اور غیرت سے لڑیں گے اور نہیں بھاگیں گے' اپنے ساتھ لے لیا۔

ہند بنت عتبہ اور وحشی غلام: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گزرتی یا وہ اس کے پاس سے گزرتا کہتی اے ابو وسمہ (یہ وحشی کی کنیت تھی) تو میرا دل ٹھنڈا کر اور اپنا دل بھی ٹھنڈا کر' قریش مکہ سے بڑھ کر وادی قناۃ کے مدینہ سے متصلہ کنارے پر بطن جنجہ کے پہاڑ میں مقام عینین پر آکر فروکش ہوئے۔

حضرت محمدؐ کا خواب: رسولؐ اللہ اور مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ قریش فلاں مقام تک بڑھ آئے ہیں۔ آپؐ نے مسلمانوں سے کہا کہ "میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے اس کی تعبیر اچھی ہے' میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے دیکھے' میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں چھپا لیا ہے اس سے میں نے تعبیر لی ہے کہ یہ زرہ مدینہ ہے' مناسب یہ ہے کہ تم مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو اور قریش کو جہاں وہ آکر اترے ہیں پڑا رہنے دو اگر وہ وہاں زیادہ قیام کریں گے تو وہ بہت بری جگہ قیام کریں گے اور اگر وہ ہم پر چڑھ کر مدینہ آئیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے۔"

Marfat.com

حضرت نعمانؓ بن مالک: اس سلسلہ میں سدی سے مروی ہے کہ جب رسولؐ اللہ کو معلوم ہوا کہ قریش اپنے اتباع کے ساتھ احد پر آکر فروکش ہوئے ہیں۔ آپؐ نے صحابہ سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں۔ انہوں نے کہا آپؐ ہمیں ان کتوں کے مقابلہ پر لے چلیں۔ انصار نے کہا جناب والا خود ہمارے علاقہ میں جب کسی نے ہم پر یورش کی اسے کبھی ہم پر غلبہ نہیں ہوا اور اب جب کہ خود آپؐ بھی ہم میں موجود ہیں تو بدرجہ اولیٰ کسی کو ہمارے یہاں ہمارے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہو گی۔ رسولؐ اللہ نے صرف اب کے پہلی مرتبہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا اے رسولؐ اللہ آپؐ ہم کو ان کتوں کے مقابلہ پر لے کر نکلیے۔ خود رسولؐ اللہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ آکر آپؐ سے لڑیں تاکہ شہر کے گلی کوچوں میں لڑائی ہو۔ اتنے میں نعمان بن مالک الانصاری آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپؐ مجھے جنت سے کیوں محروم کرتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو واقعی نبی مبعوث کیا ہے میں ضرور جنت میں جاؤں گا۔ آپؐ نے پوچھا کیسے؟ انہوں نے کہا اس لیے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے آپؐ اس کے رسولؐ ہیں اور میں جنگ سے ہرگز نہیں بھاگوں گا۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ چنانچہ یہ اس روز لڑائی میں شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کی پشیمانی: رسولؐ اللہ نے اپنی زرہ منگا کر اسے زیب بدن کیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ آپؐ مسلح ہو گئے وہ اپنے اصرار پر نادم ہوئے اور کہنے لگے کہ رسولؐ اللہ پر تو خود وحی آتی ہے اس لیے ہم نے بہت برا کیا کہ ان کے خلاف مرضی ان کو مشورہ دیا۔ اس خیال سے وہ سب آپؐ کے پاس معذرت کے لیے آئے اور کہا کہ جو آپؐ کی رائے ہو اس پر عمل فرمایئے ہمارے مشورہ کا لحاظ مت کیجیے۔ رسولؐ اللہ نے کہا مگر کسی نبیؐ کے لیے یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو بغیر لڑے ہوئے اتار دے۔

عبداللہ بن ابی سلول کی واپسی: آپؐ ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ احد تشریف لے گئے آپؐ نے ان سے کہا کہ اگر تم ثابت قدم رہو گے تو کامیاب ہو گے۔ جب آپؐ مدینہ سے نکل گئے عبداللہ بن ابی سلول تین سو آدمیوں کے ساتھ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گیا۔ ابو جابر السلمی ان کو پھر بلا کر لانے ان کے تعاقب میں گئے عبداللہ کی جماعت نے اسے پکڑ لیا اور کہا ہم کیوں لڑیں ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ واپس چلے چلو اس موقع پر

Marfat.com

اللہ عزو جل نے یہ فرمایا ہے " جب تمہاری دو جماعتوں نے ہمت ہار کر جنگ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا" ان سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ یہ دونوں قبیلے عبداللہ بن ابی کے ساتھ واپس جانا چاہتے تھے مگر اللہ نے ان کو بچا لیا اور وہ بقیہ سات سو میں رسولؐ اللہ کے ساتھ احد میں ٹھہرے رہے۔ابن اسحاق کے سابقہ بیان کے مطابق جب رسولؐ اللہ زرہ پہن کر صحابہ کے پاس آئے' انہوں نے کہا اے رسولؐ اللہ ہم نے آپؐ کی خلاف مرضی آپؐ پر جبر کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لیے زیبا نہ تھی۔ اللہ کی رحمت آپؐ پر ہو اگر آپؐ پسند فرمائیں تو نہ جائیں یہیں تشریف رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا کسی نبی کے لیے یہ سزا وار نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے اسے بغیر لڑے اتارے۔ آپؐ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے برآمد ہوئے جب آپؐ شوط آئے جو احد اور مدینہ کے درمیان واقع ہے عبداللہ بن ابی بن سلول ایک تہائی جماعت کے ساتھ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر چلتا بنا اس نے یہ کہا کہ رسولؐ اللہ نے اوروں کی بات مانی میری نہ مانی بخدا اے لوگو ! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں کیوں جائیں لڑائیں۔ چنانچہ وہ اپنے ہم قوم منافقوں اور بدباطنوں کے ساتھ واپس ہو گیا۔ بنو سلمہ کے عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہنے لگے۔ اے میری قوم میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس دشمن کے مقابلہ میں تم اپنے نبیؐ اور اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑتے مگر ہم جانتے ہیں کہ تم لڑو گے نہیں۔ جب انہوں نے ان کی بات نہ مانی اور واپس جانے پر اصرار کیا اس نے مایوس ہو کر کہا اے دشمنان خدا اللہ تم کو ہلاک کرے تمہارے مقابلہ میں اللہ میرے لیے کافی ہے۔

حضرت محمدؐ کا عبداللہ بن جبیر کو حکم: براءؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد میں جب رسولؐ اللہ کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا' آپؐ نے عبداللہ بن جبیر کی امارت میں چند آدمیوں کو قدر اندازوں کے سامنے بٹھا دیا اور فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا چاہے تم ہم کو دشمن پر کامیاب ہوتا ہوا دیکھو یا ان کو ہم پر غلبہ پاتا ہوا دیکھو تب بھی ہماری مدد کے لیے بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ مگر جب مقابلہ ہوا مشرکین بھاگے یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے فرار کے لیے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹایا کہ ان کے پازیب دکھائی دینے لگے' ان لوگوں نے شور مچایا غنیمت' غنیمت۔ عبداللہ بن جبیر نے ان کو ڈانٹا کہ ٹھہرو کیا تم کو رسولؐ اللہ کا فرمان یاد نہیں رہا' مگر انہوں نے کچھ نہ سنی اور لوٹنے کے لیے چلے گئے۔ اللہ نے اس پاداش میں خود ان کے منہ لڑائی سے موڑ دیے اور ستر مسلمان کام آئے۔

Marfat.com

رسولؐ اللہ پر مسلمانوں کی جاں نثاری: ابو جعفر نے کہا ہے کہ جب دشمن نے آپؐ پر یورش کی آپؐ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے لیے اپنی جان بیچ ڈالے۔ اس کے متعلق محمود بن یزید بن السکن سے مروی ہے کہ زیاد بن السکن پانچ انصاریوں کے ساتھ یا دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق عمارہ بن زیاد بن السکن اٹھے اور رسولؐ اللہ کی مدافعت کے لیے ان سے آکر لڑنے لگے ایک کے بعد ایک قتل ہوتے چلے گئے آخری آدمی زیاد یاعمارہ بن السکن تھے وہ لڑتے رہے آخر کار زخموں سے چور ہو کر بے کار ہو گئے۔ اتنے میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رسولؐ اللہ کے پاس پلٹ آئی اور اس نے دشمن کو آپؐ کے سامنے سے دھکیل دیا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ زیاد کو میرے قریب لاؤ۔ لوگ ان کو قریب لے آئے۔ انہوں نے رسولؐ اللہ کے قدم پر اپنا سر رکھ دیا اور اسی حالت میں کہ ان کا گال آپؐ کے قدم پر رکھا ہوا تھا' انہوں نے جان دے دی۔ ابو دجانہ خود اپنے جسم کو دشمن کی جانب کر کے رسولؐ اللہ کو بچانے کے لیے بمنزلہ ڈھال بن گئے' تیر آکر ان کی پیٹھ میں لگ رہے تھے' مگر وہ آپؐ پر جھکے ہوئے آپؐ کو دشمن سے بچا رہے تھے' یہاں تک کہ بے شمار تیر ان کے آکے لگے۔ سعد بن ابی وقاص رسولؐ اللہ کو اپنی آڑ میں لے کر دشمن پر تیر چلانے لگے۔ خود سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ مجھے تیر اٹھا کر دیتے جاتے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ نثار تیر چلاؤ شدہ شدہ آپؐ نے ایسا تیر مجھے دیا کہ اس میں انی نہ تھی مگر آپؐ نے یہی فرمایا اسے بھی چلاؤ۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس روز خود رسولؐ اللہ نے اپنی کمان سے تیر چلایا مگر اس کی تانت ٹوٹ گئی' اسے قتادہ بن النعمان نے اٹھا لیا۔ یہ ان کے پاس تھی' اس روز ان کی ایک آنکھ اس طرح جاتی رہی کہ وہ ان کے گال پر آپڑی۔ رسولؐ اللہ نے اپنے ہاتھ سے اسے پھر اس کے حلقہ میں رکھ دیا تو اب وہ دوسری آنکھ کے مقابلہ کہیں زیادہ عمدہ اور طاقت ور ہو گئی۔

ابن ابی خلف کا رسولؐ اللہ پر حملہ: ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ شکست اور رسولؐ اللہ کی شہادت کی خبر مشہور ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بنو سلمہ کے کعب بن مالک نے آپؐ کو شناخت کیا۔ خود ان سے مروی ہے کہ میں نے آپؐ کی آنکھوں کو جو خود کے نیچے چمک رہی تھیں پہچانا' پھر انتہائی بلند آواز سے میں نے اعلان کیا کہ اے مسلمانو!

Marfat.com

بشارت ہو رسولؐ اللہ یہ موجود ہیں' اس پر آپؐ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ جب مسلمانوں نے رسولؐ اللہ کو پہچانا کہ آپؐ موجود ہیں وہ آپؐ کے پاس آگئے' آپؐ درے کی طرف چلے' آپ کے ہمراہ علیؓ بن ابی طالب ابو بکرؓ بن ابی قحافہ' عمرؓ بن الخطاب' طلحہ بن عبید اللہ' زبیرؓ بن العوام اور حارثؓ بن الصمہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ درے میں جا کر بیٹھ گئے ابی بن خلف یہ کہتا ہوا کہ محمدؐ کہاں ہیں' میں ہلاک ہو جاؤں اگر وہ زندہ بچ جائیں' آپ کے پاس پہنچ گیا۔ صحابہؓ نے آپ سے کہا آپؐ فرمائیں تو ہم میں سے کوئی آپؐ کی حفاظت کے لیے آپؐ کو اپنی آڑ میں لے لے۔ مگر آپؐ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں اسے آنے دو' جب وہ قریب آگیا۔ رسولؐ اللہ نے حارثؓ بن الصمہ کا بھالا اٹھایا۔

ابن ابی خلف کا خاتمہ: راوی کہتا ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں سے یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ جب رسولؐ اللہ نے بھالا اٹھایا ایک بجلی سی کوند گئی اور ہم اس طرح جھرجھرائے جس طرح کہ اونٹ جب جھرجھری لیتا ہے تو اس کے روئیں جھڑ جاتے ہیں پھر آپؐ نے اس کے سامنے جا کر اس کی گردن میں نیزہ مارا جس سے وہ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے پر چکر کھا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ اس واقعہ سے پہلے یہ رسولؐ اللہ سے ملتا تو کہا کرتا کہ اے محمدؐ میں اپنے گھوڑے عود کو روزانہ دلے ہوئے جو کھلا رہا ہوں تاکہ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ اس کے جواب میں رسولؐ اللہ فرماتے بلکہ انشاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا۔

زخم کھا کر یہ قریش کے پاس پلٹ گیا۔ رسولؐ اللہ نے اس کی گردن میں معمولی سی خراش کر دی تھی اس سے خون جاری ہو گیا اس نے کہا بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ قریش کہنے لگے خوف سے تیرا دم نکل گیا ہے حالانکہ بخدا تجھے مہلک زخم نہیں لگا ہے۔ اس نے کہا جب وہ مکہ میں تھے انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا' اس لیے اگر وہ مجھ پر تھوک ہی دیتے تو مجھے ہلاک کر لیتے قریش اسے واپس مکہ لے جا رہے تھے کہ اس دشمن خدا کا سرف میں کام تمام ہو گیا۔

رسولؐ اللہ کا پانی پینے سے انکار: جب رسولؐ اللہ درے کے منہ پر آگئے علیؓ بن ابی طالب وہاں سے نکلے انہوں نے اپنی چرمی ڈھال کو چونا پینے کے ڈھنگ میں جو پانی بھرا ہوا

تھا اس سے بھرا اور اسے رسولؐ اللہ کے پاس لائے تاکہ آپؐ اسے پئیں مگر آپ کو اس میں بدبو معلوم ہوئی اس موقع پر آپؐ کہہ رہے تھے اس شخص پر جس نے اپنے نبیؐ کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اللہ کا سخت غضب نازل ہو گا۔

ابو سفیان کی لن ترانی: براءؓ سے مروی ہے کہ ابو سفیان پہاڑ پر چڑھ کر ہمارے قریب آیا اس نے دو مرتبہ پوچھا کیا تم میں محمدؐ ہیں؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دو۔ پھر تیسری مرتبہ پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ پھر اس نے تین مرتبہ عمرؓ بن الخطاب کو پوچھا' رسولؐ اللہ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دے۔ اس خاموشی پر ابو سفیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ سب ضرور مارے گئے زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اب عمرؓ بن الخطاب سے نہ رہا گیا انہوں نے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے۔ اللہ نے ان سب کو محفوظ رکھا ہے جو تیری ذلت کا باعث ہوں گے۔ ابو سفیان کہنے لگا ہبل کی جے' رسولؐ اللہ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہ نے پوچھا کیا جواب دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو اللہ بہت بزرگ و برتر ہے۔ ابو سفیان کہنے لگا عزیٰ ہمارا ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں ؟ آپؐ نے فرمایا کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی والی و مالک نہیں۔ ابو سفیان نے کہا آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا اور لڑائی بڑا ڈھول ہے کبھی بھرتا ہے اور کبھی خالی ہوتا ہے' تم اپنے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لاشیں پاؤ گے مگر میں نے نہ اس کا حکم دیا تھا اور نہ اس فعل کو بری نظر سے دیکھا۔

ابو سفیان کے تعاقب کا حکم: ابو سفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر سے پلٹ کر جانے لگا۔ اس نے بلند آواز میں مسلمانوں سے کہا کہ اب آئندہ سال پھر بدر میں تم سے مقابلہ ہو گا۔ رسولؐ اللہ نے اپنے کسی صحابیؓ سے کہا کہہ دو کہ ہاں ضرور۔ پھر آپؐ نے علی بنؓ ابی طالب کو حکم دیا کہ تم مشرکین کے پیچھے جا کر دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

عضل اور قاری کی بدعہدی: سنہ ۳ھ میں غزوۃ الرجیع کا واقعہ ہوا۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ احد کے بعد عضل اور قارہ کی ایک جماعت رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں اسلام اور دین داری ہے۔ آپؐ صحابہؓ میں

Marfat.com

سے کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیج دیجئے تاکہ وہ ہمیں اصول دین سمجھائیں' قرآن پڑھائیں اور قوانین شرع بتائیں۔ آپ نے اپنے چھ صحابہ مرثد بن ابی مرثد الغنوی' حمزہؓ بن عبدالمطلب کے حلیف خالد بن الکبیر بنی عدی بن کعب کے حلیف' بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح' بنو حجبا بن کلفہ بن عمرو بن عوف کے خبیبؓ بن عدی بنو بیاضہ بن عامر کے زیدؓ بن الاثنتہ اور خاندان بلی کے عبداللہ بن طارق کو جو بنی ظفر کے حلیف تھے اس کام کے لیے ان کے ساتھ بھیجا۔ مرثد بن ابی مرثد کو اس جماعت کا امیر مقرر فرمایا' یہ جماعت اس وفد کے ساتھ چلی' جب یہ رجیع آئے جو بنو ہذیل کا حجاز میں ہدۃ کے اتار پر ایک چشمہ ہے ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ بد عہدی کی اور ہذیل کو للکارا کہ ان کو سنبھالو مسلمان ابھی اپنی سواریوں ہی میں تھے کہ بہت سے لوگوں نے جو تلواروں سے مسلح تھے ہر طرف سے ان کو گھیرا۔ مسلمانوں نے بھی ان سے مقابلہ کے لیے تلواریں سنبھالیں مگر حملہ آوروں نے ان سے کہا کہ بخدا ہم تم کو مارنا نہیں چاہتے بلکہ اہل مکہ کے ہاتھ تم کو بیچ کر کچھ کمانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے ہم خدا کے سامنے تم سے عہد وپیمان کرتے ہیں کہ اس کے سوا اور کچھ نہ کریں گے۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا نکاح: اس سال رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے بنی ہلال کی زینبؓ بنت خزیمہ ام المساکین سے نکاح کیا اور اسی ماہ میں ان سے مباشرت فرمائی۔ ایک تولہ سونا اور دس تولہ چاندی آپ نے ان کو مہر دیا تھا۔ اس سے قبل یہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھیں۔ اس نے ان کو طلاق دے دی تھی۔

چالیس مبلغین صحابہؓ: اسی سنہ ۴ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم روانہ فرمائی۔ بیر معونہ میں یہ قتل کر دی گئی۔ اس کے بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی کہ احد سے واپس آکر آپ نے بقیہ ماہ شوال' ذی القعدہ' ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں بسر کیے۔ اس سال مشرکین ہی کے انتظام میں حج ہوا۔ احد کے پورے چار ماہ بعد صفر میں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر نیزوں سے کھیلنے والا بنی عامر بن صعصعہ کا رئیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا اور کچھ تحائف بھی وہ آپ کے لئے ساتھ لایا مگر آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ابو براء میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہارے تحفے قبول کروں اسلام لے

Marfat.com

آؤ۔ پھر آپؐ نے اسلام کے اصول وارکان اس کو بتائے اور بتایا کہ اسلام میں اس کے لیے یہ فوائد ہیں۔ اللہ نے مومنوں سے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اسے قرآن پڑھ کر سنایا' وہ نہ اسلام لایا اور نہ اس نے تردید کی بلکہ کہا اے محمدؐ جس دین کی تم دعوت دے رہے ہو بے شک یہ اچھا ہے' تم اپنے صحابہ میں سے بعض کو اہل نجد کے پاس بھیجو تاکہ یہ ان کو اس دین کی دعوت دیں' مجھے توقع ہے کہ وہ اسے قبول کریں گے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اہل نجد ان کو ستائیں گے۔ ابو براء نے کہا میں ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔ آپ ان کو ضرور بھیجئے کہ وہ لوگوں کو آپؐ کے دین کی دعوت دیں۔ اس اطمینان پر رسولؐ اللہ نے بنو ساعدۃ المعنق کے منذرؓ بن عمرو کو اپنے صحابہؓ میں سے چالیس بہترین مسلمانوں کے ساتھ تبلیغ کے لیے نجد بھیجا۔

بیر معونہ کا واقعہ: انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے منذر بن عمرو کو ۷۰ شتر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ مدینہ سے چل کر بیر معونہ آئے جو بنی عامر کے علاقہ اور بنی سلیم کے پتھریلے علاقہ کے درمیان دونوں کے قریب ہی بلکہ بنی سلیم کے پتھریلے علاقہ سے قریب تر واقع ہے وہاں فروکش ہوکر مسلمانوں نے حرامؓ بن یلمان کو رسولؐ اللہ کے خط کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا۔ جب یہ اس کے پاس پہنچے اس نے خط کے دیکھنے سے قبل ان کو قتل کر دیا اور پھر تمام بنی عامر کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا' مگر انہوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ ابو براء نے ان کو پناہ دی ہے اور حفاظت کا باقاعدہ عہد کیا ہے۔ ہم ہرگز اس کے عہدو پیمان کو نہیں توڑیں گے۔ ان سے مایوس ہو کر اس نے بنو سلیم کے قبائل عصیتہ' رعل اور ذکوان سے مسلمانوں کے خلاف مدد مانگی وہ اس پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں کی فرو گاہ پر یورش کر کے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے تلواریں سنبھالیں لڑے اور سوائے' بنی دینار بن النجار کے کعب بن زید کے تمام مسلمان قتل کر دیئے گئے کعب کو کفار نے البتہ مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا ان میں صرف سانس باقی تھی۔ پھر یہ مقتولین میں سے اٹھا لیے گئے اور بچ گئے۔ اس کے بعد خندق کی لڑائی میں یہ شہید ہوئے۔

بنوعامر کا خون بہا: اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن امیہ الضمری نے مدینہ واپس ہوتے ہوئے ان دو شخصوں کو قتل کر دیا جن کو رسولؐ اللہ نے وعدہ حفاظت اور امان دیا تھا۔ عامر بن

الطفیل نے رسولؐ اللہ کو لکھا کہ باوجود عہدوپیمان کے آپؐ کے آدمی نے ہمارے دو آدمی مار ڈالے۔ ان کی دیت ادا کرو۔ رسولؐ اللہ قبا آئے اور وہاں سے بنو النضیر کی طرف مڑ گئے تاکہ اس کی دیت کی ادائی میں ان سے مدد لیں۔ آپؐ کے ساتھ بہت سے مہاجر اور انصار تھے' ان میں ابو بکرؓ' عمرؓ' علیؓ اور اسید بن نضیر بھی تھے۔

بنو نضیر کی بدعہدی: یزید بن رومان سے مروی ہے کہ چونکہ عمرو بن امیہ نے باوجود رسولؐ اللہ کے عہد حفاظت کے بنی عامر کے دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا۔ آپؐ ان کی دیت کی ادائی میں مدد لینے کے لیے بنو النضیر کے پاس آئے۔ بنو النضیر اور بنو عامر ایک دوسرے کے دوست اور حلیف تھے۔ پہلے تو جب رسولؐ اللہ نے بنو النضیر سے اپنے آنے کی غرض بیان کی انہوں نے کہا ہاں ابو القاسم جو تم نے ہم سے کہا ہے ہم اس کے لیے پوری طرح آمادہ ہیں۔ مگر پھر وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے اور انہوں نے کہا آج سے بہتر موقع اس شخص کے ہلاک کر دینے کا پھر کبھی نہ ملے گا (رسولؐ اللہ اس وقت ان کے گھروں کی ایک دیوار کے پاس بیٹھے تھے) لہٰذا کوئی شخص مکان کی چھت پر چڑھ کر وہاں سے ایک بڑے پتھر کو ان پر پھینک دے اور ان کو قتل کر کے ہمیں ان کی طرف سے ہمیشہ کے لیے راحت دے۔ ان کے ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب نے اس کام کے لیے خود نے اپنے کو پیش کیا اور کہا میں اس کے لیے تیار ہوں چنانچہ وہ آپؐ پر پتھر پھینکنے کے لیے ان کے مکان پر چڑھا۔ رسولؐ اللہ خالی الذہن اپنے صحابہ کے ساتھ جن میں ابو بکرؓ' عمرؓ' علیؓ بھی تھے' دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان سے آپؐ کو آپؐ کے دشمنوں کے اس منصوبے کو خبر ملی۔ آپؐ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین سے فرمایا میں آتا ہوں تم یہیں ٹھہرو مگر آپؐ سیدھے مدینہ واپس ہو گئے۔ جب آپؐ کے آنے میں دیر ہوئی' صحابہ آپؐ کی تلاش میں چلے اثنائے راہ میں مدینہ سے آتا ہوا ایک شخص ان کو ملا ، انہوں نے اس سے رسولؐ اللہ کو پوچھا اس نے کہا میں نے آپؐ کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا ہے صحابہؓ مدینہ میں آپؐ کے پاس آگئے۔ آپؐ نے ان کو بتایا کہ یہودی میرے ساتھ یہ بد عہدی کرنے والے تھے۔ پھر آپؐ نے ان کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور سب کو لے کر ان کے مقابلہ پر آئے اور محاصرہ کر لیا۔ یہودی آپؐ کے مقابلہ میں کئی قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ رسولؐ اللہ نے حکم دیا کہ ان کے تمام نخلستان کاٹ کر جلا دیے جائیں یہودیوں نے قلعوں سے پکار کر کہا اے محمدؐ ! تم تو اس بربادی سے منع کرتے تھے اور جو ایسا

Marfat.com

کرتا تھا اسے برا کہتے تھے، اب کیا ہوا کہ تم خود ہمارے نخلستانوں کو قطع کروا کر ان کو جلا رہے ہو۔

بنو نضیر کو ترک وطن کا حکم: محمد بن مسلمہؓ نے رسولؐ اللہ کے ارشاد کے مطابق یہودیوں سے جا کر کہہ دیا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں سے ترک سکونت کر کے چلے جاؤ۔ یہودی کہنے لگے اے محمد بن مسلمہ ہمیں اس کی امید نہ تھی کہ بنی اوس کا کوئی شخص یہ حکم ہمارے لیے لائے گا۔ انہوں نے کہا قلوب بدل گئے ہیں اور اسلام نے تمام سابقہ معاہدوں کو فسخ کر دیا ہے۔ یہودیوں نے کہا بہرحال ہم اسے برداشت کرتے ہیں اور حکم کی بجا آوری کریں گے۔ عبداللہ بن ابی نے یہودیوںؓ سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے دیار سے نہ جانا ابھی وہیں رہو خود میرے ساتھ دو ہزار عرب اور میرے قوم والے ہیں۔ یہ جمعیت تمہارے ساتھ ہے ان کے علاوہ بنی قریظہ بھی تمہاری امداد کریں گے۔ کعب بن اسد کو جس نے بنی قریظہ کی جانب سے رسولؐ اللہ سے دوستی کا معاہدہ کیا تھا جب اس بیان کی اطلاع ملی اس نے کہا جب تک میں زندہ ہوں بنی قریظہ میں سے کوئی شخص معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ پھر سلام بن مشکم نے حیی بن اخطب سے کہا کہ حضرت محمدؐ نے جو حکم دیا ہے اس کو مان لو اس طرح ہماری قوم اور ہمارا مال محفوظ رہے گا ورنہ اس سے زیادہ تکلیف دہ حالت برداشت کرنا پڑے گی۔ حیی نے پوچھا وہ کیا؟ سلام نے کہا اگر اس حکم کو نہ مانو گے ہمارا تمام مال ضبط کر لیا جائے گا بیوی بچے لونڈی غلام بنائے جائیں گے اور جنگجو آبادی قتل کر دی جائے گی۔ مگر حیی نے رسولؐ اللہ کے حکم کو نہ مانا۔ اس نے جدی بن اخطب کو رسولؐ اللہ کے پاس اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ ہم تو اپنے وطن سے نہیں نکلتے اب جو تم سے ہو سکے کر لو۔ اس پیام کو سن کر رسولؐ اللہ نے تکبیر کہی آپؐ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور فرمایا کہ یہودیوں نے لڑائی منظور کی ہے۔

بنو نضیر کی جلاوطنی: ابن عباس سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے بنو نضیر کا پندرہ دن تک محاصرہ کر لیا اور اس زمانے میں ان کو بالکل بے بس اور مجبور کر دیا آخر کار انہوں نے آپؐ کے مطالبہ کو منظور کیا اور اس شرط پر صلح کی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا، مگر ان کے وطن اور زمینوں سے ان کو بے دخل کر دیا جائے گا اور ان کو شام کے بیابانوں میں جلا وطن کر دیا جائے گا۔ رسولؐ اللہ نے ان کو ہر تین شخصوں پر ایک اونٹ اور ایک مشک پانی کی

Marfat.com

دی۔ زہری سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے اس قبیلہ سے جنگ کی اور جلا وطنی کی شرط پر ان سے صلح کی۔ لہٰذا آپؐ نے ان کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا اور اجازت دے دی کہ اسلحہ کے علاوہ جتنا بار اونٹ لاد سکیں وہ لے جائیں۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے تک چوکھٹ کے ساتھ نکال کر اونٹوں پر بار کر کے لے گئے۔ یہ خیبر گئے اور پھر وہاں سے شام چلے گئے۔

غزوہ ذات الرقاع: اس باب میں اختلاف ہے کہ بنو نضیر کے اس غزوہ کے بعد رسولؐ اللہ دوسرے کس غزوہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ابن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ اس غزوہ کے بعد آپؐ نے ربیع الاول اور ربیع الآخر اور ماہ جمادی کا کچھ زمانہ مدینہ میں بسر فرمایا' پھر غطفان کے قبائل بنو محارب اور بنو ثعلبہ سے لڑنے کے لیے نجد گئے وہاں مقام نخل میں فروکش ہوئے۔ یہی غزوہ "ذات الرقاع" ہے۔ وہاں غطفان کی ایک بہت بڑی جمعیت سے آپؐ کا مقابلہ ہوا مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور طرفین ایک دوسرے سے مرعوب ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے۔ اسی موقع پر رسول اللہ نے صلاۃ الخوف پڑھی اور پھر آپؐ مسلمانوں کو لے کر مدینہ چلے آئے۔

حضرت عثمانؓ کی نیابت: مگر واقدی کا بیان ہے کہ یہ غزوہ ذات الرقاع محرم سنہ ۵ھ میں پیش آیا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس پہاڑ کی وجہ سے یہ غزوہ معنون ہوا وہ سیاہ بھی ہے' سفید بھی ہے اور سرخ بھی ہے اسی وجہ سے اس کا یہ نام ہوا۔ اس غزوہ میں آپؐ نے عثمانؓ بن عفان کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

جیش السویق: اس وعدے کے مطابق جو ابو سفیان سے ہوا تھا یہ نبی رسولؐ اللہ کا بدر کا دوسرا غزوہ ہے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوہ ذات الرقاع سے واپس آکر رسولؐ اللہ نے جمادی الاولیٰ کا بقیہ زمانہ' جمادی الآخر اور رجب مدینہ میں بسر فرمائے۔ شعبان میں آپؐ اس قرارداد کے مطابق جو ابو سفیان سے جنگ احد میں ہوئی تھی بدر کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ابو سفیان کے انتظار میں آپؐ نے آٹھ راتیں قیام فرمایا۔ ابو سفیان اہل مکہ کے ساتھ مرالظہر ان کے نواح میں مجنہ آکر ٹھہرا۔ بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے عسفان کو طے کیا۔ اس کے بعد اس نے مراجعت مناسب سمجھی۔ اہل مکہ اس فوج کو جیش السویق کہنے لگے۔ کیونکہ یہ ستو پیتے ہوئے گئے تھے۔

Marfat.com

مخشی بن عمرو الضمری: رسول اللہ حسب قرار داد ابو سفیان کے انتظار میں بدر میں ٹھہرے رہے۔ مخشی بن عمرو الضمری جس نے غزوہ ودان میں بنی ضمرہ کی جانب اللہ نے یہ برکت دی کہ ایک درہم کے عوض انہوں نے دو کمائے اور دشمن سے بھی مقابلہ نہیں ہوا۔ یہ بدر کی دوسری مہم ہے جو ابو سفیان کی قرار داد کے مطابق یہاں آئی۔ اس جگہ عہد جاہلیت میں ہر سال آٹھ روز تک بازار لگتا تھا۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ نے عبداللہ بن رواح کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ کا نکاح: واقدی کے بیان کے مطابق اس ماہ شوال میں رسولؐ اللہ نے ام سلمہ بنت ابی امیہ سے نکاح کیا اور آپؐ ان کے پاس رہے اس سال آپؐ نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ تم توراۃ پڑھ لو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ میری کتاب میں تحریف کر دیں گے۔

حضرت زینبؓ بنت جحش اور رسول اللہ: اس سال رسولؐ اللہ نے زینبؓ بنت جحش سے شادی کی۔ محمدؐ بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ آپؐ ایک دن زیدؓ بن حارثہ کے گھر آئے' ان کو زید بن محمدؐ کہا جاتا تھا آپؐ ان کی تلاش میں ان کے گھر آئے' وہ اس وقت موجود نہ تھے۔ ان کی بیوی زینب بنت جحش ہلکا سا لباس پہنے آپؐ کے سامنے آئیں۔ آپؐ نے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور زینب نے آپؐ سے کہا کہ وہ تو اس وقت یہاں نہیں ہیں' میرے ماں باپ آپؐ پر نثار آپؐ اندر تشریف لائیں۔ رسولؐ اللہ نے گھر میں جانے سے انکار کر دیا۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب زینبؐ سے کہا گیا کہ رسولؐ اللہ باہر دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں' انہوں نے عجلت میں کپڑے پہنے اور پوری طرح نہیں پہنے تھے کہ خود ایک دم رسولؐ اللہ کے سامنے آگئیں۔ ان کی صورت آپؐ کے دل میں کھب گئی۔ آپؐ کچھ منہ سے کہتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور کوئی الفاظ تو سمجھ میں نہیں آئے۔ البتہ یہ آپؐ نے ذرا بلند آواز میں فرمایا سبحان اللہ العظیم' سبحان اللہ مصرف القلوب (ترجمہ:۔ پاک ہے اللہ بزرگ 'پاک ہے اللہ دلوں کا پھیرنے والا)

حضرت زینبؓ کو طلاق: زید جب اپنے گھر آئے ان کی بیوی نے ان کو اطلاع دی کہ رسولؐ اللہ تشریف لائے تھے انہوں نے کہا تم نے اندر کیوں نہ بلایا۔ ان کی بیوی نے کہا میں نے یہ بات عرض کی تھی مگر آپؐ نے نہ مانا۔ زیدؓ نے پوچھا تم نے آپؐ کو کچھ کہتے

Marfat.com

ہوئے سنا انہوں نے کہا ہاں' جب آپؐ واپس جانے لگے تو آپؐ نے سبحان اللہ العظیم سبحان اللہ مصرف القلوب کہا تھا۔ یہ سن کر زیدؓ رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ غریب خانہ پر تشریف لائے تھے' میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' آپؐ گھر کے اندر کیوں نہ گئے۔ اے اللہ کے رسولؐ شاید زینب کی صورت آپؐ کو بھلی معلوم ہوئی۔ میں اسے طلاق دیے دیتا ہوں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو' مگر اس روز کے بعد سے زید اپنی بیوی پر قادر نہ ہو سکے اور وہ خود رسولؐ اللہ سے یہ بات کہہ جاتے۔ مگر آپؐ یہی فرماتے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو' آخر کار زیدؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے ہی دی' ان سے قطعی علیحدگی اختیار کر لی اور اب وہ دوسری شادی کے قابل ہو گئیں۔

حضرت زینبؓ کا نکاح: ایک دن رسولؐ اللہ عائشہؓ سے باتیں کر رہے تھے' آپؐ پر غشی طاری ہوئی اور جب ہوش آیا آپؐ مسکرا رہے تھے اور فرما رہے تھے' کوئی ہے جو زینبؓ کو جا کر بشارت دے اللہ نے ان کے ساتھ میری شادی کر دی ہے اور رسولؐ اللہ نے یہ آیات تلاوت کیں **واذ تقول للذی انعم اللّٰہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک (پورا قصہ)** ترجمہ:۔ اور جب کہ تم اس سے کہتے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا ہے کہ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو)

غزوہ دومتہ الجندل : واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الاول میں آپؐ غزوہ دومتہ الجندل کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ آپؐ کو اطلاع ملی کہ اس مقام پر ایک جماعت کثیر جمع ہوئی ہے اور وہ اس کے نواح میں پھیلے ہوئے ہیں۔ رسولؐ اللہ ان کے مقابلہ کے لیے برآمد ہوئے اور دومتہ الجندل پہنچے مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر آپ نے سباعؓ بن عرفطہ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

یہودیوں کی شرارت: اس سال شوال میں یہ غزوہ ہوا۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق اس کا باعث رسولؐ اللہ کا بنو نضیر کو ان کے قریوں سے جلا وطن کر دینا ہوا۔ ہمارے علمائے اکابر سے مروی ہے کہ اس غزوہ کا اصل واقعہ یہ ہوا کہ چند یہودیوں نے متفرق قبائل کو رسولؐ اللہ کے خلاف جنگ پر ابھارا' یہ قریش کے پاس مکہ آئے اور ان کو انہوں نے رسولؐ اللہ سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم ان کے مقابلہ پر آخر تک تمہارا ساتھ

Marfat.com

دینے کے لیے تیار ہیں تاکہ ہم ان کا استیصال ہی کر دیں۔ قریش نے ان سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو اور مذہب کا علم رکھتے ہو پہلے اس کا تصفیہ کرو کہ مذہب کے متعلق ہمارا اور محمدؐ کا جو اختلاف ہے اس میں کون حق پر ہے۔ ہمارا دین اچھا ہے یا ان کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا دین ان کے دین سے بہتر ہے اور تم ہی اس کے زیادہ مستحق ہو۔

قریش کا مختلف قبائل سے معاہدہ: قریش ابو سفیان کی قیادت میں مکہ سے روانہ ہوئے اور غطفان عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی قیادت میں جس کے ساتھ بنو فزارہ تھے نکلے۔ حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری بنو مرہ کے ساتھ اور مسعود بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریت بن غطفان اپنی قوم اشجع کو لے کر چلا۔ رسولؐ اللہ کو جب ان تمام کارروائیوں کی اطلاع ہوئی اور ان کی اصلی غرض وغایت معلوم ہوئی آپؐ نے مدینہ کے سامنے خندق تیار کی۔

حضرت سلمانؓ فارسی کا مشورہ: محمد بن عمر کے قول کے مطابق سلمانؓ نے آپؐ کو خندق بنانے کا مشورہ دیا تھا اور یہی پہلی جنگ ہے جس میں وہ آزاد کی حیثیت سے رسولؐ اللہ کے ساتھ شریک ہوئے انہوں نے آپؐ سے کہا کہ ہم ایران میں تھے' وہاں جب کبھی گھر جاتے تو اپنے گرد خندق بنا لیتے تھے۔

خندق کی کھدائی: ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق مسلمانوں کو ثواب کی ترغیب دینے کے لیے خود رسولؐ اللہ نے خندق کھودنے میں شرکت کی' دوسرے مسلمانوں نے اس میں کام کیا اور سب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے اس میں کام کیا۔

حضرت سلمانؓ کی قیادت: کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے جنگ احزاب میں رسولؐ اللہ نے خندق کا نشان اجم الشیخین سے بنی حارثہ کی طرف بندار تک ڈالا۔ ہر چالیس گز خندق کے لیے دس آدمی مقرر کیے۔ سلمانؓ فارسی چونکہ بہت قوی آدمی تھے اس لیے مہاجرین نے کہا ان کو ہمیں دیا جائے۔ انصار نے کہا ہمیں دیا جائے۔ مہاجرین نے کہا یہ مہاجر ہیں' انصار نے کہا یہ انصار ہیں۔ اس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا سلمانؓ ہمارے اہل بیت ہیں۔ عمروؓ بن عوف کہتے ہیں کہ میں مسلمان حذیفہ بن الیمان نعمانؓ بن مقرن المزنی اور چھ اور انصاری چالیس گز کے ایک حصے میں کام کرتے تھے۔ ہم نے ذوباب کے زیریں میں خندق کھودی جس سے پانی نکل آیا۔

Marfat.com

منافقین کی پردہ دری: سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہمراہیوں کے ساتھ رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور سلام کر کے ایک ضرب المثل میں یہ بات بتا دی کہ بے شک انہوں نے معاہدہ دوستی کو توڑ دیا ہے اور وہ آمادہ پیکار ہیں اور وہ اصحاب رسولؐ اللہ کے ساتھ وہی نیت رکھتے ہیں جو اصحاب رجیع نے خبیبؓ بن عدی کے ساتھ کیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے تکبیر کہی اور فرمایا اے مسلمانو بشارت ہو' اس وقت مسلمانوں کی مصیبت بہت زیادہ ہو گئی اور وہ بہت خوف زدہ ہوئے' دشمن نے ان کو ہر طرف سے نشیب و فراز سے آلیا یہاں تک کہ مومنین کے دلوں میں ہر قسم کے برے خیالات آنے لگے۔ بعض منافقوں کا اس موقع پر نفاق بھی کھل گیا۔ بنو عمرو بن عوف کا معتب بن قشیر کہنے لگا کہ محمدؐ ہم سے وعدے کرتے تھے کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اپنے تصرف میں لائیں گے' یہ تو کچھ ہوا نہیں۔ اس کے برخلاف اب یہ نوبت آگئی ہے کہ ہم قضائے حاجت کو باہر نہیں جا سکتے۔ بنو حارثہ بن الحارث کے اوس بن قیظی نے کہا یا رسولؐ اللہ ہمارے گھر دشمن کی زد میں ہیں۔ یہ بات اس نے اپنی قوم کی ایک جماعت کی جانب سے کہی تھی آپؐ ہمیں اجازت دیں کہ اپنے گھروں کو چلے جائیں کیونکہ وہ شہر مدینہ کے بیرون میں واقع ہیں۔

بنو قریظہ کا قریش سے مطالبہ یرغمال: شوال سنہ ۵ ھ ہجری سینچر کی رات کو خدا کی مشیت کے مطابق ابوسفیان اور غطفان کے رؤسا نے عکرمہ بن ابی جہل کو چند اور قریش اور غطفانیوں کے ساتھ بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور کہلا کر بھیجا کہ جس جگہ ہم فروکش ہیں یہ طویل قیام کے لیے کسی طرح مناسب مقام نہیں ہے ہمارے گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے۔ اب ہم زیادہ نہیں ٹھہر سکتے۔ لہٰذا کل صبح تم لڑائی کے لیے تیار ہو کر باہر آؤ تاکہ ہم محمدؐ پر خود حملہ کر کے ان سے آخری فیصلہ کر لیں۔ بنی قریظہ نے جواب دیا کہ یہ تو سینچر کا دن ہے اس میں ہم کوئی کام نہیں کیا کرتے۔ چنانچہ تم کو معلوم ہے کہ ہم میں سے ایک نے اس دن کی حرمت کی خلاف ورزی کی اور اسے کیسی سزا ملی۔ علاوہ بریں جب تک تم بطور ضمانت اپنے یرغمال ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم محمدؐ سے نہیں لڑتے ہم کو اس بات کا خوف ہے کہ اگر جنگ نے تم کو بری طرح دبوچا اور تم شدت سے مارے جانے لگے تم فوراً" اپنے دیار کو پسپت ہو جاؤ گے اور ہمیں اپنے اس علاقہ میں اسی شخص کے مقابلہ کے لیے تنہا چھوڑ دو گے اور اس صورت میں ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم تنہا محمدؐ سے عہدہ

Marfat.com

برآہو سکیں۔

قریش اور بنو قریظہ میں نفاق: جب قریش اور غطفان کے پیامبر بنی قریظہ کا یہ پیام ان کے پاس لائے وہ کہنے لگے کہ بخدا نعیم بن مسعود نے ہم سے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل حق ہے۔ انہوں نے بنی قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ہم اپنا ایک آدمی بھی تمہارے حوالے نہیں کرتے اگر تم واقعی لڑنا چاہتے ہو تو آجاؤ اور لڑو۔ جب قریش اور غطفان کا یہ پیام بنی قریظہ کو پہنچا انہوں نے کہا کہ نعیم بن مسعود نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ بالکل ٹھیک ہے معلوم ہوتا ہے کہ اتحادیوں کا ارادہ یہ ہے کہ لڑیں اور اگر موقع ہدست ہو جائے اس سے متمع ہوں اور اگر ناکامی کی صورت درپیش ہو تو اپنے وطن کی راہ لیں اور ہم کو تنہا اپنے علاقے میں اس شخص کے مقابلہ پر چھوڑ جائیں چنانچہ اس اندیشہ سے بنی قریظہ نے پھر قریش غطفان کو کہلا کر بھیجا کہ بخدا ہم تو اس وقت تک تمہارے ساتھ ہو کر نہیں لڑتے جب تک کہ تم اپنے یرغمال ہمارے حوالے نہ کر دو۔ انہوں نے ان کے دینے سے صاف اور قطعی انکار کر دیا۔ اس طرح اللہ نے ان میں پھوٹ ڈال دی۔

کفار کی واپسی: حضرت حذیفہ بن ایمانؓ کہتا ہے کہ جب میں رسولؐ اللہ کے حکم پر دشمن کی چھاؤنی میں آیا اس وقت ہوا اور اللہ کی فوجوں نے دشمن کا ناک میں دم کر رکھا تھا نہ کوئی دیگچی چولہے پر ٹھہرتی نہ آگ جلتی تھی اور نہ کوئی مکان اپنی جگہ برقرار تھا۔ ابو سفیان بن حرب نے کھڑے ہو کر کہا اے قریش ہر شخص کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ کون اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا جو میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اب ابو سفیان نے تقریر شروع کی اور کہا کہ اے گروہ قریش بخدا تم ایسی جگہ فروکش نہیں ہو جو قیام کے لیے مناسب ہوتی۔ ہمارے مویشی اور اونٹ بھوکے مر گئے۔ بنی قریظہ نے ہم سے خلاف وعدگی کی بلکہ اس سے ہمیں تکلیف پہنچی۔ اس ہوا سے جو مصیبت ہم پر ہے وہ ظاہر ہے۔ بخدا ہماری دیگیں چولہوں پر نہیں ٹھہرتیں' نہ آگ ایک جگہ جلتی ہے اور نہ کوئی بنا ہمیں پناہ دیتی ہے تم بھی واپس چلو اور میں تو اب چلا۔ چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا جو بندھا ہوا تھا' ابو سفیان نے اس پر بیٹھ کر اسے چابک مارا وہ اپنے تین پیروں پر پہلے اٹھا اور پھر رسی کھلتے ہی پوری طرح کھڑا ہو گیا۔ بخدا اس وقت مجھے ایسا موقع حاصل تھا کہ اگر رسولؐ اللہ

Marfat.com

سے میں نے اپنے مقصد سے اخفا کا وعدہ نہ کیا ہوتا اور میرا ارادہ ہوتا تو میں اسی وقت ابو سفیان کو قتل کر دیتا۔ وہاں سے میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں واپس آیا۔ آپؐ اس وقت اپنی کسی بیوی کا منقش لبادہ اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر آپؐ نے سلام پھیرا۔ میں نے پورا واقعہ آپؐ سے بیان کیا اور جب غطفان کو معلوم ہوا کہ قریش اس طرح میدان سے چلے گئے، وہ بھی فوراً" تیزی کے ساتھ اپنے اپنے وطن واپس ہو گئے۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی نبیؐ اور تمام مسلمان خندق سے مدینہ پلٹ آئے اور انہوں نے ہتھیار کھول دیے۔

غزوہ بنی قریظہ: ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ظہر کے وقت حضرت جبرئیل رسولؐ اللہ کے پاس آئے۔ وہ استبرق کا عمامہ باندھے تھے۔ ایک مادیان خچر پر سوار تھے جس پر زین تھی اور اس پر دیباج کا چار جامہ پڑا ہوا تھا۔ جبرئیل نے رسولؐ اللہ سے کہا کیا آپؐ نے ہتھیار اتار دیے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے کہا مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے اور میں اس وقت دشمن ہی کے تعاقب سے آرہا ہوں۔ اے محمدؐ اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ آپؐ اسی وقت بنی قریظہ کی طرف جائیں اور میں بھی انہی کی طرف جارہا ہوں۔

بنی قریظہ کا محاصرہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ خندق سے واپس آکر سعدؓ کے مجروح ہونے کی وجہ سے رسولؐ اللہ نے مسجد میں ان کے لیے ایک خیمہ نصب کرایا اور ہتھیار کھول دیے، دوسرے مسلمانوں نے بھی ہتھیار کھول دیے۔ جبرئیل آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ آپؐ نے ہتھیار رکھ دیے مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔ آپؐ دشمن کے مقابلے پر جائیے اور ان سے لڑیئے۔ رسولؐ اللہ نے اپنی زرہ منگوا کر پہنی پھر آپؐ روانہ ہوئے اور تمام مسلمان بھی روانہ ہو گئے۔ آپؐ بنی غنم کے پاس سے گزرے آپؐ نے ان سے پوچھا کوئی یہاں آیا تھا۔ انہوں نے کہا وحیتہ الکلبی یہاں آئے تھے یہ اپنی وضع داڑھی اور صورت میں جبرئیل کے مشابہ تھے۔ یہاں سے بڑھ کر آپؐ بنی قریظہ کے سامنے فروکش ہو گئے۔ اس وقت سعدؓ اپنے اسی خیمہ میں مقیم تھے جو مسجد میں رسولؐ اللہ نے ان کے لیے نصب کرا دیا تھا۔ رسولؐ اللہ نے ایک ماہ یا پچیس دن بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا۔ جب محاصرہ کے مصائب سے وہ عاجز آگئے ان سے کسی نے کہا کہ رسولؐ اللہ کے حکم پر ہتھیار رکھ دو، مگر ابو لبابہ بن عبدالمنذر نے حلق پر ہاتھ رکھ کر اشارے سے بتایا کہ اگر ایسا کرو گے تو سب ذبح کر دیے جاؤ گے۔ اس وجہ سے اب انہوں نے کہا کہ ہم

Marfat.com

اس شرط پر ہتھیار رکھ دیتے ہیں کہ سعد بن معاذ ہمارے متعلق جو چاہیں فیصلہ کریں۔ رسولؐ اللہ نے کہا اچھا انہی کے حکم پر سہی۔ انہوں نے ہتھیار رکھ دیے۔ آپؐ نے سعدؓ کے لانے کے لیے ایک گدھا بھیج دیا جس پر کھجور کے پتوں کا پالان تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر سوار کرا دیا گیا۔ اس وقت تک ان کا زخم مندمل ہو کر خفیف سا رہ گیا تھا۔ ابن اسحٰق کے سابقہ سلسلہ بیان کے مطابق رسولؐ اللہ نے پچیس راتیں ان کا محاصرہ رکھا' وہ محاصرہ کے مصائب سے تنگ آگئے اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

کعب بن اسد کی شرائط : قریش اور غطفان کی مراجعت کے بعد حیی بن اخطب اس عہد کے مطابق جو اس نے کعب بن اسد سے آخر تک رفاقت کا کیا تھا' بنی قریظہ کے پاس ان کے قلعے میں چلا آتا تھا۔ جب ان کو اس بات کا یقین آگیا کہ رسولؐ اللہ جب تک ان سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے واپس نہ ہوں گے۔ کعب بن اسد نے اپنے لوگوں سے کہا اے گروہ یہود جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ سامنے ہے۔ میں تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کرو۔ انہوں نے کہا بتائیے وہ کیا ہیں۔ کعب نے کہا پہلی بات یہ ہے کہ ہم اس شخص کی پیروی کر لیں اس پر ایمان لے آئیں کیونکہ بخدا یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں جن کا ذکر خود تمہاری کتاب میں موجود ہے۔ اس طرح تمہاری جان' مال بال بچے سب مامون ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے کہا ہم کبھی تورات کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ اور اس کے بجائے کسی اور کتاب کو قبول نہیں کریں گے۔ کعب نے کہا اگر میری اس بات کو تم نہیں مانتے تو اچھا آؤ ہم اپنے بیوی بچوں کو پہلے قتل کر دیں اور پھر ننگی تلواریں لے کر قلعہ سے محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کے مقابلے پر نکل پڑیں اس طرح اپنے پیچھے کوئی ایسی چیز نہ رہنے دیں جس کا بوجھ ہمارے دل ودماغ پر موجود رہے اور پھر حریف سے فیصلہ کن جنگ کر لیں چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو۔ اگر ہم سب مارے گئے تو یہ اطمینان تو ہو گا کہ ہم اپنے بعد کوئی شے ایسی نہیں چھوڑے جاتے جس کے متعلق کوئی اندیشہ ہو۔ اور اگر غالب ہوئے تو عورتیں اور بچے سب ہمیں مل ہی جائیں گے۔ اس کی قوم والوں نے کہا بھلا ہم خود ان مسکینوں کو قتل کر دیں اس کے بعد زندگی کا کیا مزہ رہے گا۔ کعب نے کہا اگر تم میری اس بات کو بھی نہیں مانتے تو آؤ یہ کرو کہ آج سینچر کی رات ہے محمدؐ اور ان کے ساتھی غالباً" اس شب میں ہماری جانب سے بے خطر ہوں گے لہٰذا تم قلعہ سے اترو شاید اس طرح ہم کو ان پر غفلت

Marfat.com

میں حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ اس کی قوم نے کہا کیا ہم خود سینچر کے دن کی اس طرح بے حرمتی کریں اور اس مبارک دن میں ایسا کام کر گزریں جس کے متعلق تم کو خود معلوم ہے کہ ہمارے اگلوں نے کیا تھا وہ مسخ کر دیے گئے۔ اس پر کعب نے کہا اپنی پیدائش سے لے کر مدت العمر تم میں سے کوئی شخص ایک شب میں بھی دور اندیش ثابت نہیں ہوا۔

حضرت ابو لبابہؓ کی پشیمانی: اس کے بعد بنی قریظہ نے رسولؐ اللہ سے کہلا کر بھیجا کر عمرہ بن عوف کے ابو لبابہؓ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے (یہ بنی قریظہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے) تاکہ ہم ان سے اپنے معاملے میں مشورہ لیں۔ رسولؐ اللہ نے ان کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ان کی نظر ابو لبابہ پر پڑی وہ سب ان کے استقبال کے لیے اٹھے' ان کی عورتیں اور بچے روتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ اس منظر سے ابو لبابہ کو ان پر ترس آگیا۔ بنی قریظہ نے ان سے کہا کہ کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم محمدؐ کے فیصلے پر ہتھیار رکھ دیں انہوں نے کہا ہاں مگر اپنے حلق پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم سب ذبح کر ڈالے جاؤ گے۔ ابو لبابہ کہتے ہیں کہ کہنے کو تو میں نے یہ بات کہہ دی مگر فوراً ہی میرے دل نے محسوس کیا کہ یہ تو میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے خیانت کی۔ ابو لبابہ وہاں سے بغیر رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سیدھے مدینہ آکر مسجد نبوی میں آئے اور انہوں نے اپنی خطا کی پاداش میں خود کو مسجد کے ایک ستون سے باندھا اور اللہ سے عہد کیا کہ جب تک اس خیانت کو اللہ معاف نہ کر دے گا میں اس جگہ سے نہ ہٹوں گا اور اب کبھی بنی قریظہ کی زمین پر قدم نہ رکھوں گا۔ اور اللہ مجھے کبھی بھی اس علاقہ میں نہ دیکھے جس میں میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی خیانت کی ہے۔ جب ان کے واپس آنے میں دیر ہو گئی تو رسولؐ اللہ کو اس تاخیر سے تردد ہوا۔ پھر آپؐ کو ان کا سارا واقعہ معلوم ہوا آپؐ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں اللہ سے ان کی معافی کی سفارش کرتا مگر اب جو کچھ وہ کر چکے۔ اب تو جب تک خدا ہی ان کی توبہ کو قبول کر کے معاف نہ کرے میں ان کو رہائی نہیں دوں گا۔

حضرت ابو لبابہؓ کی معافی: زید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ابو لبابہ کی معافی کی اطلاع بذریعہ وحی آپؐ کو ہوئی۔ ام سلمہؓ فرماتے ہیں میں نے علی الصباح رسولؐ اللہ کو ہنستے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا آپؐ کیوں

ہنستے ہیں اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپؐ نے فرمایا ابو لبابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ میں نے کہا کیا میں ان کو یہ خوش خبری سنا دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں جی چاہے تو کہہ دو۔

بنی اوس کی درخواست: تمام بنی قریظہ نے رسولؐ اللہ کے فیصلے پر سراطاعت خم کر دیا۔ بنی اوس فوراً اٹھے اور انہوں نے کہا جناب والا یہ ہمارے موالی ہیں خزرج کے نہیں ہیں۔ آپؐ نے ان کے موالیوں کے بارے میں جو ابھی کل تصفیہ فرمایا ہے وہ آپؐ کو معلوم ہے۔ بنی قریظہ سے پہلے رسولؐ اللہ نے بنی قینقاع کا جو خزرج کے حلیف تھے محاصرہ فرمایا تھا اور جب انہوں نے رسولؐ اللہ کے حکم پر اطاعت قبول کی عبداللہ بن ابی سلول نے آپ سے ان کو مانگ لیا اور آپؐ نے ان کو اسے بخش دیا تھا۔ جب بنی اوس نے ان کے متعلق آپؐ سے یہ کہا آپؐ نے ان سے فرمایا اچھا تم اس بات کو مانو گے کہ تمہارا آدمی ان کے بارے میں فیصلہ کر دے۔ انہوں نے کہا جی ہاں ہم کو منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں ان کے معاملے کو سعد بن معاذ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا فیصلہ: ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق جب سعدؓ رسولؐ اللہ کی خدمت میں پہنچے آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے سردار کے استقبال کو اٹھو۔ صحابہ نے حسب الحکم بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور ان سے کہا اے ابو عمرو رسولؐ اللہ نے تمہارے موالیوں کے بارے میں تم کو حکم بنایا ہے انہوں نے کہا ہاں' تم اللہ کے سامنے اس بات کا پختہ عہد وپیمان کرو کہ جو تصفیہ میں کروں گا اسے تم قبول کرو گے سب نے کہا بے شک ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ پھر سعدؓ نے جو رسولؐ اللہ کی تعظیم کے خیال سے اس سمت سے جدھر آپؐ تشریف فرما تھے منہ پھیرے ہوئے تھے اس سمت کی طرف اشارہ کر کے کہا اور جو لوگ اس سمت میں ہیں وہ بھی میرے فیصلہ کو قبول کریں گے۔ اس پر خود رسولؐ اللہ نے فرمایا ہاں ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ تب سعدؓ نے کہا اچھا تو میں یہ تصفیہ کرتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں ان کی املاک تقسیم کر دی جائے اور بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا سعدؓ تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

بنی قریظہ کا انجام: بنی قریظہ کو قلعے سے اتار کر رسولؐ اللہ نے بنی النجار کی ایک عورت کے گھر میں جو حارث کی اولاد میں تھی قید کر دیا اور پھر خود آپؐ اس مقام پر آئے

Marfat.com

جہاں اب مدینہ کا بازار ہے اور یہاں آپؐ نے چند کھائیاں کھدوائیں اور پھر بنی قریظہ کو بلا کر یہاں ان کی گردن مار دی۔ یہ چھوٹی چھوٹی جماعت میں آپؐ کے پاس بھیجے جاتے تھے اور آپؐ ان کو قتل کرا دیتے تھے ان میں اللہ کا دشمن حیی بن اخطب اور کعب بن اسد اس جماعت کے سرغنہ بھی تھے۔ یہ چھ سو یا سات سو آدمی تھے جو لوگ ان کی تعداد زیادہ بتاتے ہیں انہوں نے آٹھ سو سے نو سو تک کہی ہے۔

بنی قریظہ کا مال غنیمت: رسولؐ اللہ نے بنی قریظہ کی املاک' عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور آج آپؐ نے سوار اور پیدل کے حصوں میں تفریق کر دی نیز آپؐ نے اس میں سے خمس نکال لیا۔ سوار کے تین حصے 'دو گھوڑے کے اور ایک خود سوار کا مقرر کیا اور پیدل کا ایک حصہ مقرر فرمایا۔ اس واقعے میں مسلمانوں کے پاس چھتیس سوار تھے۔ یہ پہلا مال غنیمت ہے جس میں دو حصے علیحدہ علیحدہ دیئے گئے اور اس سے خمس نکالا گیا جو آج تک برقرار ہے۔ اس سے پہلے مغازی میں یہ دستور تھا کہ جب پیدل کے ساتھ رسالہ بھی شریک ہوتا تو دو گھوڑوں کا ایک حصہ دیا جاتا۔

غزوہ المریسیع: رسولؐ اللہ کے غزوہ بنی مصطلق کے وقت میں اختلاف ہے اسے غزوہ المریسیع بھی کہتے ہیں' یہ خزاعہ کے ایک چشمہ آب کا نام ہے جو نواح قدید میں ساحل بحر کی طرف واقع ہے۔ ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ شعبان سنہ ۵ ھ میں رسولؐ اللہ نے یہ جہاد فرمایا ہے اور غزوہ خندق اور غزوہ بنی قریظہ دونوں اس کے بعد ہوئے ہیں۔ اس غزوے میں آپؐ خزاعہ کے خاندان بنی مصطلق سے لڑنے گئے تھے۔ آخر ذی القعدہ یا ابتدائے ذی الحج میں بنی قریظہ کے غزوہ سے فارغ ہو کر رسولؐ اللہ مدینے واپس تشریف لے آئے۔ ذی الحج' محرم 'صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمائے۔ اس سال سنہ ۵ ہجری میں مشرکین کی امارت میں حج ہوا۔

صلح حدیبیہ سنہ ۶ ھ

غزوہ بنی لحیان: بنی قریظہ کی فتح کے چھ ماہ بعد جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب الرجیع خبیب بن عدی اور ان کے ہمراہی صحابہ کا بدلہ لینے برآمد ہوئے۔ آپؐ نے ظاہر یہ کیا کہ آپؐ شام جارہے ہیں تاکہ اثنائے راہ میں اگر دشمن پر کوئی کامیاب چھاپہ مارنے کا موقع مل سکے تو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ مدینہ سے نکل کر آپؐ نے غراب نامی پہاڑ

Marfat.com

کی راہ لی جو شام کے راستے پر واقع ہے۔ پھر مخیص ہوتے ہوئے آپؐ تبراء آئے اور یہاں سے آپؐ بائیں جانب مڑے۔ بین ہوتے ہوئے آپؐ ضجرات الیمام آئے اور یہاں سے آپؐ نے سیدھے مکہ کی شاہراہ جس سے حاجی جاتے ہیں اختیار کی' اپنی رفتار میں تیزی کی اسی طرح شتاب روی کر کے غران پر منزل کی جہاں بنی عباس ٹھہرا کرتے تھے۔ یہ غران امبح اور عسفان کے درمیان ایک وادی ہے جو مقام سایہ تک چلی جاتی ہے۔ مگر دشمن کو آپؐ کی پیش قدمی کا پہلے سے پتہ چل گیا تھا اس لیے وہ میدان چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا۔ اس مقام پر فروکش ہونے کے بعد جب آپؐ کو معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی نیت سے آپؐ آئے تھے وہ دسترس سے باہر ہو چکے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مناسب ہو گا کہ ہم یہاں سے عسفان پر اتریں تا کہ مکہ والے دیکھ لیں کہ ہم خود مکہ آئے ہیں۔ اس خیال سے آپؐ دو شتر سوار صحابہ کے ہمراہ اس مقام سے چل کر عسفان آئے اور یہاں سے آپؐ نے دو شہسوار اور آگے بھیجے واپسی میں آپؐ کو شام ہو گئی' آپؐ مدینہ پلٹ آئے۔ صرف چند راتیں آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمائی تھیں کہ عینیہ بن حصن بن حزیفہ بن بدر الفزاری نے غطفان کے رسالے کے ساتھ غابہ میں رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر غارت گری کی۔ گلے کے ساتھ بنی غفار کا ایک شخص اور اس کی بیوی بھی تھی حملہ آوروں نے مرد کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی کو مویشیوں کے ساتھ ہنکالے گئے۔

غزوہ ذی قرد: اس واقعہ میں سب سے پہلے مسلمہ بن الاکوع الاسلمی کو دشمن کی پیش قدمی کی خبر لگی یہ علی الصبح تیر کمان سے مسلح ہو کر غابہ جانے کے ارادے سے چلے۔ ان کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ کا ایک غلام بھی تھا۔ خود سلمہ سے مروی ہے کہ جب حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ واپس آئے۔

کفار کا فرار: ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق سلمہ بن الاکوع کے ہمراہ طلحہؓ بن عبید اللہ کا غلام ان کا گھوڑا لیے اس کی لگام پکڑے ساتھ تھا' جب یہ ثنیتہ الوداع پر چڑھے ان کو دشمن کے بعض سوار نظر آئے' اب انہوں نے کوہ سلع پر کچھ دور چڑھ کر شور مچایا کہ ڈاکہ پڑا' پھر یہ وہاں سے دوڑتے ہوئے غارت گروں کے تعاقب میں چلے۔ یہ اپنی تیز رفتاری میں شیر کے مانند تھے انہوں نے ان کو جالیا اور تیروں سے ان کو پسپا کرنے لگے۔

خطرے کا اعلان: رسول اللہ ﷺ کو سلمہؓ کی اطلاع موصول ہوئی' آپؐ نے تمام

Marfat.com

مدینہ میں خطرے کا اعلان کیا اور اب سوار آپؐ کی طرف تیار ہو کر چلے سب سے پہلے شہسواروں میں مقداد بن عمرو آپؐ کے پاس آپہنچے ان کے بعد انصار بھی آگئے۔ آپؐ نے سعد بن زید کو اس جماعت کا امیر مقرر کر کے ان کو دشمن کے تعاقب کا حکم دیا اور فرمایا تم ابھی چلے جاؤ میں اوروں کے ساتھ آتا ہوں۔ اس سلسلے میں یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو عیاش سے کہا مناسب ہوتا کہ تم اپنا یہ گھوڑا کسی دوسرے ایسے شخص کو دے دیتے جو تم سے زیادہ شہسوار ہوتا' تاکہ وہ جلد دشمن کو جا پکڑتا۔ ابو عیاش کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں ان سب سے بہتر شہسوار ہوں۔ پھر میں نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا' بخدا وہ پچاس گز دوڑا ہو گا اس نے مجھے پٹک دیا' اب مجھے آپؐ کے اس قول اور اپنے جواب پر حیرت ہوئی کہ آپؐ کا قول کس قدر صحیح ثابت ہوا۔

حبیب بن عینیہ کا قتل: اس کے متعلق دوسری معتبر روایت یہ ہے کہ محرز' عکاشہ بن محصن کے گھوڑے جناح پر سوار تھے وہ شہید ہوئے اور ان کا گھوڑا دشمن نے لے لیا۔ بہرحال جب مقابلہ ہوا۔ بنی سلمہ کے ابو قتادۃ الحارث بن ربعی نے حبیب بن عینیہ بن حسن کو قتل کر کے اس پر اپنی چادر ڈال دی اور پھر وہ لوگوں سے جا ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ یہاں آئے انہوں نے حبیب کو ابو قتادہؓ کی چادر میں لپٹا ہوا پایا۔ اس پر صحابہؓ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ ابو قتادہ مارے گئے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ابو قتادہ نہیں ہیں بلکہ ان کا مقتول ہے۔ انہوں نے اس پر اپنی چادر اس وجہ سے اڑھا دی تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ ان کا کشتہ ہے۔

حضرت محمدؐ کی مراجعت: رسول اللہ ﷺ اپنے مقام سے روانہ ہوئے اور آپؐ ذی قرد کے پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہرے اور وہیں اور صحابہ آپؐ کی خدمت میں آگئے۔ آپؐ ایک شبانہ روز وہاں مقیم رہے' سلمی بن الاکوع نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ سو آدمی میرے ساتھ کر دیجئے میں مویشی دشمن سے چھڑا لاتا ہوں اور ان کی گردن جا دباتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہاں جاؤ گے اس وقت تو وہ غطفان میں رات کی شراب پی رہے ہیں۔ رسولؐ اللہ ﷺ نے اپنے ہر سو صحابہؓ میں کئی اونٹ ذبح کر کے تقسیم کر دیئے تھے۔ صحابہؓ نے ان کو کھا کر زندگی بسر کی' پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آگئے۔ مدینہ آکر جمادی الآخر کا کچھ حصہ اور پورا ماہ رجب آپؐ نے مدینہ میں اقامت فرمائے۔ پھر شعبان سنہ ۶ ہجری میں آپؐ قبیلہ خزاعہ کے

بنی المصطلق سے جہاد کرنے روانہ ہوئے۔

غزوہ بنی المصطلق: رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ بنی المصطلق آپؐ سے لڑنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں' ان کا سردار حارث بن ابی ضرار جویریہ بنت الحارج رسول اللہ ﷺ کی بیوی کا باپ تھا۔ اس اطلاع پر آپ خود ان کے مقابلے پر چلے اور ساحل سمندر پر قدید کے نواح میں ان کے ایک چشمہ آب مرسیسع پر آپؐ نے ان کو جالیا' مقابلہ ہوا' نہایت شدید جنگ ہوئی۔ اللہ نے بنی المصطلق کو شکست دی۔ ان کے بہت آدمی کام آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کر دیا تھا کہ ان کی اولاد' عورتیں اور املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اللہ نے ان کو رسولؐ اللہ کے قبضے میں دے دیا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول کی ریشہ دوانی: اس واقعے میں بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر کے ایک مسلمان ہشام بن خبابہ عبادہ بن الصامت کے قبیلے کے ایک انصاری کے ہاتھ سے غلطی سے مارے گئے۔ انصاری ان کو دشمن کا فرد سمجھتے تھے ابھی سب لوگ اس پانی پر فروکش تھے کہ ان کے جانور پانی پینے کے لیے یہاں آئے۔ جہجاہ بن سعید الغفاری عمر بن الخطاب کا ملازم ان کا گھوڑا لے کر اسے پانی پلانے آیا' وہ اور بنی عوف بن الخزرج کے حلیف سنان الجہنی بیک وقت پانی پر اترے جس سے راہ رک گئی اور اب وہ دونوں لڑ پڑے۔ جہنی نے انصار کو مدد کے لیے پکارا اور خزرج نے مہاجرین کو مدد کے لیے آواز دی۔ اس موقع پر عبداللہ بن ابی بن سلول بہت برہم ہوا۔ اس وقت اس کی قوم کے کچھ لوگ جن میں زید بن ارقم بھی جو نو عمر لڑکے تھے موجود تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کیا ایسا ہوا ہے۔ بے شک پہلے ہی سے وہ ہم سے نفرت کرتے ہیں اور خود ہمارے ملک میں ہم سے اینٹھتے ہیں۔ بخدا ہمارے دشمنوں اور قریش کے غلاموں کی وہی مثل ہے کہ اگر کسی درندے کو تم پرورش کرو گے وہ تمہی کو کھائے گا۔ مدینہ جاتے ہی وہاں کا جو سب سے معزز شخص ہے وہ اسے جو سب سے ذلیل ہے نکال دے گا۔ پھر اس نے اپنی قوم والوں سے جو اس کے پاس موجود تھے مخاطب ہو کر کہا یہ خود تم نے اپنے ساتھ کیا ہے تم نے ان کو اپنے وطن میں اتارا اپنی املاک میں ان کو شریک کیا' اگر تم ایسا نہ کرتے تو وہ کسی اور جگہ جاتے۔

روانگی کا حکم: زید بن ارقم نے اسے سنا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع

Marfat.com

دی۔ اس وقت تک آپؐ دشمن سے فارغ ہو چکے تھے۔ زید نے جب یہ بات آپؐ سے کہی عمرؓ بن الخطاب آپؐ کے پاس تھے انہوں نے رسول اللہ (ﷺ) سے عرض کیا کہ آپؐ عباد بن بشر بن دقش سے کہیں کہ وہ عبداللہ بن ابی سلول کو قتل کر دیں۔ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا مگر عمرؓ یہ تو دیکھو کہ جب لوگوں میں اس بات کا چرچا ہو گا کہ محمد (ﷺ) خود اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں اس کا کیا اثر پڑے گا۔ میں اس رائے کو پسند نہیں کرتا مناسب یہ ہے کہ تم یہاں سے اسی وقت کوچ کا اعلان کرا دو یہ وقت ایسا تھا کہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ اس وقت میں منزل سے سفر نہیں کرتے تھے۔ آپؐ کے اعلان کی وجہ سے سب چل کھڑے ہوئے۔

حضرت زیدؓ بن ارقم: عبداللہ بن ابی بن اسلول کو جب معلوم ہوا کہ زید بن ارقم نے اس کی بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی ہے وہ آپؐ کے پاس آیا اور اس نے حلف اٹھایا کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ چونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول اپنی قوم میں بہت ہی مقتدر اور معزز آدمی تھا' اس لیے جو انصار صحابہؓ اس وقت آپؐ کی خدمت میں حاضر تھے اسے الزام سے بچانے کے لیے کہنے لگے کہ شاید اس لڑکے کو سننے میں غلط فہمی ہوئی ہو اور پوری بات اسے یاد نہ رہی ہو۔

حضرت اسید بن حضیر: جب آپؐ منزل سے اٹھ کر روانہ ہوئے اسید بن حضیر آپؐ کے پاس آیا اور اس نے آپؐ کو نبی کہہ کر سلام کیا اور پھر کہا آپؐ ایسے وقت میں سفر کے لیے چلے ہیں کہ آپؐ عام طور پر اس وقت میں چلا نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم کو اپنے آدمی کی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس نے پوچھا وہ کون۔ آپؐ نے فرمایا عبداللہ بن ابی۔ اس نے پوچھا تو اس نے کیا کہا۔ آپؐ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ مدینہ جا کر جو سب سے معزز ہے وہ سب سے ذلیل کو نکال دے گا۔ اسید نے کہا تو آپؐ چاہیں تو اسے فوراً" نکال دیں' بخدا آپ ذی عزت ہیں اور وہ نہایت ذلیل ہے مگر پھر اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مناسب ہے کہ اس وقت آپؐ اس سے درگزر کریں خود اللہ نے اسے آپؐ کے قبضے میں دے دیا ہے۔ اس کی قوم اس کے لیے گھونگوں کا تاج بنا رہی ہے خود اپنی آنکھ سے وہ دیکھ لے گا کہ اس کی حکومت کس طرح آپؐ کو حاصل ہوتی ہے۔

مسلمانوں کا مسلسل سفر: اس روز تمام دن آپ سب کو لے کر سفر کرتے رہے اس

Marfat.com

کی بعد کی رات بھی آپؐ نے مسلسل سفر کیا' صبح ہوئی اور اب دن کا ابتدائی حصہ بھی بہت سا گزر گیا یہاں تک کہ جب تمازت آفتاب سے مسلمانوں کو تکلیف ہوئی آپؐ نے منزل کی۔ زمین پر اترتے ہی تمام مسلمان گہری نیند سو گئے۔ ایسے وقت میں آپؐ نے سفر کی یہ ترکیب اس لیے کی تھی۔ تاکہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے فتنہ انگیز قول سے لوگ خالی الذہن ہوجائیں۔ اب پھر آپؐ سب کو لے کر چلے اور اس مرتبہ آپؐ نے حجاز کی راہ اختیار کی۔ چلتے چلتے آپؐ حجاز کے ایک چشمہ پر آئے۔ جب یہاں سے آپؐ چلے ایک نہایت ہی تیز و تند آندھی نے آپؐ کو آلیا جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہونے لگی اور وہ ڈرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ڈرو مت یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کی اطلاع دیتی ہے۔ چنانچہ مدینہ آکر بنی قینقاع کے ایک سربر آوردہ یہودی رفاعہ بن زید بن التابوت کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ یہ منافقوں کا راز دار اور مامن تھا اسی دن مرا تھا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سلول: ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق جب عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنے باپ کی اس حرکت کا علم ہوا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اس شکایت کی بنا پر جو آپؐ کو ان کی پہنچی ہے میں نے سنا ہے کہ آپؐ عبداللہ بن ابی کو قتل کر دینا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپ خود مجھے اس کا حکم دیں میں ابھی اس کا سرکاٹ لاتا ہوں اور تمام خزرج اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اس تمام قبیلے میں مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا مطیع اور تابعدار اور کوئی نہیں ہو گا۔ اس لیے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میرے علاوہ کسی اور کو آپؐ اس کے قتل کا حکم دیں گے اور وہ اسے قتل کرے گا تو یہ مناسب نہ ہو گا کہ آپؐ میرے باپ کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھنے کے لیے مجھے چھوڑ دیں کیونکہ میں اسے قتل کر دوں گا اور اس طرح ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کر کے ہمیشہ کے لیے دوزخ اپنا ٹھکانہ بناؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم قتل کرنا نہیں چاہتے بلکہ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہیں ہم ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی سلول کو قتل نہ کرنے کی وجہ: اس واقعے کے بعد پھر جب کوئی وہ بات کرتا' خود اس کی قوم ہی اسے برا کہتی' ڈانٹتی اور سزا کی دھمکی دیتی۔ جب آپؐ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اب اس کی یہ گت ہے کہ خود اس کی قوم اسے ذلیل اور مفسد سمجھتی

ہے۔ آپؐ نے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا اب بتاؤ اگر میں تمہارے مشورے کے مطابق اس دن اسے قتل کر دیتا تو ضرور اس کی قوم کی رگ حمیت اور حمایت جوش اور حرکت میں آتی اور آج اگر میں اس کے قتل کا حکم دوں تو خود اس کی قوم والے ابھی اس کا کام تمام کر دیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اب مجھے محسوس ہوا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی کارروائی میرے مشورے سے زیادہ موجب برکت تھی۔

مقیس بن حبانہ کا فریب: مقیس بن حبانہ اپنے کو مسلمان بتاتا ہوا مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہو کر آپؐ کے پاس آیا ہوں' نیز چاہتا ہوں کہ اپنے مقتول بھائی کا جو بلا وجہ ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا ہے خون بہا لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بھائی ہشام بن حبانہ کا خون بہا اسے دلوا دیا' یہ چند ہی روز آپ کے پاس مقیم رہا کہ اس نے موقع پاتے ہی اپنے بھائی کے قاتل پر اچانک حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا اور پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث: اس جنگ میں بنی المصطلق کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ علیؓ بن ابی طالب نے ان کے دو آدمیوں مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی بہت سی لونڈیاں ہمدست ہوئیں' آپؐ نے ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار آپؐ کی بیوی بھی تھیں۔ ان کے متعلق حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب آپ نے بنی المصطلق کی لونڈیاں صحابہ میں تقسیم فرمائیں جویریہ بنت الحارث 'ثابت بن قیس بن الشماس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے اس سے زر آزادی کی ادائی پر اپنی آزادی کا معاہدہ کر لیا یہ ایک نہایت ہی قبول صورت ملیح حسینہ تھیں جو ان کو دیکھ لیتا۔ ان پر فریفتہ ہو جاتا۔ یہ رسول اللہ (ﷺ) کے پاس اپنے زر آزادی کی ادائی میں مدد لینے آئیں۔ میں نے ان کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھ کر کہا یہ تو برا ہوا کہ یہ آئی ہیں۔ کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ خود رسول اللہ ﷺ کے قلب پر ان کی صورت کا وہی اثر ہو گا جو مجھ پر ہوا ہے۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث کا نکاح: بہرحال وہ آپؐ کے پاس اندر آئیں اور عرض کیا کہ میں جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار کی جو اپنی قوم کا سردار اور رئیس تھا بیٹی ہوں' مجھ پر جو وقت پڑا ہے وہ آپؐ پر روشن ہے۔ میں ثابت بن قیس بن الشماس یا شاید

انہوں نے کہا کہ ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں پڑی ہوں۔ میں نے ان سے اپنی آزادی کا معاہدہ لکھوالیا ہے۔ آپؐ سے زر آزادی کی ادائی میں مدد لینے حاضر ہوئی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں نہ ایسی شرط قبول کر لو جو اس سے افضل ہو۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہاری قیمت ادا کر کے تم کو آزاد کراتا ہوں اور تم سے نکاح کیے لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا مجھے منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو اچھا میں نے بھی اس پر عمل کیا۔ اب یہ خبر سب کو معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت الحارث سے نکاح کر لیا ہے اس پر صحابہ نے کہا کہ بنی المصطلق تو اب رسول اللہ ﷺ کے سسرالی ہو گئے لہٰذا جو لونڈی غلام جس کے پاس ہو وہ اسے آزاد کر دے۔ چنانچہ محض اس شادی کی وجہ سے بنی المصطلق کے سو سے زیادہ آدمی آزاد کر دیئے گئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بابرکت بی بی میں نے کوئی اور نہیں دیکھی۔

بہتان کا واقعہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسی غزوے سے واپسی میں ہم سب مدینہ کے قریب آگئے تھے کہ بہتان لگانے والوں نے میرے متعلق برا گمان قائم کر کے مجھے بدنام کیا۔ اس کے متعلق مختلف واسطوں سے جو بیانات مذکور ہیں وہ سب مندرجہ ذیل روایت میں جو خود عائشہؓ سے مروی ہے جمع ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں " رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب آپؐ کسی سفر کا ارادہ کرتے شرف معیت بخشنے کے لیے اپنی تمام بیویوں کے نام پر قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لیتے۔ غزوہ بنی المصطلق میں قرعہ اندازی سے میرا نام نکلا، آپؐ نے مجھے ساتھ لے لیا۔ اس زمانے میں مٹاپے کے ڈر سے عورتیں بہت کم کھانا کھایا کرتی تھیں، میری یہ کیفیت تھی کہ جب میرا اونٹ سفر کے لیے تیار کیا جاتا میں پہلے میانے میں بیٹھ جاتی پھر لوگ آکر اس میانے کو نیچے سے پکڑ کر اٹھاتے اور اونٹ پر رکھ دیتے پھر اسے رسیوں سے باندھ کر اونٹ کی نکیل پکڑ کر لے جاتے۔

قافلہ کی روانگی: جب رسول اللہ ﷺ اس سفر سے فارغ ہو کر واپس ہوئے مدینہ کے قریب آکر آپؐ نے ایک جگہ منزل کی۔ رات کا کچھ حصہ آپؐ نے وہاں بسر فرمایا اس کے بعد لوگوں میں کوچ کا اعلان کر دیا گیا، جب لوگ چل کھڑے ہوئے میں قضائے حاجت کے لیے علیحدہ گئی۔ میرے گلے میں ایک ہار تھا جس میں خوشبو دار مسالہ ظفار کے دانے بھی تھے۔

Marfat.com

قضائے حاجت کے بعد وہ ہار میرے گلے میں سے گر پڑا اور مجھے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی جب میں اپنی سواری کے پاس آئی میں نے گردان میں اپنا ہار ٹٹولا مگر نہ پایا اور سب لوگ اب منزل سے روانہ ہو چکے تھے میں الٹے پاؤں اس جگہ آئی جہاں قضائے حاجت کے لیے گئی تھی میں نے وہاں ہار تلاش کیا اور وہ مل گیا۔ میری اس غیبت میں میرے سار بان اونٹ کس کر لائے اور یہ خیال کر کے کہ میں حسب دستور اپنے میانے میں ہوں' انہوں نے میانے کو اٹھا کر اونٹ پر رکھا اسے رسیوں سے باندھا اور اس یقین کے ساتھ کہ میں اس میں موجود ہوں وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتے بنے۔ جب میں فرودگاہ میں واپس آئی تو سب لوگ جا چکے تھے ایک بھی متنفس ایسا نہ تھا جو مجھے بلاتا میری آواز پر جواب دیتا۔ میں نے اچھی طرح اپنی چادر اوڑھی اور اس خیال سے کہ جب لوگ میانے میں مجھے نہ پائیں گے یہاں خود میری تلاش کرنے آئیں گے۔ اسی مقام پر جہاں میں تھی لیٹ گئی۔

صفوان ابن المعطل کی آمد: میں لیٹی ہوئی تھی کہ صفوان بن المعطل میرے پاس آئے۔ یہ بھی کسی اپنی ضرورت کی وجہ سے اصل فوج سے پیچھے رہ گئے تھے اور اس لیے اس منزل پر انہوں نے اوروں کے ساتھ قیام ہی نہیں کیا تھا یہ دیکھ کر کہ کوئی لیٹا ہوا ہے وہ بڑھ کر میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے شناخت کیا کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھتے تھے' مجھے دیکھ کر انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ! آپ کیوں پیچھے رہ گئیں۔ میں اپنی چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔ میں نے ایک لفظ نہیں کہا۔ انہوں نے اپنا اونٹ میرے قریب کر دیا اور کہا کہ آپ اس پر سوار ہوں اور وہ خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں سوار ہو گئی اب وہ آئے اور انہوں نے اونٹ کی نکیل آگے سے پکڑی اور تیزی کے ساتھ مجھے لے کر چلے تاکہ جماعت سے مل جائیں مگر ہم ان کو نہ پا سکے اور نہ اصل جماعت میں کسی نے میری تلاش کی' یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور جب سب اطمینان سے فروکش ہو گئے یہ صاحب میرے اونٹ کو آگے سے پکڑے ہوئے بر آمد ہوئے۔ اس پر بہتان لگانے والوں نے جو کچھ مجھ پر بدگمانی کی وہ سب کو معلوم ہے۔

حضرت عائشہؓ کی علالت: اس واقعے سے تمام فرودگاہ میں ایک ہنگامہ برپا ہوا مگر اب تک مجھے کچھ خبر ہی نہ تھی کہ یہ کیا اور کیوں ہے ، مدینہ پہنچے' پہنچتے ہی میں سخت بیمار ہو گئی۔ اس واقعے کی مجھے کوئی اطلاع نہ تھی۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ اور میرے والدین کو اس

کی اطلاع ہو چکی تھی مگر کسی نے اس کا ذرا سا بھی تذکرہ مجھ سے نہیں کیا۔ ہاں یہ بات میں نے ضرور محسوس کی کہ خود رسول اللہ ﷺ میری بیماری کی حالت میں جس لطف و کرم کے ساتھ مجھ سے پیش آیا کرتے تھے وہ بات اب نہیں ہے۔ اس احساس سے مجھے تکلیف ہوئی' جب آپؐ میرے پاس آتے اور میری ماں میری تیمارداری میں مصروف ہوتیں تو آپؐ صرف اتنا دریافت کرتے تمہاری بچی کیسی ہے' اس سے زیادہ کچھ نہ فرماتے۔ مجھے آپؐ کی اس بے اعتنائی کا سخت رنج ہوا۔ میں نے آپؐ سے درخواست کی کہ آپؐ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی ماں کے ہاں چلی جاؤں تاکہ وہ میرا علاج کریں۔ آپؐ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔ میں اپنی ماں کے گھر چلی آئی اور اب تک بھی مجھے کچھ خبر نہ تھی۔ میں اپنی اس بیماری سے جس میں ایک مہینے کے قریب سے مبتلا تھی بہت کمزور ہو گئی۔

حضرت محمدؐ کا استفسار: پھر رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ اس وقت میرے والدین میرے پاس موجود تھے اور ایک انصاری عورت بھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی میں رو رہی تھی اور وہ عورت میرے ساتھ رو رہی تھی۔ آپؐ بیٹھ گئے۔ آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا عائشہؓ تمہارے متعلق لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کی اطلاع تم کو ہے اگر واقعی تم سے کوئی برائی سرزد ہو گئی ہے جیسا کہ لوگ کہہ رہے ہیں تم اللہ سے توبہ کرو۔ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس جملے کے سنتے ہی میرے رنج کا یہ عالم ہوا کہ اشکوں کی لڑی بندھ گئی جس کی وجہ سے مجھے کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ میں نے انتظار کیا کہ میرے والدین رسول اللہ ﷺ کو اس کا جواب دیں گے۔ مگر انہوں نے ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ میں اپنے کو اس سے کہیں زیادہ فروتر اور کم مایہ سمجھتی تھی کہ میری برات اور شان نزول میں قرآن نازل ہو جو مساجد میں پڑھا جائے اور نماز میں تلاوت کیا جائے۔ البتہ مجھے یہ امید ضرور تھی کہ رسول اللہ ﷺ حالت خواب میں کوئی ایسی بات دیکھ لیں گے جس سے لوگوں کے بہتان کی تکذیب ہو جائے گی۔ کیونکہ اللہ اس بات سے خوب واقف تھا کہ میں اس الزام سے بالکل بری ہوں یا میرا خیال یہ تھا کہ آپؐ کو بذریعہ القاء اطلاع ہو جائے گی مگر یہ کہ قرآن میرے بارے میں نازل ہو گا۔ مجھے اس کا کبھی خیال بھی نہ تھا۔

جب میں نے دیکھا کہ میرے والدین کچھ نہیں کہتے میں نے ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو جواب کیوں نہیں دیتے وہ کہنے لگے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دیں۔ اسی زمانے میں ابو بکرؓ کے گھر پر جو مصیبت تھی مجھے بخدا معلوم نہیں کہ کسی اور خاندان پر

Marfat.com

ایسی مصیبت نازل ہوئی ہو۔ جب میرے والدین چپ رہے مجھ پر اور زیادہ گریہ طاری ہوا' اور اب میں نے آواز سے رونا شروع کیا اور کہا جو بات آپؐ نے کہی ہے میں ہرگز اس کے لیے اللہ کے سامنے توبہ نہیں کروں گی۔ اگر لوگوں کے بہتان کا میں اقرار کر لوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل بری ہوں آپؐ میری بات کو باور کر لیں گے مگر یہ اقرار بالکل خلاف واقعہ ہو گا اور اگر میں ان کے بہتان سے انکار کروں تو اسے آپؐ نہ مانیں گے۔ اس کے بعد میں یعقوب کا نام یاد کرنے لگی۔ مگر اس حالت میں ان کا نام تو یاد نہیں آیا البتہ میں نے کہا میں اس کے جواب میں وہی کہتی ہوں جو یوسفؑ کے باپ نے کہا تھا(ترجمہ) صبر ہی بہتر ہے اور جو تم کہہ رہے ہو اس پر میں اللہ سے اعانت کا خواست گار ہوں)

بہتان کے متعلق وحی کا نزول: آپؐ کو ہمارے پاس بیٹھے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وحی کے لیے آپؐ پر غشی طاری ہوئی۔ آپؐ اپنی چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور آپؐ کے سرہانے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا۔ جب میں نے آپؐ کی یہ حالت دیکھی تو اس سے میں ذرا بھی نہ گھبرائی اور نہ پریشان ہوئی کیونکہ میں الزام سے بالکل بری تھی اور جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں کرے گا۔ اس خوف سے کہ مبادااللہ تعالیٰ لوگوں کے بیان کی تصدیق کر دے جب تک آپؐ کو ہوش آئے میرے والدین کی ایسی بری حالت تھی کہ میں ڈری کہ ان کی جان نکل جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کو ہوش آیا آپؐ اٹھ بیٹھے باوجود سردی کے موتیوں کی طرح سے پسینہ آپؐ کے چہرے سے جاری تھا۔ آپؐ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے اور فرمایا عائشہؓ تم کو بشارت ہو' اللہ نے بذریعہ وحی تم کو اس الزام سے بری کر دیا۔اس کے بعد آپؐ باہر تشریف لے گئے اور آپؐ نے لوگوں کے سامنے تقریر فرمائی اور میرے متعلق اللہ نے جو قرآن نازل فرمایا تھا وہ سب کو پڑھ کر سنایا۔

حضرت محمدؐ کا عمرہ کا ارادہ: ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں نبی ﷺ عمرے کے ارادے سے روانہ ہوئے اس موقع پر آپؐ کی نیت قطعاً" جنگ کی نہ تھی۔ آپؐ نے تمام عربوں اور اپنے آس پاس کے بدوی عربوں کو ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ آپؐ کو سابقہ تجربوں کی بنا پر قریش کی جانب سے اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ آپؐ سے جنگ کریں گے یا آپؐ کو بیت اللہ تک نہ جانے دیں گے۔ عربوں میں سے اکثر نے آپؐ کی دعوت کو

Marfat.com

قبول نہیں کیا اور وہ آپؐ کے پاس نہ آئے۔ اس لیے آپؐ مہاجرین انصار اور جو تھوڑے سے عرب آگئے تھے ان کو لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ آپؐ نے قربانی کے جانور ساتھ لے لیے اور عمرے کا احرام باندھ لیا تاکہ لوگ آپؐ کیطرف سے بے خطر رہیں اور ان کو معلوم ہو کہ آپؐ صرف بیت اللہ کی تعظیم کے لیے اس کی زیارت کو آئے ہیں۔

قریش کی جنگ کی تیاری: زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ سے چل کر عسفان آئے بشر بن سفیان الکعبی آپؐ سے آکر ملا اور اس نے بیان کیا کہ قریش کو آپؐ کی روانگی کی اطلاع ہو چکی ہے۔ وہ مقابلے پر برآمد ہوئے ہیں ان کے ہمراہ اراول کا جم غفیر ہے جنہوں نے چیتے کی پوستین پہن رکھی ہے وہ اب ذی طویٰ میں مقیم ہیں اور اللہ کی قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں کہ ان کی موجودگی میں آپؐ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتے اور یہ دیکھیے خالد بن ولید ان کے رسالے کے ساتھ ہیں جس کو انہوں نے اپنے آگے بڑھا دیا ہے۔

عکرمہ بن ابی جہل کی پیش قدمی: ابو جعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس دن خالد بن ولید مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اس سلسلے میں ابن ابزیٰ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ ہدیہ لے کر ذی الحلیفہ پہنچے عمرؓ نے آپؐ سے کہا کہ آپؐ دشمن کے علاقے میں بغیر اسلحہ اور دوسری ضروریات جنگ کے جارہے ہیں یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ جب مکہ کے قریب آئے مشرکین نے آپؐ کو اندر نہیں آنے دیا۔ آپؐ نے منیٰ جا کر قیام فرمایا وہاں آپؐ کے جاسوس نے آپ کو اطلاع دی کہ عکرمہ بن ابی جہل پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آپؐ پر بڑھ رہا ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو سیف اللہ کا لقب: رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے کہا خالدؓ یہ تمہارا عزیز قریب رسالے کے ساتھ تم پر بڑھا چلا آرہا ہے۔ خالد نے کہا میں اللہ اور رسولؐ کی تلوار ہوں۔ اسی دن سے ان کا لقب سیف اللہ ہوا' آپؐ جہاں چاہیں مجھے بھیج دیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو عکرمہ کی مقاومت پر بھیجا۔ درے میں خالدؓ نے اسے جالیا شکست دے کر اسے مکہ کی آبادی میں گھسنے پر مجبور کر دیا۔ عکرمہ پھر مقابلے کے لیے پلٹ آیا۔ خالدؓ نے پھر اسے پسپا کر کے مکہ کی آبادی میں دھکیل دیا۔ عکرمہ تیسری مرتبہ مقابلے پر پلٹ کر آیا۔ خالدؓ نے پھر اسے شکست دے کر مکہ میں دھکیل دیا۔ فتح حاصل

Marfat.com

ہونے کے بعد اس درے میں کچھ مسلمان باقی رہ گئے تھے' اللہ نے اسے برا سمجھا کہ سوار لا علمی میں ان کو کچل ڈالیں۔ اس لیے اس نے نبی ﷺ کو کفار کے تعاقب اور جنگ سے روک دیا۔

حضرت محمدؐ کا عمرہ ادا کرنے پر اصرار: ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے' جنگ نے ان کو کھالیا ہے ان کا کیا بگڑ جائے گا اگر یہ میرے اور بقیہ تمام عربوں کے درمیان سے علیحدہ ہوجائیں' اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو قریش کی آرزو بر آئے گی اور اگر اللہ نے مجھے ان پر غلبہ دیا تو وہ اسلام میں داخل ہو جائیں جس سے مسلمانوں کی تعداد میں اور اضافہ ہو اور اگر اس وقت بھی وہ اسے نہ مانیں تو ان کو اختیار ہے۔ اگر وہ ہم سے لڑیں گے تو ان میں طاقت تو ہو گی آخر قریش کیا سوچتے ہیں۔ بخدا میں اپنے اس دین پر جس کے لیے اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے ان سے لڑوں گا پھر چاہے اللہ مجھے ان پرغلبہ دے دے یا میری جان جاتی رہے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہمیں اس راستے کو چھوڑ کر جس پر قریش فروکش ہیں دوسرے کسی راستے سے لے چلے۔ بنی اسلم کے ایک شخص نے کہا۔ میں آپؐ کو لیے چلتا ہوں چنانچہ وہ آپؐ کو پہاڑوں کے درمیان سے نہایت سخت اور دشوار گزار راستے سے لے چلا جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ بہرحال جب وہ اس مشکل راستے سے نکل کر وادی کے اختتام پر ہموار اور نرم زمین پر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہو کہ ہم اللہ سے معافی کے خواستگار ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سب نے آپؐ کے ارشاد کی بجا آوری کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی وہ بات ہے جو بنی اسرائیل سے کہی گئی تھی مگر انہوں نے نہ مانا اپنی زبان سے اس کا اقرار نہیں کیا۔

حدیبیہ میں قیام: ابن شہاب الزہری کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہ وادی کو داہنی جانب حمص کے دونوں سطح مرتفع کے درمیان ہو کر اس راہ سے بڑھیں جو مکہ کے زیریں میں حدیبیہ کے آثار پر ثنیتہ المرار پر نکلتا ہے' تمام فوج اسی راہ چلی۔ جب قریش کے رسالے کی نظر اس فوج کے غبار پر پڑی اور ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی راہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے وہ اپنے مقام سے اٹھ کر تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے قریش کے پاس پلٹ گئے جب وادی سے نکل کر رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ ثنیہ المرار سے گزرنے لگے آپؐ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ اڑ گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں نہ یہ اڑی ہے اور نہ اس کی یہ عادت ہے بلکہ اسے بھی اسی نے روکا ہے جس نے ہاتھی کو مکہ تک بڑھنے سے روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحم کی جوخواہش بھی مجھ سے کریں گے میں اسے قبول کر لوں گا۔ پھر آپؐ نے سب لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا۔

حضرت عثمانؓ کی سفارت: آپؐ نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ تم مکہ جاؤ اور اشراف مکہ کو میرے آنے کی غرض سے مطلع کرو۔ انہوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ مجھے وہاں جانے میں اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ میرے قبیلہ بنی عدی والوں میں سے کوئی مکہ میں نہیں جو میری حمایت کر سکے' مزید برآں قریش اس سے واقف ہیں کہ میں ان کا سخت دشمن ہوں۔ میں آپؐ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جس کی مکہ میں مجھ سے زیادہ عزت اور اثر ہے اور وہ عثمان بن عفان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا اور کہا کہ تم ابو سفیان اور اشراف قریش سے جا کر کہو کہ میں اس وقت لڑائی کے لیے نہیں آیا ہوں بلکہ کعبہ کی تقدیس کی وجہ سے اس کی زیارت کو آیا ہوں۔ عثمان مکہ آئے۔ مکہ میں یا باہر آبان بن سعید بن العاص سے ان کی ملاقات ہوئی۔ آبان خود اپنی - ی سے اتر پڑا۔ اس نے عثمانؓ کو اپنے آگے بٹھایا اور خود ان کے پیچھے بیٹھا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے پیام کو پہنچا دینے تک حفاظت کا وعدہ کیا۔ عثمان ابو سفیان اور قریش کے عمائد کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کا پیام ان کو پہنچا دیا۔ جب وہ پیام سنا چکے قریش نے ان سے کہا تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کریں' میں بھی نہیں کرتا۔ اس پر قریش نے ان کو اپنے یہاں روک لیا۔ رسولؐ اللہ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کر دیے گئے۔ آپؐ نے سن کر فرمایا کہ اب میں تاوقتیکہ دشمن سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑوں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ اور یہی بیعت رضوان ہے جو وہاں ایک درخت کے نیچے لی گئی۔

بیعت رضوان: سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ سے پلٹ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندادی "لوگو بیعت کے لیے آؤ روح القدس آئے۔" ندا کو سن کر ہم تیزی سے آپؐ کی طرف چلے' آپؐ اس وقت ایک خاردار درخت کے نیچے

Marfat.com

تشریف فرما تھے۔ ہم نے آپؐ کی بیعت کی۔ اسی موقع کے لیے اللہ کا یہ قول نازل ہوا۔(ترجمہ بے شک اللہ مومنین سے راضی ہو گیا' جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کر رہے تھے سب سے پہلے بنی اسد کے ایک صاحب ابو سنان بن وہب نے بیعت رضوان کی۔

سہیل بن عمروؓ کی سفارت: قریش نے بھی عامر بن لوی کے سہیل بن عمروؓ کو رسولؐ اللہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم ان سے صرف اس شرط پر صلح کر لو کو اس سال وہ واپس چلے جائیں تاکہ آئندہ کبھی عرب ہمیں یہ طعنہ نہ دے سکیں کہ محمدؐ زبردستی ہمارے گھروں میں گھس آئے تھے سہیل اس غرض سے چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کے بھیجنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن صلح کرنا چاہتا ہے۔ سہیل رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور طویل گفتگو کے بعد صلح طے پائی' زبانی شرائط کا تصفیہ ہو چکا تھا اور اب صرف عہد نامے کا لکھنا باقی تھا عمرؓ بن الخطاب نے ان شرائط کو ناپسند کیا وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ کیا آپؐ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو پھر کیوں ہم اپنے دین کے معاملے میں ایسی بات مانیں جس سے کمزوری ظاہر ہوتی ہو۔ ابو بکرؓ نے کہا عمرؓ چوں چرا نہ کرو' بس تم ان کے ساتھ رہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ عمرؓ نے کہا اور میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

حضرت عمرؓ کی مخالفت: اس کے بعد عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا۔ کیا آپؐ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہوں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہو۔ عمرؓ نے کہا کیا اہل مکہ مشرک نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو پھر ہم کیوں دین کے معاملے میں اپنی کمزوری تسلیم کر لیں۔ آپؐ نے فرمایا سنو' میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ہرگز اس کے حکم کی مخالفت نہیں کروں گا۔ اور وہ کبھی میری بات نہیں بگاڑے گا۔ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس خوف سے کہ مجھے اپنی اس بات کا کوئی خمیازہ اٹھانا پڑے میں اس روز سے برابر روزے رکھتا رہا' صدقہ دیتا رہا' نمازیں پڑھتا رہا اور اپنے مملوک آزاد کرتا رہا' یہاں تک کہ میرے قلب کو اطمینان ہو گیا کہ اب خیر ہے۔

صلح نامہ حدیبیہ: علی بنؓ ابی طالب سے مروی ہے کہ صلح کے تصفیے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلب کیا اور کہا معاہدہ لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے کہا میں

Marfat.com

اس جملے کو نہیں جانتا مانتا البتہ یوں لکھو: "باسمک اللھمہ" رسول اللہ نے مجھ سے کہا یہی لکھ دو۔ میں نے یہی لکھ دیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا آگے لکھو "یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمدؐ رسولؐ اللہ نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے۔" اس پر سہیل نے کہا اگر ہم اس بات کو مانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر کیوں لڑتے اس کے بجائے آپؐ اپنا محض نام اور اپنے باپ کا نام لکھوایئے رسولؐ اللہ نے مجھ سے کہا اچھا لکھو "یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمدؐ بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے۔ آج سے دس سال تک ہم میں باہم کوئی لڑائی نہ ہو گی۔اس مدت میں ہر شخص مامون ہو گا کوئی کسی پر دست درازی نہیں کرے گا۔ قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر رسولؐ اللہ کے پاس آجائے گا۔ رسولؐ اللہ اسے اس کے اولیاء کے پاس واپس بھیج دیں گے اور رسولؐ اللہ کے ہم راہوں میں سے اگر کوئی قریش کے پاس چلا جائے گا تو وہ اسے آپؐ کے پاس واپس نہ بھیجیں گے۔ اب ہمارے درمیان میں کوئی لڑائی نہیں رہی' نہ تلوار نکلے اور نہ تیراندازی اور نہ سنگ اندازی ہو جس کا جی چاہے وہ رسولؐ اللہ کے ساتھ ان کے عہدو پیان میں داخل ہو جائے اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے ساتھ ہو جائے۔

صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط: اس شرط کو سنتے ہی بنو خزاعہ اٹھے اور انہوں نے کہا ہم رسول اللہ کے ساتھ ان کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ بنو بکر اٹھے اور انہوں نے کہا ہم قریش کے ساتھ شامل ہوتے ہیں اس کے بعد یہ لکھا گیا کہ اس سال آپؐ واپس چلے جائیں اور مکہ کے اندر نہ آئیں آئندہ سال ہم خود آپؐ کے لیے چھوڑ دیں گے۔ آپؐ اپنے صحابہ کے ہمراہ مکہ میں داخل ہوں اور تین دن قیام کریں۔آپؐ کے ہمراہ صرف شترسوار کا ہتھیار یعنی تلوار نیاموں میں رہے اس شرط کے بغیر آپ اندر نہیں آئیں گے۔" رسول اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو اس عہد نامے کے لکھوانے میں مصروف تھے کہ اتنے میں ابو جندل بن سہیل بن عمرو بیڑیاں پہنے وہاں آئے اور رسولؐ اللہ کے پاس پہنچے۔

حضرت ابو جندلؓ بن سہیل کی آمد: سہیل نے جب ابو جندل کو دیکھا اس نے بڑھ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور گردن تھام لی اور پھر رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کے آنے سے پہلے میرے اور تمہارے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہے آپؐ نے فرمایا صحیح ہے اب سہیل اس کی گردن پکڑ کر اسے دھکا دیتا ہوا اور کھینچتا ہوا قریش کی طرف پلٹانے

Marfat.com

لگا اور ابو جندل نے انتہائی بلند آواز سے چلانا شروع کیا۔ اے مسلمانو ! مجھے مشرکین کے پاس لوٹایا جارہا ہے میرے ایمان کی وجہ سے مجھے اس مصیبت میں ڈالا جارہا ہے۔ اس جملے نے مسلمانوں کے زخمی دلوں پر اور نمک پاشی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو جندل سے کہا اپنے دل کو قابو میں رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ایسے دوسرے مجبور لوگوں کے لیے جلد اس مصیبت سے نکالنے کی سبیل کرنے والا ہے چونکہ ہم نے اہل مکہ سے صلح کر کے معاہدہ کرلیا ہے اور اس کے ایفا کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے اس لیے اب ہم ان کے ساتھ بے وفائی نہیں کرتے۔ عمرؓ اٹھے اور ابو جندل کے پاس جا کر ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اور ان سے کہتے تھے تم صبر کرو یہ قریش مشرک ہیں ان کی جان کتے کے برابر ہے اسی کے ساتھ وہ اپنی تلوار کا قبضہ ان کے نزدیک کرتے رہے۔ خود عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ وہ تلوار لے لیں اور اس سے اپنے باپ کا خاتمہ کر دیں مگر انہوں نے اسے گوارا نہیں کیا کہ اپنے باپ کو خود ماریں۔

صلح نامہ حدیبیہ کے گواہ: جب صلح نامے کی تکمیل ہو گئی بعض مسلمان اور بعض مشرک اس پر شاہد ہوئے گواہوں میں ابوبکرؓ عمرؓ عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن سہیل بن عمرو۔ سعد بن ابی وقاص۔ قبیلہ عبدالاشہل کے محمود بن مسلمہ، بنی عامر بن لوی کا مکرز بن حفص بن الاخیف جو مشرک تھا اور علی بن ابی طالب تھے۔ علیؓ نے اس عہد نامے کو لکھا تھا۔

صلح نامہ کی تکمیل: براء سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے مکہ آئے۔ اہل مکہ نے پہلے تو آپؐ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ پھر اس بات پر تصفیہ کیا کہ آپؐ صرف تین دن وہاں قیام کریں گے، جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو آپؐ نے لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے تصفیہ کیا ہے۔ قریش نے کہا اگر ہم جانتے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو نہ روکتے ہاں آپ محمدؐ بن عبداللہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ ہوں۔ آپؐ نے علیؓ سے کہا لفظ رسول اللہ کو مٹا دو۔ علیؓ نے کہا بخدا میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ تب خود رسول اللہ ﷺ نے عہد نامہ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ نے رسول کی جگہ صرف محمد لکھ دیا اس کے بعد علیؓ نے لکھا یہ وہ معاہدہ جس پر محمدؐ نے اہل مکہ سے تصفیہ کیا ہے کہ وہ سوائے

Marfat.com

تلواروں کے جو نیاموں میں پڑی ہوں اور کوئی ہتھیار لے کر مکے میں داخل نہ ہوں گے۔ وہ کسی ایسے شخص کو جو وہاں کا آپؐ کے ساتھ ہونا چاہے گا اسے ساتھ نہ لے جائیں گے اور اگر آپؐ کے ساتھیوں میں سے کوئی مکہ میں قیام کرنا چاہے گا تو آپؐ اسے منع نہیں کریں گے جب آپؐ مکہ میں داخل ہوئے اور مدت قیام گزر گئی قریش علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا آپ اپنے صاحب سے کہیے کہ چونکہ مدت گزر چکی ہے اب آپؐ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے چلے گئے۔

جانوروں کی قربانی: مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم حدیبیہ کے واقعے کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ اس قضیے سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا اٹھو قربانی کرو اور پھر سر منڈاؤ مگر کوئی شخص اس کے لیے آمادہ نہیں ہوا۔ آپؐ نے تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا مگر پھر بھی کوئی نہ اٹھا۔ آپؐ ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے صحابہؓ کے اس طرز عمل کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی اگر آپؐ ایسا ہی چاہتے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ آپؐ برآمد ہوں اور اب کسی سے ایک لفظ نہ کہیں خود اپنی قربانی کے جانور ذبح کریں اور اپنے حجام کو بلا کر اس سے اپنا سر منڈالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی مشورے پر عمل کیا۔ آپؐ باہر آئے کسی ایک سے بات نہیں کی' اپنی قربانی ذبح کی اور سر منڈوایا۔ صحابہؓ نے جب آپؐ کو یہ کرتے دیکھا تو سب اٹھے انہوں نے اپنی قربانیاں ذبح کیں اور خود ہی ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے اور اس نافرمانی کا اس قدر رنج ہوا کہ ان کے ہوش وحواس جاتے رہے' سر مونڈنے میں قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس موقع پر آپؐ اور تحائف کے ساتھ ابو سفیان کے لیے ایک اونٹ بھی لے گئے تھے جس کے سر پر چاندی کا طوق پڑا ہوا تھا۔ تاکہ مشرک اس کو دیکھ کر جلیں۔

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ: اسی سلسلے میں ابن اسحٰق نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے رسولؐ اللہ کے پاس آئیں۔ ان کے بھائی عمارہ اور ولید مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے تاکہ آپؐ سے درخواست کریں کہ آپؐ ام کلثوم کو معاہدہ حدیبیہ کے مطابق ان کے حوالے کر دیں مگر آپؐ نے انکار کر دیا کیونکہ اللہ عزوجل نے اس کی ممانعت کر دی تھی۔

Marfat.com

سلاطین کو دعوت اسلام سنہ ۶ھ اس سال ماہ ذی الحجہ میں رسول اللہ ﷺ نے چھ شخصوں کو جن میں تین صحابی تھے اپنے قاصد کی حیثیت سے مختلف فرماں رواؤں کے دربار میں بھیجا۔ آپؐ نے بنی لخم کے حاطب بن ابی بلتعہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف کو مقوقس کے پاس بھیجا۔ بنی اسد بن خزیمہ کے شجاع بن وہب حرب بن امیہ کے حلیف کو جو بدر میں شریک ہو چکے تھے' حارث بن ابی شمر اغسانی کے پاس بھیجا اور دحیہ بن خلیفہ الکلبی کو قیصر کے پاس عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو العامری کو ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس عبداللہ بن حذافہ السہمی کو کسریٰ کے پاس اور عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔

شاہ مصر کے تحفے: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے بنی عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو عبد شمس بن عبدود کو یمامہ کے رئیس ہوذہ بن علی کے پاس بھیجا علاء بن الحضرمی کو بحرین کے رئیس بنی عبدالقیس کے منذر بن ساوی کے پاس بھیجا عمرو العاص کو عمان کے رؤساء بنی ازد کے جیفر بن جلندا اور عباد بن جلندا کے پاس بھیجا۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس بھیجا۔ حاطب نے رسول اللہ ﷺ کا خط اسے جا کر دیا مقوقس نے چار باندیاں آپؐ کو نذر بھیجیں' ان میں ماریہؓ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی ماں بھی تھیں۔

ہرقل قیصر روم کو دعوت اسلام: رسول اللہ ﷺ نے دحیہ بن خلیفہ الکلبی الخزرجی کو ہرقل قیصر روم کے پاس بھیجا۔ جب آپؐ کا خط اسے موصول ہوا اس نے اسے دیکھا اور پھر اسے اپنے سرین کے نیچے رکھ لیا۔ ابو سفیان بن حرب سے مروی ہے کہ ہم ایک تاجر قوم تھے۔ ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جنگ جاری تھی ہم محصور ہو گئے تھے اس سے ہماری دولت ختم ہو گئی جب ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان عارضی صلح ہو گئی تب بھی ہم کو خطرہ لگا رہا۔ میں چند اور قریش تاجروں کے ہمراہ تجارت کے لیے شام روانہ ہوا۔ ہم غزہ ہو کر شام جایا کرتے تھے ہم اس وقت وہاں آئے جب کہ ہرقل نے ایرانیوں کو اپنے اس علاقے سے جس پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ ان کے ہاتھ سے چھین لیا۔ جب ان کی اس شکست اور صلیب کے واپس ملنے کی اطلاع ہرقل کو جو حمص میں فروکش تھا ملی یہ اس کامیابی کی نماز شکرانہ ادا کرنے کے لیے پاپیادہ بیت المقدس روانہ ہوا۔

Marfat.com

اس کے چلنے کے لیے راہ میں قالین بچھائے جاتے تھے اور ان پر پھول برسائے جاتے تھے۔ اسی طرح سفر کرتے ہوئے وہ ایلیا آیا اور یہاں اس نے نماز شکرانہ ادا کی اس کے ہمراہ روم کے اعیان واکابر تھے۔

ہرقل کی شام روانگی: اس واقعے کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خط کے بعد جب ہرقل شام سے قسطنطنیہ واپس ہونے لگا اس نے تمام رومیوں کو بلا کر ان سے کہا کہ میں چند باتیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ان پر غور کرو۔ انہوں نے کہا بیان کیجئے۔ ہرقل نے کہا تم خود جانتے ہو کہ یہ شخص نبی مرسل ہے جس کا ذکر خود ہماری کتابوں میں موجود ہے اور اب جو صفت ان کی بیان کی گئی ہے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہی وہ نبی موعود ہے لہٰذا آؤ ہم سب مل کر اس کی اتباع کر لیں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت محفوظ رہے۔ انہوں نے کہا اس کے معنے یہ ہوئے کہ ہم عربوں کے ماتحت ہو جائیں حالانکہ دنیا میں سب سے بڑی سلطنت ہماری ہے اور سب سے بڑی قوم ہم ہیں اور ہمارا ملک سب سے بہتر ہے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو اس بات کو قبول کرو کہ ہم ہر سال ان کو جزیہ دے دیا کریں تاکہ پھر ہمیں ان کی قوت کا کوئی اندیشہ نہ رہے اور ان سے لڑنا نہ پڑے۔ حاضرین نے کہا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم عربوں کے مقابلے میں یہ ذلت گوارا کر لیں کہ وہ ہم سے خراج وصول کیا کریں۔ ہماری قوم دنیا میں سب سے بڑی ہماری سلطنت دنیا میں سب سے بڑی اور ہمارا ملک نہایت ہی محفوظ ہے ہم ہرگز اس بات کو نہ مانیں گے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو آؤ ہم سوریا کا علاقہ دے کر ان سے صلح کر لیں اور شام وہ ہمارے قبضے میں رہنے دیں(رومی فلسطین' اردن' حمص اور دمشق کے علاقے کو جو درے کے اس طرف واقع تھا سوریا کہتے تھے اور درے کے اس طرف روم سے ملحقہ علاقے کو شام کہتے تھے) اس تجویز پر حاضرین دربار نے کہا آپ جانتے ہیں کہ سوریا شام کے لیے بمنزلہ ناف کے ہے ہم وہ کیونکر دے دیں ہم اس کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اس طرح جب رومیوں نے ہرقل کی ہر بات رد کر دی اس نے کہا تو اب تم دیکھ لو گے تم ان کے مقابلے میں مفتوح ہو گے اور خود اپنے دارالسلطنت میں تم کو محصور ہو کر مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یہ کہہ کر وہ خچر پر سوار ہو کر چل دیا اور جب درے پر پہنچ کر اسے شام کا ملک نظر آیا اس نے کہا اے سوریا میں اب ہمیشہ کے لیے تجھے خیرباد کہتا ہوں اور سیدھا قسطنطنیہ چلا گیا۔

رئیس دمشق کو پیغام: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسد بن

Marfat.com

خزیمہ کے شجاعؓ بن وہب کو منذر بن الحارث بن ابی شمر الغسانی دمشق کے رئیس کے پاس بھیجا۔ واقدی کے بیان کے مطابق آپؐ نے یہ خط شجاع کے ذریعے اسے ارسال کیا تھا۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست کی اتباع کی اور اسے تسلیم کیا۔ میں تم کو اللہ واحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں' تمہاری ریاست تمہارے قبضہ میں رہے گی۔ شجاع اس خط کو منذر کے پاس لائے اور پڑھ کر سنایا۔ اس نے کہا وہ کون ہے جو میری ریاست مجھ سے چھین سکتا ہے میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ جواب سن کر فرمایا" اس کی ریاست برباد ہوئی۔"

شاہ حبشہ کو دعوت اسلام: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو جعفر بن ابی طالب کی امارت میں اپنے صحابہؓ کے ساتھ نجاشی کے پاس اپنا یہ خط دے کر بھیجا تھا" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے حبشہ کے بادشاہ الاصحم کے نام ارسال کیا جاتا ہے تم محفوظ ہو میں تمہارے سامنے اللہ کی جو تمام کائنات کا حاکم ہے' پاک ہے امان ہے اور امان دینے والا مقتدر ہے تعریف کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ تھے جسے اس نے نیک' پاک اور عفیفہ مریمؑ کے بطن میں ڈالا اور عیسیٰ بطن مریم میں بہ شکل حمل جلوہ افروز ہوئے' اللہ نے ان کو اپنی روح اور دم سے اسی طرح پیدا کیا جس طرح اس نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اس میں جان پھونکی۔ میں تم کو اس اللہ کی جو صرف ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں دعوت دیتا ہوں کہ اس پر ایمان لاؤ۔ اس کی فرماں برداری میں میرا ساتھ دو۔ میری پیروی کرو اور میری رسالت کو مانو کیونکہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ میں نے اپنے چچا زاد بھائی جعفر کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے' جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تم ان کی تواضع کرنا اور نخوت حکومت کو ترک کر دینا۔ میں تم کو اور تمہاری رعایا کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے اللہ کا پیغام خلوص کے ساتھ تم کو پہنچا دیا۔ تم میری اس نصیحت کو قبول کرو۔ اس پر سلامتی رہے جس نے راہ راست کی اتباع کی۔" نجاشی نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان: رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو لکھا کہ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کی میرے ساتھ شادی کر دو اور ان کو ان مسلمانوں کے ساتھ جو تمہارے ہاں ہوں میرے پاس بھیج دو۔ نجاشی نے رسولؐ اللہ ﷺ کے اس پیام کو اپنی لونڈی ابرہ کے

Marfat.com

ذریعے ام حبیبہؓ کو پہنچایا' وہ اس پیام سے بہت مسرور ہوئیں اور خوشی میں انہوں نے اسے اپنی جھانجھ کڑیاں دے دیں اور کہا کہ اس کام کے لیے میرا وکیل بنا دو۔ ابرہ نے خالد بن سعید بن العاص کو ان کا وکیل مقرر کر دیا اور انہوں نے ام حبیبہؓ کا نکاح کر دیا۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے پیام دیا۔ خالد نے اسے ام حبیبہؓ کی طرف سے قبول کر کے ان کا نکاح کر دیا۔ ابرہ نے کہا بادشاہ نے اپنی تمام بیویوں سے کہا ہے کہ جس قدر عود اور عنبر ان کے پاس ہو وہ آپ کو بھیج دیں۔ رسول اللہ ﷺ امہ حبیبہؓ کے پاس عود جلتا ہوا اور ان کو عنبر ملے ہوئے دیکھتے تھے۔ مگر آپؐ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔

نامہء رسولؐ شاہ فارس کے نام: اس سال رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ السہمی کے ہاتھ پر خط کسریٰ کے نام ارسال کیا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط محمدؐ رسولؐ اللہ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے' سلامتی ہو اس پر جس نے راہ راست کی اتباع کی اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا اور اس بات کی شہادت دی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں جو تمام اہل عالم کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں تاکہ وہ جو زندہ ہیں ان کو آخرت سے ڈرائیں اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے اور اگر اس سے انکار کرو گے تمام مجوسیوں کا وبال تم پر ہو گا۔ کسریٰ نے رسول اللہ ﷺ کا خط پارہ پارہ کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس کا ملک بھی پارہ پارہ کر دیا جائے گا۔

کسریٰ کا والی یمن کو حکم: یزید بن ابی حبیب کی روایت کے مطابق اس کے بعد کسریٰ نے اپنے والیء یمن باذان کو لکھا کہ تم دو دلاور آدمی حجاز بھیجو تاکہ وہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے حسب الحکم اپنے داروغہ بابو یہ کہ جو کاتب اور ایرانی طریقہ حساب کا ماہر تھا اور اس کے ساتھ ایک دوسرے ایرانی خرخسرہ کو اس غرض سے مدینہ بھیجا اور ان کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کو یہ خط بھیجا کہ تم ان کے ساتھ کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ باذان نے بابو یہ سے زبانی یہ کہا کہ تم اس شخص کے شہر میں جاؤ ان سے گفتگو کرو اور ان کا صحیح حال پھر مجھ سے آکر بیان کرو۔ یہ دونوں ایرانی یمن سے چل کر طائف آئے اس کے مقام نخب میں ان کو کچھ قریش ملے۔ انہوں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کا پتہ پوچھا انہوں نے کہا وہ مدینہ میں ہیں۔ وہ قریش ان ایرانیوں کو دیکھ کر اور ان کے آنے کی غرض معلوم کر کے بہت خوش ہوئے۔ دونوں ایرانی وہاں سے چل کر رسول اللہ

ﷺ کے پاس آئے۔ بانو یہ نے آپؐ سے گفتگو کی اور کہا بادشاہوں کے بادشاہ شہنشاہ کسریٰ نے باذان کو لکھا ہے کہ تم کسی کو ان کے پاس بھیجو اس نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپؐ میرے ہمراہ چلیں۔ اگر آپؐ چلتے ہیں تو باذان ایران کے شہنشاہ کو آپؐ کی سفارش لکھیں گے تا کہ وہ آپ سے درگزر کر کے معافی دے دیں اور اگر آپؐ اس کے حکم سے سرتابی کریں گے تو آپؐ اس سے خود واقف ہیں وہ آپؐ کو اور آپؐ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپؐ کے ملک کو برباد کر دے گا۔

شاہ ایران کا قتل: یہ دونوں آپؐ کی خدمت میں اسی شکل میں حاضر ہوئے تھے کہ داڑھی صاف اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے کراہیت سے پہلے تو ان کی طرف نظر ہی نہیں کی مگر پھر مواجہ کر کے پوچھا یہ کیا شکل ہے کس نے اس کا حکم دیا ہے انہوں نے کہا ہمارے پروردگار نے جس سے ان کی مراد کسریٰ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر میرے رب نے مجھے داڑھی چھوڑنے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم دیا ہے اس کے بعد آپؐ نے ان سے کہا اچھا آج تو جاؤ کل پھر آنا۔ اس کے بعد رسول اللہ کو بذریعہ وحی آسمان سے خبر ملی کہ اللہ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے فلاں ماہ اور فلاں شب میں اپنے باپ کسریٰ پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو جمادی الاولیٰ سنہ ہجری کی تیرھویں شب میں چھ گھڑی رات گئے بعد قتل کیا تھا۔

حضرت محمدؐ کی خیبر کی جانب پیش قدمی: سنہ ۷ ہجری شروع ہوا بقیہ ماہ محرم میں رسول اللہ ﷺ خیبر روانہ ہوئے۔ اس موقعے پر آپؐ نے اسباع بن عرفطہ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔ آپؐ اپنی فوج کے ساتھ رجیع نام وادی میں خیبر اور غطفان کے درمیان فروکش ہوئے۔ تا کہ وہ اہل خیبر کی مدد نہ کر سکیں کیونکہ وہ آپؐ کے مقابلے میں اہل خیبر کے یاور تھے۔ غطفان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی ہے وہ جمع ہو کر آپ کے برخلاف یہودیوں کی مدد کے لیے چلے ابھی ایک ہی منزل گئے تھے کہ انہوں نے اپنے پیچھے اپنے املاک اور اہل و عیال میں بے چینی محسوس کی ان کو خیال ہوا کہ دشمن ادھر بڑھ گیا ہے وہ الٹے پاؤں پلٹ گئے اور اپنے اہل و عیال اور املاک میں مقیم ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور خیبر کے درمیان میدان صاف کر دیا۔ آپؐ نے ان

کے املاک پر قبضہ کرنے سے ابتدا کی' ایک ایک جائداد کو اپنے قبضے میں اور گڑھیوں کو فتح کرنا شروع کیا سب سے پہلے حصن ناعم فتح ہوا۔ اس کے بعد آپ نے قموص اور ابن ابی الحقیق کے گڑھ فتح کیے۔ ان میں آپؐ کو بہت سے لونڈی غلام ملے جن میں صفیہ بنت حیی بن اخطب' کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق کی بیوی بھی اپنی دو چچازاد بہنوں کے ساتھ ہاتھ آئی۔ آپؐ نے اسے اپنے لیے مخصوص فرما لیا۔ وحیتہ الکلبیؓ نے ان کو مانگا تھا مگر جب آپؐ نے ان کو اپنے لیے منتخب فرمایا تو ان کی دونوں چچیری بہنیں وحیتہؓ کو عطا کر دیں۔ خیبر کے بقیہ تمام لونڈی غلام مسلمانوں میں تقسیم کر دیے گئے۔

قلعہ صعب بن معاذ کی فتح: ایک اسلمی بیان کرتے ہیں کہ اس قبیلے کے بنی اسم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہماری معاشی حالت مختلف ہے ہمارے پاس کچھ نہیں رہا مگر اس وقت آپؐ کے پاس کچھ نہ رہا تھا کہ آپؐ ان کو عطا کرتے' آپؐ نے ان کے لیے دعا کی کہ اے بار اللہ تو ان کی حالت سے واقف ہے ان میں کچھ نہیں رہا اور میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ میں ان کو دوں' تو ان کے ہاتھ پر یہودیوں کے سب سے بڑے اور مال دار قلعے کو مسخر کرا دے۔ دوسرے دن علی الصبح پھر حملہ ہوا' اللہ نے صعب بن معاذ کا قلعہ جس سے زیادہ ذخائر خوراک کسی اور قلعے میں نہ تھے ان کے ہاتھ پر فتح کرا دیا۔ جب اور تمام قلعے رسول اللہ ﷺ نے سر کر لیے یہودی سمٹ کر اپنے قلعے وطیح اور سلالم میں جمع ہو گئے۔ سب سے آخر میں یہی قلعہ فتح ہوا۔ رسول اللہ نے بارہ تیرہ راتیں یہاں ان کو محصور رکھا۔

اہل خیبر کی صلح کی درخواست: رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کو ان کے قلعوں وطیح اور سلالم میں محصور کر لیا جب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپؐ ہماری جان بخشی کریں اور ہمیں یہاں سے جلا وطن کر دیں۔ آپؐ نے اس پر عمل کیا۔ اس سے قبل آپؐ نے ان کے مواضعات شق' نطاۃ' کتیہ اور ان دو قلعوں کے علاوہ اور تمام قلعوں قبضہ پر کر لیا تھا جب اہل فدک کو اہل خیبر کی اس درگت کی اطلاع ہوئی انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی درخواست کی کہ آپؐ ان کی جان بخشی فرما کر ان کو جلا وطن کر دیں اور وہ اپنی تمام جائداد آپؐ کے لیے چھوڑ کر چلے جائیں آپؐ نے اسے منظور کر کے اسی کے مطابق عمل کیا۔

Marfat.com

اہل فدک کی اطاعت: اس مصالحت کے لیے بنی حارثہ کے محیصہ بن مسعود فریقین میں وکیل بنے جب اہل خیبر نے مذکورہ بالا شرائط پر اطاعت کر لی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپؐ ان زمینوں کی نصف پیداوار کی ادائی پر ہم سے معاملہ کر لیں کیونکہ ہم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان سے زیادہ واقف ہیں اور بہتر طریقے پر ان کو آباد رکھیں گے آپؐ نے اسے منظور کر لیا۔ زمینیں ان کے پاس رہنے دیں اور یہ شرط کر لی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو ان سے بے دخل کر دیں گے۔ اہل فدک نے بھی اسی شرط پر صلح کر لی اس طرح خیبر تمام مسلمانوں کی ملکیت عامہ ہوا اور فدک محض رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہوا۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں نے فوج کشی ہی نہیں کی۔

زینب یہودیہ کا بھیجا ہوا مسموم گوشت: لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد زینب بنت الحارث سلام بن مشکم کی بیوی نے بھنی ہوئی بکری آپؐ کو ہدیہ بھیجی اس سے قبل اس نے آپؐ سے دریافت کرایا تھا کہ بکری کا کون سا عضو آپؐ کو زیادہ مرغوب ہے اس سے کہا گیا کہ دست' اس نے سب سے زیادہ زہر اسی عضو میں ملایا اور پھر تمام بکری کو مسموم کر کے اسے خود آپؐ کے پاس لے کر آئی۔ جب وہ آپؐ کے دسترخوان پر رکھی گئی آپؐ نے دست اٹھا کر اس میں سے ایک ٹکڑا لے کر منہ میں رکھا مگر اسے نگلا نہیں' آپؐ کے ساتھ بشر بن براء المعرور بھی کھانے پر تھے۔ انہوں نے بھی آپؐ کی طرح اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھا کر کھایا اور نگل گئے مگر آپؐ نے تھوک دیا اور فرمایا کہ یہ ہڈی مجھے بتاتی ہے کہ وہ مسموم ہے۔ آپؐ نے زینب کو بلا کر دریافت کیا اس نے اقرار کیا آپؐ نے وجہ پوچھی اس نے کہا میری قوم کی جو درگت آپؐ نے بنائی ہے وہ ظاہر ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر آپؐ نبی ہیں آپؐ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر دنیا دار بادشاہ ہیں تو آپؐ کی موت سے میرا دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ بشر بن براء اسی زہر سے انتقال کر گئے۔ آپؐ کے مرض الموت میں بشر کی ماں عیادت کو آئیں آپؐ نے ان سے کہا۔ مجھے اس وقت بھی اس زہر کا اثر محسوس ہو رہا ہے جو میں نے تمہارے بیٹے کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا اسی لیے مسلمان سمجھتے ہیں کہ شرف نبوت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو شرف شہادت بھی نصیب ہوا۔ خیبر سے فارغ ہو کر آپؐ وادی القریٰ پلٹے چند شب آپؐ نے اس کے باشندوں کا محاصرہ رکھا اور مدینہ واپس آ گئے۔

Marfat.com

غزوہ وادی القریٰ:۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر سے واپسی میں ہم سر مغرب وادی القریٰ پہنچے' آپؐ کے ساتھ ایک غلام تھا جسے رفاعہ بن زید الجذامی الضبیبی نے ہدیتہ" آپؐ کو بھیجا تھا ہم ابھی آپؐ کا کجاوہ اتار رہے تھے کہ ایک اڑتے ہوئے تیر نے لگ کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ہم سب کہنے لگے اسے جنت مبارک ہو مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت اس کا شملہ دوزخ میں اس کے جسم پر جل رہا ہے۔ خیبر کا غلہ تمام مسلمانوں کے لیے تھا اس بات کو کسی صحابی نے سنا اور وہ آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ وہاں سے اپنے جوتوں کے لیے دو تسمے میں نے لے لیے ہیں آپؐ نے فرمایا ان کے مماثل تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اسی سفر کے اثناء میں رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ صبح کے وقت سوتے رہ گئے اور آفتاب نکل آیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ خیبر سے واپسی میں کسی جگہ آخر شب میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے کہا شاید ہم سوتے رہیں کون ہمیں نماز صبح کے لیے بیدار کرے گا۔ بلال نے کہا میں جگاؤں گا۔ اس اطمینان پر آپؐ اور تمام صحابہ نے منزل کی اور سو رہے۔ بلالؓ جاگنے کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ اور جب سب پڑھ چکے تو اپنے اونٹ کے سہارے بیٹھ گئے اور صبح ذرا ذرا نمودار ہوا چاہتی تھی کہ نیند کے غلبے سے بلال بھی سو گئے۔ دھوپ کی تمازت نے سب کو بیدار کیا۔ سب سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے آپؐ نے بلالؓ سے کہا یہ تم نے کیا کیا انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ جو نیند آپؐ پر غالب آگئی اسی سے میں مغلوب ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ اب آپؐ سب کو لے کر اس جگہ سے تھوڑی ہی دور گئے اور پھر اتر پڑے آپؐ نے وضو کیا تمام لوگوں نے وضو کیا آپؐ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے تکبیر اقامت کہی آپؐ نے سب کو نماز پڑھائی اور سلام کے بعد صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنا بھول جاؤ تو جب یاد آئے پڑھ لو کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ تم میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق صفر میں خیبر فتح ہوا۔

اس غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ مسلمان عورتیں بھی تھیں۔ آپؐ نے اگرچہ مال غنیمت میں ان کا حصہ شریک نہیں کیا مگر مفتوحہ علاقے کی پیداوار میں ان کو شریک کیا۔

مکہ میں فتح خیبر کا اعلان: عباسؓ نے اپنا حلہ پہنا خوشبو لگائی' عصا لیا اور پھر گھر سے

Marfat.com

برآمد ہو کر کعبہ آئے اور طواف کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر قریش نے ان سے کہا اے ابو الفضل کیا ایسی مصیبت پیش آئی کہ اس کے تحمل کے لیے تم طواف کر رہے ہو انہوں نے کہا نہیں کوئی مصیبت نہیں اس کعبہ کی قسم ہے محمدؐ نے خیبر فتح کر لیا' خیبر کی شہزادی ان کے قبضے میں ہے۔ انہوں نے خیبر کے تمام علاقے اور مال ومتاع پر قبضہ کر لیا ہے جواب ان کی اور ان اصحاب کی ملک ہے۔ قریش نے پوچھا یہ خبر کون لایا۔ عباسؓ نے کہا وہی شخص جس نے تم کو خبر دی تھی وہ مسلمان ہو کر یہاں آیا تھا اور اپنا مال وصول کر کے چلتا بنا تاکہ رسولؐ اللہ اور ان کے صحابہؓ کے پاس پہنچ جائے۔ یہ سن کر قریش نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے۔ بخدا اگر ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا تو ہم اسے بتاتے۔ تھوڑے عرصے کے بعد دوسرے ذرائع سے ان کو اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔

غزوہ خیبر کا مال غنیمت: عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ خیبر کے مواضعات میں سے شق اور نطاۃ عام مسلمانوں کے حصے میں آئے اور کتیبہ اللہ عزوجل کے خمس رسولؐ اللہ کے خمس نیز اقربا یتامے' غرباء مسافر اور ازواج رسول اللہ ﷺ کی معاش اور ان لوگوں کے انعام میں جن کی سعی سے اہل فدک اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح ہوئی تھی دیا گیا۔ ان ساعیوں میں محیصہ بن مسعود بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے غلہ میں سے تیس گونے اونٹ کے جو کے اور تیس گونے کھجور ان کو دیے۔ آپؐ نے خیبر کے شرکائے حدیبیہ میں چاہے وہ خیبر کے واقعہ میں شریک ہوئے یا نہیں' تقسیم فرمایا مگر صرف ایک جابر بن عبداللہ بن خرام الانصاری ایسے تھے' جو شریک نہ ہو سکے تھے مگر رسول اللہ نے اوروں کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا۔ اللہ نے اہل فدک کے دل میں اہل خیبر کی ذلیل شکست سے ایسا رعب ڈالا کہ انہوں نے خود ہی نصف پیداوار کی ادائی پر رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کی درخواست کی۔ ان کے وکلاء انعقاد صلح کے لیے خیبر' اثنائے راہ یا آپ کے مدینہ آجانے کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ اس طرح فدک پر چونکہ مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی تھی یہ علاقہ محض آپؐ کی ذات کے لیے خالصہ ہوا۔

حضرت ماریہؓ: خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے۔ اس سال محرم میں واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاجزادی زینبؓ کو ان کے شوہر ابی

Marfat.com

العاص بن الربیع کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس سال حاطبؓ بن ابی ملبتعہ مقوقس کے پاس سے ماریہؓ ان کی بہن سیرین دلدل خچر یعقور گدھا اور لباس لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ مقوقس نے ان دونوں بہنوں کے ساتھ ایک خصی غلام بھی کر دیا تھا جو ساتھ تھا۔ مدینہ آنے سے پہلے ہی حاطبؓ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ام سلیم بنت ملحان کے گھر میں ٹھہرایا ماریہؓ خوب صورت اور گوری تھیں ان کی بہن سیرین کو آپ نے حسان بن ثابت کے پاس بھیج دیا جس سے ان کے لڑکے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔

رسولؐ اللہ کا منبر: اس سال رسول اللہ ﷺ نے وہ منبر بنوایا جس پر بیٹھ کر آپؐ صحابہ کو خطبہ دیتے تھے اس کے دو زینے اور پھر نشست گاہ تھی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے سنہ ۸ ھ میں یہ منبر بنایا گیا اور یہی ثابت ہے۔

ہوازن کی مہم: اس سال رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ کو تیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ ہوازن کی آخری جماعتوں کے مقابلہ پر ترپہ بھیجا' بنی ہلال کے ایک رہنما کو لے کر چلے رات اور دن میں چھپ رہتے مگر ہوازن کو ان کی پیش قدمی کا علم ہو گیا وہ بھاگ گئے۔ عمرؓ کو ان پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکا اور وہ پلٹ آئے نیز اس سال شعبان میں ابوبکرؓ کی امارت میں ایک مہم نجد گئی اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

مسلمانوں کی مکہ کو روانگی: ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق خیبر سے مدینہ واپس آکر رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاول' ربیع الآخر' جمادی الاولیٰ' جمادی الآخر' رجب' شعبان' رمضان اور شوال وہیں اقامت فرمائی' اس اثناء میں آپؐ نے دوسروں کی امارت میں متعدد مہمیں بھیجیں۔ ذی القعدہ میں آپؐ عمرہ قضا کے لیے اسی ماہ میں جس میں کہ گزشتہ سال کفار نے آپؐ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا' ان تمام صحابہؓ کے ساتھ جو پہلے سفر میں آپؐ کے ساتھ تھے مکہ روانہ ہوئے۔ اہل مکہ کو آپؐ کے قدوم کا علم ہوا' وہ حسب قرار داد خود مکہ چھوڑ کر باہر چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے متعلق آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ یہ لوگ آج کل بہت عسرت اور مالی مشکلات میں مبتلا نظر آتے ہیں۔

مسلمانوں کا عمرہ: ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قریش رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے

Marfat.com

ہمراہی مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے اپنی چوپال کے پاس صف بستہ کھڑے ہو گئے۔ مسجد میں پہنچ کر آپؐ نے اپنی چادر داہنی بغل میں دبائی اور اپنا سیدھا ہاتھ اٹھایا اور کہا اللہ نے میرے حال پر رحم کیا کہ اس نے آج ان کو میری قوت دکھا دی' پھر آپؐ نے رکن کو بوسہ دیا اور آپؐ اور صحابہؓ تیز قدم سے طواف کرنے لگے' جب بیت اللہ کی آڑ میں آگئے اور رکن یمانی کو آپؐ نے بوسہ دے لیا آپؐ معمولی رفتار سے چلنے لگے' پھر آپؐ نے حجرا سود کو بوسہ دیا اور آپؐ پھر تیز قدم چلے اس طرح آپؐ نے تین طواف کیے اور تمام بیت اللہ میں چکر لگایا۔ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح تیز قدم طواف کرنا عام مسلمانوں پر اس لیے واجب نہیں ہے کہ ایسا رسول اللہ ﷺ نے صرف قریش کو دکھانے کے لیے اس وقت کیا تھا۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ آج کل مسلمان بہت ہی تکلیف میں ہیں اور درماندہ ہیں مگر حجتہ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح تیز قدم طواف کیا' اس وقت سے پھر یہی سنت رائج ہو گئی۔

حضرت میمونہ بنت الحارث سے نکاح: ابن عباس سے مروی ہے کہ آپؐ نے اس سفر میں حالت احرام میں میمونہؓ بنت الحارث سے نکاح کیا۔ عباس بن عبدالمطلب نے ان کو آپ سے بیاہا۔

مسلمانوں کا مکہ میں سہ روزہ قیام: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تین دن رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسرے دن حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل چند اور قریش کے ساتھ آپؐ کے پاس آیا اسے قریش نے آپؐ کو مکہ سے چلتا کرنے کے لیے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا۔ اس وفد نے آپؐ سے کہا کہ چونکہ مدت موعود گزر چکی ہے۔ اب آپؐ یہاں سے چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا اس میں تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اجازت دے دو کہ میں تمہارے یہاں اپنی شادی مناؤں اور تمہاری دعوت کروں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے آپؐ چلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکل آئے۔ آپؐ نے اپنے مولیٰ ابو رافع کو وہیں چھوڑ دیا۔ وہ آپؐ کی بیوی میمونہ کو لے کر مقام سرف میں آپؐ سے آملے۔ یہاں آپؐ ان سے شب باش ہوئے۔ آپؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ نذر کے جانور بدل دیں اور خود آپؐ نے بھی بدلے۔ صحابہؓ کو اونٹوں کے متعلق دشواری معلوم ہوئی آپؐ نے ان کو گائے کی اجازت دی' اس کے بعد ذی الحجہ

Marfat.com

میں مدینہ چلے آئے۔ اس سال بھی حج مشرکوں کے انتظام میں ہوا۔ ذی الحجہ کے بقیہ حصے محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی آپ نے مدینہ میں بسر فرمائے، جمادی الاولیٰ میں آپ نے وہ مہم روانہ کی جو موتہ میں ہلاک ہو گئی۔

سنہ ۸ھ کے واقعات

بنی الملوح کی مہم: اس سال رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی نے انتقال کیا۔ اس سال ماہ صفر میں آپ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو بنی الملوح سے لڑنے کے لیے کدید روانہ فرمایا۔

منذر بن مساوئ سے مصالحت: اس سال رسول اللہ ﷺ نے غلاءبن الحضرمی و منذر بن مساوی العبدی کے پاس اپنے اس خط کے ساتھ بھیجا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد النبی اللہ کے رسول کی جانب سے منذر بن مساوئ کے نام لکھا جاتا ہے۔ سلام علیک، میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد۔ تمہارا خط اور تمہارے قاصد میرے پاس آئے، جو ہماری نماز پڑھے ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور وہی ذمہ داریاں، اور وہ اس سے انکار کرے اس سے جزیہ لیا جائے۔

ذات السلاسل کی مہم: اس سال جمادی الآخر میں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو تین سو صحابہ کے ساتھ بنی قضاعہ کے مقام سلاسل کو بھیجا۔ اس مہم کی وجہ یہ ہوئی کہ ام العاص بن وائل قبیلہ قضاعہ کی تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ اس طرح آپ بنی قضاعہ کی تالیف قلوب کریں۔ آپ نے عمرو بن العاص کو اشراف مہاجرین اور انصار کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ پھر عمرو بن العاص نے آپ سے مدد طلب کی۔ آپ نے دو سو مہاجرین اور انصار کو جن میں ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے، ابو عبیدہ بن الجراح کی امارت میں ان کی مدد کو بھیجا اس طرح اس جمعیت کی تعداد پانچ سو ہو گئی۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو علاقہ بلی اور غدرہ بھیجا تاکہ وہ عربوں کو شام پر یورش کرنے کے لیے آمادہ کریں۔ چونکہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تعلق رکھتی تھی اس وجہ سے ان کی تالیف قلوب کے لیے آپ نے عمرو بن

Marfat.com

العاص کو اس مہم کا امیر مقرر کیا۔ عمرو بن العاص علاقہ جذاح میں ایک چشمہ سلاسل پر آئے اسی کے نام کی وجہ سے یہ غزوہ ذات السلاسل کہلاتا ہے ان کو اپنی جمعیت کے متعلق خوف پیدا ہوا' انہوں نے رسول للہ ﷺ سے مدد منگوائی۔ آپؐ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو سابقین مہاجرین کے ساتھ جس میں ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے عمرو بن العاص کی مدد کے لیے روانہ کیا اور بھیجتے وقت ابو عبیدہ سے کہا کہ تم دونوں ایک دوسرے کے خلاف نہ ہونا۔ ابو عبیدہ عمرو بن العاص کے پاس پہنچے۔ عمرو بن العاص نے ان سے کہا تم میری مدد کے لیے آئے ہو۔ ابوعبیدہ نے کہا عمرو رسول ﷺ نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میرے تمہارے درمیان اختلاف نہ ہو اگر تم میری بات نہ مانو' میں تمہاری اطاعت کروں گا۔ عمرو بن العاص نے کہا میں تمہارا امیر ہوں اور تم میرے مددگار' ابو عبیدہ نے کہا یہی سہی' چنانچہ اب عمرو بن العاص نے نماز میں امامت کی۔

غزوہ الخبط: واقدی کے بیان کے مطابق اس سال غزوہ الخبط ہوا۔ اس مہم کے امیر ابو عبیدہ بن الجراح تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے ماہ رجب میں تین سو صحابہؓ کے ساتھ جن میں مہاجرین اور انصار تھے جہنیہ کی سمت بھیجا وہاں ان کو خوراک میسر نہ آسکی اور بھوک کی سخت تکلیف ہوئی' نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک ایک کھجور ایک ایک شخص کو تقسیم کی گئی۔ واقدی کہتا ہے کہ یہ واقعہ اس لیے غزوۃ الخبط کہلایا گیا کہ اس میں مسلمانوں کو خشک پتے کھانے پڑے جس کی وجہ سے ان کے جبڑے خاردار جھاڑی کھانے والے اونٹوں کی طرح ہو گئے۔

سریہ ابو قتادہ: اس سال شعبان میں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ ابو قتادہ کی قیادت میں روانہ فرمایا عبداللہ ابی حدرۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنی ہم قوم ایک عورت سے شادی کی اور دو سو درہم اس کا مہر مقرر کیا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ اس رقم کی ادائی کے لیے آپؐ سے مدد لوں۔ آپؐ نے پوچھا کتنا مہر ہے' میں نے کہا دو سو درہم' آپؐ نے فرمایا سبحان للہ اس سے زیادہ اور کیا باندھتے۔ بخدا اس وقت تو میرے پاس کچھ ہے نہیں کہ تم کو دوں۔ چند روز میں خاموش رہا' اب بنی حیشم بن معاویہ کا ایک شخص رفاعہ بن قیس بن رفاعہ بنی حیشم کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ غار میں اپنی قوم اور دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ اس نیت سے کہ وہ بنی قیس کو رسول اللہ ﷺ سے لڑائی پر

ابھارے، آکر فروکش ہوا۔ یہ شخص اپنے قبیلہ میں نامور اور معزز تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور دو مسلمانوں کو بلا کر حکم دیا کہ تم جاؤ اور یا تو اسے میرے پاس لاؤ اور یا کم از کم اس کی اطلاع لے کر آؤ۔ ہماری سواری کے لیے آپؐ نے ایک دبلی پتلی اونٹنی دی۔ ہم میں سے ایک شخص اس پر سوار ہو گیا مگر کمزوری کی وجہ سے وہ زمین سے نہ اٹھ سکی یہاں تک کہ لوگوں کو اسے پیچھے سے سہارا دے کر اٹھانا پڑا تب وہ بمشکل کھڑی ہو سکی آپؐ نے فرمایا اسی پر چلے جاؤ اور اس کے پیچھے جاؤ۔"

رفاعہ بن قیس کا قتل: آپؐ سے رخصت ہو کر ہم چلے ہمارے ساتھ اسلحہ میں تیر اور تلواریں تھیں ہم غروب آفتاب کے ساتھ جھٹ پٹے میں دشمن کی فرودگاہ کے قریب آگئے۔ میں ایک سمت چھپ کر گھات میں بیٹھ گیا اور میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو دوسری جگہ گھات میں بٹھا دیا اور سمجھا دیا کہ جب دشمن کے اوپر حملہ کروں اور تکبیر کہوں تم بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا۔ ہم دشمن کی تاک میں بیٹھے تھے کہ اچھی طرح رات طاری ہو گئی۔ دشمن کی فرودگاہ پر حملہ کیا اور تکبیر کہی' میری آواز پر میرے دونوں ساتھی بھی تکبیر کہتے ہوئے اپنی کمین گاہوں سے نکلے اور حملہ آور ہوئے' ہمارے اس حملے کا دشمن پر یہ رعب ہوا کہ ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ اپنے اہل وعیال اور اموال میں سے جو آسانی سے وہ لے جا سکے اسے لے کر وہ بھاگ نکلے' ہم کو بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں غنیمت میں ہمدست ہوئیں۔ ہم ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور رفاعہ کا سر میں خود اٹھائے ہوئے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے ان اونٹوں میں سے تیرہ اونٹ مجھے عطا فرمائے۔ اور ان سے میں نے اپنی بیوی کا مہر ادا کیا اور اسے رخصت کرا کر اپنے گھر لایا۔

غزوہ موتہ سنہ ۸ ھ: سلمہؓ سے مروی ہے کہ خیبر سے واپس آکر رسول اللہ ﷺ ماہ ربیع الاول اور ربیع الثانی مدینہ میں مقیم رہے۔ جمادی الاولیٰ میں آپؐ نے وہ مہم شام کو بھیجی جو موتہ میں تباہ ہو گئی۔

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جمادی الاولیٰ سنہ ۸ ھ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے موتہ کو مہم بھیجی' زید بن حارثہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور کہا کہ اگر وہ مارے جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب امیر ہوں وہ بھی کام آجائیں تو عبداللہ بن رواح امیر ہوں۔ اس مہم نے رخت سفر کی تیاری کی اور اب روانہ ہونے کے لیے تیار ہوئے' یہ تین ہزار تھے' ان کی روانگی کے وقت تمام لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امراء کو خیرباد کہا اور ان کو دعا

Marfat.com

دی۔

بنی بکر اور بنی خزاعہ کی مخاصمت: ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ موتہ کی مہم روانہ کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ جمادی اور رجب مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد بنی بکر بن مناۃ بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر جو اپنے ایک چشمہ آب وتیر پر جو مکہ کے زیریں میں واقع ہے مقیم تھے اچانک حملہ کر دیا۔ اس جھگڑے کی بنیاد جو بنی بکر اور بنی خزاعہ میں شروع ہوا بنی حضرمی کا ایک شخص مالک بن عباد تھا۔ اس زمانے میں حضرمی کا حلیف اسود بن رزن تھا' یہ تجارت کے لیے جارہا تھا' جب وہ خزاعہ کے علاقے میں پہنچا' خزاعہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا۔ اس کے انتقام میں بنی بکر نے موقع پا کر خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا عہد اسلام سے کچھ ہی پہلے خزاعہ نے اسود بن رزن کی بیٹیوں سلمٰی 'کلثوم اور ذویب کو مقام عرفہ میں انصاب حرم کے پاس اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا تھا۔ یہ تینوں بنی بکر کی ناک اور ان کی اشراف تھیں۔

بنو خزاعہ رسول اللہ کے حلیف: بنی الدیل کے ایک شخص سے مروی ہے کہ عہد جاہلیت میں الاسود اپنی فضیلت کی وجہ سے دو دو دیتیں دیتے تھے حالانکہ ہم صرف ایک دیت دیتے تھے بنو بکر اور بنو خزاعہ میں یہ نزاع جاری تھی کہ اسلام جاری ہوا اور اب تمام عرب اسلام میں مشغول ہو گئے۔ صلح حدیبیہ میں جو رسول اللہ ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان ہوئی تھی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اب جو چاہے رسولؐ اللہ کے عہد میں داخل ہوجائے اور جو چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ بنی بکر قریش کے ساتھ اور خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں داخل ہوئے اس صلح کے زمانے کو بنی بکر کے بنی الدیل نے اپنے ہم قوم اسود بن رزن کی بیٹیوں کا خزاعہ سے انتقام لینے کا اچھا موقع سمجھا.اور اس غرض سے نوفل بن معاویۃ الدیلی بنی الدیل کے ساتھ جن کا وہ رئیس تھا'اگرچہ تمام بنی بکر اس کے تابع فرمان نہ تھے'برآمد ہوا اور اس نے بنی خزاعہ پر جو اپنے وتیر نامی چشمہ پر فروکش تھے شب خون مارا۔ ان میں سے ایک شخص کو حملہ آوروں نے ختم کر دیا۔ بنی خزاعہ کو اپنا مقام چھوڑنا پڑا' اور پھر لڑائی ہوئی اس موقع پر قریش نے اسلحہ سے بنی بکر کی مدد کی۔ بلکہ رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر قریش کے کچھ لوگ بھی بنی بکر کے ساتھ خزاعہ پر حملہ کرنے میں شریک ہوئے اور خزاعہ کو مجبوراً" حرم میں پناہ لینا پڑی۔ واقدی کے بیان کے مطابق صفوان

Marfat.com

بن امیہ عکرمہ بن ابی جہلؓ اور سہیل بن عمرو اپنے سامان معیشت اور غلاموں کے ساتھ بھیس بدل کر اس شب خون میں شریک تھے۔

عمرو بن سالم خزاعی کی رسول اللہؐ سے فریاد: اس طرح جب قریش نے خزاعہ کے برخلاف بنی بکر کی مدد کی اور ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو رسول اللہ ﷺ کے عہدو میثاق میں داخل تھے انہوں نے اس معاہدہ کی جوان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہوا تھا کھلی ہوئی خلاف ورزی کی۔ بنی کعب کا عمرو بن سالم الخزاعی نے اس نقض عہد کی شکایت کی اور فریاد رسی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا۔ آپؐ اس وقت تمام صحابہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے اس نے آپؐ کے سامنے پہنچ کر یہ اشعار سنائے اور یہی واقع فتح مکہ کا باعث ہوا۔

ترجمہ۔اے خداوندا میں محمدؐ کو اپنے باپ اور ان کے باپ کی قدیم دوستی یادلاتا ہوں اور اس کا واسطہ دیتا ہوں۔

پہلے ہم تمہارے لیے بمنزلہ والد کے تھے۔ اور تم ہمارے اولاد کے۔ پھر ہم اسلام لے آئے اور ہم اس سے دست بردار نہیں ہوئے۔

پس اے رسولؐ اللہ آپ ہماری پوری مدد کیجئے اور اللہ کے بندوں کو ہماری امداد کے لیے بلائیے۔

ان اللہ کے بندوں میں اللہ کے رسولؐ ہیں جو اپنی نورانیت میں چڑھتے ہوئے بدر کی مثال ہیں۔

اگر ایک تنکے پر ظلم ہو تو ان کا چہرہ بحر مواج کے لیے ایک لشکر جرار کے غبار سے غبار آلود ہو جاتا ہے۔

بے شک قریش نے آپؐ سے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور آپؐ کے مضبوط عہد کو توڑ ڈالا ہے۔

اور انہوں نے خدا میں میری ناک میں لوگوں کو بٹھایا ہے اور وہ اس زعم باطل میں ہیں کہ میں کسی کو بھی اپنی مدد کے لیے نہیں بلا سکتا۔

وہ نہایت ہی ذلیل اور معدودے چند ہیں۔ انہوں نے وتیر میں حالت نماز میں ہم پر شب خون مارا۔

بدیل بن ورقاء: یا رسولؐ اللہ ہم اسلام لا چکے ہیں اور انہوں نے ہم کو قتل کیا

Marfat.com

ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ نے فرمایا اے عمرو بن سالم اطمینان رکھو ہم تمہاری مدد کے لیے تیار ہیں۔ اسی وقت رسول اللہ ﷺ کو آسمان پر بدلی نظر آئی۔ آپؐ نے فرمایا یہ گھٹا بنی کعب کی امداد میں برسے گی۔ یہ فال نیک ہے۔ پھر بدیل بن ورقاء خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ مکہ سے چل کر مدینہ میں رسول اللہ کی خدمت میں آیا اور اس نے اسی شب خوں کا پورا واقعہ سنایا اور اپنی مصیبت بیان کی اور قریش نے اس موقع پر بنی بکر کو جو مدد دی تھی اس کی خبر کی۔ یہ جماعت عرض حال کر کے مدینہ سے مکہ واپس ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اب ابو سفیان ہمارے پاس اس معاہدہ صلح کی تجدید اور اضافہ مدت کے لیے آنے والا ہے۔

بدیل بن ورقاء اور ابو سفیان: بدیل بن ورقاء اور اس کے رفیق اپنی راہ چلے گئے مقام عسفان میں ابو سفیان سے ان کی ملاقات ہوئی جسے قریش نے اپنی اس حرکت کے نتائج کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس سابقہ معاہدہ صلح کی توثیق اور اضافہ مدت کے لیے گفتگو کرنے بھیجا تھا۔ ابو سفیان نے بدیل سے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ ابو سفیان کو یقین تھا کہ یہ ضرور رسول اللہ ﷺ سے مل کر آرہا ہے۔ بدیل نے کہا میں اپنی قوم کے پاس جو ساحل پر اس وادی کے شکم میں مقیم ہے گیا تھا۔ ابو سفیان نے پوچھا محمدؐ کے پاس نہیں گئے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر جب بدیل مکہ کی سمت روانہ ہو گیا ابو سفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو وہاں ضرور اس کی اونٹنی نے چھوہارے کی گٹھلی کھائی ہو گی۔ اس خیال سے وہ اس کی ناقہ کی نشست گاہ کو گیا اور اس کی مینگنی کو اٹھا کر توڑا' اس میں چھوہارے کی گٹھلی نظر آئی۔ ابو سفیان نے کہا میں حلف کرتا ہوں کہ بدیل ضرور محمدؐ کے پاس گیا ہے۔

ابوسفیان تجدید معاہدہ کی کوشش: وہاں سے چل کر ابو سفیان مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ پہلے وہ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کے پاس پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا' مگر ام حبیبہؓ نے بستر کو لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم نے اس بستر کو میرے شایان نہ سمجھایا مجھے اس بستر کے قابل نہ سمجھا کیا بات ہے ام حبیبہؓ نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے تم مشرک نجس ہو میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھو اس لیے میں نے اسے اٹھا دیا۔ ابو سفیان نے کہا اے بیٹی بخدا مجھ سے علیحدگی کے بعد تم میں برائی آگئی۔ وہاں سے اٹھ کر ابو سفیان خود رسول اللہ ﷺ کے

Marfat.com

پاس آیا اور معاملہ پر گفتگو کی۔ آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب وہ ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا آپ اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کریں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب وہ عمرؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا۔ انہوں نے کہا بھلا میں اور تمہاری سفارش رسول اللہ ﷺ سے کروں' بخدا اگر مجھے باجرے کے دانے دستیاب ہوں تو میں انہی سے تم سے جہاد کروں۔ وہاں سے نکل کر اب وہ علیؓ بن ابی طالب کے پاس آیا اس وقت ان کے پاس فاطمہؓ بنت رسولؐ بھی تھیں اور ان کے صاحبزادے حسن بن علیؓ جو بالکل کمسن بچے تھے اور کھیلتے پھرتے تھے موجود تھے ابو سفیان نے کہا اے علیؓ یہاں کے تمام لوگوں میں تم سے میرے تعلقات بھی نہایت خوش گوار تھے اور قرابت میں تم میرے سب سے قریب تر عزیز ہو۔ میں ایک حاجت لے کر آیا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں بے نیل و مرام خالی ہاتھ واپس جاؤں۔ تم رسولؐ اللہ سے ہماری سفارش کرو۔ علیؓ نے کہا ابو سفیان' جس کام کا رسولؐ اللہ ﷺ ارادہ فرما چکے ہوں بخدا میری یہ مجال نہیں کہ میں اس کے متعلق ان سے کچھ کہہ سکوں۔ ابو سفیان فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان سے کہا اے محمدؐ کی بیٹی ! کیا تم یہ نہیں کر سکتیں کہ اپنے اس بیٹے سے کہو کہ وہ سب کے درمیان مجھے پناہ دیں اور اس طرح ہمیشہ کے لیے عرب کے سید ہو جائیں۔ فاطمہؓ نے کہا بخدا ابھی میرا یہ لڑکا اس عمر کو نہیں پہنچا ہے کہ وہ سب لوگوں میں تم کو پناہ دے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف مرضی تو کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا۔

حضرت محمدؐ کا مکہ جانے کا فیصلہ: رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا آپؐ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میرا سامان بھی درست کر دو۔ ابو بکرؓ اپنی بیٹی عائشہ کے پاس آئے دیکھا کہ وہ رسول اللہ کے سامان کو درست کر رہی ہیں پوچھا بیٹی ! کیا رسولؐ اللہ نے سامان کی تیاری کا حکم دیا ہے انہوں نے کہا ہاں۔ ابو بکرؓ نے پوچھا کچھ سمجھتی ہو کہ ان کا ارادہ کہاں جانے کا ہے۔ عائشہؓ نے کہا یہ تو میں بالکل نہیں جانتی اس کے بعد خود رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو بتا دیا کہ میں مکہ جا رہا ہوں اور حکم دیا کہ سب لوگ فوراً انتظام کر کے تیار ہو جائیں اور فرمایا اے خداوندا تاوقتیکہ ہم خود ان کے علاقہ میں نہ پہنچ جائیں قریش کو ہماری نقل و حرکت کی کسی مخبر یا جاسوس کے ذریعہ اطلاع نہ مل سکے اب تمام مسلمانوں نے سفر کی تیاری شروع کر دی۔

حضرت حاطبؓ کا خط: جب رسول اللہ ﷺ پوری طرح مکہ جانے کے لیے تیار :

Marfat.com

گئے حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے ایک خط قریش کو لکھا اور اس میں اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے مقابلہ پر آ رہے ہیں۔ یہ خط انہوں نے ایک عورت کو جس کے متعلق محمد بن جعفر کا خیال ہے کہ وہ قبیلہ مزنیہ کی تھی اور ان کے علاوہ دوسروں کا خیال ہے کہ وہ بنی عبدالمطلب کے کسی شخص کی چھوکری تھی دیا اور اس خط کو قریش کو پہنچا دینے کی کچھ اجرت دی۔ اس عورت نے وہ خط اپنے سر میں رکھ کر اوپر سے بال گوندھ لیے اور روانہ ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی حاطب کی اس حرکت کی خبر ہوئی آپؐ نے علی بن ابی طالب اور زبیرؓ بن العوام کو بلایا اور کہا کہ حاطبؓ نے ہماری تیاری کی اطلاع ایک خط کے ذریعے قریش کو دی ہے اور اس خط کو ایک عورت کے ہاتھ مکہ بھیجا ہے تم اسے جا کر پکڑ لو یہ دونوں مدینہ سے چلے اور ابن ابی احمد کے حلیفہ میں اسے جا پکڑا۔ سواری سے اتار اس کے کجاوے کی تلاشی لی مگر کوئی چیز نہیں ملی۔ علیؓ بن ابی طالب نے اس سے کہا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہرگز جھوٹ بات نہیں کہی ہے اور نہ ہم جھوٹے ہیں یا تو تو خط دے دے ورنہ میں ننگا کر کے تیری جامہ تلاشی لوں گا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ یہ بغیر خط لیے پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اس نے کہا اچھا ذرا مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ علیؓ ہٹ گئے اس نے سر کی لٹیں کھولیں اور خط نکال کر علی کو دیا' وہ اسے رسولؐ اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ آپؐ نے حاطب کو بلا کر پوچھا تم نے یہ کیوں کیا؟ انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر سچا ایمان رکھتا ہوں میرے ایمان میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے میں ویسا ہی پکا مسلمان ہوں جیسا کہ تھا مگر یہاں میرا کوئی نہیں ہے اور قریش میں میرے اہل و عیال ہیں ان کی خاطر میں نے ایسا کیا۔ عمرؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ آپؐ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں اس نے ضرور نفاق برتا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا عمرؓ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کو جنگ بدر میں تمام شرکائے بدر کی حالت بخوبی معلوم تھی جس کی وجہ سے اس نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

حضرت محمدؐ کی روانگی مکہ: ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس سفر پر روانہ ہوئے آپؐ نے ابو رہم کلثوم بن حصین بن خلب الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ ۱۰ رمضان کو آپؐ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ بھی روزے سے تھے اور دوسرے مسلمان بھی صائم تھے۔ کرید پہنچ کر جو عسفان اور امج کے درمیان ہے' آپؐ نے افطار صوم کیا۔ یہاں سے بڑھ کر آپؐ نے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مرالظہران پر قیام فرمایا۔ بنی

Marfat.com

سلیم اور مزنیہ بھی آپؐ کے شریک ہو گئے۔ ان کی تعداد بھی کثیر تھی اور ان میں اکثر مسلمان تھے۔ اس سفر میں تمام مہاجرین اور انصار بلا استثناء آپ کے ہمرکاب تھے۔ آپؐ مرالظہران پر مقیم تھے مگر آپؐ کی نقل وحرکت کی قریش کی قطعی خبر نہ تھی۔ تمام ذرائع اطلاع اللہ کی طرف سے ان کے لیے مسدود ہو چکے تھے ان کو کچھ معلوم نہ تھا کہ رسولؐ اللہ کہاں ہیں۔ اور اب کیا کرنے والے ہیں۔ ابو سفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا اس رات آپ کی اطلاع لینے مکہ سے چلے۔

ابو سفیان کی رسولؐ اللہ سے ملاقات کی خواہش: عباس بن عبد المطلب اثنائے راہ میں کسی جگہ رسول اللہ ﷺ سے آکر مل گئے تھے۔ ابو سفیان بن الحارث اور عبداللہ بن امیہ بن المغیرہ بھی نیق العقاب میں، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، آپؐ سے ملاقات کے لیے آئے اور آپؐ کے پاس پہنچنے کی کوشش کی۔ ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آپؐ سے کہا یا رسول اللہ آپؐ کا چچا زاد بھائی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر آپؐ سے ملنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ ان میں سے میرے چچا زاد بھائی نے میری آبرو ریزی کی اور پھوپھی نے بھائی اور خسر نے مکہ میں جو کچھ مجھے کہا وہ سب جانتے ہیں۔ جب انہیں اس کی اطلاع ہوئی تو اس وقت ابو سفیان کے ساتھ اس کا کمسن بیٹا بھی تھا اس نے کہا بخدا یا تو وہ مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دیں ورنہ میں اپنے بچے کو لے کر اس وسیع زمین میں غائب ہوجاتا ہوں اور بھوک اور پیاس سے اپنی جانوں کو ہلاک کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی، آپؐ کو رحم آگیا اور آپؐ نے دونوں کو بلا لیا۔ وہ آپؐ کے پاس آئے اور اسلام لے آئے۔ ابو سفیان نے اپنے وہ اشعار جو انہوں نے اسلام اور اپنی سابقہ روش کے اعتذار میں لکھے تھے آپؐ کو سنائے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان اشعار میں جب ابو سفیان نے یہ شعر پڑھا (اور اللہ نے مجھے ملا دیا اس شخص سے جسے میں نے ہر جگہ سے نکالا تھا) رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تو نے مجھے ہر جگہ ستایا اور میری مخالفت میں کوئی جتن نہ چھوڑا۔

قبائل عرب کو شرکت کی دعوت: واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ مکہ روانہ ہوئے کسی نے کہا آپؐ قریش کے مقابلہ پر جارہے ہیں کسی نے کہا آپؐ ہوازن پر جارہے ہیں کسی نے کہا آپؐ ثقیف کے مقابلے پر جارہے ہیں۔ آپؐ نے قبائل عرب کو اس مہم میں شرکت کے لیے بلایا مگر وہ نہ آئے آپؐ نے نہ جھنڈے دیے اور نہ نشان علم

گیا' آپ کدید آئے یہاں بنو سلیم گھوڑوں پر سوار پورے اسلحہ سے مسلح ہو کر آپؐ کے ساتھ شریک ہونے کے لیے آئے۔ عینیہ عرب میں اپنے چند آدمیوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں آگئے تھے۔ عینیہ نے رسول اللہ سے پوچھا کہ نہ میں جنگ کا سامان دیکھتا ہوں اور نہ احرام کی تیاری پاتا ہوں۔ یارسول اللہ ﷺ آپؐ کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں خدا چاہے گا۔ پھر آپؐ نے اللہ سے دعا مانگی کہ قریش کو ہماری خبر نہ ہونے پائے۔ اب آپؐ مرالظہران میں فروکش ہوئے۔ ابو سفیان بن حرب مع حکیم بن خرام مکہ سے نکلا۔

حضرت عباسؓ اور ابو سفیان کی ملاقات: ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے چل کر مرالظہران آئے' عباس بن عبدالمطلب نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ ﷺ مدینہ سے چل چکے اب قریش کی خیر نہیں' بخدا اگر وہ قریش سے ان کے علاقہ میں لڑے اور مکہ میں بزور شمشیر داخل ہوئے تو ہمیشہ کے لیے قریش ہلاک اور برباد ہو جائیں گے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی سفید مادہ خچر پر سوار ہوئے اور کہا کہ میں اراک جاتا ہوں شاید وہاں مجھے کوئی لکڑ ہارا گھوسی یا کوئی اور شخص جو مکہ آتا ہو مل جائے اور وہ قریش سے جا کر ان کا صحیح مقام بتا دے اور پھر قریش رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر امان لے لیں۔ عباس نے بیان کیا کہ اس نیت سے میں مکہ سے چل کر اراک آیا' وہاں اپنی غرض کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ میں نے ابو سفیان بن حرب' حکیم بن خرام اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خبر معلوم کرنے کے لیے نکلے تھے' میں نے ابو سفیان کو کہتے سنا کہ بخدا میں نے آج تک آگ کے ایسے لاوے جو نظر آرہے ہیں' پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ بدیل نے کہا یہ بنی خزاعہ کے لاوے ہیں جو لڑائی کے لیے روشن کیے گئے ہیں۔ ابو سفیان نے کہا کہ خزاعہ تو حد درجہ کے بخیل اور ذلیل ہیں بھلا کہاں وہ اتنے چولہے جلا سکتے ہیں۔ اب میں نے ابو سفیان کی آواز شناخت کی اور آواز دی ابو حنظلہ' اس نے کہا ابوالفضل' میں نے کہا ہاں۔ ابو سفیان نے کہا خوب ہوا کہ تم سے ملاقات ہوئی' میرے ماں باپ تم پر نثار کہہ کیا خبر ہے۔ میں نے کہا یہ آگ رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ کی ہے۔ ایسی زبردست فوج کے ساتھ انہوں نے تم پر چڑھائی کی ہے کہ تم اس کی تاب مقاومت نہیں لا سکتے۔ دس ہزار مسلمان ساتھ ہیں۔

حضرت عباسؓ کا ابو سفیان کو مشورہ: ابو سفیان نے کہا تو پھر کیا مشورہ دیتے ہو۔

Marfat.com

میں نے کہا تم میری اس خچر کے پیچھے پر بیٹھ جاؤ تاکہ میں تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان لے لوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ان کے قابو میں آگئے تو وہ تمہاری گردن مار دیں گے۔ ابو سفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خچر کو ایڑ دی اور تیزی کے ساتھ آپؐ کی سمت چلا۔

حضرت عمرؓ کی مخالفت: عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا' یا رسولؐ اللہ خدا نے دشمن خدا ابو سفیان کو بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے ہمارے قابو میں کر دیا ہے آپؐ مجھے اجازت دیں کہ اسے قتل کر دوں۔ اب میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے پناہ دے دی ہے۔ اور اب میں ان کے بالکل پاس جا بیٹھا اور کہا آج میرے سوا کوئی ان سے سرگوشی نہ کرنے پائے گا۔ جب عمرؓ ابو سفیان کی مخالفت میں بہت بڑھے میں نے ان سے کہا اب بس کرو اس کی اتنی شدید مخالفت تم صرف اس لیے کر رہے ہو کہ یہ بنی عبدمناف میں سے ہے اگر یہ بنی عدی بن کعب میں سے ہوتا تو تم اس کے متعلق ایسا نہ کہتے۔ عمرؓ نے کہا عباسؓ خاموش رہو۔ بخدا جس روز تم مسلمان ہوئے مجھے تمہارے اسلام لانے سے اس سے کہیں زیادہ خوشی ہوئی جتنی کہ مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے ہوتی۔ اور یہ صرف اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ تمہارے اسلام لانے سے خطاب کے اسلام کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خوش ہوئے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے عباسؓ سے فرمایا اچھا جاؤ ہم نے اسے پناہ دی کل صبح لے کر آنا۔ عباسؓ اسے اپنے مقام پر واپس لے گئے۔

ابو سفیان کا قبول اسلام: دوسرے دن صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے۔ ابو سفیان کو دیکھتے ہی آپؐ نے فرمایا ابو سفیان تم کو کیا ہوا ہے کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکارا نہیں ہوئی کہ سوائے اللہ واحد کے کوئی اور معبود نہیں۔ ابو سفیان نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار ہوں آپؐ سے بڑھ کر کوئی شخص قرابت کا لحاظ کرنے والا بردبار اور شریف جذبات نہیں ہو گا۔ بے شک اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور دوسرا خدا ہوتا تو ضرور وہ میرے کچھ کام آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' افسوس ہے ابو سفیان کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکارا نہیں ہوئی کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ ابو سفیان نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار ہوں آپؐ سے بڑھ کر صلہ رحم کرنے والا حلیم اور سخی اور شریف کوئی دوسرا نہیں ہو گا۔ مگر اس باب میں مجھے ابھی تردد ہے' عباسؓ نے بیان کیا کہ

اب میں نے اس سے کہا کہ تم کو کیا ہوا ہے بہتر ہے کہ کلمہ شہادت حقہ کا اعلان کردو ورنہ تمہاری گردن مار دی جائے گی اس نے کلمہ شہادت ادا کیا۔

ابوسفیان سے امتیازی سلوک: عباسؓ سے مروی ہے کہ ابو سفیان کے کلمہ شہادت پڑھ دینے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اب تم جاؤ اور ان کو وادی کے تنگنائے کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ رکھنا تاکہ وہ اللہ کی فوجوں کو جب وہ ان کے سامنے سے گزریں دیکھ لیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یارسول اللہ ﷺ ابو سفیان ایسے شخص ہیں کہ وہ فخر کو پسند کرتے ہیں آپؐ ان کو ان کی قوم پر کوئی خاص امتیاز عطا فرمایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ مامون ہے' جو مسجد میں چلا جائے گا وہ مامون ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے وہ مامون ہے۔

ابو سفیان اور لشکر اسلام: میں آپؐ کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے ابو سفیان کو وادی کے تنگنائے میں پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ ٹھہرالیا تمام قبائل ان کے سامنے سے گزرنے لگے جب کوئی قبیلہ آتا وہ مجھ سے پوچھتے یہ کون ہیں میں نے کہا یہ بنی سلیم ہیں۔ ابو سفیان نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد دوسرا قبیلہ آیا انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ اسلم ہیں ابو سفیان نے کہا مجھے ان سے سروکار نہیں۔ پھر جہنیہ آئے' انہوں نے دریافت کیا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ جہنیہ ہیں۔ ابو سفیان نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اب خود رسول اللہ ﷺ کی سواری جن کے جلو میں ان کی خاص فوج جس میں تمام مہاجرین اور انصار فولاد میں غرق کہ صرف آنکھوں کے حلقے نظر آتے تھے' آئی۔ ابو سفیان نے پوچھا ابو الفضل یہ کون ہیں میں نے کہا یہ خود رسول اللہ ﷺ مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہیں۔ ابو سفیان نے کہا اے ابو الفضل بخدا اب تو تمہارے بھتیجے کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی ہے۔ میں نے کہا یہ دنیاوی حکومت نہیں بلکہ یوں کہو کہ یہ نبوت کا اثر ہے۔ ابو سفیان نے کہا تو اچھا اب میں یہی کہتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا اب تم فورا" اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی آمد سے خبردار کر دو۔ چنانچہ وہ تیزی سے چل کر مکہ آیا اور اس نے مسجد میں چلا کر کہا اے قریش آگاہ ہو جاؤ محمدؐ ایک ایسی زبردست فوج کے ساتھ جس کی تم مقاومت نہیں کر سکتے تم پر آگئے ہیں۔ قریش نے کہا تو پھر کیا ہو۔ ابو سفیان نے کہا جو میرے گھر آجائے گا وہ مامون ہے۔ قریش نے کہا

Marfat.com

بھلا تمہارا گھر ہمیں کیا کفایت کر سکتا ہے تب ابو سفیان نے کہا اور جو شخص مسجد میں آجائے وہ مامون میں اور جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی کفار سے جھڑپ: آپؐ سے مل کر جب ابو سفیان اور حکیم مکہ جانے لگے آپؐ نے ان کے بعد زبیرؓ کو روانہ کیا اور اپنا علم ان کو دیا۔ ان کو مہاجرین اور انصار کے رسالہ کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ اس علم کو مکہ کے بالائی حصہ پر حجون میں نصب کر دینا اور پھر اس مقام سے جہاں علم نصب کرنے کا میں نے تم کو حکم دیا ہے تاوقتیکہ میں خود تمہارے پاس نہ آؤں تم ذرا نہ ہٹنا اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اسی طرح آپؐ نے خالد بن ولید کو قضاء اور بنی سلیم کے مسلمانوں اور دوسرے ان مسلمانوں کا جو کچھ ہی عرصہ پہلے اسلام لائے تھے سردار مقرر کیا اور ان کو زیریں مکہ سے مکہ میں داخل ہونے کی ہدایت کی۔ اسی سمت میں بنی بکر تھے جن کو قریش نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا اور بنی الحارث بن عبدمناۃ اور حبشی قریش کے حکم سے موجود تھے۔خالد زیریں مکہ سے اندر بڑھے۔ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بھیجتے وقت رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ اور زبیرؓ دونوں کو ہدایت کر دی تھی کہ تاوقتیکہ کوئی تم سے نہ لڑے تم کسی سے نہ لڑنا‘ مگر جب خالدؓ مکہ کے زیریں میں بنی بکر اور حبشیوں کے مقابل آئے انہوں نے آتے ہی ان کا قتال شروع کر دیا۔ اللہ نے بنی بکر وغیرہ کو شکست دی۔ فتح مکہ میں صرف یہی خوں ریزی ہوئی۔ اس کے علاوہ کوئی اور لڑائی نہیں ہوئی۔

عام معافی کا اعلان: قتادہ السدوسی سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا ”سوائے اللہ واحد کے کوئی اور خدا نہیں‘ وہ ایک ہے‘کوئی اس کا شریک نہیں‘اس نے اپنا وعدہ پورا کیا‘ اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور صرف اس نے مشرکین کی جماعتوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔ سن لو سوائے کعبہ کی خدمت اور حجاج کی آب رسانی کے ہر عمارت‘ خون اور ہر قسم کی جائداد آج بالکل میرے اختیار میں ہے۔ جو شخص خطا سے مارا جائے اس کے عوض وہ دیت مقرر کی جاتی ہے جو کوڑے یا ڈنڈے عمداً“ مارنے کی دیت ہے اور یہ دیت واجب ہے جس سے کوئی مفر نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ چالیس حاملہ اونٹنیاں دی جائیں‘ اے قریش ! اللہ نے نخوت جاہلیت کو تم سے دور کر دیا ہے تم کو اسے قطعی ترک کر دینا چاہیے۔ تمام انسانوں کے باپ آدمؑ

تھے اور آدمؑ کو اللہ نے مٹی سے بنایا ہے۔" اس کے بعد آپ نے کلام اللہ کی یہ پوری آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ)اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندانوں اور قبائل میں تقسیم کیا تاکہ شناخت ہو سکے۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے' جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے)

اے قریش اے اہل مکہ جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔ انہوں نے کہا آپؐ اچھا ہی سلوک کریں گے کیونکہ آپ شریف ہیں اور شریف کے بیٹے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا جاؤ تم سب آزاد ہو' چھوڑے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام اہل مکہ کو آزاد کیا حالانکہ بزور شمشیر اللہ نے ان کو آپؐ کے لیے مسخر کیا تھا اور وہ بمنزلہ نئے کے تھے' اسی وجہ سے اہل مکہ کو "طلقا" کہنے لگے آزاد شدہ۔

اہل مکہ کی بیعت: اب تمام لوگ اسلام لانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے مکہ میں جمع ہوئے۔ عمرؓ بن الخطاب آپؐ سے منبر پر ایک درجہ نیچے بیٹھتے تھے' یہی لوگوں سے بیعت کراتے تھے اور اس اقرار پر کہ وہ تاب قدور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کریں گے اور وہ اقرار کرتے تھے مردوں کی بیعت سے فارغ ہو کر آپؐ نے عورتوں سے بیعت لینا شروع کی۔ قریش کی عورتیں بھی بیعت کے لیے آئیں' ان میں ہند بنت عتبہ بھی تھی اس نے اپنی اس حرکت سے جو حمزہؓ کے ساتھ احد میں کی تھی چہرے پر نقاب ڈال رکھی تھی اور ہیئت بگاڑ رکھی تھی۔ اسے خوف تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسے اپنے قبضہ میں کرلیں گے۔ جب سب عورتیں آپؐ کے پاس بیعت کے لیے آئیں۔ آپؐ نے ان سے کہا اس اقرار کے ساتھ میری بیعت کرو کہ اللہ واحد کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گی۔

ہند بنت عتبہ کی بیعت: ہند نے کہا آپؐ ہم سے ایسی بات کا اقرار لے رہے ہیں کہ اس کا اقرار آپؐ نے مردوں سے نہیں لیا مگر ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور اس بات کا عہد کرو کہ چوری نہ کرو گی۔ ہند نے کہا ابو سفیان کے مال سے البتہ تھوڑا بہت مجھے بھی مل جاتا تھا مگر میں جانتی نہ تھی کہ میرے لئے وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر ابو سفیان نے جو وہاں اس وقت موجود تھا کہ اس سے پہلے جو کچھ تم کو اس میں پہنچا ہے۔ وہ تمہارے لیے حلال ہے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم ہند بنت عتبہ ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہند بنت عتبہ ہوں آپؐ میری گزشتہ خطائیں معاف فرمائیں اللہ آپؐ کی خطائیں

معاف کر دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ زنا نہ کرو گی۔ ہند نے کہا یارسول اللہ کیا شریف بی بی زنا کرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔ ہند نے کہا ہم نے تو چھوٹوں کو پال کر بڑا کیا تھا۔ آپؐ ہی نے بدر میں ان کو قتل کر دیا یہ بات آپؐ اور وہ سمجھ لیں اس جواب پر عمرؓ بن خطاب اس قدر ہنسے کہ بے قابو ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ کسی پر بہتان نہ لگاؤ گی۔ ہند نے کہا بخدا بہتان بہت ہی بری اور ذلیل بات ہے اور بعض لوگوں سے در گزر کر دینا زیادہ کارگر ہوا کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اور اقرار کرو کہ میرے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو گی۔ ہند نے کہا ہم یہاں اس لیے نہیں آئے کہ کسی اچھی بات کے لیے آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کریں۔ اب رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ سے فرمایا کہ ان کی بیعت لے لو' اور آپؐ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ عمرؓ نے ان سے بیعت لے لی۔ خود رسول اللہ ﷺ سوائے ان عورتوں کے جن کو اللہ نے آپؐ کے لیے حلال کیا تھا یا جو آپؐ کی محرم تھیں اور کسی غیرعورت سے نہ مصافحہ کرتے تھے اور نہ اسے ہاتھ لگاتے تھے اور نہ کوئی غیر عورت آپؐ کو ہاتھ لگاتی تھی۔

فتح مکہ کے وقت مسلمانوں کی تعداد: ابن اسحٰق کہتا ہے کہ فتح مکہ میں دس ہزار مسلمان شریک تھے۔ ان میں بنی غفار کے چار سو' اسلم کے چار سو' مزنیہ کے ایک ہزار تین' بنی سلیم کے سات سو' جہینہ کے ایک ہزار چار سو' ان کے علاوہ قریش 'انصار ان کے حلیف اور بنی تمیم 'قیس اور اسد کے دوسرے قبائل عرب تھے۔

ملیکہ بنت داؤد: واقدی کے قول کے مطابق اس سال رسول اللہ ﷺ نے ملیکہ بنت داؤد اللیثیہ سے نکاح کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی کسی دوسری بیوی نے اس کے پاس جا کر اسے غیرت دلائی کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کر لیا اس لیے اس نے آپؐ سے پناہ مانگی۔ یہ خوبصورت اور جوان عورت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے علیحدہ کر دیا۔ آپؐ نے اس کے باپ کو مکہ کی فتح میں قتل کرایا تھا۔

عزیٰ بت کا انہدام: اس سال ماہ رمضان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں رہ گئی تھیں کہ خالد بن ولید نے نخلہ میں عزیٰ کو جو بنی شیبان کا بت تھا توڑ ڈالا۔ یہ خاندان بنی سلیم کی ایک شاخ تھا اور بنی ہاشم اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے۔ وہ عزیٰ کو دیوتا کہا

Marfat.com

کرتے تھے۔ حضرت خالدؓ رسولؐ اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اسے توڑ ڈالا۔ آپؐ نے پوچھا کہ تم نے کچھ دیکھا۔ خالدؓ نے کہا کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسے بالکل پارہ پارہ کر دو خالد پھر بت کے پاس آئے اس کی کوٹھری توڑی پھر اصل بت کو توڑنے لگے۔ اس کے پجاری نے شور مچانا شروع کیا اے عزیٰ اپنا جلال ظاہر کر۔ اتنے میں ایک برہنہ دیوانی حبشی عورت اس بت پر برآمد ہوئی۔ خالد نے اسے قتل کر دیا اور اس میں جو کچھ جواہر اور زیور تھا ان پر قبضہ کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ کو آکر اس واقعہ کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا یہ عزیٰ تھا اب کبھی بھی اس کی پرستش نہ ہو گی۔

عزیٰ کا پجاری: ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو عزیٰ کے بت خانے بھیجا جو نخلا میں واقع تھا۔ اس بت خانہ کی قریش کا قبیلہ (بنی شیبان) تمام کنانہ اور مضر تعظیم کرتے تھے۔ بنی سلیم کا خاندان بنی شیبان جو بنی ہاشم کا حلیف تھا اس صنم کدہ کا پجاری تھا۔ جب اس کے پجاری کو معلوم ہوا کہ خالدؓ اسے توڑنے آرہے ہیں اس نے اپنی تلوار بت کی گردن میں لٹکا دی اور خود اس کے پاس والے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے دو شعر پڑھے جن میں عزیٰ سے کہا تھا کہ تو خالدؓ پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دے۔ خالدؓ نے اس کے پاس پہنچ کر اسے توڑ ڈالا اور وہ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔

سواع بت کے پجاری کا قبول اسلام: واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سواع توڑا گیا۔ یہ ہذیل کا بت تھا۔ اور رہاط میں واقع تھا یہ پتھر کا تھا اسے عمروؓ بن العاص نے توڑا۔ جب یہ اس کے پاس آئے پجاری نے پوچھا کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا اسے توڑنے آیا ہوں۔ پجاری نے کہا تم اسے نہیں توڑ سکتے۔ عمرو بن العاص نے کہا تم اب تک اس خیال خام میں مبتلا ہو۔ عمروؓ نے اسے توڑ ڈالا اس کے خزانے میں ان کو کچھ نہیں ملا۔ انہوں نے پجاری سے کہا دیکھا۔ اس نے کہا بخدا اب میں مسلمان ہو گیا۔ اسی موقع پر مناۃ کو مشلل میں توڑا گیا۔ یہ اوس اور خزرج کا بت تھا۔ اسے سعد بن زید الاشہلی نے توڑا۔

مبلغین کی روانگی: اسی زمانے میں خالدؓ بن ولید بنی جذیمہ سے لڑے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اپنے قیام مکہ کے زمانے میں رسولؐ اللہ ﷺ نے بہت سی جمعیتیں اطراف مکہ دعوت واشاعت اسلام کے لیے روانہ کیں۔ ان میں سے کسی کو بھی آپ نے جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ ایک جمعیت خالدؓ بن ولید کی تھی جن کو رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

زیریں تہامہ کی طرف داعی کی حیثیت سے بھیجا تھا اور لڑنے کے لیے نہیں۔ انہوں نے بنی جذیمہ پر حملہ کر کے ان کے بہت سے آدمی مار ڈالے۔

غزوہ حنین سنہ ۸ ھ

بنو ہوازن کی پیش قدمی: عروہؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے صرف نصف ماہ مکہ میں قیام فرمایا پھر آپؐ کو معلوم ہوا کہ ہوازن اور ثقیف آپؐ سے لڑنے کے لئے حنین میں فروکش ہیں جوذی المجاز کے پہلو میں ایک وادی تھی۔ اس سے قبل جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی مدینہ سے روانگی کی اطلاع ملی تھی وہ اس اندیشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلہ پر آرہے ہیں اپنے مقامات پر جمع ہو گئے تھے مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ آپؐ مکہ میں ہیں تو وہ آپؐ سے لڑنے کے لئے خود بڑھے۔ وہ اپنے اہل وعیال اور مال واسباب اور مویشی بھی اپنے ساتھ لائے تھے بنی نصر کا مالک بن عوف اس وقت ہوازن کا رئیس تھا ثقیف بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں معلوم ہوا کہ یہ قبائل آپؐ سے لڑنے کے لیے حنین تک بڑھ آئے ہیں تو آپؐ خود مکہ سے ان سے حنین میں مقابلہ کرنے کے لئے بڑھے۔ اللہ نے ہوازن اور ثقیف کو شکست دی' جس کا ذکر کلام اللہ میں آیا ہے۔ جس قدر بچے' عورتیں اور مویشی تھے وہ سب اللہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں مل گئے۔ آپؐ نے ان کو ان قریش میں جو اسلام لائے تھے تقسیم کر دیا۔

طائف کا محاصرہ: عروہؓ سے مروی ہے کہ حنین سے واپس ہوتے ہی فوراً" رسول اللہ ﷺ طائف گئے اور وہاں آپؐ اور صحابہ نصف ماہ اہل طائف سے لڑتے رہے۔ ثقیف فصیل کے پیچھے لڑتے رہے۔ اس اثناء میں ان کا ایک شخص بھی حصار سے باہر آکر نہ لڑ سکا۔ طائف کے گرد جس قدر آبادی تھی وہ سب اسلام لے آئی اور ان کے وفود نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر بیعت کر لی رسول اللہ ﷺ طائف سے پلٹ آئے آپؐ نے صرف نصف ماہ ان کا محاصرہ رکھا واپسی میں آپؐ نے جعرانہ میں منزل کی جہاں حنین کے قیدی محبوس تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہوازن کی چھ ہزار عورتیں اور بچے قید تھے۔ آپؐ کے جعرانہ واپس آنے کے بعد ہوازن کے جرگے جواب سب کے سب اسلام لا چکے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ نے تمام عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا اور اب

Marfat.com

ذی القعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا پھر آپؐ مدینہ میں واپس آگئے ابو بکرؓ کو اہل مکہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ تم اس سال حج کراؤ' اسلام کی تعلیم دو اور ہدایت کی جو حج کرنے آئے اسے کامل امان دی جائے اس انتظام کے بعد آپؐ مدینہ چلے آئے۔ یہاں ثقیف کے جرگے آپؐ کے پاس آئے اور انہوں نے اس شرط پر معاہدہ کیا جس کا ذکر آچکا ہے انہوں نے آپؐ کی بیعت کی اور وہ عہد نامہ صلح لکھا جو ان کے پاس موجود ہے۔

اسلام میں پہلا قصاص: عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین سے طائف جاتے ہوئے آپؐ نے نحلیتہ الیمانیہ کا راستہ اختیار کیا۔ وہاں سے قرن اور ملیح ہوتے ہوئے لیہ کے بحرۃ الرغاء آئے۔ یہاں آپؐ نے مسجد بنوائی اور اس میں نماز پڑھی اور اسی مقام بحرۃ الرغاء میں آپؐ نے ایک شخص کو قصاص میں قتل کیا۔ اسلام میں یہ پہلا قصاص تھا۔ بنی لیث کے ایک شخص نے بنی ہذیل کے ایک شخص کو قتل کر دیا آپؐ نے قاتل کو قتل کر دیا۔ آپؐ لیہ میں فروکش تھے۔ آپؐ نے مالک بن عوف کے قصر کے انہدام کا حکم دیا اور وہ ڈھا دیا گیا۔ یہاں سے بڑھ کر آپؐ ضیقہ نام کے ایک راستے سے چلے اس راہ میں پہنچ کر آپؐ نے اس کا نام دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا اسے "ضیقہ" (تنگ اور دشوار گزار) کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ یسری (سہل) ہے۔ اب آپؐ نخب آئے اور ایک بیری کے نیچے جس کا نام سادرہ تھا فروکش ہوئے۔ یہ درخت ثقیف کے ایک شخص کے کھیت کے قریب واقع تھا۔ آپؐ نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ تم میرے پاس چلے آؤ ورنہ تمہاری زراعت کو برباد کر دوں گا۔ اس نے آنے سے انکار کیا۔ آپؐ نے اس کی زراعت کو اجڑوا دیا۔

مسلمانوں اور بنو ثقیف میں خونریز معرکہ: رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کا محاصرہ کر لیا اور ان سے نہایت شدید لڑائی لڑی۔ فریقین نے ایک دوسرے پر تیر اندازی کی۔ شدہ شدہ ایک روز طائف کی فصیل کے نیچے ایک عام خونریز معرکہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ ایک دبابہ میں بیٹھے اور پھر اسے فصیل کی طرف دھکیلا گیا۔ ثقیف نے دہکتے ہوئے لوہے کے سکے ان پر پھینکے۔ مسلمان اس دبابہ کے نیچے سے نکل کر ہٹ گئے مگر پھر ثقیف نے تیروں سے ان کو نشانہ بنایا اور اس طرح انہوں نے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ان کے انگوروں کو قطع کرنے کا حکم دیا اور لوگ اس کام

Marfat.com

میں پڑ گئے۔ اس اثناء میں ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ طائف کے قریب پہنچے اور انہوں نے ثقیف کو آواز دی کہ ہمیں امان دو ہم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ثقیف نے ان کو امان دے دی۔ انہوں نے قریش اور بنی کنانہ کی بعض عورتوں کو آواز دی کہ تم ہمارے پاس چلی آؤ۔ کیونکہ ابو سفیان اور مغیرہ کو اندیشہ تھا کہ وہ عورتیں بھی قید ہو کر باندیاں بن جائیں گی مگر ان عورتوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ طائف کے محاصرے کو جب پندرہ دن گزر گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ کیا کہ محاصرہ کو جاری رکھنے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ثقیف کی مثال اس لومڑی کی ہے جو اپنے بل میں چھپی بیٹھی ہو اگر آپؐ اس کے پیچھے پڑے رہیں گے تو اسے پکڑلیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تب بھی وہ آپؐ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

حضرت محمدؐ کا جعرانہ میں قیام: طائف سے پلٹ کر آپؐ دحنا ہوتے ہوئے تمام مسلمانوں کے ساتھ جعرانہ آئے۔ آپؐ نے طائف جانے سے پہلے ہی ہوازن کے قیدیوں کو جعرانہ بھیج دیا تھا اور وہ یہیں مقید تھے۔ اب اس مرتبہ کے جعرانہ کے قیام میں ہوازن کے وفد آپؐ کی خدمت میں آئے۔ ہوازن کی عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد قید تھی چھ ہزار اونٹ اور بے شمار بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں دستیاب ہوئی تھیں۔

اسیران غزوہ حنین: عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے مروی ہے کہ جعرانہ میں ہوازن کے وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ اب اسلام لا چکے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم ایک شریف خاندان اور قبیلہ والے ہیں جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ آپؐ پر روشن ہے آپ ہم پر احسان کریں اللہ آپؐ پر احسان کرے گا۔ اس کے بعد ہوازن کے خاندان بنو سعد بن بکر کے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا ایک شخص زہیر بن صرد نے (جس کی کنیت ابو صرد تھی) کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ قیدیوں کے ان احاطوں میں آپؐ کی بہنیں، خالائیں اور وہ دایائیں ہیں جو آپ کی پرورش کرتی تھیں۔ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر یا نعمان بن المنذر کو دودھ پلایا ہوتا اور پھر ہم پر یہ مصیبت پڑتی جو آپؐ کی وجہ سے پڑی ہے تو ہم کو ان کے احسان اور مہربانی کی پوری امید ہوتی اور آپؐ تو بہتر کفیل ہیں۔

Marfat.com

اسیران حنین کی رہائی: رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا' اپنے بیوی بچے تم کو زیادہ محبوب ہیں یا مال۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے ہماری آبرو اور ہمارے مال میں ہمیں اختیار دیا ہے آپؐ ہمارے اہل وعیال ہمیں واپس دے دیں وہ ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھاجو میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو دے دیتا ہوں اور جب میں جماعت کو نماز پڑھا چکوں تم اس وقت کہنا کہ ہم اپنے اہل وعیال کے بارے میں تمام مسلمانوں کی خدمت میں تمام مسلمانوں کی سفارش کے طلب گار ہیں۔ جب تم ایسا کہو گے اس وقت میں خود تمہارے اہل وعیال واپس دے دوں گا اور مسلمانوں سے تمہاری سفارش کروں گا۔ عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک باندی عمرؓ بن الخطابؓ کو دی وہ انہوں نے مجھے دے دی میں نے اسے بنی جمح میں بھیج دیا جو میرے ننھیالی رشتہ دار تھے تاکہ وہ اسے میرے لیے سنوار دیں اور میں اس اثناء میں بیت اللہ کا طواف کر لوں اور پھر اسے ساتھ لے لوں۔ میں طواف سے فارغ ہو کر جب مسجد سے نکلا تو لوگوں کو تیزی سے جاتا ہوا دیکھا'میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اہل وعیال ہمیں واپس دے دیے ہیں۔ میں نے کہا تمہاری ایک عورت یہاں بنی جمح میں موجود ہے جاؤ اور اسے لے لو۔ وہ وہاں گئے اور اس عورت کو لے لیا۔

ایک کوڑے کا معاوضہ: عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ صحابی نے جو حنین میں رسولؐ اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنی اونٹنی پر رسولؐ اللہ ﷺ کے پہلو میں سوار چلا جارہا تھا میرے پاؤں میں ایک بھاری اور مضبوط جوتا تھا میری اونٹنی رسولؐ اللہ ﷺ کی اونٹنی سے ٹکرائی اور میرا جوتا آپؐ کی پنڈلی میں لگ گیا جس سے آپؐ کو تکلیف ہوئی۔ آپؐ نے میرے پیروں پر کوڑا مارا اور فرمایا کہ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی پیچھے رہو۔ میں نے اپنی اونٹنی روک لی۔ دوسرے دن رسولؐ اللہ ﷺ نے مجھے طلب کیا میں نے دل میں کہا کہ ضرور کل کے واقعے کی وجہ سے بلایا ہے۔ میں ڈرتا ہوا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کل تمہارا جوتا میرے پاؤں پڑ گیا تھا اس سے مجھے تکلیف ہوئی میں نے تمہارے پاؤں پر کوڑا مارا'اب میں نے تم کو اس لیے بلایا ہے کہ اس مار کا عوض دوں۔ چنانچہ آپؐ نے ایک کوڑے کے عوض میں ۸۰ بھیڑیں عطا فرمائیں۔

Marfat.com

رسولؐ اللہ کا انصار کو خطبہ:۔ سعدؓ نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر اس کی اطلاع کی آپ وہاں تشریف لائے اور آپؐ نے اللہ کی شایان شان حمد وثنا کے بعد فرمایا تمہاری اس بات کا کیا مطلب ہے جس کی اطلاع مجھے ملی ہے(یعنی مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق شکایات) اور تم کیوں اپنے دل میں رنجیدہ ہو۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جب میں تمہارے پاس آیا تم گمراہ تھے اللہ نے تم کو ہدایت کی' تم غریب تھے اللہ نے تم کو غنی کر دیا۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تم کو ایک دوسرے کا دوست بنا دیا۔ انصار نے کہا بے شک آپؐ صحیح فرماتے ہیں یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا احسان اور فضل ہے رسول اللہ ﷺ نے پھر کہا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے کہا ہم کیا جواب دیں یا رسولؐ اللہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں اگر تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو اور اس جواب میں تم سچے ہو گے اور میں بھی تمہاری تصدیق کروں گا' تم مجھے یہ جواب دے سکتے ہو کہ آپؐ ہمارے پاس آئے جب کہ اوروں نے آپؐ کی تکذیب کی تھی ہم نے آپؐ کی رسالت کی تصدیق کی' آپ کو سب نے چھوڑ دیا تھا ہم نے آپؐ کی مدد کی۔ آپؐ اپنے گھر سے نکال دیئے گئے تھے ہم نے آپؐ کو پناہ دی' آپؐ ضرورت مند تھے ہم نے آپؐ کی اعانت کی۔ اے گروہ انصار! دنیا کی ایک حقیر شے کے لیے تم مجھ سے کبیدہ خاطر ہو گئے۔ میں نے اس مال سے بعض لوگوں کی تالیف قلوب کرنا چاہی ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا۔ اے گروہ انصار کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اور لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسولؐ اللہ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا' اگر تمام دنیا ایک راستے جاتی اور انصار دوسری راہ جاتے تو میں انصار کا راستہ اختیار کرتا' اے اللہ تو انصار پر رحم فرما اور ان کی اولاد کی اولاد پر اپنی رحمت نازل کر اور ان کی اولاد کی اولاد پر اپنی رحمت مبذول کر۔ یہ سن کر تمام لوگ اس قدر روئے کہ ان کی ڈاڑھیاں اشکوں سے تر ہو گئیں اور انصار نے کہا کہ ہم اس بات پر بالکل راضی ہیں کہ رسولؐ اللہ ﷺ ہمارے حصے میں آئے۔ اس کے بعد آپؐ وہاں سے چلے آئے اور سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

Marfat.com

غزوہ تبوک سنہ ۹ھ

بنی اسد کا وفد: اس سال بنی اسد کا وفد اسلام لانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ قبل اس کے آپؐ کسی کو ہمارے پاس بھیجتے ہم خود ہی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ان کے اس قول پر اللہ عزو جل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ترجمہ) وہ تم پر اس بات کا احسان دھرتے ہیں کہ اسلام لے آئے، تم کہہ دو کہ تم لوگ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت جتاؤ)

حضرت محمدؐ اور بنی ثقیف میں معاہدہ: ثقیف کے لوگوں نے رسولؐ اللہ ﷺ سے گفت وشنید کے لیے عروہؓ کو روانہ کیا جنہوں نے ایک معاہدہ کیا۔ اس معاہدہ میں انہوں نے اس شرط کی بھی درخواست کی تھی کہ ان کے بت لات کو تین سال تک نہ توڑا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو منظور نہیں کیا، انہوں نے ایک ایک سال کی مہلت کی درخواست کرنا شروع کی مگر آپؐ نے کسی بات کو نہیں مانا تب انہوں نے کہا کہ ہماری مراجعت کے چند ماہ تک نہ توڑا جائے اور اس میں بھی ایک ایک ماہ کی کمی کی درخواست کرتے رہے، مگر رسولؐ اللہ ﷺ نے کوئی بات نہیں مانی، اس درخواست کی وجہ جیسا کہ انہوں نے خود ظاہر کی ہے یہ تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ لات سے سردست کوئی تعارض نہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے سفہاء عورتوں اور ناسمجھ بچوں کی طرف سے مطمئن رہیں اور جب تک اسلام ان میں رائج نہ ہو جائے لات کو منہدم کر کے ان کو نہ بھڑکائیں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس شرط کے ماننے سے قطعی انکار کر دیا اور ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو لات کو توڑنے کے لیے طائف بھیج دیا۔ اس شرط کے علاوہ بنی ثقیف نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ ان کو نماز معاف کر دی جائے اور اپنے ہاتھ سے اپنے اصنام کو توڑنے سے معاف رکھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بتوں کے توڑنے سے میں نے تم کو معاف کیا مگر نماز کسی طرح معاف نہیں کی جا سکتی اس مذہب میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔ بنی ثقیف کے وفد نے کہا اگرچہ اس میں ذلت ہے مگر بہرحال ہم نماز کو قبول کرتے ہیں۔

Marfat.com

بنوثقیف میں بت پرستی کا خاتمہ: یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر اپنے علاقوں کو واپس ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو ان کے بت لات کے توڑنے کے لیے روانہ فرمایا' یہ دونوں بھی وفد کے ساتھ طائف روانہ ہوئے طائف پہنچ کر مغیرہؓ نے ابو سفیان سے کہا کہ آپ مجھ سے پہلے طائف جائیں۔ انہوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہ تمہاری قوم ہے تم نے ان کے پاس جاؤ' خود ابو سفیان ذات الہرم میں اپنی املاک میں ٹھہر گئے۔ مغیرہ طائف میں آئے اور کدال لے کر لات کو توڑنے اس پر چڑھے۔ اس اثناء میں ان کی قوم والے بنی معتب ان کی حفاظت کے لیے کرمباداعروہ کی طرح کوئی انہیں بھی تیر یا نیزے کا نشانہ بنائے ان کے پاس کھڑے رہے' ثقیف کی عورتیں برہنہ سر لات پر گریہ وبکا کرتی ہوئی گھروں سے نکل آئیں اور اس کا نوحہ پڑھ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں (ترجمہ) ہم اپنے محافظ پر روتے ہیں جسے اس کے خادموں نے چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اس کی حفاظت میں داد مردانگی نہیں دی)

مغیرہ اس پر تیر مار رہے تھے اور کہتے جاتے تھے تیرا برا ہو' اسے توڑ کر انہوں نے اس خزانے اور زیور پر قبضہ کر لیا اور اب ابو سفیان کو بلا بھیجا' وہ آئے لات کا تمام مال ایک جگہ جمع تھا۔ طائف بھیجتے وقت رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان کو حکم دیا تھا کہ وہ لات کے خزانے سے مسعود کے بیٹے عروہ اور اسودا کا قرض ادا کریں۔ اس سال رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے۔

مسلمانوں کا زمانہ عسرت: محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ طائف سے واپس آکر ذی الحجہ سے رجب تک کا زمانہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں بسر فرمایا اور پھر آپؐ نے مسلمانوں کو روم سے لڑائی کی تیاری کا حکم دیا۔ اس وقت مسلمان بہت ہی عسرت کی حالت میں تھے گرمی شدید تھی قحط سالی تھی میوے کی فصل تیار تھی ہر شخص گرمی کی وجہ سے زیر سایہ رہنا چاہتا تھا اس لیے وہ اس زمانے میں جہاد کے لیے نہیں جانا چاہتے تھے بلکہ خواہش مند تھے کہ فصل سے متمتع ہوں اور گرمی راحت سے بسر کریں۔

جد بن قیس: تقریباً" ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب آپؐ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو مقام کا نام ظاہر نہ کرتے بلکہ جہاں حملہ مقصود تھا اس کے علاوہ اور کسی جگہ کا نام بتاتے البتہ اس موقع پر آپؐ نے بعد سفر قحط سالی اور خریف کی کثرت تعداد کی

Marfat.com

وجہ سے تبوک کا نام عام طور پر ظاہر کر دیا تاکہ اس سفر کے لیے سب لوگ پوری تیاری کر لیں۔ اس خیال سے آپؐ نے لوگوں کو تیاری سفر کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ میں روم کے مقابلے پر جارہا ہوں۔ اس لیے باوجود اس پریشان حالی کے جس میں مسلمان مبتلا تھے اور روم ایسی پرشوکت طاقت کے مقابلے پر جہاد کے لیے جاتے ہوئے دل میں پس وپیش کرتے تھے وہ آپؐ کے حکم کی وجہ سے تیاری کرنے لگے' اسی تیاری سفر کے اثناء میں ایک دن آپؐ نے بنی سلمہ کے جد بن قیس سے کہا کہو اس سال رومیوں سے جہاد کے لیے چلتے ہو۔ جد نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ مجھے آپؐ یہیں قیام کی اجازت دے دیں اور فتنے میں نہ ڈالیں کیونکہ بخدا میری تمام قوم اس بات سے واقف ہے کہ میں عورتوں کا نہایت ہی دلدادہ ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔

جہاد سے متعلق آیت قرآنی کا نزول: رسولؐ اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اچھا میں نے تم کو قیام کی اجازت دی۔ جد بن قیس ہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے و منهم من يقول ائذن لی ولا تفتنی (آخر آیت تک) یعنی ان کو رومی عورتوں کے فتنے میں پڑنے کے مواقع سے معاف کر دیا جائے۔ حالانکہ یہ ان کا محض بہانہ تھا حقیقت نہ تھی بلکہ اس قول سے وہ اور اس سے بڑھ کر اس فتنے میں مبتلا ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت سے انہوں نے ارادۃً" پہلو تہی کی اور اپنی جان کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں عزیز رکھا۔

حضرت عثمانؓ کی مالی امداد: رسول اللہ ﷺ نے اب بیش از بیش سفر کی تیاری میں کوشش شروع کی آپؐ نے صحابہ کو بھی مستعدی کے ساتھ جلد تیار ہو جانے کا حکم دیا اور آپؐ نے دولت مند اصحاب کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور سواریوں کی بہم سانی کی ترغیب دی چنانچہ ان حضرات نے آپؐ کے ارشاد کی پوری تعمیل کی۔ عثمانؓ بن عفان نے اس موقع پر اس قدر کثیر رقم اللہ کی راہ میں خرچ کی جو کوئی دوسرا نہ کر سکا۔

سات مسلمان جن میں انصاری وغیرہ تھے روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے' غریب تھے انہوں نے آپؐ سے سواری کی درخواست کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں کہ میں تم کو دوں اس لیے وہ آزردہ ہو کر روتے ہوئے آپؐ کے پاس سے چلے گئے کیونکہ خود ان کے پاس بھی خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ تھا۔

Marfat.com

عبداللہ بن ابی سلول کا فتنہ: مدینہ سے چل کر رسول اللہ ﷺ نے ثنیۃ الوداع پر منزل کی عبداللہ بن ابی سلول نے ثنیۃ الوداع کے زیریں میں آپؐ کے مقابل حبابہ کے کوہ ذباب پر اپنی علیحدہ چھاؤنی ڈالی' اس کی جماعت کسی طرح رسول اللہ ﷺ کی جماعت سے کم نہ تھی۔ جب آپؐ اس مقام سے روانہ ہوئے عبداللہ بن ابی سلول دوسرے منافقوں کے ساتھ ارادۃً پیچھے رہ گیا اور اس نے آپؐ کا ساتھ نہیں دیا اس کے ساتھ بنی عوف بن الخزرج کا عبداللہ بن ابی ۔ بنی عمرو بن عوف کا عبداللہ بن بنتل اور بنی قینقاع کا رفاعہ بن زید بن التالوت وہ منافقوں کے سرغنہ تھے جو ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ فریب اور ریاکاری کرتے رہتے تھے۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب کی روانگی و مراجعت: رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ مدینہ میں آپؐ کے اہل وعیال کی خبر گیری کے لیے قیام کریں اور ساتھ نہ آئیں آپؐ نے اس موقع پر بنی غفار کے سباع بن عرفطہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ علیؓ کے قیام مدینہ پر منافقوں نے ان کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں شروع کیں اور کہا کہ رسولؐ اللہ ان کو نکما سمجھ کر ساتھ نہیں لے گئے۔ جب علیؓ کو منافقوں کی اس بات کا علم ہوا انہوں نے اسلحہ لگائے اور وہ مدینہ سے چل کھڑے ہوئے اور جرف میں جہاں رسول اللہ ﷺ مقیم تھے آپؐ کے پاس پہنچ گئے۔ علیؓ نے آپؐ سے کہا یا رسولؐ اللہ منافق کہتے ہیں آپؐ نے مجھے دوبھر سمجھا اور اس طرح مجھے مدینہ میں قیام کا حکم دے کر اپنا بوجھ ہلکا کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو صرف اپنے اہل وعیال کی نگرانی کی خاطر مدینہ میں قیام کا حکم دیا ہے تم جاؤ اور میرے اور اپنے اہل وعیال میں میری نیابت کرو۔ اے علیؓ کیا تم اس کو اچھا نہیں سمجھتے کہ تم کو میرے پاس وہ درجہ نصیب ہو جو ہارون کو موسیٰ کے پاس تھا۔ اگرچہ میرے بعد اب کوئی اور نبی نہیں۔ علیؓ مدینہ چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنی راہ چلے گئے۔

حجر میں پانی نہ پینے کا حکم: اثنائے راہ میں جب رسول اللہ ﷺ حجر آئے۔ آپؐ نے منزل کی' اس کے کنویں سے لوگوں نے پانی لیا اور جب وہ شام کو فرودگاہ واپس آئے رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ نہ اس کنوئیں کا پانی پیو اور نہ اس سے وضو کرو بلکہ اس کے پانی سے جو آٹا تم نے گوندھا ہو اسے اونٹوں کو کھلا دو خود اس میں سے ہرگز نہ کھاؤ اور آج شب میں تم

سے کوئی بغیر کسی کو ساتھ لیے فرودگاہ سے باہر نہ جائے۔ تمام صحابہ نے آپؐ کے حکم کی بجا آوری کی' البتہ بنی ساعدہ کے دو شخصوں نے اس ہدایت پر عمل نہیں کیا' ایک صاحب قضائے حاجت کے لیے گئے اور ایک اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلے جو قضائے حاجت کے لیے گئے تھے اسی راہ میں ان کو مرض خناق ہو گیا اور جو اونٹ کی تلاش میں گئے تھے ان کو تیز ہوا نے اڑا کر طے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان جا پٹکا۔ آپؐ کو اس کی اطلاع ہوئی آپؐ نے فرمایا کہ میں نے بغیر کسی کو ساتھ لیے باہر نکلنے کی ممانعت نہیں کر دی تھی۔ ان میں سے جو صاحب بیمار ہو گئے تھے ان کے لئے آپؐ نے دعا فرمائی وہ اچھے ہو گئے۔ اور دوسرے صاحب جو طے کے پہاڑوں میں جاگرے تھے ان کو خود بنی طے آپ کی مدینہ میں واپسی کے بعد بلا معاوضہ آپؐ کے پاس لے آئے۔

رسولؐ اللہ کی بارش کے لیے دعا: صبح کو فرودگاہ میں کسی کے پاس پانی نہ تھا' صحابہ نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی آپؐ نے جناب باری میں دعا فرمائی اسی وقت اللہ نے ایک بادل بھیجا جس سے اتنی بارش ہو گئی کہ سب سیراب ہو گئے اور انہوں نے آئندہ کے لیے بھی پانی بھر لیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے محمود بن لبید سے پوچھا کہ عہد رسالت میں بھی لوگوں میں نفاق تھا اور وہ اس سے واقف تھے' انہوں نے کہا ہاں بے شک تھا' لوگ اپنے بھائی' باپ چچا اور دوسرے اعزا کے نفاق سے واقف ہوتے تھے مگر اس کے باوجود ایک دوسرے کی پردہ داری کرتے تھے۔ میری قوم کے ایک شخص نے ایک مشہور منافق کا واقعہ مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ اسی غزوہ تبوک کے سفر میں آپؐ کے ساتھ تھا جب حجر میں پانی کا یہ واقعہ پیش آیا اور رسول اللہ ﷺ نے پانی کے لیے اللہ کی جناب میں دعا کی اور اللہ نے بادل بھیج کر اتنا پانی برسا دیا جس سے تمام لوگ سیراب بھی ہو گئے اور انہوں نے حسب ضرورت اپنے ساتھ بھی پانی بھر لیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ کم بخت اب بھی تجھے رسولؐ اللہ کی نبوت میں کچھ شک ہے۔ اس نے کہا اس سے کیا ہوتا ہے یہ تو ایک گزر جانے والی بدلی تھی۔

حضرت محمدؐ کا تبوک میں قیام: رسول اللہ ﷺ بارہ تیرہ دن تبوک پر فروکش رہے آگے نہیں بڑھے اس کے بعد آپؐ مدینہ واپس روانہ ہوئے' اثنائے راہ میں وادی مشقق میں

Marfat.com

پانی کا ایک چشمہ پڑتا تھا جس میں تھوڑا تھوڑا پانی جھر کر جمع ہوتا تھا اور اس سے ایک وقت میں دو یا تین شتر سوار سیراب ہو سکتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا کہ جو لوگ ہم سے پہلے اس چشمے پر پہنچیں وہ ہمارے آنے تک اس میں سے پانی نہ لیں۔ چند منافق آپؐ سے پہلے اس چشمے پر آگئے اور انہوں نے جس قدر پانی اس میں تھا اسے خرچ کر لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس مقام پر آئے اور چشمے پر ٹھہرے آپؐ نے دیکھا کہ ذرا سا پانی اس میں نہیں ہے آپؐ نے پوچھا ہم سے پہلے یہاں کون آیا۔ صحابہؓ نے بتایا فلاں فلاں شخص آئے تھے آپؐ نے فرمایا کیا میں نے اس بات کی ان کو ممانعت نہیں کر دی تھی کہ تاوقتیکہ میں خود یہاں نہ آؤں کوئی اس چشمے سے سیراب نہ ہو' پھر آپؐ نے ان لوگوں پر جنہوں نے آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی لعنت بھیجی اور ان کے لیے بددعا کی۔ پھر آپؐ خود اس چشمے میں اترے اور آپؐ نے جھرنے کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا پانی تھوڑا تھوڑا ٹپکنا شروع ہوا پھر آپؐ نے اسے اپنے ہاتھ سے کریدا اور بہت دیر تک بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اس کے بعد نہایت زور شور سے پانی ابل پڑا۔ تمام لوگوں نے خوب دل کھول کر اسے پیا اور اسے استعمال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا جو تم میں باقی رہے گا وہ ضرور سن لے گا کہ یہ وادی جہاں میں کھڑا ہوں میرے سامنے اور پیچھے دور تک شاداب ہو گئی ہے۔

مکہ سے مشرکین کے اخراج کا حکم: محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مروی ہے کہ سنہ ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ کو امیر الحج مقرر کر کے مکہ بھیجا اور علیؓ بن ابی طالب کو سورہ براۃ کی تیس یا چالیس آیات دے کر مکہ بھیجا۔ علیؓ نے ان لوگوں کے سامنے پڑھ دیا جن میں چار ماہ کی مہلت مشرکین کو دی گئی تھی کہ اس مدت میں وہ اور حرم میں رہ سکتے ہیں۔ علیؓ نے عرفے کے دن یہ آیات ان کو سنائیں اور بیس دن ذی الحجہ کے محرم' صفر' ربیع الاول اور دس دن ربیع الاخر کے ان کو مہلت دی۔ اس کے علاوہ خود لوگوں کے گھروں میں اس حکم کو سنا دیا گیا۔ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا برہنہ طواف کرے۔ اس سال صدقات فرض کیے گئے اور ان کے وصول کرنے کے لیے رسولؐ اللہ نے اپنے عمال مختلف مقامات کو بھیجے۔

حضرت ام کلثومؓ کا انتقال: اس سال شعبان میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثومؓ کا انتقال ہوا۔ اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب نے ان کو غسل دیا۔ بیان کیا

Marfat.com

گیا ہے کہ چند انصاری عورتوں نے جن میں ایک ام عطیہ بھی تھیں ان کو غسل دیا تھا۔ ابو طلحہؓ ان کی قبر میں اترے تھے۔

سنتہ الوفود سنہ ۱۰ھ

حضرت خالدؓ بن ولید کی نجران میں تبلیغ اسلام: عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ سنہ ۱۰ھ کے ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ میں رسولؐ اللہ نے خالد بن الولید کو بنی الحارث بن کعب کے پاس نجران بھیجا اور حکم دیا کہ لڑنے سے قبل ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کے لیے تین دن کی مہلت دینا۔ اگر وہ اسلام لے آئیں ان کے اسلام کو تسلیم کر لینا' ان میں قیام پذیر ہونا' ان کو کتاب اللہ' اس کے نبی کی سنت اور ارکان اسلام کی تعلیم دینا اگر وہ اسلام نہ لائیں تو پھر ان سے جنگ کرنا۔ خالدؓ مدینہ سے چل کر نجران آئے اور انہوں نے ہر سمت شتر سوار دعوت اسلام کے لیے روانہ کیے جو کہتے تھے لوگو اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے۔ چنانچہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

رسول اللہ کا خط بنام حضرت خالدؓ بن ولید: رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن ولید کو خط میں لکھا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد النبیؐ رسولؐ اللہ کی جانب سے خالدؓ بن الولید کو لکھا جاتا ہے کہ تم پر سلامتی ہو۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد! تمہارا خط تمہارے قاصد کے ہاتھ مجھے ملا جس میں تم نے بنی الحارث کی جنگ سے قبل ہی اسلام لانے کی اطلاع دی ہے اور مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اسلام کی جو دعوت ان کو دی اسے انہوں نے قبول کیا اور اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے کوئی اور خدا نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ نے ان کو اپنی ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق دی۔ تم ان کو جنت کی بشارت دو۔ دوزخ سے ڈراؤ اور پھر چلے آؤ اور اپنے ساتھ ان کا ایک وفد بھی لاؤ۔ والسلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔"

بنی الحارث بن کعب کا وفد: اس حکم کے موصول ہوتے ہی خالدؓ بن الولید رسولؐ اللہ کے پاس آ گئے۔ ان کے ہمراہ بنی الحارث بن کعب کا ایک وفد بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کو دیکھ کر آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ یہ تو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں آپ سے کہا گیا کہ یہی بنی الحارث بن کعب ہیں۔ جب یہ آپ کے قریب آ کر ٹھہرے

انہوں نے آپؐ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہیں اور میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے اُس سے کہا تم ہی وہ لوگ ہو کہ جب تم ہنکائے جاتے ہو تو آگے بڑھتے ہو۔ وہ سب خاموش رہے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ آپؐ نے یہ بات دو تین مرتبہ کہی' کسی نے جواب نہیں دیا۔ چوتھی مرتبہ کہی' یزید بن عبدالمدان نے کہا یا رسولؐ اللہ بے شک ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جب ہانکے جاتے ہیں تو آگے بڑھتے ہیں۔ اس نے بھی یہ بات چار مرتبہ کہی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر خالدؓ بن الولید نے مجھے یہ نہ لکھا ہوتا کہ تم اسلام لے آئے ہو۔ اور تم نے جنگ نہیں کی تو میں اسی وقت تم سب کو قتل کرا دیتا۔

عمرو بن حزم الانصاری کا فرمان تقرر: عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ بنی الحارث بن کعب کے وفد کی واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنی النجار کے عمرو بن حزم الانصاری کو ان کا والی مقرر کیا تاکہ یہ ان کو دین اسلام کی تعلیم دیں' سنت رسولؐ بتائیں ارکان اسلام سے آگاہ کریں اور ان سے صدقات وصول کریں۔ اس کے متعلق آپؐ نے عمرو بن حزم کو ان کا فرمان تقرر لکھ دیا اور اس میں آپؐ نے اپنی جانب سے احکام دیئے' وہ فرمان یہ ہے۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ بیان اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے لکھا جاتا ہے۔ اے ایمان والو ! اپنے اقراروں کو پورا کرو' یہ عہد محمد النبیؐ کی جانب سے عمرو بن حزم کے لیے ان کو یمن بھیجتے وقت لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے ہر معاملے میں اس سے ڈرتے رہیں اس لیے کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈریں اور جو نیک کردار ہیں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے حق کو وصول کریں لوگوں کو خیر کی بشارت دیں اور خیر کا حکم دیں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور دین کے ارکان سمجھائیں۔ لوگوں کو برائیوں سے روکیں اور صرف وہ شخص جو پاک ہو قرآن کو ہاتھ لگائے۔ لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کریں' نیکی میں لوگوں کے ساتھ نرمی کریں اور جب وہ ظلم کے مرتکب ہوں ان پر سختی کریں۔ اللہ تعالیٰ ظلم کو برا سمجھتا ہے اور اس نے منع کیا ہے اسی کے لیے وہ کہتا ہے' خبردار ہو جاؤ' ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے' لوگوں کو جنت کی بشارت دیں اور اس کے اعمال سے آگاہ کریں' دوزخ سے

Marfat.com

ڈرائیں اور اس کے اعمال سے متنبہ کر دیں۔ لوگوں کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آئیں تاکہ وہ ارکان دین کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ لوگوں کو حج اصغر یعنی عمرے کے متعلق اللہ نے جو احکام دیئے ہیں ان سے لوگوں کو واقف کریں اور لوگوں کو صرف ایک چھوٹے سے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنے سے روک دیں البتہ اگر وہ ایک کپڑا اتنا بڑا ہو کہ شانوں پر ڈالا جا سکے تو مضائقہ نہیں۔ لوگوں کو ایک کپڑے میں گانٹھ باندھ کر اس طرح بیٹھنے سے کہ ان کی شرم گاہ کھل جائے ممانعت کر دیں۔ لوگوں کو اس بات کی بھی ممانعت کر دیں کہ اگر کسی کے سر کی گدی میں بال نہ ہوں تو وہ جوڑا نہ باندھے اور اس بات کی ممانعت کر دیں کہ جنگ میں لوگ قبائل اور خاندان کا واسطہ دے کر حمایت کے لیے آواز نہ دیں بلکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ایک دوسرے کی حمایت کریں' اور جو اللہ کی حمایت کے لیے دعوت نہ دے بلکہ محض قبیلے اور خاندان کی حمایت کے لیے دعوت دے اسے تلوار سے ختم کر دینا چاہیے تاکہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کی دعوت قائم ہو۔ لوگوں کو وضو کا حکم دیں اس طرح کہ وہ اپنا منہ دھوئیں' کہنیوں تک ہاتھ دھوئیں اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئیں اور اللہ کے حکم کے مطابق سر کا مسح کریں اور میں نے ان کو اوقات مقررہ پر نماز پڑھنے کا حکم دیا اور ہدایت کی ہے کہ رکوع کو پوری طرح ادا کریں تمام میں رقت قلب ظاہر کریں۔ صبح کی نماز تڑکے پڑھیں' دوپہر کی نماز دوپہر کو زوال شمس کے بعد پڑھیں۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھیں جب کہ آفتاب کا سایہ زمین پر ٹیڑھا ہو جائے اور مغرب کی نماز رات شروع ہونے پر ادا کریں اس میں ستاروں کے آسمان پر نمودار ہونے کا انتظار کریں۔ رات کے اول حصے میں عشاء کی نماز پڑھیں جمعہ کی نماز کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ جب اذان ہو تو فوراً تیزی کے ساتھ نماز کے لیے جائیں' نماز کو جاتے وقت غسل کریں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس وصول کریں اور زمینوں میں سے مومنین سے بقدر عشر لگان وصول کریں۔ لگان کی یہ مقدار ان زمینوں کے متعلق ہے جو بارش یا چشمے سے سیراب ہوتی ہوں اور جو ڈول سے سیراب ہوں ان سے نصف عشر لیا جائے دس اونٹوں میں دو بکریاں لی جائیں۔ بیس اونٹوں میں چار بکریاں لی جائیں' چالیس گایوں میں ایک گائے تیس گایوں میں سے ایک بچھڑا یا نر یا چالیس بکریوں میں ایک بکری' یہ مقدار اللہ کی جانب سے مسلمانوں پر زکوۃ کے لیے فرض کی گئی ہے جو اس سے زیادہ دے اس میں اس کا فائدہ ہی ہے جو یہودی یا نصرانی اپنی خوشی سے خلوص دل سے مسلمان ہو جائے اور اللہ کے دین کو

Marfat.com

قبول کر لے وہ مومن ہے اس کے حقوق اور فرائض وہی ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور جو شخص اپنے مذہب پر یہودی یا نصرانی قائم رہے اسے ہرگز ترک مذہب کے لیے کسی طرح بھی مجبور نہ کیا جائے' البتہ ان کے ہر بالغ مرد و عورت پر وہ آزاد ہو یا غلام ایک دینار کامل جزیہ عاید کیا جائے جو سالانہ نقد یا جنس کی شکل میں وصول کیا جائے نقد نہ وصول ہو تو اس کی قیمت کا کپڑا لیا جائے اور جو اس رقم کے دینے سے انکار کرے وہ اللہ اس کے رسولؐ اور تمام مسلمانوں کا دشمن سمجھا جائے۔

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی ہے عمرو بن حزم نجران پر آپؐ کے عامل تھے۔

مسیلمہ بن حبیب الکذاب: اہل یمامہ کے بنی حنیفہ کے ایک بزرگ کی جو روایت مسیلمہ کے سابقہ واقعے کے متعلق ابن اسحٰق نے بیان کی ہے وہ اس سابقہ بیان کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا وہ مسیلمہ کو اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے تھے ساتھ نہ لائے تھے۔ اسلام لے آنے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسیلمہ کا ذکر کیا کہ ہمارا ایک ساتھی اور ہے جسے ہم اپنے سامان اور سواریوں کی حفاظت کے لیے اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بھی اس صلے کا حکم دیا جو وہ اور اہل وفد کو دے چکے تھے۔ اور فرمایا چونکہ وہ اپنے ہمراہیوں کے سامان کی نگرانی کر رہا ہے لہٰذا وہ تم سے کچھ برا نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب کا دعویٰ: یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے گئے اور مسیلمہ کے پاس آئے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیا تھا وہ اسے لا کر دے دیا' یمامہ آکر دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو گیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے سامنے یہ جھوٹ بولا کہ میں بھی محمدؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہوں اس کے لیے اس نے ان لوگوں سے جو وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے کہا کیا تم سے رسول اللہ ﷺ نے جب تم نے میرا ذکر کیا' یہ نہیں کہا تھا کہ وہ تم سے اپنے مرتبے میں برا نہیں ہے۔ یہ بات انہوں نے اسی لیے کہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ مجھے نبوت میں ان کا شریک کیا گیا ہے اس کے بعد اس نے سجعے کہنے شروع کیے اور ان سجعوں میں ایسے جملے کہنے لگا جو قرآن سے مشابہ تھے۔ جیسے (ترجمہ) اللہ نے حاملہ عورت پر یہ انعام کیا کہ اس میں سے انسان کو

Marfat.com

پیدا کیا جو دوڑتا ہے اس کے کوکھوں اور انتڑیوں کے درمیان سے۔ اپنے پیروؤں کو اس نے نماز معاف کر دی، شراب حلال کر دی، زنا کو جائز قرار دیا اور اسی قسم کی اور باتیں کیں مگر اس کے ساتھ اس بات کی بھی شہادت دی کہ محمدؐ رسول اللہ، اللہ کے نبیؐ ہیں۔ اس کی ان باتوں سے بنی حنیفہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے تالیاں بجائیں، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

کندہ کا وفد: اس سال اشعث بن قیس الکندی کی امارت میں کندہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ اشعث بن قیس کندہ کے ساٹھ شتر سواروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ یہ اپنے بالوں میں کنگھی کر کے اور حیرہ کے جبے جن کے گریبان اور کفوں پر حریر لگا تھا پہن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے پوچھا کیا ابھی اسلام نہیں لائے ہو انہوں نے کہا ہم مسلمان ہو چکے ہیں آپؐ نے فرمایا تو یہ حریر اپنے گلوں میں کیوں لگایا ہے آپؐ کے اس قول پر ان سب نے حریر کو پھاڑ کر پھینک دیا اور پھر اشعث نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم آکل المرار کے بیٹے ہیں اور آپؐ بھی آکل المرار کے فرزند ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن الحارث کے سامنے یہ نصب بیان کرو۔ واقعہ یہ تھا کہ ربیعہ اور عباس تاجر تھے جب کسی علاقہ عرب میں جاتے اور لوگ ان کو دریافت کرتے کہ وہ کون ہیں۔ وہ اپنے اعزاز میں کہتے کہ ہم آکل المرار کی اولاد میں ہیں۔ کیونکہ کندہ بادشاہ تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہم تو نضر بن کنانہ کی اولاد میں ہیں اپنی ماں سے واقف نہیں ہیں اور اپنے باپ سے انکار نہیں کرتے اس پر اشعث بن قیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے جماعت کندہ تم نے سنا بخدا اب اگر آئندہ کوئی شخص یہ بات کہے تو میں اس کے اسی کوڑے لگواؤں گا۔

خولان کا وفد: اس سال خولان کا وفد جس میں دس آدمی تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے اثنا میں واقعہ خیبر سے پہلے رفاعہ بن زید الجذامی الضبی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا، اس نے ایک غلام آپ کو ہدیہ کیا، اسلام لایا اور بہت ہی مخلص مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ان کی قوم کے نام ایک خط لکھ کر دیا، جس میں آپ نے لکھا تھا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط محمد رسولؐ اللہ کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لیے لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو ان کی تمام

قوم کے پاس اور ان لوگوں کے پاس جواب ان کی قوم میں شامل ہوں بھیجا ہے تاکہ یہ ان کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے دعوت دیں جو قبول کرے وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں داخل ہو گیا اور جو اس سے انکار کرے اسے دو ماہ کی امان دی جائے۔" اس خط کو لے کر جب رفاعہ اپنی قوم کے پاس آئے ان کی قوم نے رفاعہ کی دعوت کو قبول کیا اور سب مسلمان ہو گئے۔ اور پھر وہ حرہ الرجلاء آکر وہاں سکونت پذیر ہو گئے۔

مسیلمہ کذاب کا خط: اس سال مسیلمہ نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا کہ میں آپؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ مسیلمہ بن حبیب الکذاب نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا' یہ خط مسیلمہ رسولؐ اللہ کی طرف سے محمد رسولؐ اللہ کو لکھا جاتا ہے۔"سلام علیک' مجھے آپؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہے۔ ہمارے لیے آدھی سرزمین اور قریش کے لیے آدھی مگر قریش حد سے بڑھنے والی قوم ہے۔" دو شخص اس خط کو لے کر آپ کے پاس آئے۔ نعیم سے مروی ہے کہ خط کو پڑھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں قاصدوں سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا بھی وہی خیال ہے جو مسیلمہ نے لکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ پھر آپؐ نے مسیلمہ کو اس کے خط کے جواب میں لکھا۔"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسولؐ اللہ کی طرف سے مسیلمۃ الکذاب کے نام لکھا جاتا ہے۔ سلام ہو اس پر جس نے راہ راست کی اتباع کی۔ زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جسے وہ چاہتا ہے۔ اس کا وارث بناتا ہے اور بے شک آخرت اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہے' یہ آخر سنہ ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ مسیلمۃ الکذاب اور دوسرے مدعیان نبوت نے رسول اللہ ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی اور مرض الموت میں علیل ہونے کے بعد اپنی نبوت کا اعلان اور دعویٰ کیا تھا۔

عاملوں کا تقرر: اس سال رسول اللہ ﷺ نے ان تمام علاقوں میں جہاں اسلام پھیل گیا تھا اپنے عامل صدقات مقرر کر کے بھیج دیے۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ تمام ان شہروں پر جو اسلام کے زیر نگیں آگئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے امیر اور عامل صدقات مقرر کیے۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ بن المغیرہ کو آپؐ نے صنعاء بھیجا۔ عنسی نے جو وہاں تھا مہاجرؓ کے خلاف خروج کیا۔ آپؐ نے بنی بیاضہ کے زیاد بن لبید الانصاری کو حضر

موت کے صدقات کا عامل مقرر کیا۔ عدی بن حاتم کو طے اور اسد کا عامل صدقات مقرر فرمایا' مالک بن نویرہ کو بنی حنظلہ کا عامل صدقات مقرر فرمایا۔ بنی سعد کے صدقات کی وصولیابی انہی کے دو شخصوں کو تفویض کی۔ علاء بن الحضرمی کو آپؐ نے بحرین کا عامل مقرر کر کے بھیجا اور علیؓ بن ابی طالب کو نجران بھیجا تا کہ یہ وہاں کے صدقات اور جزیے کو وصول کریں۔

حجتہ الوداع سنہ ۱۰ھ

اس سال کے ماہ ذی القعدہ کے شروع ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ نے حج کی تیاری شروع کی اور تمام صحابہؓ کو آپؐ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا۔ عائشہؓ ام المومنین سے مروی ہے کہ ذی القعدہ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہوئے اس وقت خود آپؐ اور تمام صحابہؓ کی زبان پر صرف حج کا ذکر تھا یہاں تک کہ آپؐ سرف پہنچے۔ آپؐ نے اپنے ہمراہ حج کے لیے ہدی بھی لی تھی اور دوسرے شرفاء کے ساتھ بھی ہدی تھی۔ آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ سوائے ان لوگوں کے جو ہدی ساتھ لائے ہیں اور لوگ عمرہ کر سکتے ہیں۔ میں اسی دن حائضہ ہو گئی۔ علیؓ میرے پاس آئے میں رو رہی تھی انہوں نے پوچھا کیا ہوا' شاید تم کو حیض آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں' اور اچھا ہوتا کہ اس سال میں تم سب کے ساتھ حج کے لیے نہ جاتی۔ انہوں نے کہا یہ خیال نہ کرو بلکہ یہ بات زبان سے بھی مت کہو۔ طواف کے علاوہ تم اور تمام وہی مناسک حج ادا کر سکتی ہو جو دوسرے حاجی کرتے ہیں۔

حضرت فاطمہؓ کا عمرہ: ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو نجران بھیجا تھا وہ مکہ میں آکر آپؐ سے ملے اور احرام باندھ چکے تھے علیؓ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے دیکھا کہ فاطمہؓ نے احرام باندھ کر عمرے کی تیاری کی ہے۔ علیؓ نے پوچھا اے رسولؐ کی صاحبزادی کیا کر رہی ہو' انہوں نے کہا رسولؐ اللہ نے ہمیں عمرے کی اجازت دی ہے اور اس کے لیے ہم نے احرام باندھا ہے۔ فاطمہؓ سے مل کر علیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اپنے واقعات سفر سنانے کے بعد رسولؐ اللہ ﷺ نے ان سے کہا جاؤ جا کر پہلے بیت اللہ کا طواف کرو اور پھر اپنے دیگر اصحاب کی طرح احرام کھولو۔ علیؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ میں نے تو آپؐ کی طرح حج کی نیت کی ہے۔ رسولؐ اللہ

Marfat.com

نے فرمایا کیا ہوا جاؤ اور عمرہ کر کے قیام کرو۔ علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یارسولؐ اللہ حج کی نیت کرتے وقت میں نے اللہ سے کہا تھا کہ خداوند میں بھی اسی طرح حج کی نیت کرتا ہوں جس طرح تیرے بندے اور رسولؐ نے کی ہے۔ آپؐ نے پوچھا تمہارے ساتھ ہدی ہے' میں نے کہا نہیں' تب آپؐ نے ان کو بھی اپنی ہدی میں شامل کر لیا اور وہ بدستور احرام سابق باندھے رہے' اور جب رسول اللہ ﷺ اور علیؓ دونوں حج سے فارغ ہو گئے تب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں کی طرف سے ہدی کی قربانی کی۔

رسولؐ اللہ کا خطبہ: عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کرنے تشریف لے گئے آپؐ نے سب کو مناسک اور سنن حج بتا دیئے پھر آپؐ نے سب کے سامنے اپنا وہ مشہور خطبہ دیا جس میں آپؐ نے اپنے مقصد کو صاف صاف لوگوں پر واضح کیا۔ آپؐ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو میری بات کو غور سے سن لو کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر پھر کبھی میری تم سے ملاقات نہ ہو۔ اے لوگو ! قیامت تک کے لیے تمہارا خون اور تمہارا مال اسی طرح تم پر حرام ہے جس طرح کہ آج کے دن اور اس مہینے کی حرمت ہے تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تمہارے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا۔ میں نے اس کا پیام پہنچا دیا ہے' جس کے پاس کوئی امانت ہو اسے چاہیے کہ وہ امانت رکھوانے والے کو واپس کر دے۔ ہر قسم کا سود ساقط ہے۔ البتہ اصل رقم تمہاری ہے وہ تم کو ملنا چاہیے تاکہ نہ تم پر ظلم ہو اور نہ تم دوسروں پر ظلم کرو' اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سود قطعی ساقط ہے۔ عباس بن عبدالمطلب کا تمام سود قطعی ساقط ہے۔ اسی طرح جاہلیت میں جتنے خون ہوئے ہیں وہ سب ساقط ہیں ان کا ہرگز انتقام نہ لیا جائے اور سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ شیر خوار بچہ بنی لیث کے یہاں پرورش پا رہا تھا بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا اس لیے سب سے پہلے جاہلیت کے خونوں میں سے اس بچے کے خون کی معافی سے ابتداء کرتا ہوں کہ وہ ساقط کیا جاتا ہے۔

اے لوگو ! اب شیطان اس بات سے تو ہمیشہ کے لیے مایوس ہو چکا کہ اس تمہاری سرزمین میں خدائے واحد کے سوا کسی اور کی پرستش کی جائے البتہ اس کے سوا تمہارے جو اور اعمال ہیں جن کو تم معمولی درجے کا سمجھتے ہو ان کے متعلق وہ اس بات سے مطمئن ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے گی' اس لیے اپنے دین کی حفاظت کے لیے شیطان سے ڈرتے

Marfat.com

رہو۔ اے لوگو! مہلت کفر میں ایک اور اضافہ ہے اس سے صرف کافر گمراہ ہوتے ہیں ایک سال اسے حلال کر لیتے ہیں ایک سال اسے حرام کر لیتے ہیں تا کہ اللہ نے جو زمانہ حرام قرار دیا ہے اس کی خلاف ورزی کی جائے اس لیے جو زمانہ اللہ نے حرام کیا ہے اسے وہ حلال کرتے ہیں اور جو زمانہ جنگ کے لیے جائز قرار دیا ہے اسے حرام قرار دیں۔ جس روز کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے زمانہ برابر گردش میں ہے جس روز کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اسی دن اس نے اپنی کتاب میں بارہ مہینے مقرر کیے ہیں ان میں چار حرام ہیں تین تو مسلسل اور چوتھا رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

اما بعد! اے لوگو! تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے اور تم پر ان کا حق ہے' ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہاری مرضی کے خلاف تمہارے گھر کوئی غیر نہ آئے اور ان پر یہ فرض ہے کہ کوئی بدکاری نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم ان کو ان کی خواب گاہوں میں چھوڑ دو اور ان سے کوئی واسطہ نہ رکھو اور معمولی مار مارو۔ اگر اس سزا سے وہ باز آجائیں تو تم فراخ دلی کے ساتھ ان کو نان ونفقہ دو اور ہمیشہ ایک دوسرے کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتے رہو وہ تمہاری دست نگر ہیں۔ خود اپنا کچھ نہیں رکھتیں اور تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ اپنے نکاح میں لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ساتھ ان کی فروج کو حلال کیا ہے اے لوگو! اچھی طرح میری باتوں کو سمجھ لو اور غور سے سن لو' میں نے اللہ کا پیام پہنچا دیا ہے اور تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی راہ راست سے نہ بھٹکو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت ہے۔ اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سن لو' میں نے اللہ کا پیام پہنچا دیا اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کی چیز زبردستی لینا جائز نہیں سوائے اس کے کہ جو وہ اپنی مرضی سے دے۔ اپنے اوپر ظلم نہ کرنا۔ اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیام پوری طرح پہنچا دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ کے اس قول پر تمام مسلمانوں نے کہا بے شک آپؐ نے اللہ کا پیام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خداوندا تو شاہد رہ۔

تعلیمی حج: عبداللہ ابی نجیع سے مروی ہے کہ عرفہ میں ٹھہر کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مقام اس پہاڑ کا جس پر یہ واقع ہے موقف ہے اور تمام عرفہ موقف ہے۔ اسی طرح آپ نے مزدلفہ کی صبح کو قزح پر قیام کر کے فرمایا یہ موقف ہے اور تمام مزدلفہ موقف ہے

Marfat.com

اسی طرح جب آپؐ نے قربان گاہ میں قربانی کی فرمایا یہ قربان گاہ ہے اور تمام منیٰ قربان گاہ ہے۔ آپؐ نے حج پورا کیا تمام مسلمانوں کو سب مناسک حج بتا دیے اور حج کے موقعے پر مواقف رمی جمار اور بیت اللہ کے طواف میں جو فرائض ہیں وہ بتائے نیز حج میں جن باتوں کو حلال کیا گیا ہے اور جن باتوں کو حرام کیا گیا ہے وہ بتا دیں اس طرح یہ حج نہ صرف آخری حج ہوا بلکہ تعلیمی حج بھی تھا کیونکہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو حج کا موقع نہیں مل سکا۔

غزوات رسول اللہ ﷺ: ابو جعفر کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے چھبیس غزوات میں خود شرکت فرمائی ہے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ آپؐ نے ستائیس غزوات میں خود شرکت کی ہے۔ جن لوگوں نے آپؐ کے غزوات کی تعداد چھبیس بیان کی ہے انہوں نے غزوہ خیبر اور وہاں سے جو آپؐ مدینہ واپس آئے بغیر غزوہ وادی القریٰ کے لیے گئے تھے ایک غزوہ قرار دیا ہے کیونکہ وہ ایک ہی سلسلے میں ہوئے اس لیے آپؐ اپنے مقام پر واپس آئے بغیر خیبر ہی سے وادی القریٰ چلے گئے اور جو لوگ آپ کے غزوات کی تعداد ستائیس کہتے ہیں وہ ان دونوں واقعوں کو علیحدہ علیحدہ ایک غزوہ سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی مہمات: ان کی تعداد میں اختلاف ہے' عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں تشریف لانے کے بعد سے اپنی وفات تک رسول اللہ ﷺ نے پینتیس (۳۵) مہمات جہاد کے لیے روانہ فرمائیں۔

ازواج مطہرات: ان میں سے بعض رسولؐ اللہ کے بعد زندہ رہیں' بعض کو آپؐ نے علیحدہ کر دیا تھا اس علیحدگی کے وجوہ اور بعض آپؐ کی حیات میں انتقال کر گئیں۔ ہشام بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا' تیرہ کے ساتھ آپؐ نے مباشرت کی۔ ایک وقت میں گیارہ موجود رہیں اور نو کو چھوڑ کر آپؐ کی وفات ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ کی حیات میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی اور نکاح نہیں کیا' ان کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپؐ نے کس بیوی سے نکاح کیا اس میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے آپؐ نے عائشہؓ بنت ابو بکرؓ سے نکاح کیا اور بعض کہتے ہیں کہ خدیجہؓ کے بعد آپؐ نے سب سے پہلے سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدو دبن نصر سے نکاح کیا ہے۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے نکاح کیا وہ کمسن تھیں مباشرت کے قابل نہ تھیں۔

Marfat.com

رسولؐ اللہ کے اونٹوں کے نام: رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی قصواء بنی الحریش کے اونٹوں میں سے تھی اسے اور اس کے ساتھ ایک دوسری اونٹنی کو ابو بکرؓ نے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے چار سو درہم میں قصواء کو ابو بکرؓ سے خرید لیا یہ مرنے تک آپؐ ہی کے پاس رہی۔ اسی پر سوار ہو کر آپؐ نے ہجرت فرمائی۔ جب آپؐ مدینہ آئے یہ چار سال کی تھی۔ قصواء۔ جدعا اور عضباء اس کے نام تھے۔ ابن المسیب سے مروی ہے کہ اس اونٹنی کا نام عضباء تھا اور اس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا تھا۔

رسولؐ اللہ کی اونٹنیاں: آپؐ کے پاس بیس دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں جن پر آپؐ کے گھر والے بسر اوقات کرتے تھے' انہیں پر غابہ کے واقعے میں کفار نے غارت گری کی تھی۔ روزانہ شام کو دو بڑے قرابوں میں دودھ دوہا جاتا تھا' ان میں جو زیادہ دودھ دینے والیاں تھیں ان کے نام حنا۔ سمراء۔ عریس' سعدیہ' بغوم۔ یسیرہ اور ریا تھے۔ ام سلمہؓ کے موئی بنہان سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں صرف دودھ پر ہماری بسر اوقات تھی یا ام سلمہؓ نے کہا زیادہ تر دودھ ہی ہماری خوراک تھی۔ غابہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں رہا کرتی تھیں اور وہ آپؐ نے اپنی بیویوں میں تقسیم کر دی تھیں۔ ان میں ایک اونٹنی کا نام عریس تھا۔ ہم کو حسب ضرورت اسی کا دودھ ملتا تھا۔ عائشہؓ کی اونٹنی کا نام سمراء تھا جو بہت دودھ دیتی تھی' وہ میری اونٹنی جیسی نہ تھی حوانیہ کی سمت کی چراگاہ میں چرواہا ان کو چرانے لے جاتا تھا۔ یہ شام کو چر کر ہمارے گھر آتی تھیں اور ان کا دودھ دوہا جاتا تھا۔ خود رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ہم ان دونوں کی اونٹنیوں سے بہت زیادہ دودھ دیتی تھی کہ اس ایک کا دودھ ہماری اونٹنیوں کے دودھ کے برابر ہوتا تھا یا زیادہ ہوتا تھا۔

رسولؐ اللہ کی بکریاں: عجوہ' زمزم' سقیا' برکہ' ورسہ' اطلال اور اطراف آپؐ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں جن کو ابن ام ایمن چراتے تھے۔

رسولؐ اللہ کی تلواریں: مروان بن ابی سعید ابن المعلی سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ کو بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے تین تلواریں قلعیا' بتار اور حتف غنیمت میں ملی تھیں۔ اس کے بعد قلس سے آپؐ کو مخزم اور رسوب دو تلواریں اور ملیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے تو آپؐ کے پاس دو تلواریں تھیں، ان میں ایک کا نام عضب تھا۔ جس سے آپؐ بدر میں لڑے اور آپؐ کی تلوار ذوالفقار یہ منبہ بن الحجاج کی تھی جو آپؐ کو بدر میں غنیمت میں ملی۔

رسول اللہ ﷺ کی کمانیں اور نیزے: مروان بن ابی سعید ابن المعلیٰ سے مروی ہے کہ بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے تین نیزے اور تین کمانیں آپؐ کو ملی تھیں ایک کا نام روحاء تھا ایک صنوبر کی تھی جس کا نام بیضاء تھا اور ایک بانس کی تھی جس کا نام صفراء تھا اور یہ زرد رنگ کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی زرہیں: مروان بن ابی سعید ابن المعلیٰ سے مروی ہے کہ بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے رسول اللہ ﷺ کو دو زرہیں سعدیہ اور فضہ ملی تھیں۔ محمد بن سلمہؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد میں میں نے رسولؐ اللہ پر دو زرہیں ذات الفضول اور فضہ دیکھیں اور خیبر میں آپؐ پر میں نے ذات الفضول اور سعدیہ دیکھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ڈھال: مکحول بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی۔ آپؐ کو یہ تصویر ناگوار ہوئی۔ ایک دن آپؐ نے دیکھا کہ اللہ نے اس شکل کو مٹا دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی: ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی نام ہم سے بیان کیے، ان میں سے جو یاد ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔ محمدؐ، احمدؐ، مقفی، حاشر، نبی، توبہ اور ملحمہ۔

جبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے مجھ سے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمدؐ ہوں احمدؐ ہوں، عاقب اور ماحی ہوں۔ زہری کہتے ہیں کہ عاقب کے معنی یہ ہیں کہ جس کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو اور ماحی وہ ہے جس کے ذریعے سے اللہ کفر کو مٹاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک: علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ دراز قامت تھے اور نہ کوتاہ قامت۔ سر اور چہرہ بڑا تھا ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں۔ پنڈلیاں موٹی تھیں سرخ رنگ تھا، دراز قدم تھے۔ آہستہ آہستہ چلتے تھے معلوم

Marfat.com

ہوتا کہ اتار سے اتر رہے ہیں۔ آپؐ کے قبل یا بعد اس شان کا کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

علیؓ کوفے کی مسجد میں اپنی تلوار کے پرتلے سے گات باندھے بیٹھے تھے۔ انصاریوں میں سے ایک شخص نے علیؓ سے کہا کہ آپؓ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مجھ سے بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا رسولؐ اللہ کا رنگ گورا تھا جس میں سرخی نمایاں تھی۔ نہایت سیاہ آنکھیں تھیں' بال نرم تھے' قدم جوڑ کر چلتے تھے' نرم رخسار تھے' داڑھی بہت ہی گھنی تھی۔ گردن چاندی کی صراحی معلوم ہوتی تھی ہنسلی سے لے کر ناف تک بال تھے' چال اس قدر عمدہ تھی جیسے بانس کا درخت ہوا سے جھومتا ہے' بغل یا سینے پر بال نہ تھے' ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں جب آپؐ چلتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اتار پر سے اتر رہے ہیں اور چال میں ایسی استقامت تھی کہ گویا چٹان چلی آرہی ہے جب آپؐ مڑتے تھے تو سارے جسم سے مڑ جاتے تھے' نہ آپؐ کو تاہ قامت تھے اور نہ دراز قامت نہ نکمے تھے اور نہ تنگ ظرف۔ آپؐ کے چہرے پر پسینے کے قطرات موتی معلوم ہوتے تھے اور آپؐ کے پسینے میں مشک سے بہتر خوشبو تھی۔ آپؐ سے پہلے یا بعد میں میں نے کسی کو آپؐ جیسا نہیں دیکھا۔

مہر نبوت: ابو زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا ابو زید میرے قریب آؤ اور میری پیٹھ پر ہاتھ لگاؤ اور پھر آپؐ نے اپنی پیٹھ کھول دی۔ میں نے اسے اپنی انگلیوں سے مہر نبوت کو دبا کر دیکھا۔ ابو زید سے پوچھا گیا کہ مہر نبوت کیا تھی' انہوں نے کہا بالوں کا وہ گچھا جو آپؐ کے دونوں شانوں پر تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے سر میں شدید درد: عائشہؓ سے مروی ہے کہ بقیع سے آپؐ سیدھے میرے پاس آئے' میرے سر میں درد تھا میں اس سے کراہ رہی تھی آپؐ نے فرمایا عائشہؓ تم نہیں بلکہ تمہارے بجائے میں کہتا ہوں کہ سر پھٹا جاتا ہے پھر آپؐ نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ اور میں تمہارے کفن دفن کا انتظام کروں تمہاری نماز جنازہ پڑھوں اور پھر تم کو دفن کر دوں تمہارا کیا بگڑے۔ میں نے کہا میں خوب جانتی ہوں کہ جب آپؐ مجھے دفن کر کے میرے گھر آئیں تو اپنی کسی بیوی کے ساتھ وہیں شب باشی اختیار کریں گے۔ اس پر آپؐ مسکرائے مگر آپؐ کی تکلیف بڑھتی گئی اور اسی حالت میں آپؐ اپنی بیویوں کے پاس گئے۔ آپؐ میمونہؓ کے گھر میں تھے کہ آپؐ صاحب فراش ہو گئے۔ آپؐ نے اپنی سب بیویوں کو بلایا اور ان سے اجازت لی کہ آپؐ کی تیمارداری میرے گھر ہو' انہوں نے

Marfat.com

اس کی اجازت دی۔ آپؐ وہاں سے اپنے خاندان کے دو شخصوں کے سہارے جن میں ایک فضل بن العباس اور دوسرے ایک اور شخص تھے اس طرح آئے کہ صرف آپؐ کا قدم زمین پر پڑتا تھا اور سر پر پٹی بندھی تھی۔ اسی طرح آپؐ میرے گھر میں آگئے۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس کے بعد آپؐ پر غشی طاری ہو گئی اور آپؐ کے مرض نے اور شدت اختیار کی۔ آپؐ نے فرمایا مختلف کنوؤں سے بھر کر سات مشکیں میرے سر پر ڈالی جائیں تاکہ میں برآمد ہو کر مسلمانوں سے کچھ کہوں۔ ہم نے آپؐ کو حفصہؓ بنت عمرؓ کے غسل خانے میں بٹھایا اور آپؐ کے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا اب بس کرو۔

حضرت محمدؐ کا خطبہ: فضل بن العباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے میں گھر سے نکل کر آپؐ کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کے سر میں سخت درد ہے اور اس کی وجہ سے آپؐ نے سر پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ مجھ سے کہا فضل میرا ہاتھ تھامو۔ میں نے آپؐ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آپؐ کو سہارا دیتا ہوا چلا' آپؐ منبر پر آکر بیٹھے پھر مجھ سے کہا کہ سب کو بلا لاؤ۔ سب جمع ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ "اے لوگو! میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔ تم لوگوں کے میرے ذمے بہت سے حقوق ہوں گے لہٰذا جس کی پیٹھ پر میں نے کوڑے مارے ہوں' اس کے لیے میری پیٹھ حاضر ہے۔ وہ اپنا بدلہ لے لے اور جس کسی کو میں نے برا کہا ہو میں موجود ہوں وہ مجھے برا کہہ لے۔ کینہ پروری نہ میری سرشت ہے اور نہ میری عادت' میں تم میں اس شخص کو سب سے زیادہ پسند کروں گا جو اپنا حق مجھ سے اب لے لے یا معاف کر دے تاکہ میں اپنے رب سے بالکل پاک نفس ہو کر ملوں۔ اگرچہ میں اس بات کو جانتا ہوں کہ میرے اس کہنے کا تاوقتیکہ میں متعدد مرتبہ تم سے نہ کہوں کوئی اثر نہ ہو گا۔"

اصحاب احد کے لیے دعائے مغفرت: ایوب بن بشر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے برآمد ہوئے' منبر پر جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلے جو بات آپؐ نے کی وہ یہ کیا کہ اصحاب احد کے لیے دعا کی۔ ان کے لیے مغفرت طلب کی اور بہت دیر تک ان کو دعا دیتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں تشریف آوری: انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ دوشنبے کے دن جس روز رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی' آپؐ صبح کے وقت مسجد میں

Marfat.com

تشریف لائے' لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے پردہ اٹھایا دروازہ کھولا اور عائشہؓ کے گھر کے دروازے کے باہر آکر کھڑے ہوئے۔ آپؐ کے اس طرح چست وچاق برآمد ہونے سے مسلمانوں کا خوشی کی وجہ سے یہ حال ہوا کہ قریب تھا کہ وہ نماز چھوڑ دیں مگر آپؐ نے اشارے سے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں اور مسلمانوں کو نماز میں اس قدر منہمک اور متوجہ دیکھ کر آپؐ فرحت سے مسکرانے لگے۔ میں نے رسولؐ اللہ کو اس وقت سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھا تھا مگر آپؐ پھر اندر چلے گئے اور تمام لوگ اپنی اپنی جگہ پلٹ آئے اور چونکہ اب سب کو یقین تھا کہ آپؐ بالکل اچھے ہیں۔ ابو بکرؓ بھی اپنے اہل وعیال کے پاس سخ چلے گئے۔

وفات: عائشہؓ سے مروی ہے کہ مسجد سے آپؐ گھر میں آئے اور میری گود میں لیٹ گئے اسی وقت ابو بکرؓ کے ایک عزیز قریب میرے پاس آئے' ان کے ہاتھ میں ایک سبز مسواک تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ کی طرف غور سے دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپؐ مسواک لینا چاہتے ہیں۔ میں نے اسے ان کے ہاتھ سے لے کر پہلے چبا کر نرم کیا اور پھر اسے رسولؐ اللہ کو دیا' آپؐ نے اس سے بہت دیر تک خوب اپنے منہ کو صاف کیا اور پھر رکھ دیا۔ اب میں نے دیکھا کہ میری گود میں آپؐ بوجھل ہو رہے ہیں۔ میں نے آپؐ کے چہرے کو غور سے دیکھا تو رنگ متغیر ہو چکا تھا اور آپؐ فرما رہے تھے بل الرفیق الا علیٰ فی الجنتہ (ترجمہ:۔ اب میں اپنے اعلیٰ رفیق کے پاس جنت میں جاتا ہوں) میں نے کہا آپؐ کو اللہ نے اختیار دیا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حقیقت میں نبی مبعوث فرمایا ہے آپؐ نے اللہ کو اختیار کیا۔ اب آپؐ کی روح قبض کر لی گئی۔ آپؐ نے صبح کو میری گود میں اور میرے گھر میں وفات پائی۔ اس معاملے میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ محض میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے آپؐ نے میرے حجرے کو پسند کیا اور میرے حجرے میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ روح کے قبض ہو جانے کے بعد میں نے آپؐ کا سر تکیے پر رکھ دیا۔ اور اٹھ کر اور عورتوں کے ساتھ رونے لگی اور اپنا سر پیٹنے لگی۔

وفات کا دن: ابو جعفر کا قول ہے کہ علمائے تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ربیع الاول میں دو شنبے کو ہوئی۔ مگر یہ کہ اس ماہ کے کس دو شنبے میں ہوئی اس میں البتہ اختلاف ہے۔ اس کے متعلق بعض ارباب سیر نے فقہائے حجاز کے حوالے

سے یہ بات بیان کی ہے کہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ دوشنبے کے دن نصف النہار سے قبل رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور اسی دن ابو بکرؓ کی بیعت کی گئی واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۲ ربیع الاول دو شنبے کے دن وفات پائی اس کے دوسرے دن سہ شنبہ کو ٹھیک زوال آفتاب کے بعد آپؐ دفن کیے گئے۔

Marfat.com

کتاب دوم ("البدایہ والنہایہ")

علامہ ابن کثیر

(پیدائش: ۷۰۱ھ (۱۳۶۳ھ)

(وفات: ۷۷۴ھ (۱۴۰۵ء)

Marfat.com

جناب عبداللہ کی حضرت آمنہ سے شادی کا ذکر: ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ رسم نذر کی ادائیگی کے بعد جناب عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف چل دیے۔ راستے میں خانہ کعبہ کے قریب انہیں ایک عورت ملی جس کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ وہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں کی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی بہن ام قتال تھی۔ اس عورت نے ان دونوں باپ بیٹوں یعنی عبدالمطلب اور عبداللہ کو ساتھ ساتھ وہاں سے گزرتے دیکھا تو عبداللہ سے پوچھا"عبداللہ تم کہاں جارہے ہو؟" وہ بولے:"مجھے میرے والد اپنے ساتھ لیے جارہے ہیں' جہاں بھی یہ لے جائیں گے وہیں چلا جاؤں گا۔" ام قتال نے عبداللہ سے کہا"کیا تم کوئی قربانی کے اونٹ ہو کہ تمہیں نکیل پکڑ کے جہاں کوئی چاہے لے جائے؟" عبداللہ نے جواب دیا" یہ میرے والد ہیں' نہ میں ان کی حکم عدولی کر سکتا ہوں نہ ان سے جدائی برداشت کر سکتا ہوں۔"

بہرکیف یہ کہہ کر عبداللہ اپنے والد عبدالمطلب کے ساتھ آگے بڑھ گئے جو انہیں لے کر وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے پاس گئے جو ان دنوں اپنے قبیلے بنی زہرہ کے سردار تھے اور ان سے درخواست کی کہ وہ عبداللہ کو اپنی فرزندی میں لے لیں یعنی اپنی بیٹی آمنہ سے ان کی شادی کر دیں۔ چونکہ دونوں خاندانوں کا تعلق آخر میں بنی اسماعیل ہی تک جاتا تھا' اس لیے وہب بن عبدمناف نے اپنی بیٹی آمنہ کی شادی جو اپنے قبیلے میں " سیرت النساء" کہلاتی تھیں عبدالمطلب کے بیٹے سے بخوبی وخوش دلی کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب حضرت آمنہ بنت وہب کو رخصت کرا کے اس مکان میں لائے جو انہوں نے ان کے لیے لیا تھا اور وہیں حضرت آمنہ کے شکم مبارک میں وہ حمل قرار پایا جو حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر منتج ہوا۔ اس استقرار حمل کی اطلاع پا کر ایک عورت اس مکان میں آئی تو اس وقت عبداللہ وہاں موجود نہ تھے۔ مالک مکان نے اس عورت سے پوچھا" کچھ یاد ہے کہ تم نے عبداللہ سے تمنا کی تھی؟"

عورت نے پوچھا"کون سی تمنا؟"

مالک بولا"کون سی تمنا ! ارے تم کل کی بات آج بھول گئیں"

عورت بولی"کل کی بات آج کیسے یاد رکھ سکتی ہوں' جب کہ عبداللہ کے پاس کل والی چیز ہی نہیں ہے۔ تو آج مجھے اس سے کیا مطلب؟"

Marfat.com

کہتے ہیں شادی کے بعد، عبداللہ کی پیشانی، جس نور سے شادی سے قبل چاند کی طرح چمکتی تھی وہ اس کی پیشانی سے حضرت آمنہ کے شکم مبارک میں منتقل ہو گیا اور اس عورت کی مراد عبداللہ کی پیشانی کے اسی نور سے تھی۔

امام ابو نعیم الحافظ اپنی کتاب "دلائل النبوۃ میں یعقوب بن محمد زہری کے توسط اور عبدالعزیز بن عمران، عبداللہ بن جعفر، ابن عون، مسعود بن مخرمہ اور ابن عباس کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ عبدالمطلب ایک دفعہ گرمی کے موسم میں مکے سے یمن کا سفر کر رہے تھے تو راستے میں حبر کے پاس جس کا تعلق قوم یہود سے تھا کچھ دیر کے لیے ٹھہر گئے اور وہیں اہل کتاب میں سے ایک شخص نے ان سے کہا "عبدالمطلب کیا آپ مجھے اپنے بدن کے کچھ حصے دیکھنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔"

اس کے جواب میں عبدالمطلب بولے " ضرور بشرطیکہ وہ ستر عورت میں سے نہ ہوں۔
"

وہ شخص بولا "آپ میرے سامنے اپنے ایک ہاتھ کی ہتھیلی کھولیں۔" عبدالمطلب نے اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی اس کے سامنے کر دی جسے وہ کچھ دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ان کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کھلوائی اور اسے بھی خاصی دیر تک دیکھنے کے بعد بولا "آپ کے ایک ہاتھ میں نبوت اور دوسرے میں حکومت کے آثار پائے جاتے ہیں۔" اس کے بعد اس شخص نے عبدالمطلب سے کہا کہ "نبوت کے آثار جہاں تک میں نے دیکھا ہے آپ سے بنی زہرہ کی طرف منتقل ہوتے نظر آتے ہیں۔"

عبدالمطلب نے پوچھا "وہ کیسے؟"

اس نے کہا "یہ تو مجھے معلوم نہیں۔" پھر عبدالمطلب سے پوچھا "کیا آپ کی شاغہ ہے؟
"

عبدالمطلب نے پوچھا "شاغہ کیا؟"

وہ بولا "زوجہ۔"

عبدالمطلب نے کہا، " آج کل تو کوئی نہیں ہے۔"

یہ سن کر وہ شخص بولا "تو پھر تم جب اس سفر سے واپس مکے جاؤ تو وہاں بنی زہرہ میں شادی کر لینا۔"

چنانچہ جب عبدالمطلب یمن سے مکے واپس آئے تو انہوں نے ہالہ بنت وہب بن

Marfat.com

عبد مناف بن زہری سے شادی کر لی جن کے بطن سے حمزہ اور صفیہ پیدا ہوئے۔اس کے بعد انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کی آمنہ بنت وہب سے شادی کی جن کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جب عبداللہ کی آمنہ بنت وہب سے شادی کی خبر قریش کو ہوئی تو وہ یک زبان ہو کر بولے:"لو بھئی عبداللہ تو اپنے باپ عبدالمطلب سے بھی بازی لے گیا۔"

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت: رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت' جیسا کہ اکثر روایات سے ظاہر ہوتا ہے دوشنبہ کے دن ہوئی تھی۔ صحیح مسلم میں غیلان بن حریر بن عبداللہ بن معبد الزمانی کی روایات ابی قتادہ کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ دو اعرابیوں نے کسی روز آنخضرتؐ سے روز دو شنبہ کے اور دنوں کے مقابلے میں درجے کے بارے میں دریافت کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ " یہ وہ دن ہے جب میری ولادت اور جس روز مجھ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی تھی۔"

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ان سے موسیٰ بن داؤد اور ابن لیعہ نے خالد بن ابی عمران' حنش الصنعانی اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا کہ آنخضرتؐ کی ولادت باسعادت دو شنبہ کے شروع وقت میں ہوئی تھی آپؐ نے حجر اسود کو اٹھا کر دو شنبہ کے روز بیت اللہ کے قریب رکھا تھا' آپؐ نے مکے سے ہجرت بھی دو شنبہ کے دن فرمائی' آپ مدینے میں دو شنبہ ہی کے روز داخل ہوئے آپؐ کی وفات بھی دو شنبہ ہی کے دن ہوئی۔

اس کے علاوہ بعض راویوں کا یہ بیان بعید از قیاس بلکہ غلط ہے کہ آپ کی ولادت ماہ رمضان میں بروز جمعہ ہوئی تھی جب کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے تھے۔

آنخضرتؐ کی شب ولادت کے علامتی واقعات: آنخضرت ﷺ کی ولادت کے وقت جنات کی چیخ وپکار' بتوں کا بلی کی طرح میاؤں میاؤں کر کے اوندھے منہ زمین پر گر جانے'حبشہ میں نجاشی کے عجیب چیزیں دیکھنے اپنی والدہ ماجدہ کے جسم سے الگ ہو کر ظہور نور' اس کے آسمان کی طرف رخ کر کے ساکن ہو جانے اس نور سے شام کے تمام محلات وقصور کے منور ہو جانے'ستاروں کے زمین کے نزدیک آجانے اور اس نور کے آپؐ کے چہرہ مبارک پر نمودار ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ سہیلی بقی بن مخلد الحافظ کی تفسیر کے حوالے

سے بیان کرتے ہیں کہ ابلیس چار بار بلند آواز سے رویا ہے۔ پہلی بار جب اللہ تعالیٰ نے لعین ٹھہرا کر اس پر لعنت کی' دوسری بار جب اسے آسمان سے زمین پر پھینکا گیا' تیسری بار آنحضرتؐ کی ولادت کے وقت اور چوتھی بار جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے اپنے والد اور حضرت عائشہؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ ایک یہودی مکے میں رہ کر تجارت کیا کرتا تھا۔ جس روز آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی اس روز اس نے قریش کی ایک مجلس میں ان سے پوچھا"کیا تمہیں معلوم ہے کہ کل رات تمہاری قوم میں ایک عظیم الشان بچہ پیدا ہوا ہے؟" وہ بولے "نہیں تو۔"

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آمنہ بنت وہب کے بطن سے عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔اس یہودی نے قریش کے لوگوں سے کہا کہ تم مجھے وہاں چل کر اس بچے کو دکھاؤ۔ یہودی کی اس درخواست پر وہ لوگ اس مکان پر پہنچے جہاں آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی تھی۔ پھر یہودی کی مزید درخواست پر آپؐ کو مکان سے باہر لایا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپؐ کا روئے مبارک چاند سے زیادہ روشن ہے۔ یہ نور نبوت تھا جس کے آثار اس نور کی صورت میں آپؐ کے چہرے اور پیشانی سے ظاہر ہو رہے تھے۔یہ دیکھ کر وہ یہودی بے ہوش ہو گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو قریش کے لوگوں نے اس سے پوچھا" ارے یہ تجھے کیا ہوا؟" اس سوال کے جواب میں وہ یہودی رو کر کہنے لگا کہ" آج ہم بنی اسرائیل سے نبوت کا سلسلہ تمہاری قوم میں منتقل ہو گیا' خیر تمہیں خدا کی طرف سے یہ نعمت مبارک ہو' تمہاری سطوت کی اب یہ خبر مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی۔"

اس کے علاوہ مالک بن سنان بتاتے ہیں کہ وہ اس روز اپنے گھر سے نکل کر اتفاقاً" قبیلہ بنی قریظہ میں چلے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں بہت سے لوگ جمع ہو کر ایک نبی کی ولادت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں اور زبیر بن باطا کہہ رہا ہے کہ "آسمان پر ایک سرخ ستارہ نمودار ہوا ہے اور ایسا ستارہ صرف اس وقت نمودار ہوتا ہے جب کہیں کوئی نبی پیدا ہوتا ہے۔" آج جو نبی پیدا ہوا ہے اس کا نام احمد ہے'جو آخری نبی کا نام ہے ، اور وہ ہجرت کر کے یہیں آئے گا۔جب آنحضرتؐ سے کسی شخص نے زبیر بن باطا کی یہ باتیں بیان کیں تو آپؐ نے فرمایا"اگر زبیر بن باطا اپنی زندگی میں مسلمان ہو جاتا تو اس کی ساری قوم ایمان لے آتی کیونکہ وہ بھی اس کا اتباع کرتی۔"

آنحضرتؐ کی ولادت پر قصر کسریٰ میں ظہور پذیر واقعات: حافظ ابو بکر محمد بن

جعفر بن سہل الخرائطی اپنی کتاب ”ہواتف الجان“ میں حسب دستور مختلف حوالوں سے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے وقت ولادت کسریٰ کے ایوان میں سخت زلزلہ آیا اور اس کے ایوان کے چودہ کنگرے (گنبد ٹوٹ کر) گر پڑے، نیز اس کے ایوان کے آتش کدے (اگن گھر) کی آگ یکایک بجھ گئی بلکہ سارے فارس کے تمام آتش کدوں کی آگ بجھ گئی جب کہ ایک ہزار سال سے اس وقت تک کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ اس کے علاوہ بحیرہ سادہ بھی جوش کھا کر ابلنے لگا۔ کسریٰ نے یہ دیکھ کر اپنے مشیر موبذان کو طلب کیا اور اس کو یہ واقعہ سنا کر اس کے بارے میں اس کی رائے معلوم کی۔ موبذان بولا کہ اس نے اس کے علاوہ گزشتہ شب ایک خواب دیکھا تھا جس میں اس نے دیکھا کہ عرب کی طرف سے انسانوں کے غول کے غول اونٹوں پر سوار فارس کی طرف اُمڈے چلے آرہے ہیں اور انہوں نے دریائے دجلہ بھی عبور کر لیا ہے۔ کسریٰ نے موبذان کا یہ خواب سن کر اس سے پوچھا کہ ”اس خواب کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے؟“

موبذان نے جواب دیا، ”اس کی تعبیر کسی عالم سے پوچھنی چاہیے۔“

چنانچہ کسریٰ نے یمن میں اپنے نائب السلطنت نعمان بن منذر کو لکھا کہ وہ فوراً اس کی خدمت میں حاضر ہو اور اپنے ساتھ کسی ایسے شخص کو لائے جو بڑا عالم ہو اور کسریٰ اس سے جو سوال کرے اس کا جواب دے سکے۔ کسریٰ کا یہ شاہی فرمان ملتے ہی نعمان بن منذر کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اپنے ساتھ کسریٰ کے حسب الحکم عبدالمسیح بن عمرو بن حیان بن نفیلہ غسانی کو لایا۔

کسریٰ نے عبدالمسیح کو تمام واقعہ اور موبذان کا خواب سنا کر اس سے اس کی تعبیر پوچھی تو وہ بولا کہ اس خواب کے بارے میں اگر حضور مجھے حکم دیں تو میں اپنا خیال ظاہر کر سکتا ہوں۔ لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اس کے بارے میں میرے ماموں سطیح سے جو شام میں قیصر روم کی طرف سے اس کا نائب السلطنت ہے دریافت کیا جائے کیونکہ وہ مجھ سے بہتر اس کے بارے میں بتا سکتا ہے۔ کسریٰ کو عبدالمسیح کی یہ بات پسند آئی اور اس نے اپنے کچھ آدمی اس کے ساتھ کر کے اسے اس کے ماموں سطیح کے پاس دریافت حال کے لیے بھیج دیا۔

عبدالمسیح نے دمشق پہنچ کر سطیح کو سارا قصہ سنایا اور اس سے کہا کہ فارس کے بادشاہ کسریٰ کی خواہش ہے کہ وہ اس کے بارے میں اظہار خیال کرے۔ جس وقت عبدالمسیح اپنے

ماموں سطیح کے پاس شام پہنچا تھا، وہ اس وقت اپنی زریں مسند پر بڑی تمکنت سے بیٹھا تھا۔ عبدالمسیح کی باتیں سن کر اس نے ان کا کچھ جواب نہیں دیا بلکہ کسی سوچ میں غرق ہو گیا۔ عبدالمسیح نے اس کے اس عدم التفات کو دیکھ کر شکایتاً کچھ شعر پڑھے تو سطیح بولا: "جو کچھ تم نے بیان کیا اگر وہ صحیح ہے اور جو خواب موبذان نے دیکھا ہے وہ اس نے صحیح طور پر بیان کیا ہے تو سمجھ لو کہ ایک دن نہ صرف کسریٰ کے ہاتھ سے ایران کی سلطنت چھن جائے گی بلکہ یہ شام بھی جس پر آج کل میں قیصر روم کی طرف سے حاکم بنا بیٹھا ہوں انہی ناقہ سواروں کے قبضے میں چلا جائے گا، جنہیں موبذان نے خواب میں دریائے دجلہ عبور کرتے دیکھا ہے۔"

آنحضرتؐ کی دایہ اور دودھ شریک کا ذکر: آنحضرتؐ کی ولادت کے بعد کچھ دن ام ایمن نے جن کا نام برکہ تھا اپنی گود میں رکھا تھا۔ وہ آپؐ کو اپنے والد عبداللہ سے بطور کنیز وراثت میں ملی تھیں اور آپؐ نے بڑے ہو کر ان کی شادی اپنے غلام زیدؓ بن حارثہ سے کر دی تھی جن سے ان کے ہاں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے حلیمہ سعدیہ سے قبل کچھ دن اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ اپنے چچا ابو لہب کی کنیز ثوبیہ کا دودھ بھی پیا تھا۔ یہ روایت بخاری و مسلم نے اپنی اپنی جگہ صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں زہری کی زبانی اور عروہ بن زبیر، زینب بنت ام سلمہ اور حبیبہ بنت ابی سفیان کے حوالے سے بیان کی ہے۔ بتایا ہے کہ ام حبیبہ نے ایک روز آنحضرتؐ سے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ آپ میری بہن سے نکاح کر لیجئے۔ (مسلم نے بہن کی جگہ عزہ بنت ابی سفیان لکھا ہے) آپؐ نے فرمایا "کیا تم یہ پسند کرو گی؟" وہ بولیں "جی، میں اس میں مخل نہیں ہوں گی بلکہ میں چاہتی ہوں کہ آپؐ اس کارخیر میں میری بہن کو بھی شریک فرمالیں۔" آپؐ نے فرمایا "اگر یہ بات میرے لیے (ازروئے شریعت) جائز نہ ہو تو؟"

آنحضرتؐ سے یہ سن کر ام حبیبہؓ بولیں "میں جانتی ہوں کہ آپؐ بنت ابی سلمہ سے نکاح کا قصد فرما رہے ہیں۔" (بعض روایات میں بنت ابی سلمہ کا نام بھی بتایا گیا ہے۔ یعنی درہ بنت ابی سلمہ۔)

ام حبیبہ سے یہ سن کر آنحضرتؐ نے (حیرت سے) فرمایا "بنت ام سلمہ سے؟" ام حبیبہ نے کہا "جی ہاں انہی سے۔" ام حبیبہ سے سن کر آپؐ نے فرمایا "وہ بھی تو میری رفیقہ حیات نہیں بن سکتیں کیونکہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہیں کیونکہ مجھے اور ابی سلمہ دونوں

Marfat.com

کو ثوبیہ نے دودھ پلایا ہے۔"بخاری" عروہ کے حوالے سے مزید بیان کرتے ہیں کہ ثوبیہ ابو لہب کی کنیز تھیں' لیکن جب ثوبیہ نے آنحضرتؐ کو دودھ پلایا تھا اس سے قبل ابولہب نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ ابو لہب کے مرنے کے بعد ان کے اہل وعیال میں سے کسی نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا تھا کہ اس کے علاوہ کہ ابو لہب آپؐ کے چچا تھے ان سے آپؐ کا کوئی اور رشتہ نہیں تھا تو آپؐ نے انکار فرماتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب ان کی کنیز ثوبیہ نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا اس سے قبل ابو لہب نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔

آنحضرت ﷺ کا ذکر رضاعت: محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جس شخص نے آنحضرتؐ کو دودھ پلانے کے لیے حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا تھا وہ حارث تھے انہوں نے اپنے بیٹے کا نام عبداللہ بن حارث بن شجنہ بن جابر بن رزام بن ناصرہ بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس عیلان بن مضر آپؐ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کے نام پر رکھا تھا۔ ابن اسحٰق مزید بیان کرتے ہیں کہ حارث نے حلیمہ بنت ابی ذویب سے شادی کی تھی اور عبداللہ بن حارث انہی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ جب آنحضرتؐ نے حلیمہ سعدیہ کا دودھ پینا شروع کیا اس وقت عبداللہ بن حارث بھی شیر خوار تھے اور اسی رشتے سے عبداللہ بن حارث آپؐ کے بھائی ہوئے یعنی رضاعی بھائی۔ اس کے علاوہ عبداللہ بن حارث کی بہنیں انیسہ بنت حارث بھی اسی طرح آپ کی رضائی بہنیں تھیں۔ مزید برآں جیسا کہ ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں' خدافہ بنت حارث نے جسے شیما بھی کہتے تھے' جب وہ آپؐ کی والدہ کے پاس تھی تو آپؐ کے ساتھ کچھ روز اس نے بھی حضرت آمنہ کا دودھ پیا تھا۔

حلیمہ سعدیہ نے بیان کیا کہ "جب دو سال گزرنے پر میں آمنہ بنت وہب کے اس بچے کو اس کا دودھ چھڑانے کے بعد اس کی ماں کے پاس چھوڑنے آئی تو اس کی جدائی کے غم کی وجہ سے میری آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ بولیں "کیا تم اسے اپنے پاس کچھ اور رکھنا چاہتی ہو؟" ان کی زبان سے یہ سن کر میں خوشی سے بے حال ہو کر بولی" اگر آپ چند مہینے اسے میرے پاس اور رہنے دیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔" حلیمہ سعدیہ نے بتایا کہ "میری اس درخواست پر آمنہ بنت وہب نے مجھے خوشی سے اس کی اجازت دے دی۔ یوں تو اس سے پہلے ہی اس بچے کے دم قدم کی خیرو برکت سے میرے گھر کو چار چاند لگ گئے تھے لیکن ان اگلے دو چار ماہ میں اس پر ایسا خیروبرکت کا نزول ہوا کہ وہ میرے سارے قبیلے کے لیے قابل رشک بن گیا۔" آنحضرتؐ حلیمہ سعدیہ بلکہ ان کے سارے قبیلے کے ساتھ ہمیشہ مشفقانہ سلوک فرماتے رہے۔ فتح مکہ کے بعد جب قبیلہ بنی سعد کے کچھ لوگ بھی مشرکین مکہ کے ساتھ گرفتار ہو کر آپؐ کے سامنے لائے گئے تو آپؐ ان

Marfat.com

کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اس کا تفصیلی ذکر انشاء اللہ آگے چل کر کریں گے۔

آنحضرتؐ کا اپنے دادا اور اپنے چچا کے زیر پرورش رہنے کا ذکر: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ زمانہ رضاعت ختم ہونے کے بعد جب رسول ﷺ اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب کے پاس واپس آئے تو آپؐ کی پرورش اور تربیت جناب عبدالمطلب نے اپنے ذمے لے لی تو وہاں بھی بحکم خداوندی آپؐ کی نبوت کی نشانیوں کا کچھ نہ کچھ ظہور ہوتا رہا اور جب آپؐ چھ سال کے ہوئے تو آپؐ کی والدہ وفات پا گئیں۔ ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ کی والدہ حضرت آمنہ وہب کا' مکے مدینے کے درمیان اپنی آبائی بستی میں اپنے میکے والوں کے پاس انتقال ہوا' اس وقت آپؐ کی عمر چھ سال تھی۔ آپؐ کی والدہ آپؐ کے ماموؤں کے پاس سے لوٹ کر مدینے آنے کا قصد کر رہی تھیں کہ اچانک ان کا انتقال ہو گیا۔ واقدی سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ کو لے کر اپنے میکے سے مدینے آنے والی تھیں اس وقت ام ایمن ان کے ساتھ تھیں وہ بتاتی ہیں کہ آپؐ کی والدہ کی مدینے سے مکے واپس آنے کی تیاری دیکھ کر وہاں کے دو یہودیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ بہتر ہے کہ وہ آپؐ کو وہیں چھوڑ جائیں اور وہ ان کی بہتر دیکھ بھال کر سکیں گے کیونکہ آپؐ اس قوم کے نبی ہونے والے ہیں اور جب آپؐ کی والدہ کا وہیں انتقال ہو گیا تب بھی وہ دونوں یہودی اس پر اصرار کرتے رہے لیکن انہوں نے ان دونوں کا دلی ارادہ بھانپ لیا تھا اس لیے وہ آپؐ کے ماموؤں کو سمجھا کر آپؐ کو مکے واپس لے آئیں اور آپؐ کو آپؐ کے دادا جناب عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔

متعدد مستند روایات سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرتؐ کے دادا عبدالمطلب آپؐ کو حد سے زیادہ چاہتے اور اپنا زیادہ وقت آپؐ کی پرورش اور دیکھ بھال میں صرف کرتے تھے۔ جب آپؐ کے دادا عبدالمطلب بیت اللہ کی تولیت کے زمانے میں وہاں جس مسند پر تشریف فرما ہوتے تو دوسرے لوگ احتراماً" اس مسند کے گرد وپیش بیٹھا کرتے تھے لیکن آنحضرتؐ جب کبھی اس وقت وہاں آجاتے تو آپؐ کے دادا آپؐ کو اپنے برابر مسند پر بٹھایا کرتے تھے۔

جب جناب عبدالمطلب وفات پا گئے تو ان کی وصیت کے مطابق آنحضرتؐ کی پرورش اور تربیت کی ذمہ داری آپؐ کے چچا ابو طالب نے لے لی۔ ویسے اس سے قبل بھی آپؐ انہی کے ساتھ مکے سے باہر جایا کرتے تھے اور جب آپؐ انہی کے پاس رہ کر پرورش پا رہے تھے تو وہ آپؐ کو تجارت کے لیے شام جاتے ہوئے اپنے ہمراہ لے جایا کرتے اور ایسے ہی

شام کے ایک سفر میں بحیرہ راہب نے آپؐ کے سر پر بادل کو سایہ کرتے دیکھ کر آپؐ کے چچا ابو طالب اور ان کے ہمراہیوں کو اپنے گرجا میں احتراماً ٹھہرایا تھا اور آپؐ کی صدق دلی سے مہمانداری کی تھی نیز آپؐ کے چچا ابو طالب کو بتایا تھا کہ جس نبی کا ذکر توریت اور انجیل میں آیا ہے وہ آپؐ ہی ہیں کیونکہ اس کے تمام آثار آپؐ میں پائے جاتے ہیں۔ اس راہب نے ابو طالب سے یہ بھی کہا تھا کہ وہ آپؐ کی پوری طرح حفاظت کا خیال رکھیں کیوں کہ مشرکین مکہ کے علاوہ اکثر یہودی اور نصرانی بھی نہ صرف آپؐ کے درپئے آزار ہو سکتے ہیں بلکہ آپؐ کو قتل تک کرنے پر آمادہ ہوسکتے۔ بحیرہ راہب کا کچھ ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

بعض راویوں نے کچھ ایسی احادیث روایت کی ہیں' جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب عبدالمطلب اور جناب ابو طالب ایمان لے آئے تھے اور آنحضرتؐ نے ان کے ناجی ہونے کی بشارت دی تھی لیکن ہر چند کہ ان دونوں حضرات نے مشرکین قریش کے مقابلے میں آپؐ کی حفاظت کا پورا پورا حق ادا کیا تھا اور آپؐ کی حمایت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی بلکہ جب کفار قریش نے آپؐ کے اعلان نبوت کے بعد آپؐ کی وجہ سے تمام بنی ہاشم کا ثقافتی واقتصادی مقاطعہ کیا تھا تو جناب ابو طالب آپؐ کو ساتھ لے کر شعب ابو طالب میں ایک عرصے تک مقیم رہے تھے اور آپؐ کی حمایت میں ہر قسم کی تکلیفیں اٹھائی تھیں لیکن ان جملہ احادیث کو جن میں جناب عبدالمطلب اور جناب ابو طالب کے آپؐ کی زبان مبارک سے ناجی ہونے کی بشارت کا ذکر ہے تمام محدثین نے منکرو موضوع قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات تمام عمر زمانہ جاہلیت کے دین پر قائم رہے۔ باقی یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ رسول مقبول ﷺ کی پرورش اور آپؐ کی مشرکین کے مقابلے حمایت کا انہیں کیا صلہ دے گا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جناب عبدالمطلب نے اپنی وفات کے وقت اپنی بیٹیوں اروئی امیمہ' برہ' صفیہ' عاتکہ اور ام حکیم البیضاء کو بلا کر آنحضرتؐ کی پرورش کی وصیت کی تھی ان کی وفات کے وقت آپؐ کی عمر آٹھ سال تھی اور یہ کہ عبدالمطلب کو حجون میں دفن کیا گیا تھا۔

قبل بعثت آنحضرتؐ کی سیرت مبارکہ کا ذکر: محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو آپؐ کے زمانہ شباب میں بھی اللہ تعالیٰ نے اکل وشرب 'لہو ولعب اور زمانہ جاہلیت کی ان دوسری تمام ناپسندیدہ اقدار سے جنہیں جملہ مشرکین عرب پسندیدہ خیال کرتے اور ان میں ملوث رہتے تھے محفوظ رکھا اور آپؐ کی بعثت سے قبل بھی سب مشرکین مکہ بلا استثناء

Marfat.com

آپؐ کو حیا" اپنی قوم کا مروت واخلاق 'جو دو کرم اور حسن سیرت و کردار میں افضل ترین شخص سمجھتے تھے' وہ آپ کو بہتر ہمسایہ' صادق القول دیانت دار اور امین کہتے اور اپنا صالح ترین انسان گردانتے تھے۔ ایام طفولیت میں بھی آپؐ کا یہ عالم تھا کہ جب مکے کے دوسرے لڑکے کسی کام کے لیے بڑے بڑے پتھر اپنی اپنی کمر پر لاد کر لاتے تو چلتے وقت ان کی ازاریں اکثر نیچے کھسک جاتی تھیں ان لڑکوں کے کام میں آپؐ ان کی مدد تو ضرور فرماتے لیکن اپنی پشت مبارک پر پتھر اٹھاتے ہوئے ایک ہاتھ سے اپنی ازار (پاجامہ) ضرور مضبوطی سے سنبھالے رہتے تھے اس واقعے کے بارے میں آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ "مجھے عریانی سے (بچپن میں بھی) ہمیشہ حجاب آتا رہا ہے۔"

بیہقی ہی سے یونس بن بکیر کی زبانی مروی ہے کہ انہوں نے انہیں بحوالہ محمد بن اسحٰق' محمد بن علی بن علی ابن ابی طالب بتایا کہ بقول علی ابن ابی طالب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا "مجھے جوانی میں کبھی اس عیش پرستی اور بدکاریوں کی ہمت نہیں پڑی بلکہ یوں کہیے کہ میرے پروردگار نے مجھے ان سے ہمیشہ محفوظ رکھا جن کی عادت اس جاہلیت کے زمانے میں مکے کے ہر جوان کو تھی وہ کسی نہ کسی عورت کو رشتہ ازدواج کے بغیر ایک رات یا زیادہ دو راتیں اپنے ساتھ ضرور رکھتے تھے جب کہ میں اور میرے جیسے کچھ دوسرے غریب نوجوان ان کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔

حافظ بیہقیؒ سے ایک اور حدیث نبوی عبداللہ الحافظ' ابوالعباس محمد بن یعقوب' حسن ابن علی بن عفان العامری' ابو اسامہ 'محمد بن عمرو' ابی سلمہ' یحیٰی بن عبدالرحمٰن ابن حاطب' اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ کے حوالے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خانہ کعبہ میں (بت پرستی کے دوران میں) جو بت رکھے گئے تھے ان میں نحاس نام کا ایک بت بھی تھا جسے اساف اور نائلہ بھی کہا جاتا تھا اور لوگ حجر اسود کا طواف کرتے وقت اسے چھوا کرتے تھے اور میں انہیں اس کے چھونے سے منع کیا کرتا تھا لیکن میں ان کے ساتھ طواف ضرور کرتا رہتا تھا۔ تاہم ایک روز خود میں نے اس بت کے قریب جا کر اسے چھونا چاہا لیکن میں نے اسے چھوا نہیں۔" (حدیث کا توضیحی ترجمہ) بیہقی یہ احادیث روایت کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے اس ارشاد کا کہ آپؐ اپنی قوم قریش کے اس دین پر کبھی نہیں چلے جو آپ کی قوم نے دین ابراہیمی ترک کر کے اپنا لیا تھا' یہ مطلب ہے کہ آپؐ قبل بعثت بھی کبھی اپنی قوم کے ارتکاب شرک میں ملوث نہیں ہوئے۔

Marfat.com

جنگ فجار: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مشرکین کے مابین جنگ کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف بیس ۲۰ سال تھی۔ اس جنگ کو' جسے "یوم الفجار" کہا جاتا ہے۔ آپؐ نے بھی ملاحظہ فرمایا تھا۔ اس جنگ میں قریش اور بنی کنانہ ایک طرف تھے اور دوسری طرف قیس عیلان تھے اور یہ جنگ ان کے درمیان باہمی تنازعات واختلافات کی وجہ سے ہوئی تھی جس میں قریش اور بنی کنانہ کا قائد حرب بن امیہ بن عبد شمس تھا اور صبح سے دوپہر تک اس جنگ میں قیس ہی کا پلہ بھاری رہا تھا لیکن اس کے بعد قریش وکنانہ ہی اپنے دشمنوں پر چھا گئے تھے اور اس جنگ میں انہی کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ قریش سے قیس عیلان کی جنگ جس میں بنی کنانہ قریش کے اتحادی تھے جیسا کہ انہیں ابو عبیدہ نے بہ اسناد بتایا' اس وقت ہوئی تھی جب آنحضرتؐ کی عمر شریف دس یا پندرہ سال تھی۔

اس جنگ میں چونکہ رسول اللہ ﷺ کے سارے چچا بھی قریش کی طرف سے شریک تھے اس لیے آپ بھی ان کے ساتھ شریک تھے لیکن جیسا کہ آپؐ نے خود فرمایا کہ "اس جنگ میں جو تیر میرے چچاؤں کی طرف آتے تھے میں انہیں اپنی ڈھال پر روک لیتا یا تلوار سے کاٹ دیتا تھا۔"(ترجمہ توضیح)

حلف الفضول: حافظ بیہقی سے بہ اسناد معتبر مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں نے اپنے چچاؤں کے ساتھ حلف الفضول کا مشاہدہ کیا'اگر کوئی شخص اسے توڑنے کے لیے مجھے اچھی سے اچھی چیز پیش کرتا تب بھی میں اس اچھے لوگوں کے عہد کو توڑنا پسند نہ کرتا۔" اس حدیث کے الفاظ کو مختلف انداز سے پیش کیا گیا ہے لیکن مفہوم سب کا ایک ہی ہے البتہ اس حدیث میں بشر بن فضل نے عبدالرحمٰن وغیرہ کے حوالے سے " حلف الفضول" کے لیے"قریش کا حلف المطیبین" لکھا ہے اور " مطیبین" کے بارے میں چند دیگر حوالوں سے بتایا ہے کہ اس سے آنحضرتؐ کی مراد ہاشم' امیہ' زہرہ اور مخزوم سے تھی جو اس حلف برداری میں شریک تھے۔ کہتے ہیں کہ"حلف الفضول" کا واقعہ بعثت نبوی ﷺ سے بیس سال قبل ماہ ذیقعدہ میں پیش آیا تھا جب "حرب الفجار" کو چار ماہ گزر چکے تھے کیونکہ وہ جنگ اس سے چار ماہ قبل ہوئی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ حلف برداری زمانہ جاہلیت میں سب سے بہتر واقعہ تھا جس کا ثبوت آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ اگر" یہ حلف برداری زمانہ اسلام میں ہوتی تو میں اس میں سب سے پہلے شریک ہوتا۔"

Marfat.com

حضرت خدیجہؓ کے ساتھ شادی: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کا شمار مکے کی شریف ترین، معزز اور مال دار خواتین میں ہوتا تھا وہ مکے کے دوسرے تاجروں کے ساتھ مل کر بطور مضاربت (منافع میں شرکت) تجارت کرتیں اور اپنا تجارتی مال مکے سے باہر بھیجا کرتی تھیں۔ جب انہوں نے آنحضرتؐ کی صداقت، دیانت امانت اور خوش اخلاقی کی شہرت سنی تو انہوں نے اپنے میسرہ نامی غلام کے ذریعہ آپؐ کو اپنا تجارتی مال شام لے جا کر فروخت کرنے کی پیش کش کی اور اس میں منافع بھی آپؐ کو اس منافع سے زیادہ پیش کرنے کا وعدہ کیا جو وہ دوسرے تاجروں کو حسب معاہدہ دیا کرتی تھیں۔

آنحضرتؐ نے حضرت خدیجہؓ کی یہ پیش کش قبول فرمائی اور ان کا تجارتی مال لے کر شام کی طرف روانہ ہو گئے آپؐ کے ہمراہ حضرت خدیجہؓ کا مذکورہ بالا غلام میسرہ بھی تھا جب آپؐ شام پہنچے تو آپؐ نے پہلے ایک درخت کے سائے میں قیام فرمایا جس کے سامنے شامی راہبوں میں سے ایک راہب کا صومعہ (گرجا۔کلیسا) تھا آپؐ کو اس درخت کے نیچے بیٹھے دیکھ کر وہ راہب اپنے صومعہ سے نکلا اور اس درخت کے قریب آکر میسرہ سے پوچھا "یہ کون صاحب ہیں؟" میسرہ نے جواب دیا "یہ مکے کے اہل حرم میں سے ہیں اور وہاں سے تجارتی مال لے کر یہاں آئے ہیں۔" میسرہ سے یہ سن کر وہ راہب بولا "اس درخت کے نیچے کسی نبی کے سوا آج تک کوئی دوسرا شخص آکر نہیں ٹھہرا۔" پھر اس نے آنحضرتؐ کا وہ تجارتی مال خرید لیا جو آپؐ وہاں فروخت کرنے کے لیے لے گئے تھے۔ چنانچہ آپؐ وہ تمام مال اس راہب کے ہاتھ فروخت کر کے اپنے تجارتی قافلے کے ساتھ مکہ واپس تشریف لے آئے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مکے سے شام اور وہاں سے واپسی کے سفر میں جب شدت کی گرمی پڑ رہی تھی اور دوسرے لوگ اس کی وجہ سے سخت پریشان تھے تو حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ نے دیکھا ہو گا کہ جس اونٹ پر رسول اللہ ﷺ سفر کر رہے تھے اس پر دونوں بار ایک ابر پارہ سایہ کیے چلتا رہا ہے اور اس نے حضرت خدیجہؓ کو بتایا ہو گا کہ جس شخص کو انہوں نے مال تجارت فروخت کرنے کے لیے شام بھیجا تھا اس پر تو تیز دھوپ میں فرشتے سایہ کیے رہتے ہیں اور اپنے اس غلام سے یہ سن کر انہوں نے آپؐ کو اپنی پہلے سے قرابت داری کے حوالے سے اپنے ساتھ رشتہ ازدواج کی پیش کش کی ہو گی جس کی تصدیق اکثر ثقہ و مستند راوی کر چکے ہیں۔

ویسے، جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، حضرت خدیجہؓ اپنی جگہ مکے کی شریف ترین

Marfat.com

خاتون ہونے کے علاوہ ان میں سب سے زیادہ صاحب ثروت بھی تھیں اس لیے مکے کے بہت سے شریف خاندانوں کے لوگ ان سے شادی کرنے کے خواہش مند تھے لیکن انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ بالا صفات اور خصوصاً" جو آپ کے بارے میں انہیں میسرہ نے سنایا تھا اس کے پیش نظر انہوں نے اس کے لیے آپؐ ہی کا انتخاب کیا۔ جب خود حضرت خدیجہؓ کی اس پیش کش کا تذکرہ آنحضرتؐ نے اپنے چچاؤں سے کیا تو آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کے رشتے کا پیغام لے کر جناب خویلد بن اسد کے پاس گئے جسے انہوں نے قبول کر لیا اور اس طرح حضرت خدیجہؓ آپؐ کے ساتھ رشتہ ازواج میں منسلک ہو گئیں ابن ہشام کہتے ہیں کہ وہ آنحضرتؐ کی پہلی شادی تھی اور جب تک حضرت خدیجہؓ زندہ رہیں آپؐ نے دوسری شادی نہیں کی اور ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ ان کے حسن خدمت اور قدامت اسلام کا ذکر فرماتے رہے۔ اکثر راویوں کے بقول جب آنحضرتؐ کی حضرت خدیجہؓ سے شادی ہوئی تھی اس وقت آپؐ کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر پینتیس سال تھی۔

بعثت: ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ جوں جوں رسول اللہ ﷺ کی بعثت مبارکہ کا زمانہ قریب آتا جارہا تھا عرب میں یہود ونصاریٰ مذہبی پیشوا اور مذہبی عالم وکاہن اس کے بارے میں زیادہ تر باتیں کرنے لگے تھے کیونکہ انہوں نے اپنی اپنی دینی کتابوں میں اس سلسلے میں جو کچھ پڑھا تھا اس کے آثار اب روز بروز ان کی نگاہوں کے سامنے آتے جارہے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ ان کے ہاں بھی ان کے انبیاء کے ظہور سے قبل وہی آثار ان کے اسلاف کے سامنے آئے تھے نیز ان کے نبیوں نے جو بشارت آنحضرتؐ کی نبوت و رسالت کے بارے میں انہیں اور ان کی قوموں کو دی تھی اور آپؐ کے متعلق جو نشانیاں بتائی تھیں وہ اب ایک ایک کر کے ان کے سامنے آرہی تھیں۔ محمد اسحٰقؒ نے بھی ایسی ہی ایک حدیث نبوی ثور بن یزید، خالد بن معدان اور چند اصحاب رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کی ہے جس سے صریحاً" یہ مراد ہے کہ آپؐ دعائے ابراہیمی اور بشارت عیسوی کے بیان سے علی الترتیب ابراہیم علیہ السلام سے عربوں کا قدیمی تعلق اور عیسیٰ علیہ السلام کی آپ کے بارے میں بشارت سے بنی اسرائیل پر اختتام نبوت کا ذکر فرما کر یہ ظاہر فرمانا چاہتے تھے کہ اہل عرب کو معلوم ہو جائے کہ زمانہ قدیم ہی سے آپؐ پر اختتام نبوت کی بشارت انبیاء علیہ السلام مسلسل دیتے چلے آرہے تھے اور آپؐ کے روز ولادت ہی سے اس کی نشانیاں ملنا شروع ہو گئی

Marfat.com

تھیں۔

جہاں تک ملاء اعلیٰ ہی میں آنحضرتؐ کی نبوت کے بارے میں روایات اور ان کی شہرت کا تعلق ہے یعنی یہ کہ تخلیق آدمؑ سے قبل بھی آپؐ نبی تھے تو اس سلسلے میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ان سے عبدالرحمٰن بن مہدی اور معاویہ بن صالح نے سعید بن سوید کلبی' عبدالاعلیٰ بن ہلال سلمی اور العرباض بن ساریہ کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" میں اس وقت بھی عبداللہ اور خاتم النبیین تھا جب آدمؑ کا خمیر تیار ہو رہا تھا یعنی میں آدمؑ کے عالم وجود میں آنے سے قبل بھی نبی تھا' حضرت ابراہیمؑ کی اہل عرب میں میری نبوت کے لیے دعا' عیسیٰؑ کی میری نبوت کے بارے میں بشارت' میری والدہ اور امہات المومنین کے اسی پر مبنی خواب سب اسی امر کی گواہی ہیں۔"(ترجمہ توضیحی)

رسول اللہ ﷺ پر وحیؑ کا نزول: آغاز نزول وحی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال تھی لیکن ابن جریر نے ابن عباس اور سعید بن مسیب کے حوالے سے اسے ۴۳ سال بتایا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں ہم سے یحییٰ بن بکیر اور لیث نے بیان کیا کہ ان کے روبرو عقیلؒ نے ابن شہاب اور عروہ بن زبیر کی سلسلہ دار مستند روایت کے مطابق اس سلسلے میں حضرت عائشہؓ کا جو قول نقل کیا وہ یہ ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا" رسول اللہ ﷺ کے لیے آغاز وحی کا سلسلہ جیسا کہ آپؐ نے مجھ سے بیان فرمایا رویائے صادق کی شکل میں ہوا' لیکن اس کی صورت یہ تھی جیسے بحالت خواب طلوع سحر کا منظر سامنے آکر نگاہوں سے اوجھل ہو جائے اس کے بعد آپؐ کی خلوت پسندی کا سلسلہ شروع ہوا تو آپؐ غار حرا میں تنہا رہ کر شب و روز عبادت میں گزارنے لگے اور حضرت خدیجہؓ اور اپنے اہل و عیال کے پاس وہاں سے لوٹ کر کئی کئی دن تک تشریف نہیں لاتے تھے۔ اسی دوران میں ایک روز آپؐ پر ظہور حق ہوا یعنی حضرت جبریل (علیہ السلام) آپ کے روبرو آکر بولے "پڑھیے" آپؐ نے ان سے فرمایا" میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اپنے سینے سے لگا کر بھینچا اور اس کے بعد چھوڑ کر بولے "پڑھیے آپؐ نے پھر فرمایا " میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" جب حضرت جبریل علیہ السلام نے آپؐ کو تیسری بار سینے سے لگا کر اور اچھی طرح بھینچ کر چھوڑا اور کہا (**اقرا باسمہ ربک اللذی خلق..... مالم یعلم** تک) ترجمہ" اے محمدؐ اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے عالم کو پیدا کیا' جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا' پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے

Marfat.com

سے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اسے علم نہ تھا۔"(القرآن ۳۰:۹۶ آیات ۱تا۵)

تو آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں لیکن اس حالت میں کہ از اول تا آخر آپؐ کے جسم اطہر پر لرزہ طاری رہا' آپ اسی حالت میں گھر واپس آئے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: مجھے کمبل اوڑھاؤ' مجھے کمبل اوڑھاؤ' اور جب انہوں نے یعنی حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نے آپؐ کو کمبل اوڑھایا تو آپؐ کے جسم مبارک کی کپکپاہٹ دور ہوئی۔ اس کے بعد آپؐ نے انہیں غار حرا میں پیش آنے والے واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا:" مجھے اپنے بارے میں خوف محسوس ہو رہا ہے۔" اس کے جواب میں وہ بولیں:"اللہ کی قسم آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی نقصان نہیں ہونے دے گا کیونکہ آپ لوگوں سے ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں' مہمانوں کو بلا کر انہیں کھانا کھلاتے ہیں' آپ تحمل مزاج ہیں' ناداروں کو لباس فراہم کرتے ہیں اور ہمیشہ حق گوئی وحق پرستی کا ثبوت دیتے ہیں۔" ابھی حضرت خدیجہؓ آپ سے یہ باتیں کر رہی تھیں کہ ان کے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی تھے مگر نوشت وخواند سے بخوبی واقف تھے اور ان دنوں انجیل کو عبرانی سے عربی میں منتقل کر رہے تھے۔ وہ اتفاق سے اسی وقت وہاں پہنچے' حضرت خدیجہؓ رسولؐ اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے بولیں" اے میرے ابن عم ! ذرا سنیے' یہ کیا فرما رہے ہیں" یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے آپؐ سے پوچھا "اے میرے بھائی کے بیٹے ! آپؐ نے (غار حرا میں) کیا دیکھا ہے۔ جب آپؐ نے انہیں وہ واقعہ سنایا جو آپؐ کو غار حرا میں پیش آیا تھا تو وہ بولے:"یہ اسی طرح کا خدا کا پاک کلام ہے جو حضرت موسیٰؑ پر اترا تھا پھر وہ روتے ہوئے بولے" لیکن جب آپؐ یہ بات جو آپؐ نے مجھے سنائی ہے اپنی قوم کو سنائیں گے تو انہیں اس کا اس طرح یقین نہیں آئے گا جیسے مجھے آگیا بلکہ وہ (آپ کو ستائے گی اور) آپ کو یہاں سے نکال دے گی' کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔" ورقہ بن نوفل کی زبان سے آپؐ نے یہ باتیں سن کر متحیر ہو کر پوچھا" کیا واقعی میری قوم مجھے یہاں سے نکال دے گی؟" ورقہ بن نوفل نے جواب دیا" ہاں بالکل ایسا ہی ہو گا اس وقت آپ کو (چند لوگوں کے سوا) اپنی قوم میں مجھ جیسا کوئی شخص نہیں ملے گا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا تو دوسرے اہل نصاریٰ کو اپنے ساتھ ملا کر ضرور آپ کی مدد کرتا۔" اتنا کہہ کر ورقہ بن نوفل وہاں سے چلے گئے اور کچھ دنوں بعد وفات پا گئے۔ اس لیے نزول وحی کے اگلے

Marfat.com

واقعات آپؐ کی زبانی نہ سن سکے حالانکہ اس کے بعد بھی نزول وحی کا سلسلہ باقاعدہ جاری رہا۔

نزول وحی کے آغاز کے بعد، جیسا کہ ہم تک روایات پہنچی ہیں، رسول اللہ ﷺ جب تک دوسرے دن حضرت جبریلؑ آپؐ کے روبرو نہیں آئے آپؐ رنجیدہ رہے اور ایسا محسوس فرماتے رہے جیسے کوئی پہاڑ کی بلندیوں سے نیچے آگیا ہو لیکن دوسرے روز جبریلؑ نے آپؐ کے سامنے ظاہر ہو کر عرض کیا" اے محمدؐ رنج نہ کیجئے، آپؐ سچ مچ اللہ کے رسولؐ ہیں اور وحی الٰہی کا یہ سلسلہ اب جاری رہے گا، اس لیے آپ پریشان نہ ہوں اور اطمینان سے رہیں۔" اس کے بعد جبریلؑ جس طرح آپؐ کے پاس اگلے کچھ دن تک آئے اور آپؐ کو خدائے تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے رہے اس کی مکمل اور کافی طویل تفصیل صحیح بخاری کے باب تعبیر میں موجود ہے۔ اس سلسلے میں امام بخاریؒ کی روایات ابن شہاب سے سلسلہ بہ سلسلہ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور جابر بن عبداللہ انصاری تک گئی ہے جس کے مطابق آخر الذکر نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث یوں بیان کی ہے" آپؐ نے ارشاد فرمایا میں نے چلتے ہوئے آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی اور پھر نظر اٹھا کر اوپر دیکھا تو ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا آسمان سے زمین کی طرف آرہا تھا۔ جب وہ کرسی زمین پر اتری اور وہ فرشتہ مجھ سے ہمکلام ہوا تو میرے منہ سے اضطراری طور پر پہلے وہی الفاظ نکلے جو گزشتہ روز خدیجہؓ کے سامنے نکلے تھے یعنی" مجھے کمبل اوڑھاؤ، مجھے کمبل اوڑھاؤ۔" لیکن جب اس فرشتے کی زبانی خدا تعالیٰ کا یہ پیغام میرے گوش زد ہوا کہ یا ایہاالمدثر.....فاھجر تک) ترجمہ " اے (محمدؐ) جو کپڑا لپیٹے ہوئے ہو، اٹھو اور ہدایت کرو، اور اپنے پروردگار کی بڑائی کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو، اور ناپاکی سے دور رہو(القرآن:۲۹:۷۴ ا تا ۵) تو میں خوش ہو کر پر سکون ہوتا چلا گیا۔"

ام المومنین حضرت عائشہؓ کے اس قول کی تصدیق کہ رسول اللہ ﷺ پر آغاز نزول وحی کا سلسلہ رویائے صادقہ سے شروع ہوا تھا اور وہ بھی اس طرح جیسے سحر کا منظر سامنے آکر فوراً" نگاہوں سے اوجھل ہو جائے، محمد بن اسحٰق بن یسار کی، عبید بن عمراللیثی کے حوالے سے بیان کردہ روایات سے بھی ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں محمد بن اسحٰق بن یسار نے عبید بن عمرالیثی کے حوالے سے جو حدیث بیان کی ہے وہ یہ ہے۔"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا " میں نے بحالت خواب جبریلؑ کو دیکھا جن کے ہاتھ میں ایک نورانی کتاب تھی اور انہوں نے مجھ سے کہا" پڑھو۔"میں نے کہا " مجھے پڑھنا نہیں آتا۔"تو انہوں نے مجھے اپنے سینے

سے لگا کر اتنا دبایا کہ میں نے محسوس کیا میرا دم نکل جائے گا۔ اس کے بعد انہوں نے دوبارہ پڑھو کہہ کر مجھے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔" حضرت عائشہؓ کی بیان کردہ یہ حدیث متعدد علی التواتر روایات کے ذریعہ بہت سی دوسری کتابوں میں تحریر کی گئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جبریلؑ کو پہلے پہل بحالت خواب دیکھا تھا اور اس کے بعد ہی وہ بحالت بیداری آپؐ کے روبرو آئے تھے۔ اس کی تفصیل اس سے زیادہ شرح وبسط کے ساتھ "مغازی موسیٰ بن عقبہ" میں زہری ہی کے حوالے سے پیش کی گئی ہے۔ اس سے بھی حضرت عائشہؓ کی بیان کردہ اس حدیث کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

حضرت حمزہ کا قبول اسلام: یونس بن بکیر محمد بن اسحٰق کے حوالے سے جو اس وقت مسلمان ہو چکے تھے لیکن اپنے مسلمان ہونے کو چھپا رہے تھے کہتے ہیں کہ آخر الذکر کے بیان کے مطابق ایک دن ابو جہل اور آنحضرت ﷺ کا صفا کے قریب آمنا سامنا ہوا تو ابو جہل آپؐ کو مارنے اور گالیاں دینے لگا نیز ساتھ ہی ساتھ آپؐ کے دین کو بھی برے برے ناموں سے یاد کرتا جارہا تھا۔ اسی راوی کا بیان ہے کہ اسی وقت کہیں حمزہؓ بن عبدالمطلب آگئے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ابو جہل کے سر پر کمان سے ایک سخت ضرب لگائی۔اس وقت وہیں بنی مخزوم کے کچھ اشخاص کھڑے ہوئے تھے' وہ ابو جہل کو بچانے کے لیے آگے بڑھے اور حمزہ بن عبدالمطلب سے بولے" ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم بھی صابی(مسلمان) ہو گئے ہو۔" یہ سن کر حضرت حمزہؓ نے کہا" اگر میں یہ کہوں کہ یہ درحقیقت اللہ کے رسولؐ ہیں اور جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں تو کیا تم لوگ مجھے روک سکتے ہو؟ اگر تم میں ہمت ہے اور تم سچے ہو تو ایسا کر کے دکھاؤ۔" حضرت حمزہؓ کی زبان سے یہ سن کر ابو جہل ان لوگوں سے بولا " چلو جانے دو' میں نے بھی اس کے بھائی کے بیٹے کو مارا اور بری بری گالیاں دی ہیں۔"جب حضرت حمزہؓ بھی مسلمان ہو گئے تو مسلمانوں کی قوت میں اور اضافہ ہو گیا اور اہل قریش نے آتے جاتے آپؐ کی مزاحمت کم کر دی۔ حضرت حمزہؓ نے اس سلسلے میں کچھ اشعار بھی کہے تھے۔

دوسرے دن صبح ہوتے ہی وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے بولے " اے میرے بھتیجے ! میرے دل میں جو خیالات آرہے ہیں میں ان کے بارے میں مشکوک ہوں' جو کچھ میں تمہارے دین کے بارے میں سوچ رہا ہوں اگر وہ سچ ہے تو تم اس کی وضاحت کرو کیونکہ مجھے تمہارے عقائد کے بارے میں تمہاری زبان سے سننے کا بہت اشتیاق ہے۔" حمزہؓ کی زبان سے یہ سن کر آپؐ نے انہیں اسلام کے بارے میں وضاحت

سے بتایا اور خدا کے خوف اور بشارت کی بھی باتیں بتائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ان باتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں نور ایمان بخشا تو وہ فوراً بولے " میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے جو کچھ فرمایا درست فرمایا' اے میرے بھائی کے بیٹے ! آپؐ نے غار حرا میں کیا دیکھا ہے؟ جب رسولؐ اللہ نے انہیں وہ واقعہ سنایا جو اپنے دین کا کھل کر اظہار کیجئے' میں بھی اس میں پیش پیش رہوں گا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اس دین کے بارے میں اب تک جو خدشات میرے دل میں تھے ان میں مزید گرفتار رہوں میں اس دین کی حمایت میں (انشاء اللہ) آگے آگے رہوں گا۔" چنانچہ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے جنہیں ان سے قبل اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی روشنی سے سرفراز فرمایا تھا۔ بیہقیؒ نے بھی یہ روایت حاکم' عصم' احمد بن عبدالجبار اور یونس بن بکیر کے حوالے سے پیش کی ہے۔

ابلاغ رسالت کے لیے حکم خداوندی: جاہلوں' دشمنوں اور جھوٹوں پر اتمام حجت کے ساتھ ساتھ خداوند تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ اور تمام عام و خاص مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ اس کے بعد آپؐ اور آپؐ کے اصحاب ایسے لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں اور تکلیفوں کو برداشت کریں اور صبر کریں اس سلسلے میں اور بھی بہت سی آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ موجود ہیں جنہیں ہم نے اپنی کتاب تفسیر میں شرح و بسط سے بیان کیا ہے جہاں سورۃ شعراء میں اللہ تعالیٰ کے حکم **وانذر عشیر تک الاقربین** کی تفسیر پیش کی گئی ہے اور وہیں جملہ متعلقہ احادیث بھی بیان کر دی گئی ہیں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن نمیر نے اعمشؒ' عمرو بن مرہ اور سعید بن جبیر کے حوالے سے ابن عباس کی یہ روایت بیان کی کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیت شریفہ **وانذر عشیر تک الاقربین** نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو باآواز بلند بلایا تو جو لوگ وہاں جمع ہوئے آپؐ نے ان سے فرمایا" اے بنی عبدالمطلب' اے بنی فہر اور اے بنی کعب اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب میں دشمن جمع ہو گئے ہیں اور تم پر حملہ کرنے والے ہیں تو بتاؤ کہ کیا تم میری اس اطلاع کو درست سمجھو گے؟" آپؐ کے اس سوال کے جواب میں ان سب نے اثبات میں جواب دیا تو اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا" تو پھر سمجھ لو کہ (تمہارے کفر کی وجہ سے) میرے پاس تمہارے لیے سخت عذاب کی اطلاع ہے۔" یہ سن کر ابو لہب بولا (نعوذ باللہ) تو ہمیشہ برباد رہے' کیا تو نے بس یہی سنانے کے لیے یہاں بلایا تھا؟" ابن عباس کے بقول ابو لہب کے

انہی نازیباکلمات کے بعد قرآنی سورت تبت یدا ابی لھب وتب" الخ نازل ہوئی تھی۔ اس سلسلے میں اعمش کی روایت کا استخراج اسی آیہ شریفہ سے ہے۔ اس کے علاوہ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ان سے معاویہ بن عمرو' زائدہ اور عبدالملک بن عمیر نے موسیٰ بن طلحہ اور ابی ہریرہؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ آخر الذکر کی بیان کردہ روایت یہ ہے کہ جب آیت " وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی تو رسول ﷺ نے قریش عوام و خواص سب لوگوں کو بلا کر ارشاد فرمایا :" اے قریش کے لوگو! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ' اے بنی کعب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ' اے بنی ہاشم! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ' اے بنی عبدالمطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ' اے فاطمہ بنت محمدؐ اپنے آپ کو آگ سے بچا۔ کیونکہ خدا کی قسم میں تمہارے لیے حکم خداوندی کے خلاف سوائے اس کے کچھ نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے رحم اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے کی دعا کروں۔" اس روایت کو مسلم نے عبدالملک بن عمیر کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ صحیحین میں یہ روایت زہری کی زبانی سعید بن مسیب ابی سلمہ ابی ہریرہؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ آخر الذکر کی بیان کردہ روایت یہ ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ نے قریش عوام و خواص سب لوگوں کو بلا کر ارشاد فرمایا:" اے قریش کے لوگو ! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ' اے بنی کعب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ' اے بنی ہاشم! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ' اے بنی عبدالمطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ' اے فاطمہ بنت محمدؐ اپنے آپ کو آگ سے بچا۔ کیونکہ خدا کی قسم میں تمہارے لیے حکم خداوندی کے خلاف سوائے اس کے کچھ نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے رحم اور بلاؤں سے محفوظ رکھنے کی دعا کروں۔" اس روایت کو مسلم نے عبدالملک بن عمیر کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ صحیحین میں یہ روایت زہری کی زبانی سعید بن مسیب ابی سلمہ اور ابی ہریرہؓ کے حوالے سے پیش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ امام احمدؒ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان سے وکیع بن ہشام نے اپنے والد اور حضرت عائشہؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ جب آیت"وانذرعشیرتک الاقربین"اتری تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا " اے فاطمہ بنت محمد! اے صفیہ بنت عبدالمطلب! اور اے بنی عبدالمطلب! میں خدا کے سامنے تمہاری طرف داری نہیں کر سکتا۔ البتہ جو میرے پاس ہے تم اس کا مجھ سے سوال کر سکتے ہو۔" یہ روایت مسلم نے بھی بیان کی ہے۔ حافظ ابوبکر بیہقیؒ اپنی کتاب " دلائل" میں فرماتے ہیں کہ ان سے محمد بن عبدالحافظ' ابو العباس

Marfat.com

محمد بن یعقوب، احمد بن عبدالجبار اور یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق کے حوالے سے عبداللہ بن حارث بن نوفل کا ابن عباس اور حضرت علیؓ سے سنا ہوا یہ واقعہ بیان کیا کہ جب یہ آیت یعنی " وانذر عشیر تک الاقربین" نازل ہوئی تو رسولؐ اللہ کے بقول آپؐ نے یہ سمجھا کہ آپؐ کی قوم میں جو برائیاں ہیں ان سے آپ کو خوف دلایا گیا اور آپ کے نزدیک آپؐ کی قوم میں جو برائیاں ہیں ان سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔" پھر آپؐ نے فرمایا " اس آیت کی وضاحت اس وقت ہوئی جب حضرت جبرئیلؑ نے آکر مجھ سے کہا:" اے محمد! اگر آپؐ خدا کے اس حکم پر عمل نہیں کریں گے تو اللہ آپؐ کو بھی آگ کا عذاب دے گا۔"
اس کے بعد حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا " اے علیؓ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی عزیزوں کو اس کے خوف سے ڈر کر قبول اسلام کی ہدایت کروں۔ چنانچہ تم یوں کرو کہ ایک بڑے برتن ایک صاع (عربی وزن تقریباً" برابر ایک سیر) کھانا لاؤ اور ایک برتن میں دودھ لاؤ تاکہ ہم انہیں اسلام کی دعوت دینے سے قبل کچھ کھلا پلا بھی سکیں۔ اس کے بعد تم بنی عبدالمطلب کو میری طرف سے بلا کر جمع کر لو۔"
حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ " آپؐ کے اس ارشاد کی میں نے تعمیل کی تو جو لوگ جمع ہوئے ان کی تعداد چالیس یا ان سے ایک کم یا ایک زیادہ تھی جن میں ابو طالب حضرت حمزہؓ حضرت عباس کے علاوہ خبیث ابو لہب بھی شامل تھا۔ اس کے بعد آپؐ نے مجھ سے وہ برتن لیا جس میں کھانا تھا اور اسے لے کر حاضرین میں تقسیم کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ اسی کھانے سے سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا " اے علیؓ اب انہیں دودھ بھی دو۔" چنانچہ میں نے ان سب کو دودھ دیا اور ان سب نے سیر ہو کر دودھ بھی پیا۔ بخدا میں نے اتنے تھوڑے سے کھانے سے اتنے لوگوں کو سیر ہو کر کھاتے پیتے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جب یہ لوگ سیر ہو کر کھاپی چکے تو ابو لہب بولا "لوگو! تم نے دیکھا کہ اس شخص نے تم پر کیسا جادو کیا اور جادو کا تماشہ تمہیں دکھایا ہے"۔ اس کی مراد ایک معمولی برتن سے چالیس آدمیوں کا سیر ہو کر کھا لینا اور اسی ایک چھوٹے سے برتن سے اتنے ہی لوگوں کا سیر ہو کر دودھ پینا تھی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس سے اگلے روز "رسولؐ اللہ نے مجھے وہی حکم دیا جو اس سے پہلے روز دے چکے تھے یعنی اسی طرح آپؐ نے مجھ سے ایک برتن میں دودھ منگوا کر میرے ہی ذریعہ بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور پہلے روز کی طرح انہیں ایک ہی برتن سے آپؐ نے کھانا اور دودھ تقسیم کیا جسے انہوں نے سیر ہو کر کھایا پیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اس

سے پہلے میں نے اپنی آنکھ سے ایسی کوئی دعوت نہیں دیکھی تھی جس میں ایسے معمولی ایک برتن سے اتنی بڑی تعداد میں لوگوں نے سیر ہو کر کھایا پیا ہو۔ لیکن ابو لہب نے اس روز بھی وہی کچھ کہا تھا اور پہلے دن کی طرح لوگ پھر اٹھ کر چلے گئے اسی طرح آنحضرتؐ نے اگلے روز اور ان سے اگلے روز مجھے حکم دے کر یہی عمل دہرایا اور ابو لہب آپؐ کے اس معجزے کو جادو بنا کر لوگوں کو بہکاتا اور منتشر ہونے کے لیے کہتا رہا تا آنکہ آپؐ نے آخری دن لوگوں سے فرمایا" اے بنی عبدالمطلب! میں نہیں جانتا کہ قوم عرب کا کوئی جوان اپنی قوم میں اس چیز سے بہتر کوئی چیز لایا ہو جو میں تمہارے لیے لایا ہوں کیونکہ میں دنیا اور آخرت دونوں کے واسطے احکام لے کر آیا ہوں۔" کسی نے نہ آپؐ کی طرف سے چار روز تک کھانے پینے کا کچھ خیال کیا نہ عزیز داری اور آپؐ سے قربت کا۔ بلکہ سب کے سب بڑی بے اعتنائی سے منہ پھیر کر چل دیے۔ اس پر خود حضرت علیؓ نے کہا" میں آپ کی مدد اور حمایت کے لیے تیار ہوں۔" یہ سن کر رسولؐ اللہ نے ان کی یعنی حضرت علیؓ کی کلائی پکڑ کر فرمایا" یہ میرا بھائی اور میرا وزیر ہے، اب تم اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔" آپؐ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر سب لوگ ہنسنے لگے اور ابو طالب سے بولے" کیا اب ہمیں تمہارے بھتیجے کے علاوہ تمہارے بیٹے کی بات سننی اور اس کی اطاعت کرنا پڑے گی؟" اس روایت پر ابن قاسم ابو مریم نے خاص طور پر زور دیا ہے لیکن اس پر علی بن مدینیؒ وغیرہ نے کذاب اور غالی شیعہ ہونے کی تہمت لگا کر اس روایت میں حضرت علیؓ کے بارے میں جو ذکر ہے اسے اس کا من گھڑت بتایا ہے اور کچھ دوسرے راویوں نے بھی اسے "حدیث ضعیف" ٹھہرایا ہے۔ آپؐ کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یا ایھاالرسول بلغ ما انزل من الناس تک اس حکم سے اللہ تعالیٰ کا بدیہی منشا یہ تھا کہ آپؐ رات دن، صبح وشام، محفلوں میں یا لوگوں کے چھوٹے مجمعوں میں خواہ ان میں اپنے ہوں یا غیر، حج کے موقعوں پر بھی طاقت ور یا کمزور اور ضعیف لوگوں کا لحاظ کیے بغیر اپنی رسالت کی ذمہ داریوں کو پوری طرح انجام دیں اور یہ کہ اس سلسلے میں خود اللہ تعالیٰ آپؐ کی حفاظت کرے گا۔ یہی وجہ تھی کہ آپؐ نے بغیر کسی خوف وخطر کے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر پورا پورا عمل فرمایا حالانکہ مشرکین مکہ میں دوسروں کے علاوہ خود آپؐ کا چچا ابو لہب سب سے زیادہ آپؐ کا درپئے آزار بلکہ دشمن جاں ہو گیا تھا۔ ابو لہب کا پورا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا، اس کی بیوی ام جمیل اروی بنت حرب

بن امیہ تھی جو ابو سفیان کی بہن تھی۔ ابو لہب کو آپؐ کی مخالفت کرنے اور آپؐ کو ظلم وستم کا نشانہ بنانے سے باز رکھنے میں سب سے آگے آپؐ کے ایک دوسرے چچا ابو طالب تھے جو ویسے بھی طبعاً" نیک اور رحمدل تھے۔ اس کے علاوہ خود اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے دل میں اتباع شریعت اور دین کی قبولیت سے قطع نظر آپؐ کی محبت اور حمایت کا جذبہ پیدا کر دیا تھا ان کے اندر اپنی قوم کے دین پر جمے رہنے کے باوجود آپؐ کی امداد اور حمایت کا جذبہ اللہ تعالیٰ ہی کا عطا کردہ تھا یہی وجہ تھی کہ مشرکین یہ دیکھتے ہوئے بھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کی امداد حمایت پر ہمہ وقت آمادہ رہتے تھے ان کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے اور ان کے احترام کو پس پشت ڈال کر ان کو برا بھلا کہنے تک کی جرات نہیں کرتے تھے اسی بناء پر یہ کہا جاتا ہے کہ آپؐ کے دو چچاؤں ابو طالب اور ابو لہب میں سے ہر چند کہ ان میں سے ایک نے بھی دین اسلام قبول نہیں کیا تھا اول الذکر کو ممکن ہے اللہ تعالیٰ عذاب جہنم سے محفوظ رکھے لیکن دوسرے یعنی ابو لہب کو یقیناً" دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں جگہ ملے گی۔یونس بن بکیرؒ طلحہ بن یحییٰ اور عبداللہ بن موسیٰ بن طلحہ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ آخر الذکر کو عقیل بن ابی طالب نے بتایا کہ ایک دن قریش کے کچھ لوگ ان کے والد ابو طالب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپؐ کا بھتیجا ہمارے بتوں اور ہماری عبادت گاہوں کو برا بھلا کہتا ہے اور انہیں تباہ وبرباد کرنے کی فکر میں ہے حالانکہ وہ ہمی میں سے ہے۔ پھر وہ ہمارا بدخواہ کیوں ہے؟" ان سے یہ سن کر ابو طالب نے عقیل سے کہا کہ وہ ان لوگوں کو آپؐ کے پاس لے جائیں اور جو بات یہ لوگ کہتے ہیں وہ انہیں بتا دیں۔ عقیل کہتے ہیں کہ وہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر ایک قنس یا خنس یعنی ایک چھوٹے سے مکان میں گئے۔ اس مکان سے رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو اس وقت باہر سخت دھوپ پڑ رہی تھی اور بڑی گرمی تھی۔ آپؐ کو دیکھ کر ان لوگوں نے کہا "کیا یہی تمہارے چچا کا بیٹا ہے جو ہمارے بتوں اور ہمارے عبادت خانوں کو برا بھلا کہتا ہے؟" یہ کہہ کہ وہ آپؐ کی طرف جھپٹے' لیکن آپؐ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر باواز بلند فرمایا "لوگو! کیا تم اس سورج کو دیکھ رہے ہو؟" وہ لوگ بولے "ہاں۔" ان سے آپؐ نے فرمایا "کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس سے کہوں کہ وہ اپنے شعلوں سے تمہیں جلا کر خاک کر دے۔ لیکن میں ایسا نہیں چاہتا حالانکہ میرے لیے یہ بالکل ممکن ہے۔" جب ان لوگوں نے عقیل کے والد یعنی ابو طالب سے یہ بات کہی تو وہ بولے "میرا بھتیجا قطعاً" جھوٹ نہیں کہتا۔" یہ سن کر وہ لوگ واپس چلے گئے۔

Marfat.com

بیہقیؒ کی یونس کے ذریعہ ابن اسحٰق کے حوالے سے یہ روایت بھی ہے کہ آخر الذکر کہتے ہیں کہ ان سے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس نے بیان کیا کہ جب مشرکین قریش ابی طالب کے پاس آنحضرت ﷺ کے خلاف مذکورہ بالا شکایت لے کر آئے تو انہوں نے آپؐ سے کہا کہ قریش آپؐ کے خلاف یہ شکایت لے کر آئے تھے تو تم جو کچھ بھی تمہارا مذہب ہو اسے علیٰؐ اور اپنے آپ تک محدود رکھو اور دوسرے لوگوں کو شکایت کا موقع نہ دو بلکہ مجھ پر اتنا بوجھ مت ڈالو جسے میں اٹھا نہ سکوں یہ سن کر آپؐ نے تھوڑی دیر کچھ غور کیا' پھر یہ سوچ کر کہ اب آپؐ کو اپنے چچا کے پاس قیام کرنا بھی ناممکن ہو گا لیکن جو بھی ہو آپؐ نے ان سے کہا! " اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تب بھی میں اظہار حق سے باز نہیں رہ سکتا" یہ کہہ کر آپ آب دیدہ ہو گئے' یہ دیکھ کر جناب ابو طالب نے آپؐ سے کہا " جو کچھ میں نے کہا اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تم سے کنارہ کش ہونا چاہتا ہوں یا تمہاری حمایت سے ہاتھ اٹھانا چاہتا ہوں۔ اگر تمہیں یقین ہے کہ جو تم کہتے ہو سچ ہے تو پھر جو تم پسند کرتے رہو' میں آئندہ تمہیں کبھی اپنی بات ماننے پر مجبور نہیں کروں گا۔"

امام احمدؒ کہتے ہیں کہ ان سے وہب بن جریر اور شعبہ نے ابی اسحٰق' عمرو بن میمون اور عبداللہ کے حوالے سے بیان کیا کہ آخرلذ کرنے رسول اللہ ﷺ کو ایک دفعہ کے سوا کبھی قریش کو بددعا دیتے نہیں دیکھا اور وہ دن وہ تھا جب آپ نماز پڑھ رہے تھے تو مشرکین قریش کے کچھ لوگ آپؐ کے پیچھے پیچھے جلوس کی شکل میں جا پہنچے۔ ان میں سے کسی کے پاس اوجھڑی سے بھری ہوئی ایک ٹوکری تھی۔ ان لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کیا" یہ ٹوکری اس کی پیٹھ پر کون الٹے گا؟" یہ سن کر عقبہ بن ابی معیط بولا " میں " یہ کہہ کر اس نے اوجھڑی سے بھری ہوئی وہ ٹوکری لی اور رسولؐ اللہ کی پیٹھ پر اس وقت الٹی جب آپ سجدے میں تھے۔ آپؐ نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا حتیٰ کہ آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور وہ اوجھڑی آپؐ کی پشت مبارک سے اٹھا کر الگ پھینکی۔ اس کے بعد آپؐ نے سجدے سے سر اٹھا کر فرمایا "اے اللہ! اس قبیح حرکت کا بدلہ ان قریشیوں سے تو ہی لے گا' اے اللہ اس کا بدلہ عتبہ بن ربیعہ سے تو ہی لے گا' اے اللہ اس کا بدلہ شیبہ بن ربیعہ سے تو ہی لے گا اے اللہ اس کا بدلہ ابو جہل بن ہشام سے تو ہی لے گا' اے اللہ اس کا بدلہ عقبہ بن ابی معیط سے تو ہی لے گا' اے اللہ ابی بن خلف) یا امیہ بن خلف)

Marfat.com

سے اس کا بدلہ تو ہی لے گا۔" بخاری نے اپنی صحیح کتاب احادیث میں کئی جگہ لکھا ہے۔

قریش کی طرف سے ہر مسلمان کو ایذا رسانی: جب آنحضرت ﷺ کے چچا ابو طالب نے یہ دیکھا کہ قریش نے آپؐ پر ایمان لانے والے ہر شخص پر ظلم وجور کی انتہا کر دی ہے تو انہوں نے ان سب کو ایک بار پھر جمع کیا۔ ان میں مسلمان بھی تھے اور کفار قریش بھی لیکن ابو لہب نہیں آیا۔ حضرت ابی طالب نے کفار قریش کی حسب روایت اہل عرب اشعار کی صورت میں تعریف کرتے ہوئے اور ان کی روایتی سخاوت' تواضع اور مہمان نوازی کا حوالہ دیتے ہوئے ان سے مسلمانوں کو ایذا رسانی سے باز رہنے کو کہا۔ ان کی تقریر ایسی موثر تھی کہ کفار قریش کی اکثریت سوائے ان کے جو ازلی جابر وظالم تھے اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

کفار قریش میں سے وہ لوگ بھی جو ابی طالب کی تقریر سے متاثر ہوئے تھے اس لیے متاثر نہیں ہوئے تھے انھیں راہ حق کی تلاش تھی بلکہ وہ بھی ان کا روایتی جوش تھا ورنہ ان کا فطری عناد بھلا کہاں جانے والا تھا۔ مکہ میں کفار قریش نے آنحضرت ﷺ کو بارہا ڈھیروں سونا چاندی کا لالچ دیا' عرب کی حسین ترین لڑکیوں کو آپؐ کی زوجیت میں دینے کا وعدہ کیا۔ ان کی ایک یہی شرط تھی کہ آپؐ تبلیغ اسلام سے کنارہ کش ہو جائیں لیکن آپؐ نے انہیں ہمیشہ یہی جواب دیا" اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رسولؐ بنا کر اس لیے نہیں بھیجا بلکہ اس نے مجھے اس لیے رسول بنایا ہے کہ میں تمہیں صرف اس کی پرستش کی تلقین کروں' تمہیں نیکی کی راہ دکھاؤں' تمہیں بدی کی راہ پر چلنے سے روکوں اور تمہیں خدا کا خوف دلا کر اس کے عذاب سے بچاؤں۔"

وہ لوگ یہ بھی کہتے تھے" اگر آپؐ واقعی اللہ کے نبی ہیں تو یہاں عراق اور شام کی طرح کی نہریں بہا کر اور باغات اگا کر دکھائیے۔" اس کے جواب میں بھی آپ یہی فرماتے تھے۔" میں اللہ کا رسولؐ ہوں' اس نے مجھے زمین پر یہ کرشمے دکھانے نہیں بھیجا بلکہ تمہیں بتوں کی پرستش چھوڑنے' صرف اسی کو ماننے' اسی کی عبادت کرنے' بدی سے باز آنے' نیکی اختیار کرنے ورنہ بصورت دیگر تمہیں عذاب آخرت سے ڈرانے کے لیے بھیجا ہے۔" یا جیسا بھی آپؐ نے ارشاد فرمایا ہو۔

ان روایات کو یونس و زیاد بن اسحٰق اور چاند دوسرے اہل علم کے حوالے سے بھی بیان کرتے ہیں۔۔۔۔ان میں مصر کے شیخ محمد بن ابی محمد ہیں۔انہوں نے سعید بن جبیر' عکرمہ

Marfat.com

اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا۔ ایک دن قریش کے فلاں فلاں معزز لوگ بعد مغرب کعبہ کے عقب میں جمع ہوئے اور آپس میں مشورے کے بعد یہ طے کیا کہ وہ سب مل کر آنحضرت ﷺ کے پاس چلیں اور آپؐ کو دین اسلام کی تبلیغ سے روکیں۔ چنانچہ یہ طے کرنے کے بعد وہ آپؐ کے پاس جا پہنچے۔ بہرحال آپؐ کو انہیں دیکھتے ہی ان کی آمد کی غرض وغایت معلوم ہو گئی لیکن چونکہ آپؐ کا مقصد تو صرف رشد و ہدایت تھا' اس لیے آپؐ نے اخلاق اور حسب معمول نرم کلامی سے کام لیا۔ وہ لوگ آپؐ کے پاس بیٹھ کر بولے:۔ " اے محمد ! (ﷺ) سارے عرب میں آج تک کوئی شخص اپنی قوم کے پاس ایسا دین لے کر نہیں آیا جیسا آپؐ اپنی قوم قریش کے پاس لائے ہیں' اس کے علاوہ آپؐ ہمارے آباؤ اجداد کے اعمال کو برا کہتے ہیں' ان کے مذہب کو بھی برا کہتے ہیں ان کی اور ہماری روایات و رسوم کو بھی برا بتاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپؐ ہمارے معبودوں کو بھی برا بھلا کہتے ہیں اور اس طرح قوم میں تفرقہ اندازی کر رہے ہیں۔ ہم آپؐ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپؐ کو ان دل آزار باتوں سے روکیں۔ اس کے بدلے میں ہم آپؐ کو اپنا حاکم اور سردار تسلیم کر کے آپؐ کے قدموں میں زرو جواہر کے ڈھیر لگا دیں گے اور آپؐ کی ہر خواہش پوری کی جائے گی لیکن اگر آپؐ ہماری یہ درخواست منظور کرنے پر تیار نہیں تو پھر یہ ثابت کیجئے کہ آپؐ خدا کے سچے پیغمبر ہیں پہلے آپؐ ان پہاڑوں کو جو اہل مکہ کے سروں پر چڑھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں پیچھے ہٹا کر دکھایئے؟

کفار قریش کے ان سر برآوردہ لوگوں کی یہ باتیں سن کر آپؐ نے فرمایا۔

"میں تمہاری حکومت چاہتا ہوں نہ سرداری اور نہ مال ودولت۔ اس کے علاوہ مجھے دنیا کی کسی اور چیز کی بھی خواہش نہیں۔ میں تمہیں کوئی کرشمہ دکھا کر اپنی نبوت کا ثبوت بھی دینا نہیں چاہتا۔ تاہم میں آپ لوگوں سے صاف صاف کہتا ہوں کہ اللہ نے مجھے تمہارے پاس اپنے رسولؐ کی حیثیت سے بھیجا ہے تاکہ میں تمہارے برے اعمالوں پر تمہیں خدا کا خوف دلاؤں اور نیک اعمال کے لیے تمہیں اس کی طرف سے بہترین جزا کی خوشخبری سناؤں۔ اس لیے میں اپنی رسالت کا فرض ادا کرنے کے لیے تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اگر تم نے میری بات مان لی تو دنیا اور آخرت دونوں میں تمہارا ہی بھلا ہو گا۔ اگر تم نے میرے کہنے کے مطابق عمل نہ کیا تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ خود اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ فرما دے۔"

Marfat.com

آپؐ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر وہ لوگ بولے: "خیر آپؐ اللہ کے پیغمبر ہوں یا نہ ہوں اور جس کام کے لیے آپؐ آئے ہیں اسے آپؐ جانیں' یہ بھی آپؐ جانتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی آپؐ سے کسی حیثیت سے کم نہیں ہے' ہم اپنی پیش کش آپؐ کے سامنے رکھ چکے۔ اگر آپؐ اس پر راضی نہیں ہیں تو پھر آپؐ جیسا کہ ہم نے ابھی کہا' اپنے پیغمبر ہونے کا ثبوت پیش کیجئے کے کے ان پہاڑوں کو پیچھے ہٹا دیجئے۔ ہمارے شہروں کو اور وسیع کر دیجئے عراق اور شام کی سی نہریں حجاز میں بھی بہا کر دکھایئے اور ویسے ہی باغات یہاں بھی لگا کر دکھایئے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تو ہمارے آباؤ اجداد کا سارا زرو مال جمع کر کے دکھا دیجئے اور انہیں زندہ بھی کر دیجئے۔ خصوصاً" ان میں سے قصی بن کلاب کو زندہ کر دیجئے وہ ہمارے سب سے زیادہ سچے بزرگ تھے۔ اگر وہ دوبارہ زندگی پا کر یہ کہہ دیں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں تو ہم آپؐ کی وہ سب باتیں مان لیں گے جو آپؐ کہتے ہیں۔" ان کی یہ باتیں سن کر آپؐ نے پھر انہیں وہی جواب دیا جو پہلے دے چکے تھے اس کے بعد وہ بولے۔ "اچھا اگر یہ نہیں کرنا چاہتے تو اپنے خدا سے جسے آپؐ ہر بات پر قادر بتاتے ہیں کہیے کہ وہ ہمارے پاس کوئی فرشتہ بھیج دے جو تمہاری ان باتوں کی تصدیق کرے اور ہماری چیزوں کو سونے اور چاندی میں تبدیل کر دے' ہماری طرح بازاروں میں کھڑے ہو کر ہماری طرح سب چیزوں کو چھوئے اور اس کے ہاتھ لگاتے ہی وہ سب چیزیں دفعتہ" سونے کی بن جائیں۔ اس کے بعد ہم تمہارا پیغمبر ہونا تسلیم کر لیں گے۔"

ان لوگوں کی یہ باتیں سن کر آپؐ نے پھر وہی جواب دیا یعنی اللہ تعالٰی نے آپؐ کو ان باتوں کے لیے نہیں بھیجا بلکہ ان کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے اگر وہ آپؐ کی ہدایت پر عمل کریں گے تو دنیا و آخرت دونوں جگہ سرخرو ہوں گے ورنہ عذاب الٰہی کے متعلق قرار پائیں گے۔

آخر میں وہ لوگ بولے:۔ "خیر اب ہم جا رہے ہیں لیکن آپؐ کو اتنا بتاتے جائیں کہ ہمیں یہ شخص (ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے) جس کا نام رحمٰن ہے اور یہ یمامہ کا رہنے والا بڑا معزز آدمی ہے' آپؐ کے پاس لایا تھا اور ہم اس کے اصرار پر آپؐ کے پاس آئے تھے۔ اگر آپؐ کو ان میں سے کچھ بھی منظور نہیں جو ہم نے آپؐ سے ابھی کہا ہے تو اب آخر میں صرف دو باتیں رہ جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ یا تو ہم آپؐ کو ہلاک کر دیں یا آپؐ ہمیں ہلاک کر ڈالیں۔"

Marfat.com

جب وہ لوگ آپؐ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور آپؐ اپنے گھر کی طرف جانے لگے تو آپؐ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی ہو لیے۔وہ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے یعنی آپؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ انہوں نے راستے میں آپؐ سے کہا:

"یا محمد! (ﷺ) ان لوگوں نے آپؐ کے سامنے دو باتیں رکھی تھیں لیکن آپؐ نے ان میں سے ایک بھی نہیں مانی۔ میں بھی آپؐ پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ ہاں اگر آپؐ میرے ہی سامنے اڑ کر آسمان پر جائیں اور وہاں سے کوئی احکام خداوندی پر مشتمل کتاب اور کم سے کم چار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر اتریں تو میں آپؐ پر ایمان لے آؤں گا۔ ورنہ ہرگز نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو کر دوسری طرف چلے گئے اور آپؐ ان لوگوں کی ذہنیت پر افسوس کرتے ہوئے اپنے گھر کی طرف۔ جیسا کہ آپؐ نے بعد میں فرمایا' یہ سوچتے ہوئے لوٹے کہ خدا کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ انہیں راہ ہدایت دکھا دے۔"

ایک اور روایت امام احمدؒ سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں کہ ان سے عبدالرحمٰن اور سفیان نے سلمہ بن کہیل' عمران بن حکیم اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ وہ اپنے خدا سے درخواست کر کے کوہ صفا کو ان کے لیے سونے کا بنوا دیں تو وہ آپؐ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپؐ نے ان سے دریافت کیا "کیا پھر تم واقعی مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟" آپؐ کے اس سوال کے جواب میں وہ یک زبان ہو کر بولے "یقیناً" لہٰذا آنحضرت ﷺ نے خدا سے دعا کی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے: اللہ تعالیٰ آپؐ کو سلام کہتا اور فرماتا ہے کہ میں قریش کے لیے آپؐ کی خاطر سے صفا کو سونے کا بنا دوں گا' لیکن اگر اس کے بعد بھی یہ لوگ ایمان نہ لائے تو میں انہیں عذاب دوں گا کہ اس سے قبل کسی قوم کو نہیں دیا تھا۔ تاہم اگر آپؐ چاہیں تو میں ان کے لیے اپنی رحمت اور توبہ کے دروازے کھولے دیتا ہوں۔ جبرئیلؑ کی زبان سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سن کر آپؐ نے فرمایا "میں یہی چاہتا ہوں۔" یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان پر توبہ کے دروازے کھول دے تاکہ یہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے راہ راست پر آجائیں یہ روایات اسناد کے لحاظ سے سب سے زیادہ پختہ روایات ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے قریباً" چالیس سال قبل مصر کے ایک بزرگ نے عکرمہ

اور ابن عباسؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ قریش مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو یہودیوں کے بڑے عالموں کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے آنحضرت ﷺ کے بارے میں پوچھ کر آئیں اور انہیں یہ بتائیں کہ آپؐ اپنے آپؐ کو خدا کا رسولؐ اور نبیؐ کہتے ہیں آیا یہ درست ہے یا غلط؟ کیونکہ قریش مکہ کا خیال تھا کہ یہود کے وہ عالم اہل کتاب ہیں لہٰذا توریت کے حوالے سے آپؐ کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کر سکتے ہیں جو انہیں (قریش مکہ کو) معلوم نہ تھیں۔

چنانچہ مذکورہ بالا دونوں اشخاص یہودیوں کے بزرگ علماء کے پاس پہنچے اور ان سے آنحضرت ﷺ کا ذکر کر کے کہا کہ آپؐ خود کو اللہ کا رسولؐ اور نبیؐ اور یہ یہ باتیں کہتے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ بتائیں کہ آیا آپؐ کا یہ دعویٰ درست ہے اور آپؐ جو کچھ کہتے ہیں وہ بھی صحیح ہے؟

مدینے کے یہودی علماء نے قریش کے بھیجے ہوئے آدمیوں کی باتیں غور سے سنیں۔ اس کے بعد ان سے کہا: آپ لوگ جا کر قریش مکہ سے کہیے کہ جو شخص وہاں نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس سے وہ تین باتیں پوچھیں جو توریت کے حوالے سے صرف ہمی جانتے ہیں۔ اگر وہ شخص ان تینوں کا جواب دے دے تو ان کے جوابات ہمیں آکر بتایئے' پہلی بات اس سے یہ پوچھیے کہ "فتیہ" کون لوگ تھے اور ان کا کیا معاملہ تھا؟ دوسری بات یہ پوچھیے کہ جن لوگوں نے مشرق سے مغرب تک دنیا کا چکر لگایا وہ کون تھے؟ تیسری بات یہ پوچھیے کہ روح کیا چیز ہے؟ اگر اس کے تینوں جواب درست ہوئے تو وہ یقیناً" خدا کا رسولؐ ہے اور جس کے بارے میں توریت میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خدا کا آخری نبی ہو گا۔ پھر آپ لوگ اس کی اتباع کیجئے گا کیونکہ اس کی ہر بات برحق ہو گی۔

مدینے میں علمائے یہود کے یہ تینوں سوالات اچھی طرح ذہن نشین کر کے مذکورہ بالا دونوں اشخاص واپس مکہ پہنچے اور قریش مکہ کو بتا دیے اور وہ انہیں سن کر بہت خوش ہوتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور آپؐ کے سامنے علمائے یہود کے وہ سوالات دہرا کر آپؐ سے ان کے جوابات دینے کے لیے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ سوالات سن کر کسی قدر تأمل فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا " آپ لوگ کل آیئے تو میں ان تینوں سوالات کے جوابات آپ کو دے دوں گا۔"

آنحضرت ﷺ نے قریش مکہ سے اگلے روز آنے کے لیے غالباً" اس لیے فرمایا تھا کہ

آپ اس دوران میں وحی الہی کے منتظر تھے لیکن جب پندرہ روز تک آپ کے پاس جبریلؑ کے ذریعہ وحی نہیں آئی تو آپ واقعی پریشان ہوئے اور جب قریش مکہ نے اس کے بعد آکر کہا " آپ نے اگلے روز کا وعدہ کیا تھا لیکن ہم قصداً" پندرہ دن کے بعد آئے ہیں تاکہ آپ اس دوران میں ان سوالات پر اچھی طرح سے غور کر لیں۔ لہٰذا اب آپ ہمیں ان سوالات کے جواب دیجئے۔"

آنحضرت ﷺ شاید سوچ رہے تھے کہ ان لوگوں کو اب کیا کہہ کر ٹالا جائے کہ اس وقت جبریلؑ آپ کے پاس آگئے اور ان تینوں سوالات کے جواب آپ کو بتا دیے۔ چنانچہ آپ نے وہی جوابات حرف بہ حرف قریش مکہ کو دے دیے۔ دنیا کے دور اول میں آنے والے کا جواب آپ نے یہ دیا کہ وہ شخص ترقیم اور ان کے ہمراہی تھے' دوسرے سوال کا جواب آپ نے اصحاب کہف بتایا جن کا ذکر سورہ کہف میں پایا جاتا ہے اور تیسرے سوال یعنی روح کیا چیز ہے؟ کا جواب آپ نے جو دیا وہ بھی قرآن میں موجود ہے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اس کے بعد کفار قریش نے مکے کے ان تمام قبائل کو تکلیفیں دینا شروع کر دیں جو رسول ﷺ کے ساتھ ہو کر آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ انہوں نے ایسے لوگوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی' انہوں نے انہیں بھوکا پیاسا رکھا' مارا پیٹا اور موسم گرما میں تپتی زمین پر لٹا کر ان کے سینے پر پتھر رکھے۔

کفار قریش نے ان میں سب سے زیادہ حضرت بلالؓ کے ساتھ سختی برتی جو... امیہ کے حبشی غلام تھے۔ ان کی ماں کا نام حمامہ تھا۔ وہ حد سے زیادہ صادق الاسلام تھے۔ بہت سے دوسرے لوگ ان تکالیف سے تنگ آکر بظاہر اسلام سے پھر گئے تھے تاہم اللہ تعالیٰ نے ان کی مجبوری کے پیش نظر انہیں معاف فرما دیا تھا کیونکہ وہ دل سے اسلام پر قائم تھے۔ البتہ حضرت بلالؓ کا معاملہ ان لوگوں سے بالکل الگ تھا۔ انہیں کفار قریش نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں بلکہ ان پر جور وستم کی انتہا کر دی۔ انہیں بھوکا پیاسا رکھا گیا' گرمی کے موسم میں انہیں تپتی ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر بھاری پتھر رکھے گئے اور ان سے کہا گیا کہ تمہارے ساتھ مسلسل یہی سلوک ہوتا رہے گا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں وہ بنو مخزوم تھے جو عمار بن یاسر اور ان کے ماں باپ تھے جو اسلام لانے کے بعد گھر سے باہر آئے تھے۔ انہیں موسم گرما میں دوپہر کے وقت مشرکین نے عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ بھی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس

Marfat.com

طرف سے گزر رہے تھے۔ جب آپؐ ان کے قریب آئے تو آپؐ نے انہیں صبر کی تلقین فرمائی اور ان سے جنت کا وعدہ فرمایا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ان سے وکیع نے سفیان منصور اور مجاہد کے حوالے سے بیان کیا کہ اسلام میں شہید ہونے والی سب سے پہلی خاتون ام عمار یعنی سمیہ تھیں۔ ابو جہل نے ان کے دل میں کوئی تیز دھار خنجر وغیرہ جیسا ہتھیار مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ جب بھی ابو جہل کو کسی شخص کے مسلمان ہونے کی خبر ملتی تو وہ اس شخص کے پاس جاتا' اسے ڈانٹتا ڈپٹا اور جھڑکیاں' دے کر اس سے کہتا "کمبخت! تو نے اپنا دین ترک کر دیا جو تیرے لیے سب سے بھلی چیز تھا' ایسا کر کے تو نے ہمارے نزدیک اپنی شرافت ونجابت' حلم وبردباری' گراں قدری اور اصابت رائے سب کچھ ڈبو کر رکھ دیا۔ اگر مسلمان ہونے والا کوئی شخص تاجر ہوتا تو وہ اس سے کہتا: "تو نے (مسلمان ہو کر) اپنی تجارت کو نقصان پہنچایا ہے اور اپنی ساری ملکیت تباہ کر دی۔" اگر وہ مسلمان ہونے والا کوئی بوڑھا آدمی ہوتا تو وہ اسے مارتا پیٹتا اور اپنی اس شقاوت پر فخر کرتا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے حکیم بن جبیر نے سعید بن جبیر کے حوالے سے بیان کیا کہ آخر الذکر کرنے عبداللہ بن عباس سے دریافت کیا تھا کہ آیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بھی ایسے کچھ لوگ تھے جو مشرکین کے شدید ترین مظالم سے تنگ آکر تردید اسلام پر آمادہ ہو گئے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ "ہاں ایسا ہوا تھا لیکن ایسا جب بھی ہوا صرف اس وقت ہوا جب کوئی مسلمان مشرکین کے ہاتھوں مار کھا کھا کر گر پڑا اور بھوک پیاس کی شدت سے مرنے کے بالکل قریب ہو گیا۔"

عذابوں میں مبتلا لوگوں کے بارے میں دوسرے لوگوں نے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ انہیں ان عذابوں سے نجات دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں تو آپ نے جواب دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عذاب سے رہائی دلا کر ان کی مدد فرمائے گا۔ وہ انہیں ساری دنیا میں عزت وحرمت بخشے گا اور انہیں یہ بشارت بھی دی تھی کہ ان کی مدد کے لیے صنعا سے حضرموت کی طرف ایک سوار آئے گا جس کے بھیڑ بکریوں کے گلے کی حفاظت خود بھیڑیئے کریں گے اور آخر میں یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ اس سلسلے میں جلدی کر رہے ہیں یعنی اضطراری کیفیت میں مبتلا ہیں۔

Marfat.com

مشرکین کی رسولؐ اللہ سے بحث و تکرار اور آپ کی مسلسل مخالفت: اسحٰق بن راھویہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں عبدالرزاق نے معمر، ایوب سختیانی، عکرمہ اور ابن عباس کے یکے بعد دیگرے حوالوں سے بتایا کہ ایک روز ولید بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اس کے سامنے قرآن شریف کی کچھ آیات تلاوت فرمائیں جنہیں سن کر اس کے دل میں رقت پیدا ہوئی اور آپؐ کے بارے میں اس کا دل نرم ہو گیا۔ جب یہ خبر ابو جہل تک پہنچی تو وہ ان کے پاس آیا اور ان سے کہا " چچا کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی قوم آپس میں مال جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرے؟" ولید بن مغیرہ نے جواب دیا " نہ میں یہ چاہتا ہوں نہ مجھے اس کی ضرورت ہے۔" اس پر ابو جہل بولا " میرا مطلب یہ ہے کہ آپ جو محمدؐ کے پاس گئے تھے تو شاید اسی لیے گئے ہوں کہ آپ اسے اپنی قوم سے مال جمع کر کے اسے دیں تاکہ وہ اپنے نئے دین کی تبلیغ سے باز آجائے۔" یہ سن کر ولید بولے" میں وہاں اس لیے نہیں گیا تھا۔ ویسے میں جانتا ہوں کہ میری قوم کے پاس مال و دولت کی کثرت ہے۔ اس کے علاوہ وہ رزمیہ و بزمیہ شاعری اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بھی کسی دوسری قوم سے پیچھے نہیں ہے۔ لیکن محمدؐ تو نہ مال و دولت کی خواہش رکھتے ہیں نہ وہ شعرو شاعری یا فصاحت وبلاغت سے کسی کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ البتہ انہوں نے جو کلام اللہ کا کلام کہہ کر مجھے سنایا اسے سن کر میرے دل پر بڑا اثر ہوا کیونکہ اس میں بڑی حلاوت ہے۔ ایسا کلام تو میں نے آج تک سنا ہی نہیں تھا حالانکہ نہ وہ کوئی قصیدہ تھا نہ رجزیہ اشعار اور نہ اس قسم کی کوئی دوسری چیز لیکن اس میں کچھ ایسی عجیب بات تھی جس کی کہیں اور مثال نہیں مل سکتی۔" ولید سے یہ بات سن کر ابو جہل بولا:"اچھا مجھے غور کرنے دو۔" پھر کچھ سوچ کر بولا " چچا یہ سب جادو کا کرشمہ ہے یہ سحر آمیز کلام سنا کر وہ (نعوذ باللہ) دوسروں کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" اس کے جواب میں ولید نے کہا " میں نے جادوگر بھی دیکھے ہیں اور جادو کے کرشمے بھی لیکن ان میں یہ بات میں نے کبھی محسوس نہیں کی۔"

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ عتبہ قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا جب کہ آنحضرتؐ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عتبہ نے کہا کہ اگر وہ لوگ چاہیں تو وہ ایک بار پھر آپؐ سے گفتگو کرنے پر آمادہ ہے۔ اس پر وہ لوگ بولے کہ اے ابو الولید اس سے بہتر اور کیا ہو گا کہ تم آخری بار ان سے بات کر کے دیکھ لو۔ یہ سن کر عتبہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو قریش

Marfat.com

کی طرف سے دوبارہ ان تمام چیزوں کی پیش کش کی جو پہلے کر چکا تھا اور آپؐ کا جواب بھی قریش کو سنا دیا۔ اس کے بعد اس نے ان لوگوں سے یہ بھی کہا کہ حضرت حمزہؓ مسلمان ہو چکے ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ تاہم ان لوگوں نے اسے پھر آپؐ کے پاس بھیجا اور اپنی پیش کشوں میں اضافہ کرتے رہے لیکن آپؐ نے ہر دفعہ عتبہ کو مندرجہ بالا آیت قرآنی سنانے پر اکتفا فرمایا۔

عتبہ نے آخر کار ان لوگوں سے کہا کہ آپؐ اسے سچے معلوم ہوتے ہیں "اور جو کلام اس نے آپؐ سے سنا ایسا اپنی زندگی بھر کبھی نہیں سنا تھا۔ اس کے بعد یہ بھی کہا کہ آپؐ نہ تو شاعر ہیں نہ کاہن اور نہ (نعوذ باللہ) اختلال دماغ میں مبتلا ہیں۔ عتبہ نے ان سے یہ بھی کہا کہ آپؐ اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں چاہتے۔ اگر وہ کامیاب ہوتے ہیں تو ان کا مالک تمہارا ملک ہو گا اور ان کی ساری خوشحالیاں اور خوش نصیبی سارے عربوں کے حصے میں آئے گی۔ عتبہ کی اس نصیحت کو سن کر قریش بولے "عتبہ ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ اس نے تم پر اپنی باتوں سے جادو کر دیا ہے۔" یہ سن کر عتبہ ان لوگوں کی صحبت سے اٹھ آیا۔

بیہقی کہتے ہیں کہ انہیں ابو عبداللہ الحافظ اور ابو العباس نے بتایا' نیز ان سے احمد اور یونس نے ہشام بن سعد' زید بن اسلم اور مغیرہ بن شعبہ کے حوالے سے بیان کیا کہ جب آخر الذکر نے رسول اللہ ﷺ کو بعثت کے بعد پہلی بار دیکھا تو اس وقت آپؐ مکے کے ایک راستے سے گزر رہے تھے' میرے ساتھ اس وقت ابو جہل بن ہشام بھی تھا۔ آپؐ نے ابو جہل کو دیکھ کر فرمایا "اے ابو حکم! اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف آجاؤ' میں تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلاتا ہوں۔" یہ سن کر ابو جہل بولا "اے محمدؐ تم وہی تو ہو جو ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جو تم کہتے ہو وہ میں مان لوں۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم ہم لوگوں سے کیا کہتے ہو لیکن جو تم کہتے ہو اسے ماننے اور اس کی تصدیق کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں۔" اس کے بعد ابو جہل مذکورہ بالا راوی کے پاس آیا اور اس سے کہا "بنی قصی اپنی جن جن صفات کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں تو میں جانتا ہوں لیکن وہ صفات ہم میں بھی ہیں لیکن اب ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ان میں خدا کی طرف سے ایک نبی آگیا ہے تو میں یہ ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں نہ ان کے اس دعویٰ کی تصدیق کر سکتا ہوں۔"

ان دونوں کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے قریب آکر ابو سفیان سے

فرمایا: اے ابو سفیان تم خدا اور اس کے رسولؐ سے ڈرو یا نہ ڈرو لیکن تمہاری غیرت وحمیت کو کیا ہوا؟" پھر آپؐ نے ابو جہل سے مخاطب ہو کر فرمایا" اے ابو حکم! تمہیں مضحکہ خیزی سے زیادہ رونا پڑے گا۔" آپؐ سے یہ سن کر ابو جہل بولا" اے میرے بھائی کے بیٹے! تم تو اپنی نبوت سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہے ہو۔"

یہ حدیث صحیحین میں ابی بشر بن ابی حبہ کے حوالے سے روایت کی گئی ہے۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے داؤد بن الحصین نے عکرمہ اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ بلند آواز سے نماز میں آیات قرآنی کی قرات فرماتے تھے تو لوگ جو آپؐ کے مخالف تھے ان آیات پر آوازے کسنا شروع کر دیتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زیادہ بلند آواز سے (نماز میں) قرات قرآن سے روکا لیکن ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپؐ اس قدر آہستہ بھی قرات نہ فرمائیں کہ آپؐ کے مقتدی ان آیات کے سننے اور ان سے حصول ثواب وہدایت سے قاصر رہیں اور کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکیں۔

قبائل قریش کی طرف سے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کی مخالفت' شعب ابو طالب میں طویل مدت تک بنی ہاشم کے ساتھ آپؐ کی پناہ گیری: موسیٰ بن عقبہ زہری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک زمانے میں مشرکین قریش کا ظلم وستم نہ صرف آنحضرت ﷺ بلکہ اس وقت تک مسلمان ہو جانے والے لوگوں پر اس قدر بڑھا کہ ان کا جینا دوبھر ہو گیا۔ اسی دوران میں مشرکین قریش نے باہمی اتفاق رائے ایک تحریری عہد نامہ تیار کیا جس میں لکھا گیا کہ وہ نہ صرف یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا پیش کردہ مذہب یعنی اسلام ہرگز قبول نہ کریں گے بلکہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب میں اس وقت تک سلسلہ ازدواج بھی منقطع رکھیں گے جب تک آپ مذہب اسلام کی تبلیغ کرنا بند نہ کر دیں بلکہ ان کے قدیم مذہب یعنی بت پرستی کو تسلیم نہ کر لیں۔ یہ عہد نامہ خانہ کعبہ کی چھت میں آویزاں کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد وہ آپؐ کے قتل پر زیادہ مستعد اور مسلمانوں کی ایذا رسانی کے پہلے سے زیادہ درپے رہنے لگے۔

ان حالات کے پیش نظر اور مشرکین قریش کے روز افزوں ظلم وستم سے تنگ آکر مسلمانوں نے آنحضرتؐ کی اجازت اور باہمی اتفاق رائے کے تحت فیصلہ کیا کہ وہ شعب ابو طالب میں پناہ گزین ہو جائیں۔ اس میں حضرت ابو طالب کی اصابت رائے کو بھی دخل تھا بلکہ کچھ دوسرے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب بھی اس فیصلے سے متفق ہو کر رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

اور آپؐ کے ساتھیوں کے ہمراہ شعب ابی طالب میں منتقل ہو گئے لیکن مشرکین قریش نے انہیں وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ انہوں نے مکے کے بازاروں میں پوشیدہ طور پر ان کی آمدو رفت اور کبھی کبھار کھانے پینے کی چیزیں خرید کر لے جانے پر بھی قدغن لگا دی۔ اس کے علاوہ وہ آپؐ کو پیغامات کے ذریعہ قتل اور آپؐ کے ساتھیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی دھمکیاں بھی دیتے رہے۔

یہ دیکھ کر ایک روز حضرت ابو طالب ایک ایسی جگہ تشریف لے گئے۔ جہاں اہل قریش کی اکثریت جمع تھی اور ان سے باہمی مصالحت کے لیے کہا لیکن ان میں سے اکثر لوگوں نے اس سے صاف انکار کر دیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دینے اور جملہ مسلمانوں کو چن چن کر ٹھکانے لگا دینے کی صاف صاف دھمکیاں دینے لگے اور اس عہد نامے کا بھی ذکر کیا جو انہوں نے جملہ اہل قریش کی اتفاق رائے سے تحریر کر کے خانہ کعبہ کی چھت میں آویزاں کر دیا تھا۔ البتہ بنی عبدمناف' بنی قصی اور بنی لوی کے ان لوگوں نے جنہوں نے بنی ہاشم میں شادیاں کی تھیں اور ان کی بیویوں کے بطون سے ان کی اولاد بھی تھی دوسرے اہل قریش سے اختلاف رائے کرتے ہوئے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے ساتھ مصالحت پر زور دیا۔ جب قریش کے کچھ لوگوں نے حضرت عبدالمطلب کی قریش سے وابستگی اور خود حضرت ابو طالب کے ان اشعار کا حوالہ دیا جن میں انہوں نے قریش کی سخاوت اور غیرت و حمیت کی مدح کی تھی تو حضرت ابو طالب نے جواب دیا کہ انسانیت کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ ان کے اس جواب سے مذکورہ بالا بنی عبدمناف' بنی قصی اور بنی لوی کے اکثر لوگوں کے علاوہ خود اہل قریش کے کچھ لوگوں نے بھی اتفاق کیا۔

بیہقی کی یونس اور محمد ابن اسحٰق کے حوالے سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے کافی عرصے بعد تک بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب آپؐ سے علیحدہ رہے اور آپؐ کی اس وجہ سے مخالفت کرتے رہے کہ آپؐ نے ان میں اور ان کی قوم قریش میں مفارقت پیدا کر دی تھی اور جب قریش نے یہ دیکھا کہ ان کا ہاتھ آنحضرت ﷺ تک پہنچنا مشکل ہو گیا ہے تو انہوں نے وہ عہد نامہ تیار کیا جس میں یہ تحریر کیا کہ وہ بنی ہاشم اور عبدالمطلب میں نہ مناکحت کا سلسلہ جاری رکھیں گے نہ ان سے کسی قسم کے معاشرتی تعلقات ہی رکھیں گے بلکہ ان کے ساتھ ہر قسم کی خریدو فروخت بھی بند کر دیں گے اور اس کے بعد انہوں نے جہاں تک ہو سکا مسلمانوں پر ظلم و تشدد کی انتہا کر دی۔ اس کے بعد

Marfat.com

بیہقی نے اس روایت میں شعب ابی طالب میں مسلمانوں کی پناہ گزینی کا ذکر اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ جن مسلمانوں نے وہاں پناہ لی تھی ان کے کمسن بچوں کی بھوک پیاس میں بلکنے کی آوازیں وہاں سے دور تک سنائی دیتی تھیں۔ یقیناً" یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحم فرماتے ہوئے قریش کے عہد نامے میں مذکورہ بالا تبدیلی کر دی تھی اور اس کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو بھی وحی کے ذریعہ دے دی تھی اور آپؐ نے اس کی خبر اپنے چچا ابو طالب کو کر دی تھی۔

ابن ہشام زیاد اور محمد بن اسحٰق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب قریش نے یہ دیکھا کہ مسلمان مکے سے ہجرت کر کے حبشہ میں امن وامان سے رہنے لگے ہیں اور نجاشی نے ان کی سفارت کو ناکام بنا دیا ہے بلکہ مسلمانوں کو وہاں جملہ سہولتیں بہم پہنچانے کا انتظام بھی کر دیا ہے اور اس کے علاوہ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ مسلمان ہو کر دوسرے مسلمانوں کی تقویت کا باعث بن گئے ہیں تو ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ مذکورہ بالا عہد نامہ تیار کر کے اسے خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیں اور اس کے مطابق بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لیں۔

بہرحال آنحضرت ﷺ اس دوران میں بھی جہاں تک ممکن تھا مخفی اور علانیہ دونوں طرح تبلیغ اسلام فرماتے رہے جب کہ قریش کہتے تھے کہ آخر قرآن اترنا ہی تھا اور کوئی نبی عرب میں آنا ہی تھا تو آخر قریش کے کسی صاحب حیثیت شخص پر کیوں نہیں اترا۔ البتہ اسی زمانے میں قرآن شریف کی کئی آیات جن میں سورہ تبت بھی شامل تھی قریش کے مسلمانوں پر ظلم وستم کی مذمت اور دین اسلام کی حمایت میں اتریں۔ اس کے علاوہ متعدد مستند روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں کس طرح تبلیغ اسلام فرمایا کرتے تھے جب کہ قریش بھی آپؐ کی مجلس میں آتے جاتے رہتے تھے اور آپؐ اس مجلس میں سلسلہ انبیاء مثلاً" حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے دین اور اس کے برخلاف قریش کی بت پرستی پر اظہار خیال فرمایا کرتے تھے جب آپ اہل فارس اور ان کے عروج وزوال کا ذکر فرماتے تو قریش آپؐ کی ان معلومات پر اظہار تعجب کیا کرتے تھے' جب کہ ان کے بارے میں آیات قرآنی بھی نازل ہوا کرتی تھیں۔ قبل ہجرت حاضری کی روایت کی کوئی مستند دلیل نہیں ملتی۔ تاہم ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ دوبار پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم۔

بیہقیؒ نے گزشتہ فصل میں مذکورہ واقعات کے بعد قصائص فارس وروم اور مندرجہ ذیل

آیت قرآنی کا ذکر کیا ہے:۔ "الٓمٓ غلبت الروم فی اوفی الارض ۔ ۔ ۔ الخ"

پھر بیہقیؒ نے سفیان ثوریؒ کے طریقے پر حبیب بن ابی عمرو' سعید بن جبیر اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی خواہش یہ تھی کہ اہل روم لڑائی میں اہل فارس پر غالب رہیں کیونکہ رومی اہل کتاب تھے جب کہ مشرکین کی خواہش یہ تھی کہ اہل فارس اہل روم پر غالب آجائیں کیونکہ وہ بھی انہی کی طرح مشرک تھے۔ اس کا ذکر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپؐ نے اہل فارس پر رومیوں کے غالب آنے کی پیش گوئی فرمائی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مشرکین مکہ نے اس بات پر شرط باندھ رکھی تھی کہ اہل فارس رومیوں پر غالب رہیں گے۔ پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور مشرکین کے مابین پانچ سال کے لیے تھی۔ لیکن آپؐ نے اس مدت کو دس سال تک بڑھایا تھا۔ جب اہل روم کی اہل فارس پر فتح کی خبر عرب پہنچی تو وہ یوم بدر تھا یا یوم حدیبیہ تھا' واللہ اعلم۔

بیہقیؒ ولید بن مسلم کی روایت اسید کلابی کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آخرالذکر نے علابن زبیر کلابی کی زبانی اس کے باپ کی بیان کردہ یہ بات سنی تھی یعنی اس کے باپ نے اس سے کہا تھا کہ اس نے کبھی فارس کو روم پر غالب آتے اور کبھی روم کو فارس پر غالب آتے اور پھر مسلمانوں کی روم و فارس اور شام وعراق کی تسخیر سب کچھ پندرہ سال کے اندر اندر اپنے زمانے میں دیکھا تھا۔

واقعہ معراج: ابن عساکر نے احادیث کا ذکر اوائل بعثت کے اذکار کے ساتھ کیا ہے لیکن ابن اسحٰق نے اس ذکر کو بعثت نبوی کے دسویں سال کے اذکار میں شامل کیا ہے۔ بیہقیؒ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی معراج کا ذکر موسیٰ بن عقبہ کی طرح زہری کے حوالے سے آپؐ کی بعثت کے اس سال کے واقعات کے ساتھ کیا جس سال آپؐ نے مکے سے مدینے کو ہجرت فرمائی تھی۔ بیہقی کی بعثت کے دسویں سال کے واقعات کے ساتھ یہ روایت ابن لہیعہ کی ان روایات سے مطابقت رکھتی ہے جو اس نے ابی اسود کے حوالے سے بعثت نبوی کے دسویں سال ہی کے واقعات کے سلسلے میں پیش کی ہیں۔

حاکم اصم' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر' انبساط بن نصر اور اسماعیل اسدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر خدا کی طرف سے خمس کی فرضیت کا حکم اسی سال آیا تھا جب آپؐ اللہ تعالیٰ کے حکم سے معراج کی رات مکے سے بیت المقدس تشریف لے گئے تھے اور یہ آپؐ کی بعثت کے بعد ہجرت سے قبل دسویں سال کا واقعہ ہے۔ اسدی کے

بقول معراج کا واقعہ ذیقعدہ کے مہینے میں پیش آیا تھا جب کہ زہری وعروہ کے بقول یہ واقعہ ماہ ربیع الاول کا ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ ان سے عثمان نے سعید ابن مینا' جابر اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت سن فیل میں ماہ ربیع الاول کے دوسرے دو شنبہ کو ہوئی تھی اسی مہینے اور اسی روز یعنی دو شنبہ کے دن آپ کی بعثت ہوئی' اسی سال اللہ تعالیٰ کی طرف سے معراج کی عزت سے سرفراز فرمایا گیا' اسی روز آپ نے مکے سے مدینے کو ہجرت فرمائی اور وہی روز یعنی دو شنبہ اور وہی مہینہ یعنی ربیع الاول آپ کی وفات کا دن ہے اور اس روز سے دنیا میں انبیائے کرام کی آمد کا سلسلہ ختم ہوا۔ حافظ عبدالغنی بن سرور المقدسی نے بھی اپنی کتاب سیرت میں اسی روایت پر انحصار کیا ہے لیکن اسی نے آگے چل کر جو حدیث بغیر کسی سند کے روایت کی اس میں ماہ رجب کے فضائل بیان کرتے ہوئے واقعہ معراج کی تاریخ بھی اسی مہینے کی سترہ تاریخ بتائی ہے۔ واللہ اعلم۔ کچھ لوگ واقعہ معراج کو ماہ رجب کے پہلے روز جمعہ سے منسوب کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ "لیلتہ الرغائب" اور ایک مشہور نماز کا ذکر کرتے ہیں جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

ابن اسحق کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے جو ازمنہ قدیم سے بیت المقدس کہلاتی ہے اور اسی زمانے میں اسلام نہ صرف قریش مکہ بلکہ دوسرے قبائل میں بھی پھیلتا چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ مسجد حرام سے براق پر سوار ہوئے تھے' یہ چوپائے کی طرح ایک سواری کا جانور بتایا گیا ہے جس کے سم لمبائی میں اس کی جسامت کے برابر ہوتے ہیں اور اس جانور پر آنحضرت ﷺ سے قبل اور انبیاء علیہم السلام بھی سوار ہو چکے تھے۔ مسجد حرام سے رسول اللہ ﷺ براق پر سوار ہو کر زمین وآسمان کے درمیان بہت سے مقامات اور عجائب وغرائب ملاحظہ فرماتے ہوئے بیت المقدس پہنچے جہاں آپ نے حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو دیکھا اور ان سب نے مل کر آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ کو تین برتن پیش کیے گئے جن میں سے ایک میں دودھ' دوسرے میں شراب اور تیسرے برتن میں پانی تھا۔ آپ نے ان برتنوں میں سے صرف دودھ کا برتن لے کر وہی پیا۔ اس کے بعد جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے' حضرت جبریلؑ نے آپ سے عرض کیا کہ "آپ اور آپ کی امت ہدایت یافتہ ہو گئی ہے۔" چنانچہ جب آپ نے لوگوں کو اس کی

Marfat.com

اطلاع دی تو انھوں نے واقعتہ" آپؐ کی تکذیب کی اگرچہ آپؐ نے اپنے مکے سے بیت المقدس تک سفر کی جملہ نشانیاں انہیں بتائیں۔(روایت ام ہانی)

بہرکیف مستند روایات کے مطابق آنحضرت ﷺ کے مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کے سفر میں آپؐ نے ساتوں آسمان طے فرمالیے تھے جہاں آپؐ نے اکابر ملائکہ کے علاوہ انبیاء سے بھی ملاقات کی تھی' پہلے آسمان پر یعنی آسمان دنیا پر آپؐ نے' جیسا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا' حضرت آدمؑ کو دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ کو' چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ کو اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا تھا جس کے بعد آپؐ بیت معمور کی جانب تشریف لے گئے تھے اور اس کے دروازے سے ہر روز ستر ہزار فرشتے اندر داخل ہو کر نماز ادا کرتے اور طواف کرتے ہیں لیکن یہ فرشتے اب قیامت تک وہاں سے واپس نہیں آئیں گے۔ بیت المعمور سے آپ مقام مستوی پہنچے جہاں قلموں کی آوازیں (صریف یا صریر) سنائی دیں۔ پھر آپؐ سدرۃ المنتہیٰ تشریف لے گئے۔ یہ وہ درخت ہے جس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر ہیں اور اس کے پھل چھوٹے اونٹ کے برابر ہوتے ہیں۔ اس کا تنہ ظاہر ہے سب سے بڑا اور مختلف رنگوں کا ہے جس میں بہت سی شاخیں ہیں جن پر چڑیوں کی طرح فرشتے کثیر تعداد میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اس درخت کے نیچے سونے کا فرش ہے اور اس کی جڑ نور باری تعالیٰ سے مزین ہے۔ یہیں آپؐ نے جبریل کی اصل ہیئت کذائی ملاحظہ فرمائی جن کے چھ سو پر ہیں اور ان کے پروں کا درمیانی فاصلہ اتنا ہے جس میں زمین آسمان کا درمیانی خلاء سما جائے۔

شب معراج ہی میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کی امت پر شب وروز میں پہلے پچاس وقت کی نماز فرض کی تھی لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپؐ سے کہا کہ اس میں تخفیف کرائیں تو آپؐ کی گزارش پر اللہ جل شانہ' نے اسے کم کرتے کرتے صرف پانچ وقت کی کر دیا لیکن اب وقت پنج وقتی نماز کا ثواب بھی اپنے فضل وکرم سے پچاس وقت کی نمازوں کے برابر ٹھہرا دیا جو حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی سے ثابت ہے نیز جملہ آئمہ عصر اس پر متفق ہیں۔

آیت اسریٰ اور اس سے متعلق احادیث کے بارے میں مفسرین' محدثین اور دیگر علماء مورخین میں باہم اختلاف ہیں' بعض کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا واقعہ معراج بعالم رویاء یا روحانی ہے اور بعض اسے معراج عبدی وروحانی دونوں بتاتے ہیں۔ جو اسے عالم رویاء میں

Marfat.com

کہتے ہیں وہ اسے دوبار بتاتے ہیں یعنی ایک بار قبل نزول وحی اور دوسری بار بعد از نزول وحی۔ جو آپؐ کی معراج کو عینی مشاہدہ تسلیم کرتے ہیں ان میں ابن جریر اور علمائے متاخرین شامل ہیں نیز وہ لوگ جو اس بارے میں آیت قرآنی پر انحصار کرے اسے عینی مشاہدات سے تعبیر کرتے ہیں ان میں پیش پیش شیخ ابو الحسن اشعری ہیں جن کی پیروی سہیلی نے کی ہے اور شیخ ابو زکریا نووی نے بھی اسی کو مانا ہے اور اپنی کتاب فتاویہ میں بھی بیان کیا ہے۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ صحیح مسلم میں ابو ذرؓ کی زبانی اس بارے میں اس کے علاوہ کوئی حدیث نبوی پیش نہیں کی گئی ہے کہ ایک روز واقعہ معراج کے بارے میں ابو ذرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آیا آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا' تو آپؐ نے فرمایا " میرے نور نے اسے دیکھا" پھر ارشاد فرمایا " میں نے اس کی تجلی دیکھی۔"

جن لوگوں کے نزدیک واقعہ معراج سے مراد عینی مشاہدہ نہیں ہے وہ اس کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ فانی آنکھوں کے ذریعہ ذات باقی کی رویت ناممکن ہے۔ اس کے ساتھ وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ اس وجہ سے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہی ارشاد فرمایا تھا جس کا تذکرہ متعدد کتب تفسیر میں موجود ہے اور حضرت موسیٰؑ واقعہ " زندگی بھر اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کر سکے جو اس سلسلے میں آیت قرآنی سے ثابت ہے۔ اسی وجہ سے علمائے متقدین ومتاخرین میں اس مسئلے کے بارے میں مختلف آراء پیش کی جاتی رہی ہیں۔

حضرت ابوطالب کی وفات: بعض روایات میں حضرت ابو طالب رسول اللہ ﷺ کے چچا کی وفات کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کی وفات ام المومنین حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کی وفات کے بعد ہوئی تھی لیکن زیادہ مشہور یہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات حضرت ابو طالب سے پہلے ہوئی تھی۔ بہرکیف یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے حد سے زیادہ مشفق تھے اگرچہ حضرت ابو طالب اسلام نہیں لائے تھے۔ اور حضرت خدیجہؓ مومنہ صدیقہ تھیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ دونوں کی وفات ایک ہی سال ہوئی تھی اور وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے انتہائی ہمدرد شفیق تھے۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپؐ کو قریش کے ہاتھوں بہت سی تکلیف اٹھانا پڑی تھیں۔ وہ اپنی زندگی میں آپؐ سے اظہار ہمدردی کے ساتھ آپؐ کو تسلی دیا کرتی تھیں جب کہ حضرت ابو طالب قریش کے ظلم وستم سے آپؐ کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ ان دونوں کی وفات خصوصاً" حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد جو ہجرت سے تین سال قبل ہوئی تھی کفار قریش نے آپؐ کو ایذا رسانی کی

Marfat.com

حد کر دی تھی۔ ایک روز ان میں سے کسی نے آپؐ کے سر مبارک پر مٹی کی ٹوکری الٹ دی تھی۔ اور آپؐ جب اسی حالت میں اپنے گھر تشریف لائے تھے تو آپؐ کی دونوں بیٹیاں آپؐ کا سر دھوتے وقت رونے لگی تھیں آپؐ نے انہیں یہ فرما کر رونے سے روکا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تکالیف میں گریہ وزاری سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حضرت ابو طالب کی زندگی میں قریش ایسی حرکت آپؐ کے ساتھ نہیں کر سکتے تھے جس سے آپؐ کے چچا کو تکلیف پہنچتی۔

جب حضرت ابو طالب بستر مرگ پر تھے تو عباس کو انہوں نے اپنے قریب بلا کر زیر لب کچھ کہا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے عباس سے اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو وہ بولے "اے میرے بھائی کے بیٹے میں نے ان سے جو کہنے کو کہا تھا وہ انہوں نے کہہ دیا ہے۔" عباس کا اشارہ غالباً" ابو طالب کے کلمہ پڑھنے کی طرف تھا لیکن آپؐ نے فرمایا میں تو ان سے یہ (شاید) ہر گز نہ سن سکوں گا۔ اس موقع پر یہ آیت قرآنی نازل ہوئی تھی۔ "ص والقرآن ذی الذکر...... الخ"

اہل تشیع کے بعض علمائے قدیم نے عباس کے اس قول سے استناد کرتے ہوئے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا یعنی "اے میرے بھائی کے بیٹے جو میں نے ان سے کہنے کو کہا تھا وہ انہوں نے کہہ دیا ہے یعنی لا الہ الا اللہ۔" اس روایت کے بارے میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے جس میں سے پہلی بات اس روایت کا ابہام ہے' دوسری بات نام میں تشکیک ہے اور وقت کے بارے میں بھی وضاحت نہیں ہے۔

امام احمد' نسائی اور ابن جریر اس سلسلے میں ابن اسامہ کی طرح اعمش کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اعمش سے عباد نے سعید بن جبیر کے حوالے سے یہ روایت بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس میں عباس کے کسی قول کا ذکر نہیں ہے۔ امام ثوریؒ نے بھی اعمش یحییٰ بن عمارہ کوفی' سعید بن جبیر اور ابن عباس کے حوالے سے یہ روایت بیان کرتے ہوئے اس میں عباس کے کسی قول کا ذکر نہیں کیا۔ بہر کیف اس روایت کے بارے میں اختلافات موجود ہیں اور نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں سے کون سی روایت صحیح ترین ہے۔

وفات حضرت خدیجہؓ بنت خویلد: حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بے شمار فضائل و مناقب بیان کیے جا چکے ہیں اور سیرت نگاروں نے بھی ان کے اوصاف کثرت سے تحریر کیے ہیں۔ نیز جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ کے ارشادات بیان

کیے گئے ہیں ان سے ان کا جنتی ہونا صاف ظاہر ہے اور ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لیے جنت الفردوس میں نازک نرکل بے ستون وپرسکون قصر تعمیر کیا گیا ہے۔

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ ان سے ابو صالح 'لیث اور عقیل نے ابن شہاب کے حوالے سے عروہ بن زبیر کا یہ قول بیان کیا کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات نماز فرض ہونے سے قبل ہوئی تھی اور انہی راویوں نے ابن شہاب ہی کے حوالے سے زہری کا یہ بیان پیش کیا کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات رسول اللہ ﷺ کی مکے سے مدینے کو ہجرت سے پہلے ہو چکی تھی اور اس وقت تک نماز فرض نہیں ہوئی تھی۔ محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابو طالب کی وفات ایک ہی سال ہوئی تھی۔ ویسے بیہقیؒ کا بیان یہ ہے کہ ان کی وفات حضرت ابو طالب کی وفات کے تین دن بعد ہوئی تھی لیکن عبداللہ بن مندہ نے اپنی کتاب المعرفت" میں اور ہمارے شیخ ابو عبداللہ الحافظ دونوں نے بیہقیؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آخر الذکر کو یہ بھی معلوم ہوا اور واقدی کا بھی یہی خیال ہے کہ حضرت خدیجہؓ اور ابو طالب دونوں نے شعب ابی طالب سے باہر آنے کے تین سال بعد اور قبل ہجرت وفات پائی تھی لیکن حضرت خدیجہؓ کی وفات ابو طالب کی وفات سے ۳۵ راتیں پہلے ہوئی تھی۔

بہر کیف میرا خیال یہ ہے کہ مذکورہ بالا روایات میں نماز فرض ہونے کا جو ذکر آیا ہے اس سے مراد شب معراج کے بعد پانچ وقت کی نماز کی فرضیت ہے۔ تاہم یہ نتیجہ اخذ کرنا زیادہ مناسب ہے کہ جیسا بیہقیؒ وغیرہ نے بتایا ہے حضرت خدیجہؓ اور ابو طالب دونوں کی وفات شب معراج سے قبل ہوئی تھی۔

بخاریؒ کہتے ہیں کہ ان سے قیتبہ اور محمد بن فضیل بن غزوان نے عمارہ 'ابی زرعہ کے حوالے سے ابی ہریرہؓ کی یہ روایت بتائی کہ جبرئیلؑ نے ایک روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت خدیجہؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ خدیجہؓ ہیں ان کا ساتھ اور کھانا پینا آپؐ کے ساتھ ہمیشہ رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سلام بھیجا ہے اور میں بھی انہیں سلام کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ انہیں بشارت دے دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت میں ایک بڑا خوش نما اور پرسکون مکان تعمیر کرایا ہے جس میں کوئی پتھر کا ستون نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ایک روز جب آنحضرتؐ نے ان کے سامنے حضرت خدیجہؓ کو یاد کر کے ان کی بہت زیادہ تعریف وتوصیف فرمائی تو ان پر وہ بیان کرتی ہیں وہی اثر

Marfat.com

ہوا جو کسی عورت پر اپنے شوہر کی زبانی اپنے علاوہ کسی دوسری عورت کی تعریف سن کر ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ فرماتی ہیں" میں نے ایک روز رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ان کی تعریف سن کر عرض کیا "یا رسول اللہ (ﷺ) آپؐ قریش کی اس بوڑھی عورت کا بار بار ذکر فرما کر اس کی تعریف فرماتے رہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ کو مجھ جیسی (جوان اور خوب صورت) عورت بیوی کے طور پر ان کی جگہ عطا فرمائی ہے۔" اس کے بعد حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔" میری زبان سے یہ کلمات سن کر آپؐ کا رنگ اس طرح متغیر ہو گیا جیسے وحی کے ذریعہ کوئی غم انگیز خبر سے یا بندگان خدا پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی خبر سے ہو جاتا تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا "ان سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی کیونکہ انہوں نے ایمان لا کر اس وقت میرا ساتھ دیا جب کفار نے مجھ پر ظلم و ستم کی حد کر رکھی تھی' انہوں نے اس وقت میری مالی مدد کی جب دوسرے لوگوں نے مجھے اس سے محروم کر رکھا تھا۔ اس کے علاوہ ان کے بطن سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا جب کہ میری کسی دوسری بیوی سے میری کوئی اولاد نہیں ہوئی۔"

حضرت خدیجہؓ کے بعد آنحضرت کا رشتہ ازدواج: سب سے زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آنحضرت کی دوسری شادی حضرت عائشہؓ سے ہوئی جس کا ذکر ہم ابھی کریں گے۔ بخاریؒ تزویج حضرت عائشہؓ کے بارے میں فرماتے ہیں " ہم سے معلی ابن اسد' وہیب اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے حوالے سے اور آخر الذکر نے خود حضرت عائشہؓ کی زبانی اس بارے میں بیان کیا۔" حضرت عائشہؓ نے فرمایا " رسولؐ اللہ نے (ایک دن) مجھ سے فرمایا: میں نے تمہیں دوبار خواب میں دیکھا تھا اور یہ دیکھا تھا کہ تم حریر کا لباس پہنے ہوئے ہو اور کوئی (پس پردہ) مجھ سے کہہ رہا ہے "انہیں دیکھو! یہ تمہاری بیوی ہیں' دیکھو یہ تمہارے سامنے کھڑی ہیں۔" اس کے بعد آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا " یہ سن کر میں نے کہا' اگر یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے تو یقیناً" ایسا ہو کر رہے گا۔"

بخاری باب "نکاح ابکار" (دوشیزاؤں کے نکاح) کے تحت بیان کرتے ہیں کہ ابن ملیکہ اور ابن عباس نے حضرت عائشہؓ سے کہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے سوا کسی دوشیزہ سے شادی نہیں کی۔ اس کے بعد بخاری فرماتے ہیں "ہم سے اسماعیل بن عبداللہ اور میرے بھائی نے سلیمان بن بلال' ہشام بن عروہ اور ان کے والد کے حوالے سے حضرت عائشہؓ کا یہ قول بیان کیا۔ وہ فرماتی ہیں "میں نے (ایک روز) رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میں نے (خواب)

Marfat.com

میں دیکھا تھا کہ ایک وادی ہے جس کے ایک درخت میں اس کے پھل کھا رہی ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس درخت کے نیچے جو چشمہ ہے اس سے آپؐ کے اونٹ کے سوا کوئی دوسرا اونٹ پانی نہیں پی رہا ہے۔" یہ سن کر آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا "تمہارے خیال میں وہ کون سا درخت اور چشمہ ہو سکتا ہے؟" میں نے عرض میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ آپؐ میرے سوا کسی دوشیزہ سے شادی نہیں کریں گے۔" اس روایت کو بخاریؒ نے خصوصیت دی۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں: ہم سے عبیدہ بن اسماعیل اور ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ اور ان کے والد کے حوالے سے حضرت عائشہؓ کا یہ قول بیان کیا کہ ایک روز ان سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "(ایک دفعہ) میں نے خواب میں دیکھا کہ تم حریر کے لباس میں ملبوس ایک فرشتے کے ساتھ میرے سامنے آئیں اور فرشتہ مجھ سے بولا: "یہ آپؐ کی بیوی ہیں۔" پھر جب تمہارے منہ سے نقاب اٹھا تو میں نے دیکھا کہ وہ تم ہی تھیں۔" ایک روایت میں حضورؐ کی حدیث کی رو سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا "میں نے تمہیں تین رات خواب میں دیکھا۔"

بخاریؒ عبیہ بن اسماعیل، ابی اسامہ، ہشام بن عروہ اور ان کے والد یعنی خود عروہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ خدیجہؓ نے ہجرت سے تین سال قبل یعنی پورے دو سال بعد یا اس کے لگ بھگ وفات پائی اور جب آنحضرتؐ سے عائشہؓ کا نکاح ہوا تو اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان کی رخصتی ہوئی اس وقت ان کی عمر پورے نو سال تھی۔ یہ حدیث عروہ کی زبانی بظاہر بلحاظ سیاق جیسا کہ ہم نے سطور بالا میں بیان کیا حدیث "مرسل" ہے لیکن درحقیقت اسے حدیث "متصل" سمجھنا چاہیے کیونکہ اس کے بارے میں راویوں میں کوئی باہمی اختلاف نہیں ہے اور اسی لیے احادیث "صحاح ستہ" میں اسے اسی طور سے درج کیا گیا ہے۔

بخاریؒ نے ایک دوسری روایت میں جو انہوں نے فروہ بن ابی المغرا اور علی بن مسہر کی زبانی ہشام بن عروہ اور ان کے والد کے حوالے سے پیش کی ہے خود حضرت عائشہؓ کے یہ الفاظ درج کیے ہیں " جب رسول اللہ ﷺ سے میرا عقد ہوا اس وقت میری عمر چھ سال تھی۔ اس کے بعد جب ہم لوگ مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں بنی حارث بن خزرج کے ہاں ٹھہرے تو میں کافی بڑی ہو گئی تھی۔ میرے بال بھی بہت بڑھ چکے تھے اور جسمانی طور پر بالغ ہو چکی تھی تاہم لڑکیوں کے ساتھ کھیلا ضرور کرتی تھی۔ اسی زمانے میں میری ماں ام

Marfat.com

رومان جب ایک روز میرے پاس آئیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے جانے لگیں تو اس وقت بھی میں اپنی ہمجولیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی اور حیران تھی کہ وہ مجھے اس طرح کہاں لے جا رہی ہیں۔ بہرحال وہ مجھے لے کر انصار کے مکان میں گئیں اور وہاں مجھ سے کہا گیا تو میں نے کسی ایسے پانی سے جس میں خوشبو ملی ہوئی تھی اپنا سر اور منہ ہاتھ دھویا۔ پھر ایک عورت نے میرا بناؤ سنگھار کر کے مجھے دلہنوں جیسی پوشاک پہنائی۔ وہاں سے مجھے ایک دوسرے گھر میں لے جایا گیا جہاں مجھے بہت سی عورتوں نے خیرو برکت کی دعا دی اور بڑے تپاک سے میرا استقبال کیا۔ اسی گھر میں میں نے پہلی بار رسول اللہ ﷺ کو اپنے شوہر کی حیثیت سے دیکھا اور انہیں سلام کیا۔ اس وقت میری عمر نو سال ہو چکی تھی۔

آنحضرتؐ کا اہل طائف کے پاس دعوت اسلام کے لیے تشریف لے جانا:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد جب مشرکین قریش اپنی پچھلی قبیح حرکات پر اتر آئے اور رسول اللہ ﷺ کو پہلے سے زیادہ ستانے لگے تو آپؐ بنی ثقیف کے پاس ان سے امداد حاصل کرنے کے لئے طائف تشریف لے گئے۔ تاکہ وہ مشرقین مکہ کو

(آپ پر ظلم و ستم سے باز رہنے کو کہیں۔ چونکہ)

آپؐ کو بنی ثقیف سے امید تھی کہ وہ دعوت اسلام قبول کر کے مشرکین مکہ کے خلاف آپؐ کی امداد کے لیے آمادہ ہو جائیں گے' اس لیے آپؐ تنہا ہی طائف تشریف لے گئے تھے۔ ابن اسحٰق مزید کہتے ہیں:۔ "مجھ سے یزید ابن زیاد نے محمد بن کعب قرضی کے حوالے سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف پہنچے تو آپؐ نے پہلے وہاں بنی ثقیف کے کچھ بہت سے معزز و شریف لوگوں سے ملاقات کا ارادہ فرمایا اور وہاں کے تین آدمیوں سے ملے۔ وہ تینوں عبدیا لیل' مسعود اور حبیب حقیقی بھائی تھے۔ ان کے پاس اس وقت قبائل قریش میں سے قبیلہ بنی جمح کی ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ بہر کیف جب آپؐ نے انہیں دعوت اسلام دینے کے بعد ان سے اپنا مقصد بیان فرمایا تو ان میں سے ایک بولا کہ "اگر آپؐ کو خدا نے واقعی اپنا رسولؐ بنا کر بھیجا ہو گا تو میں خانہ کعبہ پر ریشمی غلاف چڑھاؤں گا۔" دوسرا بولا "کیا خدا کو آپؐ (ﷺ)" کے سوا کوئی اور نہیں ملا تھا جسے وہ اپنا رسولؐ بنا کر بھیجتا؟" آخر میں تیسرے نے کہا" میں آپؐ (ﷺ) سے ہرگز کوئی بات نہیں کروں گا کیونکہ ابھی جو کچھ آپؐ (ﷺ) نے بیان کیا اگر وہ سچ بھی ہوا تب بھی ہمارا آپؐ (ﷺ) سے گفتگو کرنا خطرے سے

Marfat.com

خالی نہیں اور اگر آپ(ﷺ) نے (نعوذ باللہ) غلط بیانی سے کام لیا ہے تو ہمارا آپ(ﷺ) سے گفتگو کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" ان تینوں بھائیوں سے یہ باتیں سن کر آپؐ ان کے پاس سے مایوس ہو کر اٹھے لیکن آپؐ نے چلتے چلتے ان سے فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے آپؐ سے کہا تھا اسے اپنے ہی تک محدود رکھیں کیونکہ آپؐ کو یقیناً" اس بات کا اندیشہ تھا کہ اگر مشرکین قریش کو آپؐ کے طائف تشریف لانے اور اہل طائف سے ان کے خلاف گفتگو کا حال معلوم ہوا تو وہ آپؐ کو زیادہ ستائیں گے۔

بہرکیف جب آپؐ ان تینوں بھائیوں کے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لائے تو وہ بھی خاموش رہنے کے بجائے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے' آپؐ کو برا بھلا کہتے ہوئے آپؐ کے پیچھے چل پڑے تو دوسرے لوگ بھی وہاں جمع ہو گئے اور ان کے ساتھ مل کر آپؐ پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کرنے لگے اور آپؐ کو گھیر کر ایک ایسے احاطے کی طرف لے چلے جہاں عتبہ ابن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اس وقت موجود تھے لیکن آپؐ کا پیچھا کرنے والے لوگ اس احاطے کے اندر جو انگوروں کا ایک باغ تھا عتبہ و ربیعہ کو دیکھ کر اور ان کو اندر آپؐ کے پیچھے داخل ہونے سے منع کرنے پر باہر ٹھہر گئے۔ پھر جیسا کہ روایت میں بیان کیا گیا ہے' جب آپؐ کو کچھ اطمینان ہوا تو آپؐ ایک انگور کی بیل کے سائے میں تشریف فرما ہو گئے' لیکن آپؐ نے وہاں بنی جمح کی اس عورت کو دیکھ کر اس سے اس کے پڑوسی اہل طائف کے طرز عمل پر چند الفاظ ارشاد فرمائے۔ اس دوران میں ربیعہ کے دونوں بیٹے آپؐ کے ساتھ اہل طائف کے طرز عمل پر باہم گفتگو کر رہے تھے جب آپؐ کو ان کی طرف سے کسی خطرے کا احتمال نہ رہا تو آپؐ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے عرض کرنے لگے " یا اللہ میں ان لوگوں کے مقابلے میں اپنے ضعف قوت کا تجھ ہی سے شکوہ کر سکتا ہوں کیونکہ تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا اور مظلوموں کا پروردگار بھی تو ہی ہے۔ تاہم مجھے تجھ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے بلکہ میں تجھ سے اپنے لیے تیرے رحم کی وسعت کی درخواست کرتا ہوں' میں تیرے غضب سے سب سے زیادہ ڈرتا اور تیری پناہ چاہتا ہوں' میں تیرے اس نور ذات کی پناہ چاہتا ہوں جس سے جملہ ظلمتیں روشن ہو گئی ہیں اور وہی دنیا و آخرت کی اصلاح کا ضامن ہے۔ تو مجھ سے کہیں اس لیے ناراض نہ ہو کہ میں دنیا کی ان تکالیف اور سختیوں سے گھبرا گیا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تیرے زور قوت کے علاوہ کسی کے لیے کہیں اور پناہ نہیں ہے بہرحال میں تیری رضا پر راضی ہوں اور اس کا طالب ہوں۔"

جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دل ہی دل میں مندرجہ بالا باتیں عرض کر رہے تھے تو اس وقت ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ و شیبہ برابر آپؐ کو دیکھے جا رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اپنی قدرت سے ان دونوں کے دل میں آپؐ کے لیے رحم پیدا کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک نصرانی غلام کو جو عداس کے نام سے مشہور تھا بلایا اور اس سے بولے "انگور کی یہ شاخ اس طباق میں رکھ کر ان صاحب کے پاس لے جاؤ جو سامنے بیٹھے ہیں اور ان سے اسے کھانے کے لیے کہو۔"

جب عداس آپؐ کے پاس انگوروں کا وہ طباق لے گیا اور آپؐ سے عرض کیا "یہ انگور کھا لیجئے۔" تو آپؐ نے "بسم اللہ" کہہ کر انہیں کھانا شروع کیا۔ یہ سن کر عداس نے آپؐ سے کہا "اہل طائف تو یہ کلمہ زبان سے نہیں نکالتے۔" آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟" جب اس نے آپؐ کو بتایا کہ اس کا تعلق اہل نینوا سے ہے اور وہ عیسائی ہے' تو آپؐ نے فرمایا "اچھا تم وہیں کے رہنے والے ہو جہاں ایک نیک شخص یونس بن متی رہا کرتے تھے۔" آپؐ کی زبان سے یونس بن متی کا نام سن کر عداس بولا "آپؐ انہیں کیسے جانتے ہیں؟" آپؐ نے فرمایا "وہ میرے بھائی تھے' وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔" آپؐ کی زبان مبارک سے وہ نصرانی غلام عداس یہ کلمات سنتے ہی آپؐ کے سر اور ہاتھوں پاؤں کو بوسے دینے لگا۔ یہ دیکھ کر ربیعہ کے مذکورہ بالا دونوں بیٹوں میں سے ایک نے اپنے بھائی سے کہا "تم اپنے اس غلام کی حرکات اور اس غلام اور اس کی غداری دیکھ رہے ہو؟" پھر جب عداس ان دونوں کے پاس واپس آیا تو وہ یک زبان ہو کر اس سے بولے "تو اس آدمی کے ہاتھ پاؤں اور سر کیوں چوم رہا تھا؟" عداس نے انہیں جواب دیا "اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا تھا کیونکہ جو بات اس شخص نے مجھے بتائی ہے وہ نبی کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں بتا سکتا تھا۔" عداس سے یہ سن کر عتبہ و شیبہ نے اس سے کہا "تو اس شخص کا مذہب قبول نہ کر لینا کیونکہ تیرا مذہب اس شخص کے مذہب سے بہتر ہے۔"

موسیٰ بن عقبہ نے اس سلسلے میں اس دعا کا تو ذکر نہیں کیا جو آپؐ نے طائف میں اللہ تعالیٰ سے کی تھی لیکن اپنی روایت میں یہ بتایا ہے کہ جب آپؐ وہاں تشریف لے گئے تھے تو آپؐ کے راستے میں اہل طائف نے دو طرفہ جمع ہو کر آپؐ پر اتنے پتھر برسائے تھے کہ آپؐ کی ایڑیاں تک زخمی ہو کر آپؐ کے نعلین مبارک خون سے بھر گئے تھے۔ چنانچہ آپؐ ان سفاک لوگوں کی سنگ باری سے بچنے کے لیے جو اس طرح آپؐ کی جان لینے پر آمادہ تھے اس احاطے کے اندر داخل ہو گئے جہاں انگوروں کا باغ تھا لیکن وہاں آپؐ کو ربیعہ کے بیٹوں عتبہ و شیبہ کی موجودگی ناگوار گزری کیونکہ وہ بھی دشمنان اسلام اور مشرکین مکہ میں سے تھے۔

Marfat.com

یہ روایت صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) میں عبداللہ وہب کے حوالے سے آئی ہے جو کہتے ہیں کہ انہیں یونس بن یزید نے ابن شہاب کے حوالے سے بتایا اور یہ بھی کہا کہ آخر الذکر نے عروہ بن زبیر سے حضرت عائشہؓ کی زبانی یہ روایت سنی جو انہوں نے یوں سنائی: "ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا" تمہیں اس روز کا واقعہ نہیں معلوم جب تمہاری قوم (قریش) نے مجھ پر یوم احد سے بھی زیادہ مصیبت ڈھائی تھی۔" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے یہ سن کر آپؐ سے پوچھا: یوم احد سے زیادہ؟ یا رسول اللہ (ﷺ) وہ کون سا دن تھا؟" آپؐ نے جواب دیا: وہ دن وہ تھا جب میں پہلے روز اہل طائف کے پاس دین اسلام کی دعوت لے کر اور ان سے مشرکین مکہ کے خلاف امداد طلب کرنے گیا تھا تو وہاں سنگ باری کے سوا مجھے کچھ نہیں ملا تھا' میں ایک سڑک کے کنارے سر جھکائے کھڑا تھا اور مجھ پر اہل طائف کی طرف سے جن میں مشرکین قریش شامل تھے سنگ باری ہو رہی تھی' میں نے جب ذرا سر اٹھا کر دیکھا تو اس چلچلاتی دھوپ میں میرے سر پر ایک بادل سایہ فگن تھا۔ اسی بادل میں سے میں نے ایک آواز سنی: اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ساتھ آپ کی قوم کا طرز عمل دیکھ لیا ہے اور آپؐ کی دعا بھی سن لی ہے۔ اس نے آپؐ کے پاس "ملک الجبال" کو بھیجا ہے' آپؐ جو چاہیں ان سے فرما دیجئے وہ وہی کرے گا یہ آواز جبریلؑ کی تھی۔ پھر ملک الجبال میرے پاس آیا اور بولا "مجھے اللہ نے آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہے' اگر آپؐ فرمائیں تو میں یہاں کے داہنے اور بائیں دونوں پہاڑ ان لوگوں پر الٹ دوں۔" اس کے بعد آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا "میں نے ملک الجبال سے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ان لوگوں کی اولاد خدائے واحد پر ایمان لے آئے گی۔ اور پھر کبھی شرک میں مبتلا نہیں ہو گی۔"

انصارؓ میں اسلام کی ابتدا: ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین یعنی اسلام کے کامل اظہار اور اس کے ذریعہ اپنے نبیؐ کو مزید عزت بخشنے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسے عملاً" کر دکھایا۔ ہوا یوں کہ آنحضرتؐ جس طرح پہلے ہر سال ان دنوں میں جب دوسرے قبائل عرب کے آیا کرتے تھے ان کے پاس جا کر ان کے سامنے دین اسلام پیش فرمایا کرتے تھے اسی طرح ایک سال ایک قبیلے کی آمد کی خبر سن کر آپؐ جب اس کے پڑاؤ پر تشریف لے گئے تو وہاں آپؐ نے پہلے قبیلہ خزرج کے چند افراد کو دیکھا۔ یہ جگہ عقبہ کے قریب تھی۔ جب آپؐ نے ان لوگوں سے گفتگو کے بعد انہیں اسلام قبول کرنے کی پیش کش کی تو سب سے پہلے ان سے دریافت فرمایا کہ وہ کون لوگ تھے۔ انہوں نے بتایا

Marfat.com

کہ ان کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ پھر آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ آیا وہ لوگ یہود کے موالیوں میں سے تھے تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ تب آپؐ نے ان سے فرمایا "کیا ہم کہیں بیٹھ کر گفتگو نہیں کر سکتے۔" تو وہ لوگ اس پر رضا مند ہو گئے۔ یہ بات جیسا کہ ابن اسحٰق نے بیان کیا انہیں عاصم بن عمرو قتادہ نے بتائی جو بنی خزرج کے شیوخ میں سے تھے۔ انہوں نے بتایا "جب میری قوم کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے گفتگو پر آمادہ ہو گئے اور آپؐ کو اپنے پاس بٹھایا تو آپؐ نے انہیں یہ بتا کر کہ آپؐ نبی ہیں اسلام قبول کرنے کے لیے کہا اور انہیں قرآن پاک کی کچھ آیات بھی سنائیں اور بتایا کہ اگرچہ وہ یہودیوں کے ساتھ ان کی بستیوں میں رہ رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعہ انہیں دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی خبر دی ہے کیونکہ یہودی ہر چند اہل کتاب اور اہل علم ہیں لیکن اب بت پرستوں کے ساتھ ہو کر مشرک ہو گئے ہیں۔ اس پر وہ لوگ جو کچھ علم رکھتے تھے بولے کہ اگر یہودی ان سے لڑے تو وہ انہیں قتل کر دیں گے اور اگر عرب میں جیسا کہ یہودیوں کی آسمانی کتاب میں لکھا ہے، کوئی نبی عنقریب آیا تو وہ اس کی اتباع کریں گے اور اس طرح یہودی بھی عاد و ارم کی طرح تباہ ہو جائیں گے اگرچہ وہ کہتے ہیں کہ اگر عرب میں کوئی نبی پیدا ہوا تو وہ اسے قتل کر دیں گے۔ چنانچہ جب آپؐ نے انہیں بتایا کہ عرب میں پیدا ہونے والا وہ نبیؐ آپؐ ہی تھے اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ بولے کہ اب امید ہے ان کی قوم کے باہمی جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیں گے جو آپؐ نے ہمیں دی ہے۔ چنانچہ جب وہ لوگ مکے سے واپس ہوئے تو آپؐ کی صداقت کو تسلیم کر کے مسلمان ہو چکے تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا وہ تعداد میں چھ آدمی تھے اور ان سب کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ انہی لوگوں میں ابو امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار بھی شامل تھے۔ بنی خزرج کے ان مذکورہ شخص کے متعلق ابو نعیم بیان کرتے ہیں کہ بنی خزرج کے انصار میں سے اسلام لانے والے یہ پہلے شخص تھے اور قبیلہ اوس میں سے سب سے پہلے اسلام لانے والے رافع بن مالک اور معاذ بن عفرہ تھے واللہ علم۔

اس سلسلے میں موسیٰ بن عقبہ نے جو روایت زہری اور عروہ بن زبیر کے حوالے سے بیان کی ہے اس میں وہ کہتے ہیں کہ انصار میں جن لوگوں نے حضور نبی کریمؐ کے دست

مبارک پر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے بیعت کی تھی ان کی تعداد آٹھ تھی اور ان کے نام یہ تھے:- معاذ بن عفراء' اسعد بن زرارہ' رافع بن مالک' ذکوان یعنی ابن عبد قیس' عبداللہ بن صامت' ابو عبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ' ابو ہیثم بن تیہان اور عویم بن ساعدہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں معاذ بن عفراء اور رافع بن مالک کو بھیجا اور یہ درخواست کی کہ آپ' ان کے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو انھیں فقہ کی تعلیم دے چنانچہ آپ' نے ان لوگوں کے پاس مسلم بن عمیر کو روانہ کیا جو وہاں پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے پاس ٹھہرے۔ ابن اسحٰق کے علاوہ موسیٰ بن عقبہ نے یہ جملہ حالات و کوائف از اول تا آخر تفصیلاً" بیان کیے ہیں۔ بہر کیف اسلام اس طرح اوس و خزرج قبائل سے نکل کر جو یہود کے زیر اثر تھے دیگر قبائل میں پھیلتا چلا گیا جس کی ابتدا احیائے عرب کے لیے خود آنحضرت کی ذاتی مساعی جمیلہ سے ہوئی تھی۔

بیعت عقبہ ثانیہ: ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ جب مصعب بن عمیر مدینے سے مکے واپس آئے تو ان کے ہمراہ متعدد مسلمانوں کے علاوہ جو حج کے لیے وہاں آئے تھے۔ بے شمار مشرکین بھی تھے جو از منہ قدیم کی طرح اس سال بھی حج ہی کے لیے آئے تھے لیکن جب وہ مکے پہنچ کر مکے کے ایک پہاڑی علاقے کی گھاٹی عقبہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان مشرکین کے دل میں بھی اسلام کی کشش اور آپ' کے لیے عزت واحترام پیدا ہو چکا تھا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے معبد بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ ان کے بھائی عبداللہ بن کعب انصار میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ شخص تھے۔ انھیں ان کے والد کعب نے جو عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر کے مسلمان ہوئے تھے بتایا:

جب ہم اپنی قوم کے ان حجاج کے ساتھ جو اس وقت تک سب کے سب مشرک تھے مدینے سے حسب معمول سالانہ حج کے لیے مکے کے سفر پر روانہ ہوئے۔ تو ہم میں ہماری قوم کے ایک بزرگ شخص براء بن معرور بھی شامل تھے اور ابھی ہم راستے ہی میں تھے تو ہمارے ان بزرگ نے ایک روز ہم سے بیان کیا کہ انھوں نے خواب میں خود کو خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ حالانکہ ہم آج ظہر کے وقت شاید ہی منیٰ یعنی خانہ کعبہ تک مکے میں پہنچ سکیں گے اور یہ بھی کہا کہ ہم لوگ مکے میں جس نبی ﷺ کی زیارت کے لیے جارہے ہیں وہ سنا ہے شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ انھوں نے اس پر تعجب کا

Marfat.com

اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آخر انہیں ایسا خواب کیوں نظر آیا۔ بہرحال جب ہم مکے پہنچے تو وہاں ہم نے ایک شخص سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا کہ ہم ان سے کہاں مل سکتے ہیں؟ اس نے ہم سے پوچھا "کیا آپ لوگ انہیں پہچانتے نہیں؟" ہم نے کہا "نہیں" وہ بولا "ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو جانتے ہو؟" ہم نے کہا "ہاں انہیں تو جانتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے ہاں بغرض تجارت کئی بار آچکے ہیں۔" یہ سن کر وہ بولا "پھر تم مسجد میں چلے جاؤ' جہاں عباس بیٹھے ہوں وہیں وہ بھی بیٹھے ہوں گے۔" چنانچہ ہم دونوں جب وہاں پہنچے تو ہم نے جناب عباس کو اور ان کے قریب رسول اللہ ﷺ کو بیٹھے دیکھا تو انہیں سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جناب عباس سے پوچھا کیا آپ ان دو آدمیوں کو جانتے ہیں؟ وہ بولے "جی ہاں' ان میں ایک تو براء بن معرور ہیں اور دوسرے کعب بن مالک ہیں۔" اس کے بعد جب براء بن معرور نے آپؐ کو اپنا خواب سنا کر حیرت کا اظہار کیا تو آپؐ نے فرمایا "تمہارے دل میں اسلام کی تمنا تھی اور تم اس کے اظہار کا مسلمان ہو کر بھی انتظار کرتے رہے تھے' یہ اسی کا اظہار تھا۔"

اسی روایت میں ہے کہ ان دونوں حضرات نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو اس وقت بھی آپؐ نے شام یعنی قبلہ اول کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد جب یہ لوگ مکے سے لوٹ کر مدینے گئے تو لوگ کہتے ہیں کہ وہ یعنی براء بن معرور مرتے دم تک آپؐ کی تقلید میں شام ہی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ واللہ اعلم۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ انہیں عبدالرزاق اور معمر نے ابن ہیشم' ابی زبیر اور جابر کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بعثت کے دس سال بعد تک ہر موقع پر مکے آنے والے دوسرے عربی قبائل کے پڑاؤ پر مسلسل تشریف لے جاتے اور انہیں دعوت اسلام دیتے تھے لیکن ایک مدت تک آپؐ کی اتباع اور آپؐ کی نصرت پر آمادہ ہونے والا ان میں سے آپؐ کو ایک بھی نہ ملا تھا حتیٰ کہ یمن یا مصر کے کسی شخص نے اپنی قوم کو آپؐ کے اوصاف اور آپؐ کی رحمدلی سے واقف کیا تو ان میں سے اکثر لوگوں نے اسے آپؐ سے ملنے جلنے سے احتراز کی نصیحت کی تھی لیکن جب آپؐ مدینے تشریف لے جانے اور وہاں جوق در جوق لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی خبر انہیں ملی تو وہ بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے اور پھر یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑھتا ہی چلا گیا۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ انصار مدینہ کے وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے

Marfat.com

دست مبارک پر مقام عقبہ پر بیعت کی جسے بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے جب مسلمان ہونے کے بعد مدینے واپس ہوئے تو انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ وہاں علی الاعلان بیان کر دیا۔ اس وقت ان کی قوم کے شیوخ اور دیگر شرفاء میں جو ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ شامل تھے۔ البتہ ان کے بیٹے معاذ بن عمرو عقبہ میں دوسرے انصار مدینہ کے ساتھ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے مسلمان ہو چکے تھے۔ عمرو بن جموح جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا انصار مدینہ کے معزز لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر میں منات نام کا ایک بت رکھ چھوڑا تھا جس کی وہ بڑے احترام کے ساتھ پرستش کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ قوم انصار کے وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے تھے بلکہ خود عمرو بن جنوح کے بیٹے معاذ کو ان کی یہ حرکت ناگوار گزرتی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایک دن رات کے وقت باہم مشورے کے بعد اس بت کو عمرو کے گھر سے اٹھا کر قریب کے ایک گڑھے میں پھینک دیا جسے صبح کو وہاں دوسرے لوگ جمع ہو کر جھانک جھانک کر دیکھنے لگے۔ عمرو بن جموح نے بھی صبح کو بیدار ہو کر یہ ماجرا دیکھا تو بہت جز بز ہوئے۔ بہرحال انہوں نے اس بت کو گڑھے سے نکال کر دھویا اور پھر اپنی جگہ رکھ دیا لیکن جب کئی بار یہی واقعہ پیش آیا تو انہوں نے بڑا واویلا کیا اور کہا کہ نہ جانے کون ان کے معبود کے ساتھ یہ نازیبا حرکت کر رہا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس بت کو اچھی طرح غسل دینے کے بعد اس کی گردن میں کھلی تلوار لٹکا دی اور اسے حسب معمول اس کی جگہ رکھ دیا لیکن اگلی صبح کو انہوں نے دیکھا کہ ان کا معبود منات قریب کے ایک گہرے نالے میں پڑا ہے اور اس کی گردن میں تلوار کی جگہ مردہ کتا رسی سے بندھا ہوا ہے۔ جب یہ واقعہ بھی بار بار پیش آیا تو انہیں اپنے معبود کی بے بسی کا یقین آگیا اور اللہ تعالیٰ نے ادھر ان کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی حقانیت کا نقش بٹھا دیا اور آخر کار وہ بھی مسلمان ہو گئے کیونکہ وہ اپنی گمراہی کو بخوبی سمجھ گئے تھے۔ عمرو بن جموح نے اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ نظم بھی کیا تھا۔ اس سے قبل بیعت عقبہ ثانیہ کے ضمن میں تہتر انصار مسلمان ہو چکے تھے۔

آنحضرتؐ کی ہجرت مدینہ: زہری نے عروہ اور حضرت عائشہؓ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن مکے میں آپؐ نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا "میں نے آپؐ لوگوں کے لیے ہرے بھرے مقامات کے درمیان کھجوروں کے درختوں پر مشتمل ہجرت کا مقام دیکھا ہے۔" چنانچہ آپؐ کے اس ارشاد گرامی کے بعد پہلے ان مسلمانوں

Marfat.com

نے مدینے کی طرف ہجرت کی جو اس سے قبل حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے۔ یہی روایت بخاریؒ نے بھی پیش کی ہے۔ نیز ابو موسیٰ نے حضور نبی کریمؐ کی یہ حدیث یوں بیان کی ہے" میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اس سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوروں کے باغات ہیں لہٰذا پہلے میرا دھیان یمامہ یا ہجر کی طرف گیا لیکن درحقیقت وہ یثرب کا شہر تھا۔"

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے کفار سے لڑائی کے ضمن میں ارشاد فرمایا اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا... ... الخ پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت کے ساتھ ان لوگوں کو جو کفار سے جنگ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی امداد کرتے ہوئے زندہ بچ گئے تھے ان لوگوں کے پاس جو اسلام کے بارے میں آپؐ کی حمایت کر رہے تھے یعنی انصار کے پاس جانے کی اجازت بھی مل گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کے مسلمانوں کے علاوہ مکے کے دوسرے مسلمانوں کو بھی مدینے کی طرف ہجرت کا حکم دے کر فرمایا کہ وہ انصار مدینہ کے ساتھ بھائیوں کی طرح مل جل کر رہیں تاکہ انہیں وہاں بھائیوں ہی جیسے حقوق حاصل ہو جائیں۔ بہرکیف اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے جن قریش اور بنی مخزوم کے لوگوں میں جس شخص نے سب سے پہلے مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی وہ ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھے۔

بخاریؒ کہتے ہیں کہ ان سے محمد بن بشار، منذر اور شعبہ نے ابی اسحٰق کے حوالے سے بیان کیا کہ آخر الذکر نے البراء بن عازب سے سنا کہ ان سے قبل مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم نے ہجرت کی جو دوسرے لوگوں کو بھی اس کے لیے بلاتے جاتے تھے، اس کے بعد بلالؓ و سعید اور عمار بن یاسر مکے سے روانہ ہوئے۔ پھر عمر بن خطابؓ نے رسولؐ اللہ کے دس صحابہ کے ہمراہ ہجرت کی اور سب کے آخر میں حضرت علیؓ کو چھوڑ کر آنحضرت ﷺ نے ہجرت فرمائی۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ آپؐ کی تشریف آوری سے سب سے زیادہ خوش ہوئے حتیٰ کہ چھوٹی چھوٹی بچیاں بھی آپؐ کی آمد پر خوشی کے گیت گانے لگیں اور سورہ شریفہ "سبح اسم ربک الاعلیٰ" الخ پوری پڑھی جانے لگی۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو آپؐ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ مکے سے نکلے تھے مگر قریش کے فتنہ پردازوں نے زبردستی روکنے کی کوشش کی تھی۔

تاہم ابو بکرؓ نے اس کے لیے حد درجہ ہمت و حوصلہ سے کام لیا تھا اور کہا آج کی رات میں بیٹھوں گا نہیں بلکہ ساری رات کھڑا رہوں گا۔ چنانچہ جب لوگ سو گئے لیکن پھر بھی ان کے مکے سے نکلتے ہی کچھ لوگوں نے چپکے سے انہیں جا پکڑا۔ اس کے بعد جیسا کہ خود ابو بکرؓ نے بیان فرمایا انہوں نے ان لوگوں سے کہا' اگر میں تمہیں اپنا جمع کیا ہوا سرمایہ دے دوں تب تو تم میرے جانے میں مزاحمت نہیں کرو گے؟ چنانچہ وہ اس پر رضا مند ہو گئے اور میں نے مکہ واپس آ کر انہیں بتایا کہ اگر میرے مکان کے دروازے کی چوکھٹ کے نیچے کھود کر دیکھو گے تو تمہیں سونا مل جائے گا لیکن جب وہ میرے مکان پر پہنچے تو انہیں میرے دو لباسوں کے سوا کچھ نہ مل سکا۔ اور اتنی دیر میں مکے سے نکل کر مدینے کے راستے پر دور تک جا پہنچا اور آخر کار رسول اللہ ﷺ سے قباء میں جا ملا۔ مجھے دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اے ابی یحییٰ تم ان سے سودا کر آئے ہو؟" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ میرے مکہ چھوڑنے کے بعد مجھ سے پہلے تو آپؐ کے پاس کوئی نہیں پہنچا' اس لیے یہ بات آپؐ کو یقیناً" جبریلؑ نے بتائی ہو گی۔"

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حمزہؓ بن عبدالمطلب' زیدؓ بن حارثہ' ابو مرثد کنانہ بن حنین اور ان کا بیٹا مرثد غنویان جو حضرت عمرؓ کا حلیف تھا اور رسول اللہ ﷺ کے دونوں غلام آنسہ اور ابو کبشہ مکے سے ہجرت کر کے قباء میں بنی عمرو بن عوف کے بھائی کلثوم بن ہدم کے پاس ٹھہرے تھے اور یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت حمزہؓ نے اسعد بن زرارہ کے پاس قیام کیا تھا۔ واللہ اعلم۔ یہ تاریخ اسلامی کا سب سے پہلا واقعہ ہے جس کے بالکلیہ صحیح ہونے پر حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق رائے کا اظہار فرمایا اور جس کا سیرت حضرت عمرؓ میں مفصل ذکر آیا ہے۔

بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ان سے یکے بعد دیگرے بالترتیب مطربن فضل' روح' ہشام اور عرکمہ نے ابن عباس کے حوالے سے مندرجہ ذیل روایت بیان کی۔

ابن عباس فرماتے ہیں:۔ "بوقت بعثت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال تھی' مکے میں تیرہ سال تک آپؐ پر وحی نازل ہوتی رہی' اس کے بعد آپؐ نے وہاں سے مدینے کو ہجرت فرمائی اور آپؐ وہاں بحالت ہجرت دس سال تشریف فرما رہے اور جب آپؐ نے وفات پائی اس وقت آپؐ کا سن شریف تریسٹھ ۶۳ سال تھا۔"

"جب آپؐ نے ہجرت فرمائی اس وقت آپؐ کی بعثت کو تیرہ سال گزر چکے تھے اور مہینہ

Marfat.com

ربیع الاول کا تھا۔"

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکرؓ اس سے قبل (جیسا کہ سطور بالا میں بیان کیا) رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کے لیے اجازت طلب کیا کرتے تھے تو آپ کا ارشاد ہوتا:"جلدی نہ کرو' اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھی کوئی ساتھی فراہم کر دے گا۔" (ترجمہ) تو وہ یہ سوچ کر خوش ہو جایا کرتے تھے کہ وہ ساتھی حضور نبی کریمؐ خود ہی ہوں گے۔ چنانچہ آخر کار وہ وقت آپہنچا تو انہوں نے دو سواریاں (اونٹ) خریدیں اور انہیں اپنی قیام گاہ میں لا کر ان کے لیے چارہ وغیرہ کا الگ الگ کافی سامان کر دیا۔ واقدی کہتے ہیں کہ وہ اونٹ سو سو درہم کے خریدے گئے تھے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے متعدد لوگوں نے عروہ بن زبیر اور ام المومنین حضرت عائشہؓ کی زبانی بیان کیا کہ ہجرت سے کچھ پہلے آنحضرتؐ ان کے یعنی حضرت ابو بکرؓ کے مکان پر یا تو صبح کے وقت منہ اندھیرے یا پھر رات گئے تشریف لایا کرتے تھے اور روز ہجرت بھی جب آپ تشریف لائے تو صبح صادق سے قبل کافی اندھیرا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز اس وقت آپؐ کی تشریف آوری پر جب معلوم ہوا کہ اسی روز ہجرت کرنی ہے تو ان کے والد ابو بکرؓ نے آپؐ سے عرض کیا یا رسولؐ اللہ (ﷺ) اس وقت" تو آپؐ نے فرمایا "ہاں' اس وقت۔" حضرت عائشہؓ مزید فرماتی ہیں کہ میرے والد نے آپؐ سے میرے اور میری بہن اسماءؓ کے بارے میں جو اس وقت آپؐ کے حکم پر وہاں سے ہٹ گئی تھیں۔ پوچھا "یا رسول اللہ (ﷺ) میری ان دو بیٹیوں کا کیا ہو گا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت صرف آپؐ کو ملی ہے۔ آپؐ کی زبان مبارک سے یہ سن کر ابو بکرؓ نے آپؐ سے پوچھا "اور آپؐ کا ساتھی' یا رسول اللہ (ﷺ) اس سوال کے جواب میں آپؐ نے ابو بکرؓ کو اپنا ساتھی بتایا۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ کی زبان مبارک سے یہ ارشاد گرامی سن کر ان کے والد یعنی ابو بکرؓ اتنے خوش ہوئے کہ اس سے قبل انہوں نے انہیں اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس وقت اس قدر مسرور تھے کہ انتہائے مسرت کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ بہرکیف جب ابو بکرؓ کو معلوم ہوا کہ اسی وقت مکے سے روانہ ہونا ہے تو انہوں نے آپؐ سے ان دونوں سواریوں کو جو ان کے گھر بندھی رہا کرتی تھیں آگے لے جانے کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ عبداللہ ارقد کو اس کام کے لیے اجرت پر لے لیا جائے۔

Marfat.com

ابن ہشام کے بقول عبداللہ ارقد مسلمان ہونے سے قبل عبداللہ بن اریقط کے نام سے مشہور تھے اور اجرت پر ساربانی کا کام کیا کرتے تھے اور ان کا تعلق قبیلہ بنی دیل بن بکر سے تھا۔ اور وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے' ان کی والدہ بنی سہم بن عمرو کے قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں۔ چنانچہ آپؐ کے ارشاد گرامی کے مطابق حضرت ابو بکرؓ نے عبداللہ بن ارقد کو بلا کر دونوں سواریاں مکے سے باہر لے جانے کے لیے اور ان کا چارہ اور پانی اور اپنا سامان وغیرہ بھی ساتھ کر دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جہاں تک انہیں علم ہے رسولؐ اللہ ﷺ کی ہجرت کے وقت آپؐ کے علاوہ حضرت ابو بکرؓ ان کی اولاد اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا مکے میں کوئی مسلمان باقی نہیں تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس ان امانتوں کے علاوہ جو آپؐ نے مکے کے مختلف لوگوں کو واپس کرنے کے لیے ان کے سپرد کی تھیں اور کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کے مشرکین کے ہاتھوں چھن جانے کا خوف ہوتا انہیں بھی آپؐ نے اپنے پیچھے مکے میں صرف اس لیے چھوڑ دیا تھا کہ وہ آپؐ کے پاس امانتہ" رکھی ہوئی چیزیں ان کے مالکوں کو واپس دے سکیں۔ جب رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے مکان پر ہجرت کے ارادے سے پہنچے اور اس کا سامان مکمل ہو گیا تو وہ آپؐ کو لے کر اپنے مکان کے عقبی دروازے سے مکے کے بیرونی حصے کی طرف روانہ ہوئے۔ ابو نعیم ابراہیم بن سعد کی زبانی محمد بن اسحٰق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اللہ کی راہ میں ہجرت کے لیے مکے سے روانہ ہوئے تو آپؐ کی منزل مقصود مدینہ ہی تھی اور آپؐ کی زبان مبارک پر مندرجہ ذیل کلمات تھے۔

"یااللہ تو نے مجھے پیدا کیا ہے' تیرے سوا میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میں ہول دنیا' زمانے کے حادثات اور دن رات کی تکالیف سے نجات حاصل کرنے کے لیے تیرے حکم سے تیری راہ میں ہجرت کر رہا ہوں' تو اس سفر میں میرے ساتھ رہنا مجھے میرے اہل و عیال میں پہنچا دے' میرے رزق میں برکت دے' مجھے تجھ پر بھروسہ ہے۔ مجھے اسی نیکی پر قائم رکھ جس پر تو نے مجھے پیدا کیا ہے' میں صرف تجھ ہی کو چاہتا ہوں' تو بھی مجھے محبوب رکھ۔ تو اپنے بندوں کو تکلیف نہیں دیتا' تو مظلوموں کا رب ہے' میرا رب بھی تو ہی ہے میں تیرے نور عظیم و کریم کی پناہ چاہتا ہوں جس سے اندھیروں کا پردہ چاک ہوا ہے' میرے لیے جملہ امور اول و آخر کو درست بنا دے تاکہ تیرے کرم سے میری تکالیف دور ہو

Marfat.com

جائیں" میں زوال نعمت سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیرے غضب سے ڈرتا ہوں اور حوادث عالم سے تیری پناہ چاہتا ہوں تاکہ میں انہیں برداشت کر سکوں' مجھ سے جو کچھ ہو سکا وہ بھی تیرے ہی کرم سے ہو سکا' جو زور و قوت کسی کو حاصل ہے وہ تیرے ہی کرم سے ہے۔"

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکے سے روانگی کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ غار ثور کی طرف بڑھے جو مکے کے نشیبی علاقے میں ایک پہاڑ میں واقع ہے اور دونوں اس میں داخل ہو گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہہ دیا تھا کہ وہ ان باتوں کو جو اہل مکہ صبح ہوتے کے بعد ان کے اور آپؐ کے بارے میں سنتے رہیں اور اس کی اطلاع چپکے سے انہیں پہنچا دیں۔ چنانچہ اگلی رات انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ ان کے مویشیوں کو ان اونٹوں کے ساتھ جو وہ غار ثور کے باہر چھوڑ دیں گے مکے کی چراگاہ میں چراتا رہے اور بکریوں میں سے کسی کو ذبح کر کے اس کا گوشت روزانہ مکے لے جایا کرے تاکہ ان کے گھر سے رات کے وقت انہیں اور رسول اللہ ﷺ کو کسی نہ کسی کے ہاتھ کھانا پہنچتا رہے۔ چنانچہ وہ ان کے حکم کے مطابق کوئی نہ کوئی بکری ذبح کر کے اس کا گوشت ابو بکرؓ کے گھر چپکے سے پہنچانے لگا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکے سے باہر حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ غار ثور میں اطمینان سے جا ٹھہرے تو اسماء بنت ابو بکرؓ آپؐ کو اور اپنے والد کو اگلی شام سے اہل مکہ کی نگاہوں سے بچ کر وہاں کھانا پہنچانے لگیں۔

اسماء کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ان کے والد حضرت ابو بکر صدیقؓ مکے سے روانہ ہو گئے' تو ابو جہل اور قریش کے چند دوسرے آدمیوں نے ان کے دروازے پر آکر آواز دی اور جب وہ باہر نکلیں تو ان کے والد حضرت ابو بکرؓ کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں ہیں۔ انہوں نے جب لاعلمی کا اظہار کیا تو ابو جہل نے ان کے منہ پر بہت زور کا تھپڑ مارا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑبڑاتا ہوا واپس چلا گیا۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ انہیں یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد کی زبانی اپنی دادی کا بیان کردہ وہ واقعہ جو ان کی دادی نے خود اسماء بنت ابو بکرؓ کی زبان سے اس سلسلے میں سنا تھا یہ تھا۔ "اسماء کے والد ابو بکرؓ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکے سے چلے تو ان کے پاس پانچ یا چھ ہزار درہم موجود تھے جو وہ سب کے سب اپنے ساتھ لے گئے تھے اس کے اگلے دن ان کے دادا ابو قحافہ جب ان کے گھر آئے تو انہوں نے انہیں اپنے والد

Marfat.com

کے متعلق بتا دیا کہ وہ آپؐ کے ہمراہ چلے گئے تھے۔ ابو قحافہ نے جب پوتی سے پوچھا کہ آیا وہ ان کے لیے کچھ چھوڑ گئے تھے جس سے ان کی گزر بسر ہو سکے۔ تو انہوں نے اپنے دادا سے کہا کہ جو بھلائی وہ ان کے لیے چھوڑ گئے تھے کیا وہ کافی نہیں تھی۔ پھر بھی ان کے اطمینان کے لیے مکان کے ایک کونے سے کپڑوں کی ایک پوٹلی اٹھا کر انہیں دکھائی جسے دیکھ کر وہ سمجھے کہ اس میں کافی درہم ہوں گے اور پھر ان سے رخصت ہو کر ان کے مکان میں جو زر نقد تھا وہ لے کر بصرے چلے گئے۔ حالانکہ اس وقت اسماء کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر بھی انہوں نے اپنے دادا کے اطمینان کے لیے انہیں وہ پوٹلی دکھائی تھی تاکہ وہ سکون کے ساتھ مکے سے رخصت ہو سکیں۔

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ انہیں اہل علم نے جن میں حسن بن ابی بصری بھی شامل ہیں بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ غار ثور کے دہانے پر پہنچے تو ابو بکرؓ نے اس سے قبل کہ آپؐ اس میں داخل ہوتے پہلے اپنا پاؤں ٹخنے تک اس کے اندر ڈال کر دیکھا کہ اس میں کوئی درندہ یا موذی جانور نہ ہو۔ پھر اس غار میں خود داخل ہوئے اور وہاں دونوں طرف اس طرح صفائی کی کہ ایک تنکا تک کسی طرف نہ چھوڑا۔ پھر اس کے بعد عرض کیا کہ آپؐ اندر تشریف لے آئیں۔ جب آپؐ بھی غار کے اندر تشریف لے گئے تو ابو بکرؓ نے ایک دیوار میں سوراخ دیکھا تو اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا تاکہ وہاں سے کوئی کیڑا کاٹا یعنی سانپ، بچھو وغیرہ نکل کر آپؐ کو تکلیف نہ پہنچائے۔ اسی مستند روایت میں ہے کہ ابو بکرؓ کو اسی سوراخ سے بچھو نے ڈنک مارا تھا لیکن وہ صبر کیے رہے تاکہ آپؐ کے آرام میں خلل واقع نہ ہو۔

جب مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو آپؐ کی خواب گاہ میں نہ پایا اور ان کی جگہ حضرت علیؓ کو سوتا پایا تو وہ دن کی روشنی ہوتے ہی آپؐ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور آپؐ کے تعاقب میں غار ثور تک جا پہنچے اور اس کے اندر جھانکنے لگے۔ وہی وقت تھا جب حضرت ابو بکرؓ کو اندیشہ ہوا تھا کہ اب رسول اللہ ﷺ کے دشمن غار میں داخل ہو کر یا تو آپؐ کو باہر لے جائیں گے۔ یا وہیں قتل کر دیں گے۔ لیکن اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ پر وہ آیت نازل ہوئی جس کا ایک حصہ آپؐ نے ابو بکرؓ کو سنا کر فرمایا "لا تحزن ان اللہ معنا" یعنی فکرو غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

ابن عباسؓ کے غلام کو ان سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ جس رات کو رسول اللہ ﷺ نے مکے سے ہجرت کا قصد فرمایا تھا تو قریش آپؐ کو جیسا کہ ان کا خیال تھا بستر پر نہ پا کر صبح

Marfat.com

ہوتے ہی آپ کی تلاش میں اوھر اُدھر اس ارادے سے نکل پڑے تھے کہ آپؐ کو پکڑ کر قید میں ڈال دیں گے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کا ارادہ آپؐ کو یقیناً" قتل کر دینے کا یا کم سے کم مکے سے نکال دینے کا تھا اور یہ ارادہ وہ اس رات سے پہلے ہی کر چکے تھے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آگاہ کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس رات کو آپؐ کے بستر پر حضرت علیؓ سوئے تھے۔ ابن عباسؓ کے غلام نے انہی کے حوالے سے یہ بھی بیان کیا کہ جب مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے بستر پر نہ پا کر اور اس پر حضرت علیؓ کو سوتا دیکھ کر ان سے آپؐ کے بارے میں پوچھا اور انہوں نے عدم واقفیت کا اظہار کیا تو وہ لوگ صبح ہوتے ہی آپؐ کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور تک جا پہنچے تھے کیونکہ ان کے خیال میں ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہنے کی اس سے بہتر جگہ کوئی دوسری نہیں تھی لیکن جب انہوں نے غار کے منہ پر مکڑی کا جالا تنا ہوا دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں اگر کوئی فرد واحد بھی داخل ہوتا تو مکڑی کا جالا ضرور ٹوٹ جاتا۔ ظاہر ہے کہ مکڑی کا وہ جالا آپؐ کی دشمنوں سے حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کا کرشمہ تھا۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ نے ایک شخص کو جو بنی وائل میں سے بنی عبد ابن عدی کا آدمی تھا اور ساربانی کا کام کرتا تھا اجرت پر راستہ بتانے اور اپنی سواریوں کے ساتھ چلنے کے لیے ٹھہرا لیا تھا کیونکہ وہ تمام راستوں سے بخوبی واقف تھا۔وہ شخص اگرچہ کفار قریش میں سے تھا لیکن آل عاص میں عاص بن وائل سہمی کے قبیلے کے حلیفوں میں سے تھا اور اس سے آپؐ کی اور حضرت ابو بکرؓ کی مکے سے روانگی اور غار ثور میں قیام کو راز میں رکھنے کی قسم لے لی گئی تھی۔ اسے تین دن کے بعد سواریاں لے کر غار پر آجانا تھا۔ چنانچہ مذکورہ بالا راہبر اور اس کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی تیسری رات کو وہاں آگئے اور اس کے بعد آنحضرتؐ اور ابو بکرؓ ان سواریوں پر سوار ہو کر اس رہبر کے بتائے ہوئے راستے پر اس کے ساتھ ساحلی علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔

بخاریؒ ابن شہاب کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ انہیں یعنی ابن شہاب کو عروہ بن زبیر نے بتایا کہ ان کے والد زبیرؓ کو رسول اللہ ﷺ نے مکے سے مدینے کے سفر کے دوران دیکھا جب وہ مسلمان تاجروں کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے۔ عروہ بن زبیر کو اپنے والد کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ کو مدینے کی طرف جاتے دیکھا تو وہ سفید لباس میں ملبوس تھے اور یہ کہ آپؐ کے مکے سے روانگی کی

Marfat.com

اطلاع مدینے میں مسلمانوں کو مل چکی تھی اور وہ لوگ صبح ہوتے ہی شہر سے باہر مکے کے راستے میں آپؐ کا ہر روز انتظار کرتے تھے۔ لیکن جب دن ڈھلنے لگتا تو واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے۔ جب وہ کسی کو جیسا کہ انہیں معلوم ہو چکا تھا سفید کپڑوں میں ملبوس مدینے کی طرف آتا دیکھتے تو سمجھتے کہ وہ آپؐ ہی تھے لیکن قریب آنے پر معلوم ہوتا کہ وہ تو سفید عربی لباس میں کوئی یہودی تھا۔ بہرکیف ان کی خوش قسمتی سے ایک روز آپؐ مدینے میں تشریف لے ہی آئے۔ اور وہ لوگ خوشی سے آپؐ کے گردو پیش ہو کر چلنے لگے حتیٰ کہ آپؐ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں جا پہنچے اس روز روز دو شنبہ اور ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ اس وقت ابو بکرؓ لوگوں کے سامنے کھڑے رہے جب کہ آپؐ بیٹھ گئے۔ وہ لوگ جنہوں نے رسولؐ اللہ ﷺ کو اس وقت تک نہیں دیکھا تھا آگے بڑھ بڑھ کر آپؐ کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگے لیکن چونکہ اس وقت آپؐ پر دھوپ آنے لگی تھی اس لیے حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کے سر مبارک پر اپنی چادر سے سایہ کر دیا تو لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ رسولؐ اللہ ﷺ ان دونوں میں سے کون سے ہیں؟

آنحضرت ﷺ نے بنی عمرو بن عوف میں سات روز قیام فرمایا اور وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جو اسلام میں پہلی مسجد تھی اور جہاں آپؐ نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپؐ اونٹنی پر سوار ہو کر آگے بڑھے اور لوگ آپؐ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ آپؐ کی اونٹنی چلتے چلتے آخر کار خود بخود وہاں ٹھہر گئی جہاں آج کل مسجد نبوی ہے۔ یہ جگہ حجرا سود بن زرارہ میں دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل کی تھی جنہوں نے وہ جگہ آپؐ کے لیے ہبہ کرنا چاہی لیکن آپؐ نے انکار کر دیا اور انہیں بعد میں اس کی قیمت ادا کر دی گئی۔ بہرکیف آپؐ اس جگہ سواری سے اتر پڑے اور فرمایا کہ "یہی میری منزل ہے۔" وہاں بھی آپؐ نے مسجد کی بنیاد ڈالی اور اس روز مدینے کے جملہ مسلمانوں کے ساتھ وہیں نماز ادا فرمائی۔

اسے رسول اللہ ﷺ کا معجزہ یا مدینے میں آپؐ کی تشریف آوری کی برکت سمجھنا چاہیے کہ سوکھے جانوروں کے تھنوں میں بھی دودھ اتر آیا۔ چنانچہ آپؐ نے اور آپؐ کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی پیٹ بھر کر دودھ پیا۔ اس سے قبل مدینے کے مسلمانوں میں ہر طرف بلند آواز سے کہا جارہا تھا" رسول اللہ ﷺ آگئے محمدؐ ﷺ آگئے۔"

Marfat.com

مدینے میں رسول اللہ ﷺ کا داخلہ اور آپؐ کی منزل کا تقرر: بخاریؒ کی بیان کردہ روایت جو پہلے پیش کی گئی اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینے میں دوپہر کے وقت داخل ہوئے تھے۔ اور پھر یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ آپؐ کہاں قیام فرمائیں گے اور آپؐ عبدالمطلب کے ننہالی عزیزوں میں ٹھہریں گے۔ بخاریؒ نے زہری اور عروہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے قباء میں بنی عمرو بن عوف کے پاس دس راتیں بسر فرمائی تھیں اور وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی تھی اور اس کے بعد آپؐ سوار ہو کر اندرون مدینہ کے طرف تشریف لے گئے تھے اور لوگ آپؐ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور آخر کار وہاں رکے تھے جہاں آج کل مسجد نبوی واقع ہے۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے محمد بن جعفر بن زبیرؓ نے (عروہ بن زبیر کے حوالے سے) بیان کیا اور آخر الذکر یعنی محمد بن جعفر بن زبیر نے اس روایت میں عبدالرحمٰن ابن عویم بن ساعدہ کے حوالے سے بتایا کہ انہیں ان کی قوم کے ان لوگوں نے جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں تھے سنایا کہ جب سے انہوں نے آپؐ کی مکے سے روانگی کی خبر سنی تو وہ روز شہر سے باہر نکل کر صبح سے شام تک آپؐ کی تشریف آوری کے منتظر رہتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی سنایا کہ حالانکہ ان دنوں موسم گرما کی سخت گرمی کا زمانہ تھا لیکن وہ لوگ کڑی دھوپ میں بھی آپؐ کا انتظار کیا کرتے تھے اور رات کا اندھیرا پھیلنے کے بعد مایوس ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ جس روز رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو اتفاقاً" سب سے پہلے آپؐ کو ایک یہودی نے دیکھا اور وہ چلا کر بولا " اے بنی قیلہ تمہیں اپنے بزرگ کا انتظار تھا وہ تشریف لے آئے ہیں۔ اس کی زبان سے یہ سن کر وہ لوگ آپؐ کی طرف دوڑے تو انہوں نے دیکھا کہ آپؐ ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما ہیں اور آپؐ کے ساتھ ابو بکرؓ بھی تھے۔ جنہوں نے آپؐ کو نہیں دیکھا تھا ـــــ وہ آپؐ میں اور ابو بکرؓ میں امتیاز نہیں کر سکے تھے یہاں تک کہ جب آپؐ کے سر مبارک پر دھوپ آئی تو ابو بکرؓ نے آپؐ کے سر مبارک پر اپنی چادر سے سایہ کر دیا۔ تب جا کر وہ لوگ آپؐ کو پہچان گئے۔

بیہقیؒ کہتے ہیں کہ انہیں ابو عمرو الادب اور ابو بکر اسماعیلی نے بتایا کہ انہوں نے ابا خلیفہ اور ابن عائشہ کو کہتے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو عورتیں اور لڑکیاں اپنے اپنے گھروں کی چھتوں پر خوشی کے گیت گا رہی تھیں۔

Marfat.com

محمد بن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قباء پہنچے تو بنی عمرو بن عوف کے بھائی کلثوم ابن ہدم کے پاس جو بنی عبیدہ میں رہتے تھے قیام فرمایا' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؐ وہاں سعد بن خیثمہ کے ہاں ٹھہرے' ایک اور راوی کے مطابق آپؐ کا قیام کلثوم بن ہدم ہی کے ہاں تھا لیکن آپؐ نے سعد بن خیثمہ کے مکان پر تشریف فرما ہو کر لوگوں سے خطاب فرمایا۔ یہ مکان خالی تھا چونکہ سعد بن خیثمہ کے اہل وعیال نہیں تھے۔ ابن اسحٰق کی اس روایت کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سخ میں خبیب بن اساف کے پاس جو بنی حارث بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے قیام فرمایا تھا لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا قیام خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے ہاں ہوا تھا جو بنی حارث بن خزرج کے بھائی تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جہاں تک انہیں علم ہے رسول اللہ ﷺ نے قباء میں جمعہ کی نماز بنی سالم بن عوف کے ساتھ اس مسجد میں ادا فرمائی تھیں جس کی بنیاد آپؐ نے اس وادی میں جسے وادی رانوناء کہا جاتا تھا رکھی تھی۔ ویسے اس کے بعد آپؐ نے جمعہ کی نماز باقاعدہ مدینے میں ادا فرمائی تھی۔ بہر کیف جب آپؐ قباء سے (اونٹنی پر) سوار ہو کر آگے روانہ ہونے لگے تو عتبان بن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضلہ اور بنی سالم کے دوسرے لوگوں نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابھی آپؐ ہمارے ہاں چند روز اور قیام فرمایئے لیکن آپؐ نے فرمایا "اب آپ لوگ اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دیں کیونکہ یہ مامور ہے اور اب میری یہ اونٹنی آگے چل کر خودبخود جہاں ٹھہرے گی میں وہیں سواری سے اتروں گا اور میری منزل بھی وہی ہو گی۔" یہی درخواست آپؐ سے بعد میں جب آپؐ یکے بعد دیگرے بنی بیاضہ اور بنی ساعدہ کے مکانوں کے پاس سے گزرے تو ان قبیلوں کے لوگوں میں سے بالترتیب زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو نے اور سعد بن عبادہ اور منزر بن عمرو نے کی لیکن آپؐ نے انہیں بھی وہی جواب دیا جو ابن اسحٰق نے اپنی متعلقہ روایت میں بطور حدیث نبوی پیش کیا ہے اور جس کا اندراج بسطور بالا میں ہو چکا ہے۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ یہی ارشاد آپؐ نے اس وقت بھی فرمایا جب آپؐ اس کے بعد یکے بعد دیگرے بنی حارث بن خزرج اور عدی بن نجار کے مکانوں کے قریب سے گزرے اور ان قبائل کے لوگوں میں سے بالترتیب سعد بن ربیع' خارجہ بن زید' عبداللہ بن رواحہ اور سلیط بن قیس' ابو سلیط اسیدہ بن خارجہ نے بھی آپ سے وہی درخواست کی تھی بلکہ عدی بن نجار کے لوگوں نے تو آپؐ سے زور دے کر یہ بھی عرض کیا تھا کہ آپؐ اپنے

Marfat.com

ماموؤں میں بھی چند روز قیام فرمائیں کیونکہ وہ لوگ ام عبدالمطلب سلمی بنت عمرو کے رشتے سے آپؑ کے ماموں لگتے تھے لیکن آپؑ انہیں بھی وہی جواب دے کر کہ آپؑ کا ناقہ مامورہ من اللہ ہے آگے روانہ ہو گئے تھے اور مدینے میں آپ کی اونٹنی خود بخود رک کر وہاں بیٹھ گئی تھی جہاں آج کل مسجد نبوی ہے جس پر آپؑ نے فرمایا تھا کہ "یہی میری منزل ہے" اور جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے مسجد کے لیے یہ جگہ آپؑ نے دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل سے جو حجر معاذ بن عفرہ میں رہتے تھے قیمتاً" خرید فرمائی تھی۔ بخاریؒ کی روایت کے مطابق جو پہلے پیش کیا جا چکی ان لڑکوں کا قیام حجرا سعد بن زرارہ میں تھا۔ واللہ اعلم۔

موسیٰ بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ ﷺ راہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول کے مکان کے قریب لحہ بھر ٹھہرے تھے اور منتظر تھے کہ وہ مکان سے نکل کر غالباً" آپؑ سے اپنے پاس قیام کی درخواست کرے گا لیکن وہ جو ان دنوں اپنے قبیلے کا سردار تھا مکان میں موجود ہونے کے باوجود باہر تک نہیں آیا۔ آپؑ نے بعد میں جب اس کا ذکر انصار میں سے ایک شخص سے کیا تو وہ بولا "حضور اس عزت کا تاج اور اس کا شرف تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب میں تھا۔ پھر یہ سعادت اسے کیسے نصیب ہوتی؟"

موسیٰ بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے ہی آنحضرتؐ قباء سے اونٹنی پر سوار ہو کر آگے چلے وہاں سے بہت سے انصار جمع ہو کر آپؑ کے ساتھ چل رہے تھے لیکن اونٹنی کی مہار جو آپؑ نے چھوڑ رکھی تھی اسے آپؑ کی کرامت سمجھتے ہوئے کسی نے پکڑ کر چلنے کی جرات نہیں کی۔ اس کے علاوہ جس قبیلے والوں نے آپؑ سے اپنے یہاں قیام کی درخواست کی آپؑ نے ان سے یکے بعد دیگرے یہی فرمایا کہ آپؑ کی اونٹنی مامور من اللہ ہے۔ لہٰذا جہاں وہ خود بخود رکے گی وہی آپ کی منزل ہو گی اور آپؑ وہیں قیام فرمائیں گے۔ آخر کار جہاں آپؑ کی اونٹنی چلتے چلتے خودبخود رکی بلکہ بیٹھ گئی وہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا دروازہ تھا۔ چنانچہ آپؑ نے وہیں اتر کر مدینے میں انہی کے ہاں قیام فرمایا۔

کچھ دن بعد عبداللہ بن سلام نے آپؑ سے عرض کیا" یا رسولؐ اللہ میں جانتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور یہاں اشاعت حق کے لیے تشریف لائے ہیں۔" پھر بولے "میں یہاں کے یہودی بزرگوں ان کے بیٹوں' یہاں کے سب سے بڑے عالم یہودیوں اور ان کے بیٹوں سے بخوبی واقف ہوں۔ اگر آپؑ ارشاد فرمائیں تو میں انہیں آپؑ کی خدمت میں بلا لاؤں۔" چنانچہ آپؑ نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر جب وہ یہودی

Marfat.com

آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے انہیں بٹھا کر ارشاد فرمایا "اے اہل یہود! مجھے تم پر افسوس ہے' اللہ سے ڈرو کیونکہ وہی ذات واحد معبود ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور پیغام حق لے کر یہاں آیا ہوں۔ لہٰذا تم بھی مسلمان ہو جاؤ۔" اس کے جواب میں یہودی بولے "جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ تثلیث ہے۔"

واقدی سعد بن زرارہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ابو ایوب کے مکان میں قیام فرما تھے تو اکثر انصار آپؐ کے لئے اپنے طور پر اچھے اچھے کھانے لاتے تھے جو گھی لگی روٹی اور ثرید اور گوشت کے شوربے پر مشتمل ہوتے تھے۔ اس روایت میں ابو ایوب انصاری کے مکان میں آپؐ کے قیام کی مدت سات مہینے بتائی گئی ہے۔ اس کے بعد آپؐ کے غلام زیدؓ بن حارثہ' آپؐ کی بیٹیاں حضرت فاطمہؓ اور ام کلثوم بھی آگئی تھیں جن کے ساتھ ابو رافع بھی تھے اور ان لوگوں کے سامان میں اونٹوں کے علاوہ پانچ سو درہم بھی تھے۔ جو آپؐ کی بیٹیاں فاطمہ اور ام کلثوم اور سودہ بنت زمعہ مکے سے اپنے ساتھ لے آئی تھیں۔ ان لوگوں کے ہمراہ اسامہ بن زید بھی آئے تھے لیکن آپؐ کی بیٹی رقیہ اپنے شوہر حضرت عثمانؓ کے ساتھ بعد میں آئیں۔ البتہ آپؐ کی دوسری دختر زینب اپنے شوہر عاص بن ربیع کے ساتھ مکے ہی میں رہ گئی تھیں جو بعد میں مدینے آئیں اور ان کے ساتھ زید بن حارثہ کی بیوی ام ایمن اور عبداللہ بن ابی بکرؓ بھی تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ آئیں لیکن اس وقت تک ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے ان کا قیام بیوی کی حیثیت سے آپؐ کے پاس نہیں تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی وہاں ہجرت کے علاوہ مدینہ منورہ کا ایک شرف یہ بھی ہے کہ وہ پرعظمت شہر اس کے بعد اولیائے کرام اور اللہ تعالیٰ کے دیگر نیک بندوں کا پر امن مسکن بنا۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "یا اللہ تو نے مجھے محبوب ترین شہر سے اپنے محبوب ترین شہر لا کر آباد کیا۔" آپؐ کی یہ جائے سکونت مدینہ ہی تھا جہاں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مکے سے لا کر بسایا تھا۔ وہ حدیث بہت ہی نادر اور جملہ راویوں کے حوالے سے مشہور ترین بیان کی جاتی ہے جس میں مکے کی مدینے پر سوائے آنحضرت ﷺ کے مدفن مبارک کے فضیلت بیان کی۔

Marfat.com

آنحضرتؐ کی قباء سے روانگی اور بنی سالم میں آپؐ کا خطبہ: جب آنحضرت ﷺ اپنے ناقے پر سوار ہو کر قباء سے روانہ ہوئے اور بنی سالم بن عوف کے گھر پہنچے تو اس وقت زوال کا وقت ہو چکا تھا۔ لہٰذا آپؐ نے وہاں موجود مسلمانوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا فرمائی۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو آپؐ نے مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کے ساتھ پڑھا کیونکہ اس سے قبل مکے میں مشرکین قریش کی ایذا رسانی کی وجہ سے چند مسلمانوں کا آپس میں جمع ہو کر عام دنوں میں کسی وقت کی نماز پڑھنا بھی سخت مشکل تھا۔ اس لیے ظہور اسلام کے بعد اس جمعہ کی نماز کو جمعہ کی نماز باجماعت کو مسلمانوں کی ایسی پہلی نماز سمجھنا چاہیے۔ مکے میں ایسی نماز جمعہ اور اس کے خطبے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ انہیں یونس بن عبدالاعلیٰ اور ابن وہب نے سعید بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے اس خطبے کے بارے میں بتایا جو آپؐ نے قباء سے سالم بن عمرو بن عوف میں پہنچ کر اس نماز جمعہ میں ارشاد فرمایا تھا جو آپؐ نے مدینے میں پہلی بار ادا فرمائی تھی۔ سعید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ آپؐ نے اس نماز جمعہ میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ "الحمدللہ' میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے طالب امداد ہوں' اس سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں اور اسی سے ہدایت طلب کرتا ہوں' میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کے وجود سے انکار نہیں کرتا' میں کفر کرنے والے کا دشمن ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی شریک ہے محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسولؐ ہے۔ جسے اس نے دوسرے رسولوں کی طرح دنیا کی ہدایت' دین حق کی تبلیغ اور زمین پر روشنی پھیلانے اور بندگان خدا کی پندو موعظت کے لیے بھیجا ہے تاکہ انہیں علم' انسانوں کی گمراہی دنیا سے رحلت 'قرب قیامت اور قرب اجل کے بارے میں بتایا جائے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی وہ رشید ہے اور جس نے ان سے منہ موڑ کر راہ معصیت اختیار کی وہ ہمیشہ کے لیے پست ترین قعر مذلت وضلالت میں گرا۔ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں یہ وہ بھلائی ہے جو آخرت تک ہر مسلمان کو مسلمان بنائے رکھتی ہے۔ مسلمان دوسروں کو تقویٰ کا حکم اور اس کے نفس کی اطاعت سے روکتا ہے جس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں ہے نہ اس سے میرا کوئی ذکر ہے' تقوی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کیا جائے اور اس (کے عذاب) سے ڈرا جائے' امر آخرت کی صداقت جلد ظاہر ہونے والی ہے' جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین بھلائی کا خواہش مند ہے وہ بظاہر اور بباطن اس

کے حکم پر عمل کرتا ہے جس کی مدت کچھ بہت زیادہ نہیں' اپنے نفس کی اطاعت سے پرہیز کرو' اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ جو شخص قول کا سچا اور ایفائے وعدہ میں کامل ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (وما یبدل القول الدی وما انا بظلام للبعید) اپنے ہر عمل میں وہ ظاہری ہو یا باطنی خدا سے ڈرو کیونکہ (من یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ ویظم لہ اجرا) اور ومن یتق اللہ فقد نازفوزا عظیما) جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بغض اور اس کی عقوبت کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی تکلیف بھی دور کر دیتا ہے۔ اللہ کا تقویٰ (خوف) چہرے کو روشن کر دیتا ہے' متقی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اس کے درجات بلند کر دیتا ہے (پس) اس سلسلے میں اپنے فائدے کی بات لے لو' اس کی طرف بھی افراط کا خیال ترک کر دو کیونکہ اس نے تمہیں اپنی کتاب مقدس کا علم بخشا ہے۔ تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا طریقہ اختیار کریں تاکہ سچے اور جھوٹے لوگوں میں امتیاز کر سکیں۔ بھلائی کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے' اللہ کے دشمنوں سے عداوت رکھو اور اس کی راہ میں جہاد کرو جیسا اس کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (جہاد میں) مسلمان کو اپنے دشمن کو ہلاک کرنے یا اسے زندہ چھوڑ دینے کا حق دیا' جو قوت ہے فقط اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیا کرو' وہی آخرت میں موت کے بعد تمہارے کام آئے گا۔ بندوں کی اصلاح اور ان کی اصلاح کا کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کسی بات کا تقاضا کر سکتا ہے' بندے اس سے کسی بات کا تقاضا نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا زور اپنے بندوں پر ہے' ان کا اللہ تعالیٰ پر کوئی زور نہیں' بندے اللہ کی ملکیت ہیں' اللہ بندوں کی ملکیت نہیں ہے۔

"اللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔"

نبی کریمؐ کا یہی خطبہ ہے جس کی ابن جریر نے بالا سناد مرسلہ روایت کی ہے (مؤلف)
بیہقیؒ نے بھی اسی خطبے کو رسول اللہ ﷺ کے مدینے میں درود کے بعد آپؐ کا پہلا خطبہ بتایا ہے (مؤلف)

بیہقیؒ مزید کہتے ہیں کہ انہیں ابو عبداللہ الحافظ' ابو العباس الاصم' احمد بن عبدالجبار اور یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق کے حوالے سے بتایا کہ آخر الذکر سے مغیرہ بن عثمان بن محمد بن عثمان اور اخنس بن شریق نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کے حوالے سے بیان کیا کہ ورود مدینہ کے بعد آنحضرتؐ نے پہلے جمعہ کی نماز میں مسلمانوں کے سامنے جو خطبہ ارشاد

فرمایا اس میں حمد و ثنا کے بعد جو کچھ ارشاد فرمایا وہ یہ تھا۔
"لوگو! اپنی ذات حیثیت پر پہلے غور کرو' اللہ تمہیں بتاتا ہے اور پھر تم سے پوچھتا ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر اس کے حکم سے بجلی گر پڑے تو کیا اس کے بعد اس کے بکریوں کے گلے کو بلانے والا اور چرواہا کوئی ہو گا؟ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی تمہارا ترجمان ہے اور نہ کوئی تمہارا پردہ پوش' وہ تم سے یہ بھی فرماتا ہے کہ کیا اس نے تمہاری ہدایت کے لیے اپنا رسول' نہیں بھیجا؟ کیا اس نے تمہیں مال و دولت نہیں دی؟ کیا اس نے تم پر اپنا فضل نہیں کیا؟ پھر تم اپنے نفس کی پیروی پر کیوں مائل ہو؟ ایسا کرو گے تو پھر اگر تم اپنے دائیں بائیں دیکھو گے تو تمہیں کوئی چیز نظر نہیں آئے گی اور اگر نیچے نظر ڈالو گے تو آتش جہنم کے سوا کچھ نہ دیکھ سکو گے۔ کاش تم ایک لمحے کے لیے اس پر غور کر کے اعمال نیک کی طرف آؤ گے تو تمہارے لیے ایک ہی بہتر راستہ ہے یعنی کلمہ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اعمال حسنہ کا تجزیہ کرنے کے لیے دس سے لے کر سات ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ضرب در ضرب بے شمار مثالیں ہیں۔ والسلام علیٰ رسول اللہ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔"

بیہقیؒ مندرجہ بالا اصحاب کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اس جمعے کا خطبہ آخر میں آنحضرتؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا یہ ہے۔ "الحمدللہ! میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس سے امداد طلب کرتا ہوں' ہم اپنے نفس کے فتنوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں' اللہ جس کو گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں' سب سے بہتر کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) ہے' اس نے فلاح پائی جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ نے زینت بخشی اور اسے کفر کے بعد اسلام میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اسے اختیار بخشا کہ وہ ہدایات اسلام کے علاوہ دنیا کے تمام انسانوں کی باتوں کو رد کر دے۔ کلام الٰہی سب سے زیادہ بہتر (یعنی شیریں) کلام ہے' اس کی تبلیغ کرو' جسے اللہ چاہے اسے تم بھی چاہو' اللہ کو اپنے دل کی تمام گہرائیوں سے چاہو' اللہ کے کلام اور اس کے ذکر کو نہ الٹ پلٹ کرو نہ اپنے قلوب میں اس کی کمی آنے دو' جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار بخشا اور اس کے قلب کو مصفا بنایا اس نے (گویا) اس کے اعمال کو بھی نیک بنایا اور اپنے تمام بندوں میں اسے بھلائی کے لیے چن لیا' بہترین بات یہ ہے کہ کوئی دوسروں کو حرام وحلال میں فرق کرنا سکھائے۔ اللہ کی عبادت کرو' کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ' تقویٰ کو اتنا اختیار کرو جتنا اس کا حق ہے' جو کچھ منہ

Marfat.com

سے نکلو (یعنی جو بات کرو) اس میں اللہ کو حاضر وناظر جان کر صداقت کا سب سے زیادہ خیال رکھو' آپس میں جو معاہدہ کرو اسے روح خداوندی جان کر پورا کرو' کیونکہ جو معاہدات پورے نہیں کرتے ان سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ والسلام علیکم رحمتہ اللہ وبرکاتہ۔"

مسجد نبویؐ کی بنیاد اور ابو ایوبؓ کے مکان میں اس کا استقرار: جب آپؐ نے ابو ایوبؓ کے مکان میں تشریف فرما ہونے کے بعد اس کے متصل خالی زمین خرید فرما کر وہاں مسجد تعمیر فرمانے کا فیصلہ فرما دیا تو اس کی بنیاد رکھنے سے قبل وہ میدان کوڑے کرکٹ اور سنگریزوں وغیرہ سے صاف کیا گیا۔ پھر جب مسجد کے احاطے کے لیے نشانات لگانے کے بعد وہاں کی زمین بنیادوں کے لیے کھودی جانے لگی۔ تو اس کی مٹی اٹھانے میں انصار و مہاجرین کے علاوہ خود رسول اللہ ﷺ بھی شامل تھے لیکن آپؐ مٹی کی ایک ٹوکری اٹھاتے تو عمار بن یاسرؓ دو ٹوکریاں ساتھ ساتھ اٹھاتے تھے۔ آپؐ نے یہ دیکھ کر ان سے فرمایا "(افسوس ہے) ایک دن تمہیں باغیوں کا گروہ قتل کر دے گا۔" اسی طرح کچھ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جب غزوہ خندق سے قبل مدینے میں جہاں خندق کھودی جارہی تھی تو اس وقت بھی جب آپؐ مہاجرین وانصار کے ساتھ شریک ہو کر مٹی کی ایک ٹوکری اٹھاتے تھے تو عمار بن یاسرؓ دو ٹوکریاں بیک وقت اٹھاتے تھے اور آپؐ نے ان سے یہی جملہ اس وقت بھی کہا تھا۔ ویسے چونکہ عمار بن یاسرؓ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے ان شامیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے جو معاویہ کی طرف سے جنگ کر رہے تھے اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث جو بظاہر بڑی غریب ہے کچھ شیعہ حضرات کی اختراع ہو۔ ویسے جب آنحضرتؐ نے مسجد کی بنیادوں سے مٹی نکلتے وقت جب اس میں انصار و مہاجرین کے جوش و خروش کو ملاحظہ فرمایا تھا تو اکثر ثقہ راویوں کے بقول آپؐ نے یہ ضرور ارشاد فرمایا تھا۔ لا عیش الا عیش الاخرہ' الھم ارحم الانصار والمہاجرین

حالانکہ اس محنت کشی میں آپؐ خود بھی شریک تھے۔ ممکن ہے عمار بن یاسرؓ کو بیک وقت مٹی کی دو ٹوکریاں اٹھاتے دیکھ کر آپؐ نے خوش ہو کر انہیں کچھ اور بھی دعا دی ہو لیکن جب مدینے میں خندق کی کھدائی کے وقت اس کے بارے میں یہ روایت سامنے آتی ہے کہ اس وقت بھی عمار بن یاسرؓ دو دو پتھر ساتھ اٹھا رہے تھے جب کہ آپؐ اور دوسرے مہاجرین وانصار بیک وقت صرف ایک پتھر اٹھاتے تھے تو اس روایت کی صحت اور بھی شک وشبہ میں ڈال دیتی ہے کیونکہ خندق کی کھدائی میں پتھر اٹھانے کی روایت عجیب معلوم ہوتی

ہے بہرحال چونکہ یہ دونوں روایات بخاریؒ اور دیگر بہت سے ثقہ راویوں کے حوالے سے ہم تک پہنچی ہیں اس لیے ہم ان کے بارے میں واللہ اعلم ہی کہہ سکتے ہیں۔

جب مسجد کی بنیادیں بھرنے کے بعد لوگوں نے آپؐ سے پوچھا کہ انہیں کس حد تک اٹھایا جائے تاکہ جب ان پر چھت ڈالی جائے تو اس کے نیچے آسانی سے نماز ادا کی جاسکے یعنی نماز پڑھتے وقت کھڑے ہونے میں کوئی دقت نہ ہو تو آپؐ نے ارشاد فرمایا " میں اپنے بھائی موسیٰ (علیہ السلام) سے اس معاملے میں زیادہ بلند نہیں جانا چاہتا' اس کی چھت عریش موسیٰ کی برابر پڑے گی۔" یعنی جتنی بلند حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی چھت رکھی تھی۔

مواخات اور یہودیوں سے معاہدہ: بنو قینقاع' بنو نضیر اور بنو قریظہ کے یہودی انصار سے قبل اس وقت حجاز میں آکر آباد ہو گئے تھے جب بخت نصیر نے جیسا کہ طبری نے لکھا ہے بلاد مقدس کو تہ وبالا کر کے وہاں کے یہودیوں کی کثیر تعداد کو تہ تیغ کر دیا تھا کہ عذاب الٰہی کی صورت میں سیل ارم سے تباہی کے بعد قبائل اوس وخزرج بھی منتشر و متفرق ہو کر مدینے آگئے تھے اور وہاں کے یہودیوں کے حلیف بن گئے تھے حالانکہ دونوں میں اب تعلیمات انبیاء کا اثر باقی تھا نہ حق پرستی رہی تھی۔ البتہ عقائد شرک میں دونوں شریک تھے اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر اپنے اپنے آبائی وطن سے نکلنا پڑا تھا۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ انہیں عفان' حماد بن سلمہ اور عاصم الاحول نے انس بن مالک کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انس بن مالک کے مکان میں انصار و مہاجرین سے باہمی مواخاۃ اسلامی کے لیے حلف لیا تھا۔ محمد بن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے دو تحریریں الگ الگ لکھوائی تھیں جن میں سے پہلی تحریر انصار و مہاجرین قریش میں باہمی مواخاۃ کے لیے حلف نامے اور یادداشت کی صورت میں اور دوسری مسلمانوں اور یہود مدینہ کے درمیان بطور معاہدہ تھیں۔

پہلی تحریر یہ تھی:۔ "یہ تحریر نبی امی محمد (ﷺ) نے مدینے کے مومن و مسلم انصار اور مکے کے مسلم و مومن مہاجرین کے لیے بطور شرائط مواخاۃ اسلام یادداشت کی صورت میں لکھائی ہے۔ اس کی شرائط یہ ہیں۔ چونکہ مکے کے مہاجر ہوں یا مدینے کے انصار دونوں اسلام کی رو سے ملت واحد ہیں' اس لیے ان میں خواہ ان کا تعلق قریش مکہ کے کسی قبیلے سے ہو یا مدینے کے انصار میں بنی ساعدہ' جشم' بنی نجار' بنی عمرو بن عوف اور بنی بنیت سے ہو اپنے معاشی حالات اور کثیر العیال ہونے کی وجہ سے تنگدست ہونے کی وجہ سے کبھی

Marfat.com

ایک دوسرے کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے بلکہ بہرحال فہم وفراست کے راستے پر چل کر باہمی امداد اور بھائی بندی پر کمربستہ رہیں گے' کوئی مومن غیر مومن کا حلیف نہیں ہو گا' مومنین کے مابین بنائے ظلم وتعدی کا ذریعہ بنے گا نہ فتنہ وفساد کا مرتکب ہو گا' کسی غیر مومن کی نصرت وامداد پر مائل نہیں ہو گا خواہ وہ اس غیر مومن کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو' ہر مومن اپنے غریب پڑوسی کی مدد کرے گا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی ذمہ داری ہے' کوئی مومن کافر کے ساتھ ہو کر کسی مسلمان کو قتل کرے گا نہ مومن کے مقابلے میں کافر کی مدد کرے گا' بعض مومن یہودیوں کے غلام ہیں اس لیے مومنوں کی یہ ذمہ داری ہو گی کہ وہ ان غلاموں کو ان کے غیر مومن مالکوں کے ظلم وتعدی سے بچائیں۔ کیونکہ تمام مسلمان ملت واحد ہیں اس لیے کوئی مومن فی سبیل اللہ جہاد میں کسی غیر مومن کی مدد نہیں کرے' البتہ بطور عدل وانصاف باہمی صلح صفائی میں شریک ہو سکتا ہے کوئی مومن قریش کے کسی مشرک کو پناہ دے گا نہ کسی مومن پر اس کو ترجیح دے گا۔ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے ہاتھوں بلا قصد قتل ہو جائے یا قتل کر دیا جائے تو دوسرے مسلمان بہ تقاضائے' انصاف اس کے ورثا کو خون بہایا دیت لینے پر راضی کرنے کی کوشش کریں گے' ہر مسلمان مکمل مسلمان ہے اس لیے اس کے لیے اپنے دین پر قائم رہنا لازم ہے۔ ہر مسلمان اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے اس صحیفے یعنی شرائط تحریر کی پابندی کرے گا' اگر مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہو تو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ اللہ سے رجوع کر کے ان کے حکام کی پابندی کریں گے۔ ورنہ اس کے برعکس عمل پر خدا و رسولؐ کے مغضوب ٹھہریں گے اور دنیا و آخرت دونوں جگہ عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔"

مدینے کے یہودیوں سے مسلمان مہاجرین وانصار کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے جو تحریری معاہدہ کرایا وہ یہ ہے: یہود مدینہ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ مدینے کے مسلمانوں سے کبھی محاربات نہیں کریں گے' بنی عوف کے یہودی بنی عوف کے مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر رہیں گے مسلمان اپنے دین پر اور یہودی اپنے عقائد پر قائم رہیں گے' ان کے مذاہب الگ الگ سہی لیکن وہ ایک دوسرے کے دینی و مذہبی امور میں مداخلت نہیں کریں گے' اگر وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے تو ان سے از روئے عدل وانصاف مواخذہ ہو گا' بنی نجار' بنی حارث' بنی ساعدہ' بنی جشم' بنی اوس' بنی ثعلبہ اور بنی جیفہ و شطنہ کے یہودیوں اور مدینے کے مسلم انصار اور مہاجرین کے درمیان اس معاہدے کی شرائط وہی ہوں گی جو

Marfat.com

بنی عوف کے یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان اس معاہدے کی رو سے طے پائی ہیں۔ یہود مدینہ کے علاقے ان کی تحویل میں رہیں گے' وہاں سے کسی یہودی کے نکل کر کہیں اور اقامت کے لیے محمد (ﷺ) کی اجازت لازم ہو گی' یہودیوں کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہو گی اس لیے مسلمان جس سے جنگ کریں گے ان کا ساتھ دینے اور ان کے مخالف سے جنگ کی ذمہ داری یہودیوں پر ہو گی' اس معاہدے کی رو سے مدینے کے کسی شخص پر غیر ضروری دباؤ نہیں ہو گا' یہودی اور مسلمان جو اس معاہدے میں شریک ہیں وہ اسی طرح مل جل کر رہیں گے جیسے ایک ہی گھر کے لوگ رہتے ہیں' اگر ان میں کوئی باہمی نزاع یا اختلاف ہو گا تو وہ محمد (ﷺ) سے مصالحت یا فیصلے کے لیے رجوع کریں گے۔ باہم صلح صفائی کرائیں گے' کسی پر اس وقت تک دباؤ نہیں ڈالیں گے نہ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں گے جب تک وہ ظلم کا مرتکب نہ ہو گا' اس معاہدے کے تحت عدل و انصاف کی رو سے سب برابر ہوں گے' اللہ صرف انصاف کرنے والوں اور پرہیز گاروں کا محافظ ہوتا ہے۔ مدینے میں ہر شخص کو امن عافیت سے رہنے کی اجازت ہو گی جب تک وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو اس معاہدے سے متجاوز اور قابل تادیب و مواخذہ ہو۔"

غزوہ ابوء یا غزوہ ودان: امام بخاریؒ کتاب المغازی میں فرماتے ہیں کہ بعد ہجرت پہلے جو غزوہ (جنگ) پیش آیا وہ غزوہ ابواء تھا جس کی کمان حضرت حمزہ بن عبدالمطلب یا عبیدہ بن حارث کو دی گئی تھی۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ پہلے غزوات جن میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی وہ بالترتیب غزوہ ابواء' غزوہ بواط اور غزوہ عشیرہ تھے۔ ابن اسحٰق اس کے بعد زید بن ارقم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بعد ہجرت غزوات کی کل تعداد انیس تھی جن میں سے سترہ غزوات میں خود رسولؐ اللہ ﷺ نے بہ نفس نفیس شرکت فرمائی اور راوی نے ان کا مشاہدہ کیا۔ ان میں پہلا غزوہ غزوہ عشیرہ تھا۔

موسیٰ بن عقبہ زہری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ بدر ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان میں' غزوہ احد ہجرت کے تیسرے سال ماہ شوال میں' یوم خندق یعنی غزوات احزاب و قریظہ' ہجرت کے چوتھے سال ماہ شوال میں' غزوہ بنی مصطلق و بنی لحیان ہجرت کے پانچویں سال ماہ شعبان میں غزوہ خیبر ہجرت کے چھٹے سال' غزوہ فتح مکہ' ہجرت کے آٹھویں سال ماہ رمضان میں غزوہ حنین اور اہل طائف کا محاصرہ ہجرت کے آٹھویں سال پیش آیا' حضرت ابو بکرؓ نے ہجرت کے نویں سال حج کیا اور حجتہ الوداع ہجرت کا دسواں سال ہے۔ اس

Marfat.com

کے-علاوہ موسیٰ بن عقبہ کے بقول بارہ غزوات ایسے ہیں جن میں درحقیقت جنگ نہیں ہوئی- ان غزوات میں پہلا غزوہ غزوہ ابوا تھا-

غزوہ بواطہ: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ غزوہ بواط ہجرت کے دوسرے سال ماہ ربیع الاول میں وقوع پذیر ہوا- اس میں نبی کریمؐ نے بہ نفس نفیس شرکت فرمائی اور مدینے میں سائب بن عثمان بن مظعون کو اپنا نائب مقرر فرمایا- ابن ہشام بھی یہی بیان کرتے ہیں کہ اس وقت آپؐ نے جس شخص کو مدینے میں اپنی جگہ چھوڑا تھا وہ سائب بن عثمان بن مظعون تھے لیکن واقدی کہتے ہیں کہ وہ شخص سعد بن معاذ تھے- بہر کیف اس امر پر جملہ راوی اور مورخ متفق ہیں کہ اس غزوے کے لیے آنحضرتؐ اپنے ہمراہ سو سوار لے کر مدینے سے روانہ ہوئے تھے اور آپؐ کے اس عسکری دستے کا علم سعد بن ابی وقاص کے پاس تھا- اس غزوے کے لیے مدینے سے روانگی کا مقصد کفار قریش کی اس جمعیت کو مدینے کی طرف بڑھنے سے روکنا تھا جس میں سو سواروں کے علاوہ جو امیہ بن خلف کی سرکردگی میں سفر کر رہے تھے دو ہزار پانچ سو اونٹ بھی تھے- اس موقع پر چونکہ دشمنوں کی طرف سے کوئی غلط اقدام نہیں ہوا تھا' آنحضرتؐ علاقہ رضوی کے نواح میں مقام بواط تک تشریف لے جا کر واپس آگئے تھے جس کے بعد ماہ ربیع الاول کا باقی حصہ اور ماہ ربیع الآخر بلکہ جمادی الاول کا کچھ حصہ بھی امن وسکون سے گزر گئے تھے-

غزوہ عشیرہ: ابن ہشام کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ عشیرہ کے لیے جس کا مقصد کفار قریش کے اس تجارتی قافلے کو جو شام جارہا تھا اپنی سرحدوں سے دور رکھنا تھا' مدینے سے روانہ ہوئے تو آپؐ نے وہاں اپنا نائب ابو سلمہ بن عبدالاسد کو بنایا اور اپنے ساتھ جو فوجی رسالہ لیا اس کا علم حضرت حمزہؓ کو دیا- ابن اسحٰق اس غزوے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ مدینے سے روانہ ہو کر پہلے نقب بنی دینار کے قریب پہنچے' پھر وہاں سے فیفائے بنی خیار گئے' وہاں سے آگے بڑھ کر بطحائے ابن ازہر میں پڑاؤ کیا جہاں ایک درخت کے نیچے آپؐ کا خیمہ نصب کیا گیا-اس جگہ کو ذات الساق بھی کہا جاتا تھا- وہاں آپؐ نے نماز بھی ادا فرمائی- وہیں کچھ عرصہ بعد مسجد بھی بنائی گئی تھی- اسی ذات الساق میں آپؐ کے اور آپؐ کے فوجی رسالے کے لیے کھانا تیار کیا گیا جسے آپؐ نے اور آپؐ کے ہمراہیوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر تناول کیا اور آگے سفر کی تیاری کی- یہاں جس جگہ

Marfat.com

سے پانی لایا گیا۔ وہ مشیرب کہلاتی تھی۔

جب نبی کریمؐ ذات الساق سے آگے بڑھے تو راستے میں ان کنوؤں کو چھوڑتے چلے گئے جو خشک تھے اور سفر کرتے ہوئے شعبہ عبداللہ پہنچے۔ پھر وہاں سے حسب الشاد ہوتے ہوئے. اور مقامی لوگوں سے معاملات طے فرماتے ہوئے مخیرات یمام پہنچے اور وہاں سے آہستہ آہستہ سفر فرماتے ہوئے عشیرہ پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ وہاں آپؐ نے جمادی الاول کے پورے مہینے قیام فرمایا اور ماہ جمادی الآخر کی کچھ راتیں گزاریں۔ وہیں آپؐ نے قبیلہ' بنی مدلج اور اس کے حلیف قبیلے بنی ضمرہ سے مواعید پر گفتگو فرمائی اور پھر مدینے کی طرف مراجعت فرمائی۔ اس سفر کے دوران میں مذکورہ بالا قریشی قافلے سے کہیں آمنا سامنا ہوا نہ کوئی فوجی مقابلہ ہوا۔

بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ان سے عبداللہ' وہب اور شعبہ نے ابی اسحٰق کے حوالے سے بیان کیا کہ ایک روز وہ یعنی ابی اسحٰق اور زید بن ارقم ایک ساتھ کہیں جارہے تھے تو کسی شخص نے زید بن ارقم سے رسول اللہ ﷺ کے غزوات کی تعداد پوچھی اور انہوں نے انیس بتائی۔ یہ سن کر ابی اسحٰق نے زید بن ارقم سے دریافت کیا "آپؐ آنحضرتؐ کے ہمراہ کتنے غزوات میں شریک رہے؟" وہ بولے "سترہ غزوات میں۔"

ابی اسحٰق کہتے ہیں کہ جب انہوں نے زید بن ارقم سے غزوہ اول کے بارے میں دریافت کیا تو زید بن ارقم نے اس کا نام غزوہ عشیرہ بتایا۔ جسے بعض لوگ عسیر اور کچھ لوگ عشیر بھی کہتے ہیں۔ زید بن ارقم نے آنحضرتؐ کے غزوات میں سے پہلے غزوے کا نام عشیرہ بتایا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے قبل کوئی غزوہ درحقیقت وقوع پذیر نہیں ہوا' یا اگر اس سے قبل کوئی ہوا تو اس میں ممکن ہے زید بن ارقم شریک نہ ہوئے ہوں اور انہوں نے صرف ان غزوات کے لحاظ سے جن میں وہ شریک ہوئے پہلے غزوے کا نام عشیرہ بتایا ہو' اور زید بن ارقم کے بیان اور ابن اسحٰق کے بیان میں اختلاف کی یہی وجہ ہو۔ واللہ اعلم۔ محمد بن اسحٰق یوم عشیرہ کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ اس روز آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ سے بیان کیا کہ آخرالذکر کو ابو یزید محمد بن خشیم نے عمار بن یاسرؓ کے حوالے سے بتایا کہ عمار بن یاسرؓ نے جو کہا وہ یہ ہے۔ "میں اور علیؓ غزوہ عشیرہ کے سلسلے میں ینبع کے ریگستانی علاقے میں ساتھ ساتھ پہنچے تھے۔ علاقہ تو ریگستانی تھا لیکن ہم نے کچھ جھاڑیوں کے قریب آرام کا ارادہ کیا اور وہیں لیٹ کر سو رہے۔ تھوڑی دیر بعد قدموں کی آہٹ سے ہم

Marfat.com

دونوں کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے قریب ہی کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر ہم دونوں نے جلدی سے کھڑے ہو کر آپؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا:" یہ تم لوگوں نے کیا حال بنایا ہے دیکھو تو سارے جسم پر خاک ہی خاک ہے۔" پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو خاص طور پر مخاطب کر کے فرمایا" اے ابو تراب! تمہارا تو سارا سر بھی ریت میں بھر گیا ہے۔" یہ فرما کر آپؐ حضرت علیؓ کے سر سے مٹی جھاڑنے لگے۔ پھر آپؐ نے فرمایا علی! تم پر دو شقی القلب لوگوں میں سے ایک بے خبری میں حملہ کرے گا۔"

عمار بن یاسرؓ نے بیان کیا کہ" اس واقعے کے بعد آنحضرتؐ نے قبیلہ بنی مدلج اور اس قبیلے کے حلیف قبیلہ بنی ضمرہ کے لوگوں سے صلح اور مواعید پر گفتگو ختم کر لی تو علیؓ نے مجھ سے پوچھا کہ آیا مذکورہ بالا قبائل کے ...... لوگ اپنے وعدوں پر قائم رہیں گے؟ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان قبائل کے لوگوں کے تذکرے میں فرمایا تھا کہ ان لوگوں میں سے انہی دو اشخاص سے خبردار رہنا چاہیے جس کے بارے میں آپؐ پہلے ہمیں آگاہ فرما چکے تھے۔" عمار بن یاسرؓ نے بعد میں بتایا کہ پھر عشیرہ کی مہم کے اختتام پر آنحضرتؐ اور آپؐ کے ہمراہ دوسرے لوگ وہاں سے مدینے واپس آگئے تھے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ حضرت علیؓ کی کنیت ابو تراب کی وجہ تسمیہ وہی تھی جس کا ذکر سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔

غزوہ بدر اول: انس بن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عشیرہ کی مہم سے مدینے میں واپسی کے بعد وہاں صرف چند ہی راتیں بسر فرمائی تھیں کہ آپؐ کو اطلاع ملی کہ کرز بن جابر فہری نے کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر مدینے کی سرحد کے قریب ایک غار میں پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔

اس اطلاع پر آپؐ مسلمان جانبازوں کا ایک دستہ لے کر مدینے سے اس کی تلاش میں بدر کے قریب وادی سفوان تک تشریف لے گئے۔ واقدی کہتے ہیں کہ مجاہدین کے اس دستے کا علم آپؐ نے حضرت علیؓ کو دیا تھا۔ واقدی کے علاوہ ابن ہشام بھی بیان کرتے ہیں کہ اس موقع پر آپ نے زید بن حارثہ کو مدینے میں اپنی نیابت سپرد فرمائی تھی۔ کرز بن جابر فہری غالباً" آنحضرتؐ کی مدینے سے روانگی کی خبر پا کر بھاگ نکلا تھا" اس لیے مجاہدین کا اس سے مقابلہ ہوا نہ وہ گرفتار ہو سکا۔(مؤلف) ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اس مہم سے قبل آنحضرتؐ نے مدینے میں جمادی الاول سے لے کر شعبان تک قیام فرمایا تھا اور اس دوران میں آپؐ نے وادی سفیان کی طرف مجاہدین کے یکے بعد دیگرے

Marfat.com

تین دستے روانہ فرمائے تھے تاکہ وہ کفار مکہ کے قافلوں پر نظر رکھیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ کہ یہ تین دستے آپؐ نے بالترتیب حضرت حمزہؓ عبیدہؓ اور سعدؓ کی سرکردگی میں ماہ رمضان میں ماہ شوال میں اور ماہ ذیقعدہ میں روانہ فرمائے تھے اور یہ تینوں دستے ہجرت کے پہلے ہی سال میں بھیجے گئے تھے۔

امام احمدؒ متعدد ثقہ راویوں کے حوالے سے اپنی مسند میں بیان فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا مہم سے قبل جب رسول اللہ ﷺ ایک دوسری مہم عشیرہ سے مدینے واپس تشریف لارہے تھے تو آپؐ مقام جہینہ سے گزرے تھے جہاں کے باشندوں کی تعداد بہت تھی لیکن آپؐ سے گفتگو اور باہمی امن و صلح کے وعدے کے بعد وہ سب مسلمان ہوگئے تھے۔ تاہم جب مذکورہ بالا مہم کے سلسلے میں ایک دستہ جس کا پہلے ذکر آچکا ہے آپؐ کی مدینے میں واپسی کے بعد جہینہ میں رک گیا تھا کیونکہ اسے حکم تھا کہ وہ اس دوران میں مشرکین مکہ کے ہر قافلے پر نظر رکھے وہاں جو مجاہدین رکے تھے ان میں یہ طے پایا تھا کہ اگر مشرکین مکہ کا کوئی قافلہ ادھر سے گزرا اور اس سے مقابلہ ہوا تو اس پر غلبہ پانے کے بعد مجاہدین میں سے جس کے ہاتھ جو کچھ بطور مال غنیمت آئے گا وہ اس کا ہو گا لیکن اس کے باوجود کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ چونکہ کسی اشتعال کے بغیر ماہ رمضان میں جدال وقتال حرام ہے' اس لیے اس دستے کو مدینے واپس ہو جانا ہے۔ آخر میں اس بات پر اختلاف ہوا اور یہ طے پایا کہ آنحضرتؐ کی خدمت میں کسی شخص کو بھیجا جائے تاکہ وہ اس سلسلے میں آپؐ کا حکم لے کر آئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن جب وہ قاصد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے حکم کا طالب ہوا تو آپؐ اس کی بات سنتے ہی کھڑے ہو گئے اور آپؐ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تمہارے سربراہ کی اطاعت تم لوگوں پر لازم نہیں تھی؟ کیا تمہارا سربراہ تمہارے بھلے برے میں امتیاز نہیں کر سکتا؟ اور کیا اسے تمہارے لیے سامان رسد اور تمہارے اکل و شرب کے انتظام کا خیال نہیں ہے؟ یقیناً" یہ سب کچھ ہے' پھر تم لوگوں کے اس تذبذب کی کیا وجہ ہے؟" اس کے بعد آپؐ نے اس دستے کی سربراہی کے لیے عبداللہ بن جحش اسدی کو روانہ فرمایا تھا جنہیں عساکر اسلام کا پہلا امیر کہا جاتا ہے۔

بیہقیؒ اپنی کتاب دلائل میں یحییٰ بن ابی زائدہ کی زبانی اور مجالد کے حوالے سے کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا دستے کے لوگوں میں سے کچھ تو یہ کہتے تھے کہ ماہ رمضان میں قتال حرام ہے اس لیے انہیں قریش مکہ کے کسی قافلے پر حملہ نہیں کرنا چاہیے لیکن دوسرے کہتے تھے

Marfat.com

کہ چونکہ کفار قریش نے انہیں اسی مہینے مکے سے نکالا تھا اس لیے وہ ان پر حملہ ضرور کریں گے۔ بیہقیؒ نے اس پہلے دستے کی سربراہی کے سلسلے میں بھی جسے اسی مقصد کے پیش نظر آنحضرتؐ نے روانہ فرمایا تھا عبداللہ بن جحش کا نام لیا ہے لیکن بیہقیؒ کی اس روایت میں اور ابن اسحٰق اور واقدی کی ان روایات میں تضاد پایا جاتا ہے جن میں ان دونوں حضرات نے اس مہم کی سربراہی کے سلسلے میں عبیدہ بن حارث بن مطلب اور حمزہ بن عبدالمطلب کا نام بتایا ہے۔

چونکہ رسول اللہ ﷺ مذکورہ بالا غزوے کے سلسلے میں کرز بن جابر فہری کو تلاش کرتے ہوئے وادی سفیان میں مقام بدر تک تشریف لے گئے تھے غالباً اسی لیے حافظ ابن کثیرؒ نے آپ کے اس غزوے کا عنوان "غزوہ بدر اول" رکھا ہے۔(مترجم)

بدر کا غزوہ عظیم: ابن اسحٰقؒ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش کی مہم کے بعد رسولؐ اللہ کو اطلاع ملی کہ ابی سفیان کے ہمراہ صخر بن حرب شام سے تجارتی مال لے کر واپس آرہا ہے۔ آپؐ کو یہ خبر بھی ملی کہ اس کے ساتھ تیس یا چالیس آدمیوں پر مشتمل ایک بڑا قافلہ ہے اور ان کا مال ایک ہزار اونٹوں پر لدا ہوا ہے نیز یہ کہ اس قافلے میں مخرمہ بن نوفل اور عمروؓ بن عاص بھی شامل ہیں۔ اس سلسلے میں موسیٰ بن عقبہ زہری کے حوالے سے کہتے ہیں کہ یہ خبر آنحضرت ﷺ کو اس وقت ملی جب اس سے قبل عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھوں ابن حضرمی کو قتل ہوئے دو مہینے گزر چکے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے اپنی اس روایت میں ابن اسحٰق کی روایت ہی پیش کی ہے ماسوا اس کے کہ قریش کے مذکورہ بالا قافلے میں حویطب ابن عزیٰ کا مال تھا نہ کوئی آدمی تھا۔ اسی لیے وہ جنگ بدر کا مخالف تھا۔

ابن اسحٰق متعدد مستند حوالوں سے جن میں ابن عباس کا حوالہ بھی شامل ہے، کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے جب مذکورہ بالا قافلے پر نظر رکھنے کے لیے مسلمانوں کا ایک عسکری دستہ روانہ فرمایا تھا تو آپؐ کی منشاء یہ تھی کہ کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آئے جس سے اہل مدینہ کے خلاف قریش کو بدر جیسی کوئی جنگ چھیڑنے کا موقع مل جائے بلکہ آپؐ کی ہدایت یہ تھی کہ اگر اس طرف سے کوئی چھیڑ چھاڑ ہو تو مسلمانوں کے اس دستے کو جوابی کارروائی کی اجازت ہوگی۔ اس روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو سفیان نے اس خیال سے کہ اگر اس کا مذکورہ بالا قافلہ مسلمانوں کے ہاتھ پڑ جائے اس نے ایک شخص ضمضم ابن عمرو غفاری کو

Marfat.com

اجرت دے کر مکہ روانہ کیا تھا اور قریش کو اطلاع دی تھی کہ اسے اہل مدینہ سے مقابلے کا اندیشہ ہے جو آنحضرتؐ کے حکم پر اس قافلے کی طرف بڑھتے آرہے ہیں۔عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا تھا کہ تین اشخاص اپنے اونٹوں پر سوار خانہ کعبہ کے عقب میں پہنچے ہیں جن میں سے ایک شخص سامنے سے خانہ کعبہ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد ان لوگوں کے بے شمار ساتھی مکے میں داخل ہو گئے اور اس کے بعد مکے کا کوئی ایسا گھر نہ تھا جسے ان لوگوں نے نہ گھیر لیا ہو۔

عاتکہ نے پہلے یہ خواب اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب سے بیان کیا اور اس کے بعد اس کے بارے میں مکے میں ہر طرف چرچے ہونے لگے۔ چنانچہ قریش کے کچھ سربرآورو لوگ خانہ کعبہ میں جمع ہوئے اور آپس میں صلاح مشورہ کرنے لگے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر عاتکہ بنت عبدالمطلب کا یہ خواب سچا ہے تو آنحضرتؐ اہل مدینہ کا لشکر لے کر مکہ پر ضرور حملہ آور ہوں گے۔ تاہم ابو جہل نے عباس بن عبدالمطلب سے کہا کہ بنی عبدالمطلب خواہ مخواہ اپنی عورتوں کی باتوں کو قریش کے مردوں پر ترجیح دینے لگے ہیں۔

اس کے بعد ابو جہل سعد ابن معاذ پر پلٹ پڑا اور اس سے کہنے لگا کہ ایسی لایعنی خبریں اس نے مدینے سے مکے واپس آکر اڑائی ہیں۔ چونکہ ابو جہل غصے کی حالت میں اول فول بک رہا تھا اور سعد ابن معاذ کو انتہائی بلند آواز میں سخت سست کہہ رہا تھا اس لیے سعد بھی اس کے جواب میں اس سے زیادہ بلند آواز میں اس کی تردید کرنے لگا جس پر دوسرے لوگوں نے اس سے کہا کہ ابن حکم اہل عرب کے معزز ترین شخص ہیں' اس لیے سعد کو اس کے سامنے زور سے نہیں بولنا چاہیے۔ اس کے بعد خود ابو جہل بھی نرم پڑ گیا اور اس کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی سعد کو قریش کا معزز لوگ کہہ کر اسے سمجھا بجھا کر خاموش کر دیا۔ تاہم اس نے گھر جا کر اپنی بیوی ام صفوان کو بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا تھا کہ وہ انہیں قتل کر دیں گے۔

ام صفوان نے پوچھا "کیا مکے میں قتل کر دیں گے؟" سعد بولے "مجھے معلوم نہیں" اس سے قبل عباس اپنی بہن عاتکہ سے کہہ چکے تھے کہ وہ اپنا خواب کسی کو نہ سنائیں اور انہوں نے اس بات کا وعدہ کیا تھا لیکن انہوں نے شاید کسی دوسری عورت کو اپنا خواب سنا دیا تھا جس کے بعد یہ بات سارے مکے میں پھیل گئی اور اس کے نتیجے میں قریش نے خانہ کعبہ میں مجلس مشاورت منعقد کی تھی۔

قریش نے عاتکہ کے خواب کو جھوٹا ٹھہرا کر یہ بھی کہا تھا کہ وہ تمام عرب میں یہ بات مشہور کر دیں گے کہ عبدالمطلب کے گھر والے جھوٹ بولتے ہیں۔ عباس نے ان کی تردید کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ محض الزام ہے لیکن اتنی بڑی بات انہوں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ البتہ اس واقعے کے بعد اہل مکہ میں جسے دیکھو ہتھیار بند نظر آنے لگا تھا اور جملہ اہل مکہ کی تیوریاں ہر وقت چڑھی رہتی تھیں۔ تاہم امیہ نے جب تک بدر میں لڑائی ہوئی مکے سے باہر جانے کی قسم کھا رکھی تھی۔

بہرکیف امیہ یوم بدر تک مکے سے نہیں نکلا تھا۔ البتہ اس کا اونٹ شاید کم عقل تھا کہ اسے لے کر میدان بدر میں جا پہنچا تھا جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے لقمہ اجل بنا دیا۔

بہرکیف ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب قریش مکہ نے باہمی مشورے سے رسول اللہ ﷺ کے مقابلے کے لیے کہ وہ آپؐ ہی کو اپنے مذکورہ بالا قافلے کے جانی ومالی نقصان کا ذمہ دار سمجھتے تھے تیاری کر لی تو اس کے بعد یہ غور کرنے لگے کہ ان کے کون کون سے قبائل مدینے پر فوج کشی کے لیے بلا حیل وحجت رضا مند ہو سکتے ہیں کیونکہ انہی میں بعض قبیلے ایسے تھے جو ممکن تھا کہ ایک دوسرے کے دوش بدوش رہ کر مسلمانوں سے جنگ کرنا پسند نہ کریں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سے قبل وہ باہم دیگر انتقام کے خواہاں تھے کیونکہ ان کے کسی نہ کسی شخص کا قتل کسی دوسرے قبیلے والے کے کسی آدمی کے ہاتھوں ہو چکا تھا۔ اس لیے انہیں خوف تھا کہ ایسے لوگ مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہونے کے بجائے آپس ہی میں کشت وخون پر ہی اتر آئیں ان میں قبیلہ بنی بکر والے خود قریش ہی کے مخالف تھے جن کے بارے میں خیال تھا کہ وہ قریش کی مکے سے روانگی کے بعد ان کے عقب سے قریش کے دوسرے مخالفین کو ساتھ لے کر ان پر حملہ آور نہ ہو جائیں۔

قریش اسی تذبذب میں تھے کہ انہیں سراقہ ابن مالک بن جعشم مدلجی نے جو کنانہ کے معزز لوگوں میں سے تھا' بصورت شیطان غصہ وغیرت دلا کر مسلمانوں سے جنگ پر ابھارا۔

دوسری طرف جب آنحضرت ﷺ کو قریش کی ان تیاریوں اور ان کی مکے سے مدینے کی طرف روانگی کی اطلاع ملی تو آپؐ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا جب یہود مدینہ نے آپؐ سے معاہدے کے باوجود قریش کے مقابلے سے احتراز کیا تو منافقین کو بھی اس پر اعتراض کا موقع مل گیا۔ اسی وجہ سے کچھ راسخ العقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں بھی کچھ تذبذب' پس وپیش اور گومگو کی حالت پیدا ہونے لگی۔ یونس ابن اسحٰق کے حوالے سے کہتے ہیں کہ قریش مکہ اپنے

Marfat.com

حلیف قبائل کے لوگوں کے ساتھ جب مدینے پر حملے کے لیے لشکر لے کر روانہ ہوئے تو ان کے پاس نو سو پچاس جنگ کرنے والے لشکری سپاہیوں کے علاوہ دو سو حرب وضرب کے ماہر گھوڑ سوار اور سو پختہ کار تیر انداز تھے۔ قریش کے اس لشکر کو قریش کے چند صاحب ثروت لوگ مقام بدر تک سفر کے دوران میں ہر روز یکے بعد دیگرے کھانا کھلا رہے تھے۔

اموی بیان کرتے ہیں کہ اس لشکر کے مکے سے روانگی کے پہلے ہی روز ابو جہل نے بطور نیک فالی دس اونٹ ذبح کیے تھے۔ اس کے بعد امیہ بن خلف نے عسفان پہنچ کر نو اونٹ ذبح کیے۔ پھر سہیل بن عمرو نے قدید میں دس اونٹ ذبح کیے اور جب یہ لوگ ساحل سمندر کے قریب پہنچے اور وہاں پڑاؤ ڈالا جو ایک روز کے لیے تھا تو شیبہ بن ربیعہ نے نو اونٹ ذبح کیے۔ پھر جب یہ لوگ وہاں سے رات کے وقت روانہ ہو کر صبح کو جحفہ پہنچے تو عتبہ بن ربیعہ نے دس اونٹ ذبح کیے اور جب قریش کا یہ لشکر اگلے روز صبح کے وقت ابوا پہنچا تو اس کے لیے حجاج کے دو بیٹوں بنیہ اور منبہ نے مل کر دس اونٹ کاٹے اور ساتھ ہی عباس بن عبدالمطلب نے بھی دس اونٹ ذبح کیے۔ اس کے بعد بدر کے قریب اس مقام پر پہنچ کر جہاں پانی دستیاب تھا ابو البختری نے دس اونٹ ذبح کیے۔

اموی کہتے ہیں کہ ان سے ان کے والد اور ابو بکر ہذلی نے بیان کیا کہ قریش کے اس لاؤ لشکر کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف دو اسپ سوار اور ستر پیادہ سپاہی تھے۔

ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ قریش کے اس لشکر کے مقابلے اور دفاعی جنگ کے لیے مدینے سے اپنے اصحاب کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو ماہ رمضان کی چند راتیں گزر چکی تھیں۔ آپؐ نے مدینے میں باقی ماندہ مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لیے ابن ام مکتوم کو مقرر فرمایا تھا اور ابو لبابہ کو مدینے کی حفاظت کے لیے راستے سے واپس کر دیا تھا۔ آپؐ نے جو علم مصعب ابن عمیر کو دیا تھا اس کا رنگ سفید تھا اور دوسرے دو علم جو آپؐ کے آگے آگے تھے ان کا رنگ سیاہ تھا۔ ان میں سے ایک علم آپؐ نے حضرت علیؓ بن ابو طالب کو دیا تھا اور دوسرا انصار میں سے کسی شخص کے سپرد فرمایا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ انصار میں سے جس شخص کے پاس یہ دوسرا علم تھا وہ سعد بن معاذ تھے لیکن اموی اس شخص کا نام حباب بن منذر بتاتے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے قلب لشکر میں بنی مازن بن نجار کے بھائی قیس بن ابی صعصعہ کو رکھا تھا۔ اموی بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے قلب لشکر میں اسپ سوار

Marfat.com

صرف دو یعنی مصعب بن عمیر اور زبیر بن عوام تھے کہتے ہیں کہ سعد بن خثیمہ اور مقداد بن اسود کے پاس بھی ایک ایک گھوڑا تھا لیکن امام احمدؒ نے حارثہ بن مضرب کے حوالے سے ابی اسحٰق کی زبانی جو روایت پیش کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے اس دستے میں مقداد کے سوا کسی کے پاس گھوڑا نہیں تھا۔ جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی جمعیت میں قریش مکہ کے مذکورہ بالا بڑے لشکر کے مقابلے میں دفاعی جنگ کے لیے دو گھوڑوں کے علاوہ ستر اونٹ تھے جن میں سے ایک پر رسول اللہ ﷺ سوار تھے اور علیؓ وابو لبابہ حضرت حمزہؓ زید بن حارثہ' ابو کبشہ اور انسہ آپؐ کے اونٹ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے لیکن امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے عفان نے حماد بن سلمہ کے حوالے سے اور عاصم بن بہدلہ نے زر بن جیش اور عبداللہ بن مسعود کے حوالے سے بیان کیا کہ اس روز مسلمانوں کی پوری جمعیت میں صرف تین افراد اونٹوں پر سوار تھے اور آنحضرتؐ کی سواری کے عقب میں چل رہے تھے۔

اسی روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک موقع پر علیؓ اور ابو لبابہ نے آپؐ سے عرض کیا کہ انہیں آگے جانے کی اجازت دی جائے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا" تم دونوں نہ تو جوش اور جذبہ جہاد میں مجھ سے قوی تر ہو نہ میں(اللہ کی طرف سے) حصول اجر کے لیے تم سے کم شائق ہوں۔"

یہ روایت نسائیؒ نے بھی فلاس' ابن مہدی اور حماد بن سلمہ کے حوالے سے پیش کی ہے۔ تاہم میرے خیال میں ابو لبابہ کے بارے میں آنحضرتؐ کی سواری کے عقب میں چلنے کی روایت کو اس روز سے قبل اس واقعے سے مربوط رکھنا چاہیے تھا جب آپؐ نے ابو لبابہ کو لشکر قریش کے بارے میں خبر لینے کے لیے روحا روانہ فرمایا تھا کیونکہ جس روز کے متعلق یہ روایت پیش کی گئی ہے اس روز جیسا کہ دوسری مستند روایت سے ثابت ہے آپؐ کی سواری کے عقب میں حضرت علیؓ اور ابو لبابہ کی جگہ مرثد چل رہے تھے۔ واللہ اعلم(مؤلف)

ابن اسحٰقؒ بیان فرماتے ہیں کہ مدینے کی طرف قریش مکہ کی ایک بڑے لشکر کی ہمراہی میں روانگی کی خبر سن کر جب رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلے کے لیے مدینے سے روانہ ہوئے تو پہلے آپؐ نے عقیق کا راستہ اختیار فرمایا' وہاں سے ذی حلیفہ وہاں سے اولات الجیش کی طرف 'وہاں سے قربان کی جانب تشریف لے گئے' پھر وہاں سے مختلف قبائل کی بستیوں

Marfat.com

سے گزرتے ہوئے پہلے غمیس الحمام' وہاں سے مخیرات الیمانہ' پھر وہاں سے سیالہ اور پھر روحا سے آگے شنوکہ کی حدود میں پہنچے جو نطبیہ کا درمیانی علاقہ ہے اور مدینے سے مکے جانے کا مختصر' معقول اور محفوظ راستہ بھی ہے۔ وہاں آپؐ کو دو عرب راہ گیر ملے جن سے آپؐ نے قریش کے اقدامات کے بارے میں دریافت فرمایا لیکن وہ اس کے متعلق کچھ نہ بتا سکے۔ البتہ آپؐ کے صحابہ نے ان دونوں راہ گیروں سے کہا کہ وہ رسولؐ اللہ کو سلام کریں۔ یہ سن کر وہ بولے "کیا رسول اللہ ﷺ بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہیں؟"

ان دونوں راہ گیروں نے یہ سوال کچھ اس انداز سے کیا تھا کہ حضرت علیؓ انہیں قریش مکہ کے مخبر سمجھتے ہوئے یہ کہہ کر کہ "اس کا جواب تمہیں میں دیتا ہوں۔" ان کی طرف جھپٹے لیکن آپؐ نے انہیں ان راہ گیروں پر سختی سے روکا اور اسی طرح آپؐ نے سلمہ بن سلامہ کو بھی جو انہیں گرفتار کرنے ان کی طرف بڑھے تھے منع فرمایا۔ یہ دیکھ کر وہ آپؐ کو پہچان گئے اور انہوں نے مؤدب ہو کر آپؐ کو سلام کیا۔ جب آنحضرتؐ عتیق سے صفراء کی طرف بڑھے تو آپؐ نے اس بستی کے بارے میں جو دو پہاڑوں کے درمیان آباد تھی ان پہاڑوں کے نام دریافت فرمائے تو آپؐ کے ساتھ کچھ لوگوں نے ان میں سے ایک کا نام مسلح اور دوسرے کا سحری بتایا لیکن آپؐ کو یہ نام پسند نہیں آئے۔ اس کے بعد آپؐ نے اس بستی کے لوگوں سے ان پہاڑوں کے نام کے علاوہ ان دو بستیوں کے نام دریافت فرمائے۔ انہوں نے ان کے نام "بنو النار" اور "بنو حراق" بتائے۔ چنانچہ یہ نام بھی ان کے معنوں کے لحاظ سے آپؐ کو برے معلوم ہوئے اس لیے آپؐ نے ان بستیوں کو چھوڑ دیا اور آگے صفراء کو بھی بائیں طرف چھوڑ کر دائیں طرف کا راستہ اختیار فرمایا اور اس وادی میں پہنچے جسے ذفران کہا جاتا تھا۔ وہاں پہنچ کر آپؐ کو خبر ملی کہ قریش نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ مدینے پر حملہ آور ہونے کے لیے مکے سے روانہ ہو کر وہاں سے یعنی ذفران سے کچھ دور آخری پڑاؤ ڈالا ہے۔ یہ خبر سن کر آنحضرتؐ نے اپنے صحابہ سے مشورہ فرمایا تو ان میں سے اکثر لوگوں نے یہ رائے دی کہ آپؐ کو ذفران سے آگے بڑھ کر ان کا راستہ روکنا چاہیے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بن خطاب نے بھی اس مشورے کی پر زور تائید کی اور اس مشورے کو بہترین مشورہ قرار دیا لیکن ان کے بعد مقداد بن عمرو اٹھ کر بولے "یا رسول اللہ ﷺ اگر آپؐ کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس امر کو ضرور سمجھا ہے تو آپؐ اس پر عمل کیجئے' ہم لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح آپؐ پر اپنا جان ومال

قربان کرنے کے لیے تیار ہیں اگر آپ دشمن سے جنگ کریں گے تو اس میں بھی ہم آپؐ کا ساتھ دیں گے۔" مقداد بن عمرو کی زبان سے یہ سن کر آپؐ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا "علیؓ سے بھی مشورہ کر لو" پھر جب آپؐ نے مہاجرین مکہ کے بعد انصار مدینہ سے جن کی قلیل تعداد اس وقت آپؐ کے ہمراہ تھی اس بارے میں مشورہ طلب فرمایا تو وہ سب یک زبان ہو کر بولے "یارسول اللہ ﷺ جب تک آپؐ ہمارے ہاں تشریف نہیں لائے تھے اس وقت تک تو ہم آپؐ سے بری الذمہ تھے لیکن اب آپؐ کی اور مہاجر صحابہ کی حفاظت کی ذمہ داری ہم قبول کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپؐ کی بیعت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپؐ کی اطاعت کا وعدہ کر لینے کے بعد ہم اس ذمہ داری سے کسی طرح سبکدوش ہونا نہیں چاہتے۔ لہٰذا اگر آپؐ کا ارادہ آگے بڑھ کر دشمن سے مقابلہ کرنا ہے تو بسم اللہ آگے تشریف لے چلیے' ہم آپؐ کے اور آپؐ کے دوسرے صحابہ کے دوش بدوش دشمن سے جنگ کرنے کے لیے حاضر ہیں' ہم آپؐ کی اطاعت کے مقابلے میں اپنی جان' اپنے مال بلکہ اپنے اہل وعیال کی بھی پرواہ نہیں کریں گے۔"

انصار کی زبان سے یہ سن کر آنحضرتؐ نے حد درجہ مسرت کا اظہار فرمایا کیوں کہ اس سے قبل حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی جو مثال مقدادؓ بن عمرو نے پیش کی تھی اس میں جدال وقتال کی صورت میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرف سے ان کی اس قدر پر زور تائید اور اس حد تک اطاعت کا ذکر نہ تھا۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دے کر فرمایا" دشمن سے مقابلے کے لیے آگے بڑھو' میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں انصار و مہاجرین دونوں کا فائدہ دیکھ رہا ہوں کیونکہ انہوں نے یعنی قریش نے ہمیں تو گھر سے بے گھر کیا ہی تھا اب وہ انصار کی تباہی پر بھی آمادہ ہیں۔" (حدیث کا مفہومی و تشریحی ترجمہ)

آپؐ کی زبان مبارک سے سعد نے یہ سن کر عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ آپؐ کا ہمارے لیے کیا ارادہ (اور حکم) ہے؟" آپؐ نے فرمایا " بہت اہم اور جلیل۔" اس پر سعد نے عرض کیا" ہم جب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپؐ کی بعثت کی تصدیق اور آپ کی اطاعت کا عہد کر چکے ہیں تو اگر آپ ہمیں سمندر میں چھلانگ لگانے کا حکم بھی دیں گے تو ہم بلا تردد پس و پیش اور تامل کے بغیر اس میں کود پڑیں گے۔ آپؐ کا جو بھی ارادہ ہو آپؐ اس میں ہمیں ہر طرح اپنا مطیع و فرمانبردار پائیں گے۔ سعد سے یہ سن کر آپؐ نے مزید اظہار

مسرت فرمایا اور انہیں بھی کامیابی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی۔

بخاریؒ نے کثیر شواہد واسناد کے ساتھ یہ روایت پیش کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ طارق بن شہاب سے ابن مسعود نے بیان کیا تھا کہ انہوں نے مقداد بن اسود کی شہادت اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی اور یہ بھی دیکھا تھا کہ وہ غزوہ بدر میں قریش مکہ کو نام بنام پکار کر دعوت مبارزت دے رہے ہیں۔ طارق ابن شہاب کہتے ہیں کہ ان سے ابن مسعودؓ نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ "کاش اس شجاعت اور شہادت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض یاب سرفراز ہونے والا میں ہوتا۔" ابن مسعودؓ نے طارق ابن شہاب کے بقول یہ بھی بتایا کہ مقداد بن اسود ہی نے غزوہ بدر سے قبل رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا تھا کہ "ہم لوگ حضرت موسیٰؑ کی قوم نہیں ہیں جس نے ان سے یہ کہا تھا کہ جائیے آپ اور آپ کا رب دشمنوں سے جا کر لڑیں ہم ان سے نہیں لڑیں گے۔" اس کے بعد مقدادؓ نے آپؐ سے یہ بھی عرض کیا تھا کہ "ہم آپؐ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے رہ کر دشمنوں سے لڑیں گے۔" اور ان کی زبان سے یہ سن کر آنحضرتؐ کا چہرہ مبارک مسرت سے چمکنے لگا تھا۔ اس روایت کو بخاری ومسلم اور نسائی نے خصوصیت سے بیان کیا ہے۔ نسائی نے مقدادؓ کا غزہ بدر میں گھوڑے پر سوار ہونے کا بھی اپنی روایت میں ذکر کیا ہے۔ یہ تمام روایات صحیح بخاری میں بڑی ثقہ اسناد کے حوالے سے پیش کی گئی ہیں۔

جب آنحضرتؐ نے صحابہ کو ذفران سے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور وہاں سے بدر کے مقام پر پہنچے تو انہیں وہاں قریش کے کچھ لوگ ملے۔ ان لوگوں میں بنی حجاج کا ایک حبشی غلام بھی تھا جسے مدینے کے کچھ انصاری مسلمانوں نے جو قریش کے معزز لوگوں سے واقف نہ تھے پکڑ کر پوچھا "تم میں سے ابو سفیان کون ہے؟" اس نے کہا "مجھے ابو سفیان کے بارے میں تو کچھ علم نہیں لیکن اس وقت میرے ساتھ یہ ابو جہل 'عتبہ' شیبہ اور امیہ ہیں۔" یہ سن کر وہ لوگ اسے مارنے پیٹنے لگے تو وہ بولا "ٹھہریئے' میں بتاتا ہوں۔" جب انہوں نے اسے چھوڑا تو وہ ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے بولا "یہ ہیں ابو سفیان۔" لیکن وہ شخص ابو سفیان نہ نکلا تو وہ اسے پھر مارنے پیٹنے لگے۔ اس نے ان کی مار پیٹ سے بچنے کے لیے کہا "ٹھہریئے اب میں ٹھیک بتاتا ہوں' مجھے ابو سفیان کا تو کچھ پتہ نہیں لیکن یہ دوسرے لوگ وہی ہیں جن کا میں نے ابھی نام لیا تھا۔" یہ سن کر وہ لوگ غصے میں آکر اسے پھر مارنے پیٹنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ

Marfat.com

نے فرمایا" جب اس نے جھوٹ بولا تھا تو تم لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تھا لیکن اب یہ شخص سچ بول رہا ہے تو تم اسے پھر مارنے پیٹنے لگے ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی زمین پر جگہ جگہ اپنا ہاتھ ضائع کرتا پھرے۔"

اس ارشاد سے آپؐ کا مطلب یہ تھا کہ کسی معتبر شخص سے پوچھے بغیر کسی کا کسی فعل پر آمادہ ہو جانا اپنا ہاتھ یعنی موقع اور وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اس کے بعد کبھی رسول اللہ ﷺ سے الگ ہوئے نہ آپؐ سے پوچھے بغیر انہوں نے کبھی کوئی کام کیا۔

ابن اسحٰقؒ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذفران سے آگے بڑھ کر ثنا پہنچے جسے اصافر بھی کہا جاتا تھا۔ اس کے بعد آپؐ نے اس شہر کا رخ کیا جسے الدبہ کہا جاتا تھا۔ وہاں سے آپؐ نے حنان کو جو کسی بلند پہاڑ کی طرح مرتفع ہے داہنی طرف چھوڑا اور اس کی بائیں جانب سے آگے کی مسافت طے فرما کر بدر کے قریب جا پہنچے اور وہیں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں سے آپؐ سواری پر ایک صحابی کو ساتھ لے کر آگے تشریف لے گئے۔ ابن ہشام نے آپؐ کے ان صحابی کا نام ابو بکرؓ بتایا گیا ہے وہاں راستے میں آپ پہلے ایک عربی شیخ کے پاس رکے اور اس سے دریافت فرمایا کہ آیا وہ قریش مکہ، محمد اور ان کے اصحاب کے بارے میں کوئی اطلاع رکھتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا " اگر آپ مجھے یہ بتا دیں کہ آپ دونوں کون ہیں تو میں ان کے بارے مجھے جو اطلاع ملی ہے آپ کو بتا دوں گا۔" آپؐ نے فرمایا " اگر تم ہمیں وہ بتا دو جو ہم نے تم سے پوچھا ہے تو ہم اپنا ذاتی تعارف تم سے کرا دیں گے۔" شیخ نے کہا" اچھی بات ہے۔" کہہ کر آپؐ سے کہا" جو اطلاع ان لوگوں کے بارے میں مجھے ملی ہے اور اطلاع دینے والے نے صحیح اطلاع دی ہے تو وہ یہ ہے کہ قریش مکہ سے روانہ ہو کر اب فلاں مقام پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور محمدؐ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینے سے روانہ ہو کر اب فلاں مقام تک آ گئے ہیں۔" اس کے بعد شیخ نے آپؐ سے پوچھا" اب تم بتاؤ کہ تم دونوں کون ہو؟" آپؐ نے جواب دیا " ہم لوگ " پانی پار" کے رہنے والے ہیں۔" یہ فرما کر آپؐ آگے بڑھ گئے اور شیخ بڑبڑاتا رہ گیا معلوم نہیں کہ " پانی پار" سے آپؐ کی مراد عراق کے کسی دریا پار مقام سے تھی یا کچھ اور" ابن ہشام کہتے ہیں کہ وہ شیخ، شیخ سفیان ضمری کہلاتا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اس شیخ سے گفتگو اور اس کے ٹھکانے سے اگلے حصے کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ اپنے اصحاب کے پاس واپس لوٹ آئے اور رات وہیں بسر فرمائی۔ جب صبح

Marfat.com

ہوئی تو آپ نے جیسا کہ ان سے (یعنی ابن اسحٰق سے) یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر کے حوالے سے بیان کیا' علی بن ابی طالب زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے کچھ دوسرے صحابہ کے ساتھ قریش مکہ کے بارے میں خبر لانے کے لیے آگے بھیجا جہاں وہی واقعہ پیش آیا جس کا سطور بالا میں ذکر کیا جا چکا ہے یعنی وہاں سے ایک آدمی کو پکڑ کر واپس آئے اور اسے مار پیٹ کر اس سے ابی سفیان کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

اس روایت کے بعد جس میں ابن اسحٰق نے مذکورہ بالا واقعہ بیان کیا ہے۔ زیر نظر روایت میں وہ مزید کہتے ہیں کہ وہ دو آدمی تھے جن کے بارے میں نبی کریمؐ نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا" کہ وہ دونوں قریش کے آدمی ہیں' پھر آپؐ نے انہیں دوسرے لوگوں کے شکنجے سے نجات دلا کر ان سے فرمایا" اب تم مجھے قریش مکہ کے بارے میں(صحیح صحیح) بات بتاؤ۔" انہوں نے آپؐ کو بتایا کہ قریش نے اس بلند ٹیلے کے پیچھے جو آپؐ کو سامنے نظر آرہا ہے پڑاؤ ڈالا ہے" آپؐ نے ان سے پوچھا" ان کی تعداد کتنی ہے؟" وہ بولے" بہت زیادہ" آپؐ نے فرمایا "ان کی صحیح تعداد کیا ہے؟" وہ بولے" یہ تو ہمیں معلوم نہیں۔" اس کے بعد آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا" انہوں نے مکے سے یہاں تک کتنے اونٹ ذبح کیے ہیں؟" انہوں نے جواب دیا" ہر روز کبھی نو اور کبھی دس۔" ان کے اس جواب سے آپؐ نے عسکر قریش کی تعداد کا اندازہ فرما کر ارشاد فرمایا" ان کی تعداد نو سو سے ایک ہزار تک ہو سکتی ہے۔" اس کے بعد آپؐ نے ان دونوں سے پوچھا" قریش کے اس لشکر میں ان کے اشراف میں سے کون کون لوگ شامل ہیں؟" آپؐ کے اس سوال کے جواب میں وہ بولے" ان لوگوں میں عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ابوالبختری بن ہشام' حکیم بن حزام' نوفل بن خویلد' حارث بن عامر بن نوفل' طعیمہ بن عدی بن نوفل' نضر بن حارث' زمعہ بن اسود' ابو جہل بن ہشام' امیہ بن خلف' حجاج کے دو بیٹے بنیہ و منبہ' سہل بن عمرو' اور عمرو بن عبدود شامل ہیں۔"

ان دو آدمیوں سے یہ سن کر نبی کریمؐ نے ان کی طرف سے روئے مبارک موڑتے ہوئے پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا" یہی لوگ درحقیقت مکے کے جگر کے ٹکڑے ہیں جو تمہارے مقابلے کے لیے آئے ہیں۔"

ابن اسحٰقؒ بیان کرتے ہیں کہ جب بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی زغباء سے آگے بڑھ

کر بدر کے مقام کے قریب پہنچے تو انہوں نے وہاں سے آگے بڑھ کر ایک بلند ٹیلے کے نیچے قیام کیا اور اپنی اپنی مشکیں لے کر پینے کے لیے پانی لینے گئے تو انہوں نے وہاں قریب کی بستی کی دو عورتوں کو دیکھا جو آپس میں یہ باتیں کر رہی تھیں کہ اگر کل اور پرسوں کوئی قافلہ وہاں آکر ٹھہرا تو ان میں سے پہلے قافلے کو کون پانی مہیا کرے گی۔ ان کی باتیں سن کر وہ دونوں بھی ان کے قریب بیٹھ گئے اور ان سے کہا کہ وہ باری باری سے ایسے قافلے کے لیے پانی فراہم کریں جو اب وہاں آنے والا ہے۔ پھر انہوں نے اپنے بارے میں بتایا کہ ان کا قافلہ وہاں سے قریب ہی ٹھہرا ہوا ہے جو عنقریب وہاں پہنچے گا اور ان سے کہا وہ قافلے کے سردار سے اپنی اجرت طے کر لیں۔ جب وہ اس پر راضی ہو گئیں تو وہ انہیں ساتھ لے کر نبی کریمؐ کے پاس واپس گئے اور آپؐ کو سارا ماجرا سنایا۔

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ جب مجدی بن عمرو جہنی اور ابو سفیان کے ذریعہ ابو جہل کو بدر کے قریب آنحضرتؐ کی آمد کی خبر ملی تو وہ مردود ازلی بولا "اچھا ہوا وہ بنی عبدالمطلب کا (نعوذ باللہ) خود ساختہ آخری نبی مدینے سے خود چل کر یہاں آگیا اگر کل اس سے ہمارا مقابلہ ہوا تو دیکھنا کہ میں نہ صرف اس کے ساتھیوں کے کشتوں کے پشتے لگا دوں گا بلکہ خود اس کے علاوہ بنی عبدالمطلب کے ہر فرد کو چن چن کر قتل کروں گا۔"

ابو سفیان نے رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے مہاجرین وانصار ہمراہیوں کی بدر کے قریب آمد کی خبر سنتے ہی اپنے پیچھے آنے والے ساتھیوں اور ان کے عقب میں آنے والے قریش کو خبردار کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے کہلوادیا تھا کہ وہ اپنا لاؤ لشکر اور مال ومتاع لے کے مکے واپس چلے جائیں لیکن اس کے جواب میں ابو جہل نے کہا تھا۔" خدا کی قسم میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا بلکہ کل جب ہم ان سب کو قتل کر چکیں گے تو اس کے بعد تو مقررہ دنوں میں عرب کے دوسرے میلوں کی طرح وہاں بھی ایک میلہ لگائیں گے، کھانے کے لیے لاتعداد اونٹ ذبح کریں گے، شراب پئیں گے، رقص وسرود کی محفل جمائیں گے اور خوب داد عیش دیں گے اور ہمارا یہ میلہ تین دن تک چلے گا، اس لیے آگے بڑھو۔"

ابن جریر کہتے ہیں کہ ان سے ہارون بن اسحٰق مصعب بن مقدام، اسرائیل اور ابو اسحٰق نے حارثہ اور حضرت علی بن ابی طالب کے حوالے سے آخر الذکر کی زبانی بیان کیا کہ " جب آنحضرت اپنے صحابہ کے ساتھ مدینے سے نکل کر قریش مکہ کے مقابلے کے لیے مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے جحفہ میں آکر ٹھہرے تو اس خشک وادی میں اسی رات کو جس کی

Marfat.com

اگلی صبح غزوہ بدر واقع ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس قدر بارش ہوئی کہ جل تھل بھر گئے حتیٰ کہ جس شجر کے نیچے ہم نے اپنا خیمہ نصب کیا تھا وہاں بھی پانی بھر آیا تھا۔"

"حضرت علیؓ مزید بیان فرماتے ہیں کہ اس رات رسول اللہ ﷺ رات بھر نماز پڑھتے اور اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری فرماتے ہوئے دعا کرتے رہے کیونکہ آپ کی نگاہوں کے سامنے یقیناً" اگلی صبح کو غزوہ بدر کا نقشہ تھا۔" حضرت علیؓ نے اس سلسلے میں یہ بھی فرمایا کہ "اس رات کو آنحضرتؐ کے علاوہ دوسرے سب لوگ بدر کے قریبی علاقے تک طویل سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے سو گئے تھے۔

ابن اسحٰقؒ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بدر کے قریب رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کے پڑاؤ کے بارے میں قبیلہ بنی سلمہ کے کچھ لوگوں سے گفتگو کی تھی اور انہوں نے حبابؓ بن منذر بن جموح کی زبانی بتایا کہ حبابؓ نے آپؐ سے عرض کی تھی" یا رسول اللہ ﷺ اگر کل قریش مکہ سے ہماری جنگ ہوئی تو اس کے لیے ہمارا یہاں قیام مناسب نہیں ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہم میدان بدر کے پار پڑاؤ ڈالیں جہاں سے پانی قریب ہے، ہم اس پانی کی کافی مقدار کے لیے اپنے لشکر کے بیچوں بیچ ایک حوض بنا لیں گے جس سے دشمن ایک قطرہ پانی نہ لے سکے گا۔ چنانچہ قریش سے مقابلے کے لیے ہماری یہ جنگی چال بہترین رہے گی۔

اموی کہتے ہیں کہ حبابؓ بن منذر کی اس رائے کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تمہاری اس رائے میں شر پایا جاتا ہے۔" اموی کے علاوہ جنہوں نے یہ روایت اپنے والد کے حوالے سے بیان کی ہے کلبی نے بھی ابی صالح اور ابن عباس کے حوالے سے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کے بارے میں اپنے صحابہ سے مشورہ فرما رہے تھے اور اس کے لیے لوگوں کی ترتیب بھی دے رہے تھے تو اس وقت جبریلؑ بھی آپؐ کی دائیں جانب کھڑے ہو گئے اور آپؐ سے عرض کیا "یا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو مشورہ آپؐ کو حبابؓ بن منذر نے دیا ہے (وہ صائب ہے) اسی پر عمل کیجئے۔ آنحضرتؐ نے جبریلؑ سے پوچھا "کیا آپؐ انہیں یعنی حباب بن منذر کو جانتے ہیں؟" جبریلؑ نے عرض کیا "انہیں میں کیا سارے اہل آسمان جانتے ہیں، یہ واقعی بڑے صادق القول انسان ہیں، اس لیے یہ آپؐ کو شیطان کی طرح دھوکا نہیں دے سکتے۔" جبریلؑ سے یہ سن کر آپؐ بہت مسرور ہوئے اور آپؐ کے صحابہ نے جب یہ بات سنی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ آپؐ نے انہیں حباب

Marfat.com

بن منذر کے مشورے کے مطابق آگے بڑھ کر بدر میں پانی کے قریب پڑاؤ کا حکم دیا اور وہ وہاں پہنچ کر قلب لشکر میں ایک حوض بنا کر اسے پانی سے لبالب بھر دیا گیا۔

اموی کہتے ہیں کہ پہلے تو قریش مکہ بھی بدر میں پانی کے قریب تھے لیکن جب حباب بن منذر کے مشورے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے نبی کریمؐ نے لوگوں کو پہلے پڑاؤ سے رات ہی میں آگے بڑھ کر اگلے پڑاؤ کا حکم دیا اور وہاں حوض تیار کر کے اسے پانی سے بھر دیا گیا تو اگلی صبح قریش مکہ کے لیے پانی حاصل کرنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔

آنحضرتؐ نے قریش مکہ کو دیکھا جو اس بلند ٹیلے سے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے بدر کی طرف آگے بڑھ آئے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ "یقیناً" یہ قریش مکہ ہی ہیں۔" پھر آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا "یا اللہ" یہ لوگ اتنا بڑا لاؤ لشکر لے کر اس پر فخر کرتے ہوئے یہاں آپہنچے ہیں' یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے تیری (واقعی) وحدانیت کی توہین کی تھی۔ تیرے رسولؐ کو جھٹلایا تھا۔ لہٰذا اب تو اپنے اس بندے کی مدد فرما جس کی مدد کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اور کل ان (متکبر) لوگوں کو نیچا کر دے۔" (حدیث نبویؐ کا مفہومی و تشریحی ترجمہ)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن ابو بکرؓ نے سعد بن معاذ کے حوالے سے بیان کیا کہ اس سے قبل وہ یعنی سعد بن معاذ نبی کریمؐ سے عرض کر چکے تھے کہ "بدر میں آپؐ کے لیے مچان کی طرح کا ایک محفوظ بلند مقام بنایا جائے گا جہاں سے آپؐ جنگ کا نظارہ فرماسکتے ہیں اور اگر آپؐ جنگ میں بہ نفس نفیس عملاً" شرکت فرمانا چاہیں تو ہم آپؐ کے ساتھ ساتھ رہیں گے۔" سعد بن معاذ سے یہ کلمات سن کر آپؐ نے ان کے اور دیگر مجاہدین کے لیے دعائے خیر فرمائی جس کے بعد آپؐ کے لیے منصوبے کے مطابق ایک بلند محفوظ جگہ بنا دی گئی۔ بہر کیف جب نبی کریمؐ نے قریش کو نزدیک سے دیکھا تو آپؐ کو ان میں عتبہ بن ربیعہ بھی نظر آیا جو ایک سرخ اونٹ پر سوار تھا جس سے بہتر ان لوگوں میں سے کسی کے پاس اونٹ نہیں تھا اور دوسرے لوگ اس کے اونٹ کے پیچھے چل رہے تھے۔ یہ حدیث نبویؐ ہے جس میں آپؐ کی زبانی مزید بیان کیا گیا ہے کہ قریش کے ساتھ خفاف بن ایما بن رحضہ یا اس کا باپ ایما بن رحضہ غفاری بھی تھا جس نے قریش کے ساتھ ایک معاہدے کے مطابق اپنے دونوں بیٹوں کو ان کے ساتھ کر دیا تھا۔ اور ان سے کہہ دیا تھا کہ "اگر تم مسلمانوں سے جنگ پر آمادہ ہو تو ہم بھی جان و مال سے تمہارے ساتھ ہیں۔"

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خفاف بن ایما بن رحضہ وغیرہ نے اس لیے بھی

Marfat.com

قریش کے ساتھ ہو کر اپنے بیٹے ان کے ساتھ کر دیے تھے کہ اگر جیسا کہ قریش نے ان سے کہا تھا کہ وہ جنگ بدر میں (نعوذ باللہ) اس اللہ کو بھی قتل کر دیں گے جس کی توحید کا اور اس کی طرف سے محمد ﷺ اپنی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں تو وہ قریش کی طرف سے اچھے سلوک کے مستحق ہوں گے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ "اگر قریش ہمارے ساتھ جنگ ہی پر تلے ہوئے ہیں تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان سے کمزور نہیں ہیں' اس لیے ان کا مقابلہ کریں گے۔" تاہم آپؐ نے ان کے پاس پہلے صلح کی گفتگو کا پیغام بھیجا تھا لیکن جب انہوں نے اسے رد کر کے اس حوض سے جو مسلمانوں نے اپنے لیے بنایا تھا چند آدمی زبردستی پانی لینے کے لئے بھیجے تو آپؐ نے اپنے اصحابہ کو مجبوراً" حکم دیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہیں قتل کر دیا گیا۔ لیکن ان کے ساتھ حکیم بن حزام بھی آئے تھے جنہیں اس لیے قتل نہ کیا گیا کہ وہ صدق دل سے مسلمان ہو گئے تھے اور بعد میں اسلام کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئے' وہ جنگ بدر میں بھی قریش کے مقابلے میں نبی کریمؐ کے قریب دائیں جانب رہ کر مسلمانوں کے دوش بدوش جہاد میں شریک رہے اور پھر اسے عمر بھر اپنے لیے ذریعہ نجات کہتے رہے۔

صحیح بخاری میں براء کی زبانی منقول ہے کہ ان سے جو کچھ بیان کیا گیا وہ یہ ہے کہ روز بدر آنحضرتؐ کے ساتھ مجاہدین کی تعداد سو تھی۔ ان کے علاوہ بدر کے قریب آباد قبیلہ طالوت کے دس آدمی بھی آ کر ان میں شریک ہو گئے تھے لیکن ان کے لیے یہ شرط رکھی گئی تھی کہ وہ پہلے مسلمان ہو جائیں جو انہوں نے قبول کر لی تھی۔

بخاری" براء ہی کی زبانی یہ بھی لکھتے ہیں "میں اور ابن عمر جنگ بدر میں ساتھ ساتھ تھے اور جہاں تک مجھے علم ہے اس میں مہاجرین کی تعداد ستر سے کچھ زیادہ تھی اور انصار کی تعداد دو سو چالیس سے کسی قدر زیادہ تھی۔" صحیح بخاری کی اس روایت میں براء ہی کے بقول یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ غزوہ بدر کے روز جمعرات کا دن اور ماہ رمضان کی ساتویں تاریخ تھی۔

اسی روز اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جب کہ آپؐ اسی بلند جگہ میں جو آپؐ کے لیے تیار کی گئی سو رہے تھے۔ آپؐ کے ساتھیوں کی تعداد میں کمی اور دشمن کی کثرت تعداد کے بارے میں خواب دکھلایا تھا اور اس کے فوراً" بعد آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی تھی۔

Marfat.com

اذ یریکھم اللہ فی منامک قلیلا۔۔۔۔الخ

کہا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اس خواب اور اس آیت کے نزول کے بعد اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ آپؐ کی اجازت کے بغیر جنگ نہ کریں لیکن جب قریش جنگ کے لیے صف بستہ ہو کر آگے بڑھے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو مسلمانوں کی صف اول میں تھے آپؐ سے عرض کیا کہ اگر آپؐ جنگ میں بہ نفس نفیس عملاً" شرکت فرمانا چاہیں تو وہ بطور محافظ آپؐ کے ساتھ رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ تو آپؐ کو خواب میں دشمن کی تعداد کو پہلے ہی قلیل کر کے دکھا چکا تھا' اس لیے آپؐ بالکل مطمئن تھے۔

حکیم بن حزام اپنے ساتھ کچھ اور لوگ لے کر عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور اس سے کہا" اے ابو الولید تم قریش کے سرداروں میں سے ہو اور وہ سب تمہارا کہا مانتے ہیں' اس لیے تم کوئی ایسی تدبیر کرو جس سے قریش کا نام رہ جائے۔" عتبہ نے پوچھا" تمہارے خیال میں ایسی کوئی تدبیر ہے؟" عمیر بن وہب نے کہا" بہتر یہ ہے کہ ہم تو اپنے لوگوں کو لے کر لوٹ جائیں اور مسلمانوں سے نمٹنے کا معاملہ اپنے حلیف عمرو بن حضرمی کے قبیلے پر چھوڑ دیں۔" عتبہ بن ربیعہ عمیر سے یہ سن کر بولا" عمرو بن حضرمی زبانی اور عقلی حد تک ہمارا حلیف ہے۔ اس لیے جان ومال کی بات درمیان میں آئی تو کنا کاٹ جائے گا۔"

عتبہ بن ربیعہ کی یہ بات سن کر عمیر بن وہب نے یہی مشورہ ابن حنظیہ کو دیا جو اس کے نزدیک قریش کے معاملات طے کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتا تھا۔ اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ نے اٹھ کر کہا" اے اہل قریش ! اگر یہ صرف دین ومذہب کا معاملہ ہے تو اس میں ہم قریش ہی نہیں سارے اہل عرب شریک ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے مقابل جو لوگ ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو آپس میں چچا زاد' خالہ زاد یا ماموں زاد ہیں اور وہ سب کے سب قریش کے علاوہ عرب کے کسی نہ کسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے اگر ان میں سے کوئی بھی قتل ہوا تو عرب کی روایات کے مطابق یہ معاملہ صرف دین ومذہب کا نہیں رہے گا بلکہ اس سے سارے عرب میں انتقامی جذبات ابھر آئیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ لوگوں کو مسلمانوں سے اتنی نفرت ہے کہ آپ ان میں سے کسی کی صورت تک دیکھنا پسند نہیں کرتے اور ہر وقت ان کے خون کے پیاسے رہتے ہیں لیکن فی الحال میرا مشورہ یہ ہے کہ ہم چپ چاپ لوٹ جائیں اور دین ومذہب کا معاملہ جملہ اہل عرب اور محمد ﷺ کے درمیان چھوڑ دیں' پھر وہ جانیں اور ان کا کام یعنی وہ آپس میں خود نمٹتے رہیں۔ البتہ ہم اتنا

Marfat.com

ضرور کریں کہ سارے اہل عرب کے دینی و مذہبی جذبات مسلمانوں کے خلاف ابھار کر انہیں ان سے ہمہ وقت لڑائی پر آمادہ کرتے رہیں اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں آپ کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔"

عتبہ بن ربیعہ کی یہ لمبی چوڑی تقریر سننے کے بعد ابو جہل جل بھن کر غصے سے بولا" عتبہ نے جو یہ مشورہ دیا ہے وہ اس کے عین مطابق ہے جو محمد ﷺ اور ان کے ساتھی چاہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خود عتبہ کا بیٹا مسلمانوں میں شامل ہو چکا ہے اور اس وقت ان کے ساتھ ہے یا اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ محمد ﷺ نے اس پر کوئی جادو کر دیا ہے' ہماری غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم لڑائی سے ہرگز منہ نہ موڑیں۔" ابن جریر سعد بن عبدالملک اور ان کے باپ کے حوالے سے سعید بن مسیب کی یہ روایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسی رات کو قریش کی اس مجلس مشاورت کے بعد حکیم بن حزام مروان بن حکم کے پاس پہنچے تھے اور جب مروان نے جنگ بدر کے بارے میں ان کی رائے معلوم کی تھی تو انہوں نے اس سے وہی کہا تھا جو وہ پہلے اس کے متعلق عتبہ بن ربیعہ سے کہہ چکے تھے اور ان کی رائے سن کر مروان اور ان لوگوں نے جن میں سعید بن مسیب بھی شامل تھے ان کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اسے صائب ٹھہرایا تھا بلکہ عتبہ بن ربیعہ کی تقریر کے حرف حرف سے پورا اتفاق کیا تھا بلکہ نہ صرف عمرو بن حضرمی کا پورا قبیلہ عتبہ کی تقریر سن کر واپس چلا گیا تھا کچھ قریش بھی مکے کو لوٹ گئے تھے لیکن ابو جہل پھر بھی اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اس نے مروان کے بارے میں جب یہ سنا کہ اس نے بھی عتبہ بن ربیعہ کی رائے سے اتفاق کیا ہے تو اس نے اپنے ارادے کی پختگی کا اظہار کرنے کے لیے اٹھ کر اپنی تلوار خود اپنے گھوڑے کے پیٹ میں گھسیڑ دی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ کوئی کچھ بھی کہے وہ بدر میں مسلمانوں کے خلاف جنگ سے باز نہیں رہے گا۔

ابن جریر نے سعید بن مسیب کے انہی کے حوالے سے مذکورہ بالا روایت پیش کرتے ہوئے انہی کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ بدر میں صبح ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے لیے اپنے صحابہ کی صفیں خود ترتیب دیں اور ہر صف کے درمیان سے گزرتے فرمایا" مجھے معلوم ہے کہ تم سب لوگ (دل وجان سے) میرے ساتھ ہو۔"(حدیث کا مفہومی ترجمہ)

امام احمدؒ نے اس روایت کے آخری حصے کو جس میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرتؐ نے

Marfat.com

غزوہ بدر کے لیے اپنے صحابہ کی صفیں بہ نفس نفیس ترتیب دے کر ان سے فرمایا تھا کہ " تم میرے ساتھ رہنا' میرے ساتھ رہنا۔" اور اس کے بعد خود صف اول سے آگے تشریف لے گئے تھے' بطور خاص پیش کیا ہے جو معتبر ترین روایت ہے(مؤلف)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے حبان بن واسع بن حبان نے اپنے قبیلے کے کچھ بزرگوں کی زبانی بیان کیا کہ جب غزوہ بدر کے روز نبی کریمؐ مسلمانوں کی صفیں جنگ کے لیے ترتیب دے رہے تھے تو آپؐ نے دیکھا کہ سواد بن غزیہ جو بنو نجار میں بنی عمی کے حلیف تھے اپنی صف سے کچھ آگے نکلے ہوئے کھڑے تھے چنانچہ آپؐ نے اس پیالے سے جو اس وقت آپؐ کے ہاتھ میں تھا ان کے پیٹ پر ضربہ لگا کر انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی صف کے برابر کھڑے ہوں۔ اس کے جواب میں سواد بن عزیہ نے مؤدب ہو کر عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ آپؐ اللہ تعالٰی کے سچے نبی ہیں اور بہت کچھ جانتے ہیں لیکن شاید آپؐ کو معلوم نہیں کہ میرے پیٹ پر زخم ہے۔" اس کے بعد انہوں نے آپؐ کو اپنے پیٹ سے کرتہ ہٹا کر دکھایا تو واقعی ان کے پیٹ پر کافی گہرا زخم تھا جس سے یقیناً" انہیں بہت تکلیف ہو گی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ دیکھ کر ان سے فرمایا" تم ایسی حالت میں یہاں کیوں آگئے ہو؟" اسود نے عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ آپؐ کے اور اسلام کے لیے تو میری جان تک حاضر ہے' پھر میں اس معمولی زخم کی وجہ سے اس قربانی میں دوسرے مجاہدین سے کس طرح پیچھے رہ سکتا تھا؟" ان سے یہ سن کر آپؐ نے ان کے اس جذبے پر انہیں بہ نگاہ ترحم دیکھا اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ ان سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عوف بن حارث کے حوالے سے جو ابن عفراء کے نام سے مشہور ہیں بیان کیا کہ انہوں نے ایک روز مدینے میں نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر میں آپؐ کو اپنے صحابہ میں کس کے عمل نے سب سے زیادہ خوش کیا؟" آپؐ نے ارشاد فرمایا' " اس شخص کے عمل نے جسے دشمنوں نے ہر طرف سے گھیرے میں لے کر اور بے دست وپا کر کے قید کر لیا تھا لیکن ان میں سے ایک نے جو اس کا پہرے دار تھا جونہی پیٹھ موڑی اس نے اس کی تلوار بجلی کی پھرتی سے چھینی اور اسے قتل کرنے کے بعد خود بھی قتل کر دیا گیا۔ اس کے اس عمل سے اللہ تعالٰی بھی اس سے راضی ہوا۔"(حدیث کا مفہومی ترجمہ۔مؤلف)

ابن اسحٰقؒ اپنی مندرجہ بالا روایت میں غزوہ بدر کے کوائف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں

کہ نبی کریمؐ نے اس روز جنگ کے لیے اپنے صحابہ کی صفیں درست کر لیں تو آپؐ اس عریش میں تشریف لے گئے جو آپؐ کے لیے تیار کیا گیا تھا اور وہاں آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں گیا۔ البتہ سعد بن معاذ اس کے دروازے پر برہنہ شمشیر لے کر کچھ دوسرے انصاری صحابہ کے ساتھ کھڑے پہرہ دیتے رہے تاکہ دشمن آنحضرتؐ پر موقع دیکھ کر کسی طرف سے حملہ نہ کر سکے۔ ویسے اس عریش کا ایک ہی دروازہ تھا۔ سعد بن معاذ بھی آپؐ کے مدینے واپسی تک بطور محافظ آپؐ کے ساتھ ساتھ رہے تھے۔

حضرت حمزہؓ نے شیبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو قتل کرنے میں تاخیر نہیں کی جب کہ عبید اور عتبہ دو دو ضربات کے تبادلے کے بعد اپنے اپنے ساتھیوں کو بچانے کی فکر میں لگ گئے لیکن حمزہؓ و علیؓ اپنی اپنی تلواریں لے کر عتبہ کے ساتھیوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد اس کی طرف مڑے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے اپنے ساتھی عبیدہ کی طرف پھینک دیا۔

عبیدہؓ کا پورا نام عبیدہ ابن حارث بن مطلب بن عبدمناف تھا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ انہیں عمرؓ بن خطاب کے غلام مہجع نے غزوہ بدر ہی میں دور سے تیر مار کر شہید کر دیا تھا اور وہ غزوہ بدر میں شہید ہونے والے پہلے مسلمان تھے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب انہیں زخمی حالت میں اٹھا کر نبی کریمؐ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے ان کا سر پکڑ کر ان کا منہ اوپر اٹھایا اور انہیں بہ نگاہ شفقت واحترام دیکھا پھر انہیں لٹا دیا تو اٹک اٹک کر اور آہستہ آہستہ بولے" کاش مجھے ابو طالب دیکھ سکتے جنہوں نے فرمایا تھا کہ میں حق پر تھا اور حق ہی کے لیے جان دوں گا۔ آج ان کی وہ پیش گوئی بفضل خدا پوری ہوئی۔" اتنا کہہ کر ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے درجہ شہادت پایا۔" وفات کے وقت عبیدہؓ کا منہ نبی کریمؐ کے قدموں کی طرف تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے غزوہ بدر میں اپنے صحابہ سے فرمایا تھا کہ جب تک انہیں حکم نہ دیا جائے وہ شہداء کی لاشیں میدان سے اٹھا کر اپنی طرف نہ لائیں لیکن دشمن کا کوئی شخص کسی مجاہد کی لاش اٹھانے کی کوشش کرے تو اسے تیر چلا کر اس سے دور رکھا جائے نیز یہ کہ ہماری طرف سے تیراندازی میں دشمن پر سبقت ہوتی رہے۔"

بیہقی" حاکم' اصم' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر اور ابی اسحٰق کے حوالے سے عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت پیش کرتے ہوئے کہ غزوہ بدر میں نبی کریمؐ نے مجاہدین کو حکم دیا تھا کہ وہ

Marfat.com

ایک دوسرے کو یا عبدالرحمٰن کہہ کر بلائیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنا شعار بنا لیا تھا۔ اس کے علاوہ جنگ کے وقت ان کا نعرہ "احد احد" تھا جسے انہوں نے مرتے مرتے حرز جاں بنا رکھا تھا۔

اسی روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ مختلف قبائل کے لوگوں کی پہچان کے لیے انہیں مختلف ناموں سے پکارا جاتا تھا مثلاً" مہاجرین کو یا بنی عبدالرحمٰن قبیلہ خزرج کے لوگوں کو یا بنی عبداللہ اور قبیلہ اوس کے لوگوں کو یا بنی عبیداللہ کہہ کر آواز دی جاتی تھی اور مجاہدین کے پورے گروہ کو خیل اللہ کہا جاتا تھا۔

ابن ھشام کہتے ہیں کہ غزوہ بدر میں جملہ صحابہ کا نعرہ "احد احد" تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عریش میں جہاں ابو بکرؓ بھی بطور محافظ کھڑے رہتے تھے اللہ تعالیٰ سے اسلام کی فتح اور مسلمانوں کی امداد کے لیے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت قرآنی میں فرمایا ہے دعا فرما رہے تھے۔ اذ یستغیثون ربکم فاستجاب لکم ....الخ"

عبداللہ بن محمد بن عمرؓ نے اپنے والد اور دادا یعنی حضرت عمرؓ کی زبانی بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا "جب غزوہ بدر میں کچھ کفار کو قتل کر کے رسول کریمؐ کی طرف لوٹا تو میں نے دیکھا کہ آپؐ سجدے میں سر رکھے یا حیی یا قیوم یا حیی یا قیوم" کا ورد فرما رہے ہیں اور اس سے زیادہ کوئی لفظ آپؐ کی زبان مبارک سے ادا نہیں ہو رہا تھا۔ چنانچہ میں دوبارہ میدان جنگ میں چلا گیا اور جب پھر وہاں سے آپؐ کی طرف لوٹ کر آیا تو میں نے پھر وہی دیکھا کہ آپ سجدے میں ہیں اور "یا حیی یا قیوم یا حیی یا قیوم" کا ورد فرما رہے ہیں جس کے سوا اس وقت بھی میں نے آپؐ کی زبان مبارک سے نہیں سنا۔ اس کے بعد تیسری بار جب میں میدان جنگ سے آپؐ کی طرف لوٹ کر آیا اور اس وقت بھی آپؐ سجدہ میں تھے اور وہی الفاظ زبان مبارک پر تھے اور آپؐ نے اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھایا جب تک مسلمانوں کو کفار پر مکمل فتح حاصل نہیں ہوئی۔" یہی روایت نسائی نے غزوہ بدر سے پہلی رات اور غزوہ بدر کے دن کے بارے میں بندار عبیدہ اللہ بن عبدالمجید ابی علی حنفی کے حوالے سے من وعن یہی روایت نبی کریمؐ کی دعا کے سلسلے میں بیان کی ہے۔

اعمش نے بھی ابی اسحٰق ابی عبیدہ اور عبداللہ بن مسعود کے حوالے سے روز بدر

Marfat.com

آنحضرتؐ کی دعا کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اس روز آپؐ اللہ تعالیٰ کے حضور مسلسل یہی عرض کرتے رہے "یا اللہ میں تجھ سے تیرا وعدہ پورا کرنے کی التجا کرتا ہوں' یا اللہ اگر تو نے (مسلمانوں کی) اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر (روئے زمین پر) تیری عبادت کرنے والے کوئی باقی نہیں رہے گا۔

متعدد دوسری مستند روایات میں حضرت عائشہؓ کی زبانی بیان کیا گیا ہے کہ کفار پر مسلمانوں کی فتح کے بارے میں اللہ کے وعدے پر مشتمل آیات مکہ میں نازل ہوئی تھیں لیکن ان میں جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے فرمایا تھا اس کا ظہور غزوہ بدر کے روز آپؐ کی مسلسل دعا کے بعد اس وقت ہوا جب ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ سے آپؐ کو کفار پر مسلمانوں کی مکمل فتح کا مژدہ سناتے ہوئے عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ سجدے سے سر اٹھایئے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔" نبی کریم نے (سجدے سے سر اٹھا کر) فرمایا: "(الحمد للہ) ابو بکرؓ تمہیں اور تمہارے ساتھ سارے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی بروقت امداد مبارک ہو' میں اس وقت جبریلؑ اور دوسرے فرشتوں کو خلا میں آسمان کی طرف پرواز کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں(حدیث کا مفہومی و تشریحی ترجمہ)

اس روایت سے قبل کی متعدد مستند روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریمؐ غزوہ بدر کے روز ایک بار عین لڑائی کے وقت عریش سے اتر کر نیچے تشریف لائے اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ " جتنے مسلمان کفار کے ہاتھوں آج شہید ہوں گے وہ سب جنت میں جائیں گے' اللہ کے نزدیک وہ اس کے مقبول بندے ہیں۔"

جب رسول کریمؐ مسلمانوں سے یہ ارشاد فرما رہے تھے تو اس وقت بنی سلمہ کے بھائی عمیر بن حمام ہاتھ میں کچھ پھل لیے کھا رہے تھے۔ انہوں نے آپؐ کا یہ ارشاد گرامی سنتے ہی تلوار سنبھالی اور یہ کہتے ہوئے کہ " میں آج جب تک شہید نہ ہو جاؤں گا مجھ میں اور ان دوسرے شہیدوں میں جو مجھ سے پہلے شہید ہو چکے ہیں یقیناً" کافی فاصلہ رہے گا۔" کفار کی صفوں میں دندناتے ہوئے گھستے چلے گئے اور ان سے بڑی بہادری کے ساتھ معرکہ آرائی کے بعد آخر کار شہید ہو گئے۔ ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے ابی البختری کے قتل سے مجاہدین کو منع فرمایا تھا کیونکہ وہ آپؐ کی قوم کے قریب ترین کف میں سے تھا اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے مکے میں آپؐ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں دی تھی۔

نبی کریم ﷺ کی بدر سے مدینے کی طرف واپسی: جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر

میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتحیاب ہو کر سترہ ماہ رمضان المبارک کو جو ہجری کا تیسرا سال تھا مدینے کی طرف واپس ہونے لگے تو اس وقت بھی آپؐ نے لشکر اسلام کے قلب میں کھڑے ہو کر اسی طرح خطبہ دیا جس طرح آپؐ نے بدر میں تشریف آوری پر پہلے ہی دن مسلمانوں کو مخاطب فرما کر انہیں فتح کی مبارک باد دینے کے بعد راہ خدا میں ان کی دلاوری کی تعریف فرماتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں کی کثیر التعداد بے دین دشمن کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی امداد سے ان کے ایمان کی فتح تھی۔ آپؐ نے بدر میں قیام کے بعد سے وہاں سے رخصت ہونے تک تین شبانہ روز نماز اور دعا میں گزارے تھے۔

جب آپؐ ناقے پر سوار ہو کر میدان بدر سے کثیر مال غنیمت اور اسیران جنگ کو ساتھ لے کر مدینے کی طرف روانہ ہوئے وہ غزوہ بدر کی دوسری شب تھی اور اس وقت آپؐ کے جلو میں عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ چل رہے تھے۔ آپؐ نے انہیں بالترتیب مدینے کے اونچے اور نیچے علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے پاس آگے آگے فتح کی خوشخبری دے کر بھیج دیا۔ بدر میں فتح کی خوشخبری سب سے پہلے بنت رسولؐ رقیہ کو دی گئی جن کی علالت کی وجہ سے رسول ﷺ نے ان کے شوہر حضرت عثمانؓ کو غزوہ بدر کے موقع پر مدینے میں رکنے کی اجازت اور جنگ میں شرکت کے اجر کی بشارت دے دی تھی۔

حضرت زینبؓ کی مدینے میں تشریف آوری: ابن اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ جب ابوالعاص غزوہ بدر کے بعد مدینے سے رہا ہو کر مکے پہنچا تو اس کے پیچھے پیچھے آنحضرتؐ نے زید بن حارثہ اور ان کے ساتھ انصار کے ایک شخص کو وہاں بھیجا۔ وہ دونوں جب مکے میں ابو العاص کے مکان پر پہنچے تو اس وقت غزوہ بدر کو کم وبیش ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ زیدؓ بن حارثہ نے ابوالعاص سے کہا کہ "رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی زینبؓ کو اپنے پاس بلایا ہے' اگر آپ اجازت دیں تو ہم انہیں اپنے ساتھ مدینے لے جائیں۔" ابو العاصؓ نے زیدؓ بن حارثہ سے یہ سن کر کہا" زینبؓ اگر چاہیں تو اپنے والد ﷺ کے پاس چلی جائیں میں انہیں نہیں روکوں گا لیکن یہ بہتر ہوتا کہ آپ لوگ مکے سے باہر ٹھہر کر مجھے اس کی اطلاع دیتے تا کہ میں انہیں زاد سفر دے کر آپ کے پاس پہنچا دیتا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ مکے کے کچھ لوگ انہیں یہاں سے جانے نہیں دیں گے' تاہم میں ان سے کہے دیتا ہوں کہ وہ سامان سفر کی تیاری کریں۔"

جب حضرت زینبؓ کو اس کا علم ہوا تو وہ خوش ہو کر سفر کی تیاری کرنے لگیں۔ ابن

Marfat.com

اسحاقؒ کہتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن ابو بکرؓ نے بیان کیا کہ جب حضرت زینبؓ مکے سے مدینے جانے کے لیے سفر کی تیاری کر رہی تھیں تو جیسا کہ خود حضرت زینب نے عبداللہ بن ابو بکرؓ سے بیان کیا' ہند بنت عتبہ ان کے پاس آکر بولیں" میں نے سنا ہے کہ تم اپنے باپؐ کے پاس جارہی ہو کیونکہ وہ خود تو یہاں آنے اور عورتوں میں گھس کے تمہیں زبردستی لے جانے کی جسارت نہیں کر سکتے۔" ابن اسحاقؒ عبداللہ بن ابو بکرؓ کی زبانی مزید بیان کرتے ہیں کہ ہند بنت عتبہ کی یہ جلی کٹی باتیں سن کر حضرت زینبؓ نے اس سے پوچھا کہ آخر ان باتوں سے اس کا مطلب کیا تھا تو وہ مکاری سے بولی" میرا مطلب یہ ہے کہ بہرحال تم میری بنت عم (چچا کی بیٹی) ہو اور اگر تم اپنے باپ کے پاس جارہی ہو تو مجھے چپکے سے بتادو تاکہ میں تمہارے لیے ضروری سامان کے علاوہ کچھ زر نقد کا بندوبست بھی کردوں۔ کیونکہ ہمارے مردوں میں سے کسی کو اس کا علم ہو گیا تو وہ تمہارے ساتھ کوئی سامان تو کیا خود تمہیں بھی یہاں سے جانے نہیں دیں گے۔" جب حضرت زینبؓ نے مصلحتاً ہند کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا تو وہ جل بھن کر بڑبڑاتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی لیکن اس کے بعد وہی ہوا جس کا حضرت زینبؓ کو اندیشہ تھا یعنی یہ بات اسی رات کو قریش مکہ میں پھیل گئی اور جب صبح ہونے سے کچھ پہلے حضرت زینبؓ کے شوہر ابوالعاص کے بھائی کنانہ بن ربیع اپنے تیر کمان اور نیزہ کے ساتھ اونٹ پر بیٹھ کر انہیں ساتھ لے جانے کے لیے ان کے مکان پر آئے تاکہ وہ انہیں مکے سے باہر کچھ دور وہاں چھوڑ آئیں جہاں زیدؓ بن حارثہ اور ان کا انصاری ساتھی ابو العاص کے مشورے کے مطابق ان کے انتظار میں تھے۔ لیکن وہ حضرت زینبؓ کو لے کر ابھی مکے سے نکلے ہی تھے کہ قریش کے کچھ لوگ ان کے تعاقب میں آپہنچے۔ حضرت زینبؓ اپنے اونٹ کے ہودج میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ قریش میں سب سے پہلے ہبار بن اسود مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ فہری ان کے اونٹ کی طرف بڑھا اور اس کے ہودج میں نیزے کی نوک چبھو کر انہیں نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد ابو سفیان آگے بڑھ کر بولا" یہ ہمارے کف کی لڑکی ہے لہٰذا اس کے یہاں سے جانے نہ جانے کا فیصلہ میں کروں گا' ویسے یہ ہمارے سامان کے ساتھ بلکہ اس بچے کو لے کر جو اس کے شکم میں ہے اور ہماری ملکیت ہے یہاں سے کیسے جا سکتی ہے۔" اس کے بعد وہ حضرت زینبؓ کے دیور کنانہ بن ربیع کی طرف پلٹ کر بولا" کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس لڑکی کے باپ نے بدر میں اور اس کے بعد ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اور تم اسے اس طرح اپنے ہی ساز و سامان کے ساتھ یہاں

Marfat.com

تک حفاظت کے ساتھ رخصت کرنے آئے ہو۔ بہرحال میں اسے وضع حمل سے پہلے یہاں سے ہرگز نہیں جانے دوں گا۔" عبداللہ بن ابو بکرؓ نے ابن اسحٰقؒ کو بتایا کہ حضرت زینبؓ اس وقت واقعی امید سے (حاملہ) تھیں لیکن یہ قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے اس بچے کی ولادت مکے میں ہوئی یا جب وہ کسی نہ کسی طرح وہاں سے رخصت ہوئیں یا خود ابوالعاص نے انہیں مکے سے بحفاظت رخصت کر دیا تھا تو مدینے میں ہوئی۔

ابن اسحٰقؒ مذکورہ بالا حوالوں سے مزید بیان کرتے ہیں کہ اس کے کچھ عرصے بعد جب حضرت زینبؓ مدینے تشریف لے آئی تھیں تو ان کا شوہر ابو العاص شام کے تجارتی سفر سے مکے کی طرف واپس آتے ہوئے مدینے میں انہیں کے پاس ٹھہرا لیکن جب ان سے کچھ کاروباری لین دین کے بعد مدینے سے روانہ ہونے لگا تو مسلمانوں نے اسے روک لیا تاکہ وہ وہاں سے کوئی سامان اور زر نقد لے کر مکے نہ جا سکے لیکن آنحضرتؐ کو اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نے اپنے صحابہ سے فرمایا "یہ (اپنے خیال ہی میں سہی) تمہارا مہمان بن کر تمہارے پڑوس میں ٹھہرا تھا' اس لیے عربوں کی خصوصاً" اسلامی حمیت کا یہ تقاضا نہیں کہ تم اس کا مال چھین لو یا اسے کوئی تکلیف پہنچاؤ۔" (تشریحی ترجمہ)

جب ابوالعاص مدینے سے مکے پہنچے اور قریش کو معلوم ہوا کہ وہ مدینے ہو کر آرہے ہیں تو انہیں یقین ہو گیا کہ انہوں نے ان کے ذریعہ جو تجارتی مال شام بھیجا تھا اس کی قیمت یا اس کے بدلے میں جو مال تجارت وہاں سے لا رہے ہوں گے وہ سب مدینے میں مسلمانوں نے چھین لیا ہو گا اور اسی لیے وہ بے تحاشا دوڑتے ہوئے ان کے پاس آئے اور ان کے بارے میں ان سے پوچھ گچھ کرنے لگے تو ابوالعاص نے ان سب کے تجارتی مال کی قیمت منافع سمیت اور وہ سارا سامان جو ان کے تجارتی مال کے عوض وہ شام سے لائے تھے نکال کر ان کے سامنے ڈھیر کر دیا۔ پھر اس کے بعد بولے" اپنا سارا سامان اور زر نقد حساب کر کے دیکھ لو محمد ﷺ اور ان کے ساتھی تمہاری طرح لالچی اور بے حمیت نہیں ہیں' انہوں نے مجھے مہمان اور اپنی پناہ میں کہہ کر نہ اس سامان یا زر نقد میں سے کچھ لیا نہ مجھے کوئی تکلیف دی بلکہ مدینے سے کافی دور تک میرے ساتھ آکر مجھے بحفاظت مکے کے راستے پر چھوڑ گئے کیونکہ یہی محمد ﷺ کا جنہیں وہ خدا کا فرستادہ نبی کہتے اور اپنا پیشوا و مقتدا سمجھتے ہیں حکم تھا۔"

ابن اسحٰقؒ عبداللہ ابن ابوبکرؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس واقعے کے کچھ ہی عرصے بعد ابو العاص مدینے آکر اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر کے

Marfat.com

مسلمان ہو گئے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ ابو العاص کے مسلمان ہو جانے کے بعد آنحضرتؐ نے انہیں حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح اول کی بنیاد پر ان کے ساتھ قیام کرنے اور زن وشوئی کے تعلقات بدستور استوار رکھنے کی اجازت دے دی تھی لیکن بعض علماء اس روایت کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپؐ نے اپنی بیٹی حضرت زینبؓ کا نکاح ابو العاص سے دوبارہ پڑھایا اور ان کا مہر بھی از سر نو مقرر فرمایا تھا۔ یہ علماء اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ شریعت اسلامی کی رو سے اگر کوئی عورت کسی مرد سے اس وقت نکاح کرے جب وہ دونوں غیر مسلم ہوں اور پھر وہ عورت اپنے شوہر سے پہلے مسلمان ہو جائے جس طرح حضرت زینبؓ اپنے شوہر ابوالعاص سے پہلے مدینے آتے ہی مسلمان ہو گئی تھیں تو اس عورت کا اپنے غیر مسلم شوہر کے ساتھ کیاہوا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور وہ ایام عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح اور زن و شوئی کے تعلقات قائم کرنے سے قبل خواہ اس کا شوہر بعد میں مسلمان ہی کیوں نہ ہو گیا اس کے نکاح میں نہیں رہ سکتی لیکن اول الذکر علماء فقہا اس دوسری روایت کو ضعیف بتاتے ہوئے پہلی روایت کے جواز میں شریعت اسلامی ہی کے احکام کی رو سے کافی مضبوط دلائل کے ساتھ ثبوت وشواہد پیش کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سال سوم ہجری کے واقعات غزوہ ذی امر: سال سوم ہجری کے آغاز میں غزوہ نجد وقوع پذیر ہوا جسے غزوہ ذی امر بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب نبی کریمؐ غزوہ سویق سے واپس مدینے تشریف لائے تو آپؐ نے وہاں ماہ ذالحجہ کم وبیش پورا گزارا جس کے بعد آپؐ غزوہ نجد کے ارادے سے غطفان کی طرف تشریف لے گئے۔ اسی غزوہ نجد کو جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا غزوہ ذی امر بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ اس غزوے کے لیے روانگی کے وقت آنحضرتؐ نے مدینے کی نیابت عثمانؓ بن عفان کے سپرد فرمائی تھی۔ ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ اس موقع پر آنحضرتؐ نے نجد میں ماہ صفر پورا گزارا تھا۔ تاہم وہاں کفار سے مقابلے کی نوبت نہیں آئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو اطلاع ملی تھی کہ غطفان اور بنی ثعلبہ بن محارب کا ایک بہت بڑا گروہ جنگ کرنے کے لیے نجد کی طرف آرہا ہے، اسی لیے آپؐ ان سے مقابلے کے لیے روز پنجشنبہ جب کہ ماہ ربیع الاول سنہ ۳ھ ہجری کے دس دن گزر چکے تھے حضرت عثمانؓ کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کر کے خود ہی وہاں سے نجد کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اس معرکے کے لئے آپؐ گیارہ روز مدینے سے

Marfat.com

باہر رہے جہاں سو پچاس صحابہ بھی آپؐ کے ہمرکاب تھے۔ آپؐ مدینے سے روانہ ہو کر ان پہاڑوں کے اوپر سے گزرے اور آگے بڑھ کر پانی کے قریب اس علاقے میں ٹھہرے جسے عرب کے لوگ "ذوام" کہتے تھے۔ وہاں پہنچتے ہی زور کی بارش آ گئی جس سے آپؐ کا تمام لباس بھیگ گیا' چنانچہ آپؐ نے اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے کپڑے خشک ہونے تک وہیں درختوں کے سائے میں قیام فرمایا۔ البتہ آپؐ نے وہاں شب بسری کے لیے ایک الگ درخت کا انتخاب فرمایا۔واقدی مزید بیان کرتے ہیں کہ ادھر مشرکین کو وہاں آپؐ کے قیام کی اطلاع ملی تو انہوں نے باہم مشورہ کر کے اپنے ایک بہادر نوجوان کو جسے غورث بن حارث یا ومثور بن حارث کہا جاتا تھا آپؐ کی قیام گاہ کی طرف روانہ کیا اور اس سے قسم لے لی کر وہ آپؐ کو قتل کیے بغیر نہیں لوٹے گا۔ چنانچہ وہ بارش کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جب کہ آسمان پر اڈی ہوئی گھٹا کی وجہ سے ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا آپؐ کے پڑاؤ پر پہنچا اور عرب کے کھوجیوں کی طرح کسی نہ کسی طرح آپؐ کے سرہانے پہنچ گیا۔ آہٹ سے آپؐ کی آنکھ کھل گئی لیکن وہ فوراً" تلوار تول کر بولا"اے محمدؐ اب بتاؤ تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا" اللہ" اسی وقت جبریلؑ نے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کی حفاظت پر مامور تھے اس کے ہاتھ سے تلوار چھین کر آپؐ کو دے دی جس کے بعد آپؐ نے اسی کی تلوار کھڑے ہو کر اسے دکھائی اور فرمایا "اب تو بتا کہ تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ " اس نے کہا "کوئی نہیں" پھر دوسری ہی سانس میں بولا" اور میں **اشہد ان لاالہ الا للہ واشہد ان محمد رسول اللہ** اور قسم کھاتا ہوں کہ ابد تک دشمنوں کی کوئی جماعت آپؐ کا مقابلہ نہیں کر سکتی" اتنے میں آپؐ کے صحابہ آپؐ کی طرف دوڑ کر آئے اور پوچھنے لگے" یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوا؟" آپؐ نے فرمایا "تم اس طویل القامت آدمی کو دیکھتے ہو؟ یہ میرے سینے پر سوار ہو کر میرا سر کاٹنا چاہتا تھا لیکن اب اللہ کی وحدانیت اور میری نبوت کا اقرار کر کے داخل اسلام ہو گیا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ یہ خود تو کیا مشرکین کی کوئی جماعت میرے مقابلے میں نہیں آئے گی نیز یہ کہتا ہے کہ یہ اپنی قوم کو واپس جا کر اسلام لانے کی دعوت دے گا۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی تھی۔**یا ایھاالذین آمنو اذکرو نعمتہ اللہ علیکم.....الخ**"

بیہقی" کہتے ہیں کہ اس قسم کا ایک اور واقعہ بھی جسے " غزوہ ذات الرقاع" کہا جاتا ہے آنحضرتؐ کو پیش آیا تھا لیکن تاریخ میں ان دونوں واقعات کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا گیا

Marfat.com

ہے اگر یہ دونوں غزوات جن میں یکے بعد دیگرے غورث بن حارث کا ذکر کیا گیا ہے ایک ہی ہوتے تو پھر غورث بن حارث کا ذکر دوسرے غزوے میں کیوں آتا جب کہ وہ آپؐ کے دست مبارک پر بیعت کر کے پہلے ہی مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے ہمیشہ کے لیے آپؐ کے قتل سے ہاتھ اٹھانے کی قسم کھالی تھی؟ واللہ اعلم (مؤلف)

غزوہ فرع: ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ غزوہ ذی امر کی مہم سے فراغت کے بعد آنحضرتؐ نے مدینے میں ماہ ربیع الاول کم وبیش پورا گزارنے کے بعد ایک روز پھر مشرکین قریش کی جستجو کا قصد فرمایا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ اس موقع پر آپؐ نے مدینے میں اپنی نیابت کے لیے ابن ام مکتوم کا تقرر فرمایا۔ ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ مدینے سے روانہ ہو کر آپؐ نجران تک جو حجاز میں فرع کے قریب معدنی علاقہ ہے تشریف لے گئے اور دس روز مدینے سے باہر رہے، واللہ اعلم۔

بنی قینقاع: واقدی کا خیال ہے کہ ہجرت کے دو سال بعد جب کہ ماہ شوال نصف گزر چکا تھا، سینچر کے روز آنحضرتؐ پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی اور اس میں جن لوگوں کا ذکر ہے ان سے مراد بنی قینقاع کے یہودی تھے۔

"**کمثل الذین من قبلهم قریبا" ذاقوا وبال امرهم ولهم عذاب الیم**" ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو بنی قینقاع کے یہودیوں سے جنگ کا حکم دیا تھا۔ ابن اسحٰقؒ مزید کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے قبل آپؐ کو مدینے میں قیام پذیر بنی قینقاع کے یہودیوں کی خفیہ حرکات اور ان کی سازشوں کی اطلاع مل چکی تھی لیکن آپؐ نے اس آیت کے نزول کے بعد ان کے خلاف کارروائی کا قطعی فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ آپؐ نے انہیں انہی کے بازار میں جمع کر کے ان سے یوں خطاب فرمایا" اے گروہ یہود تم مشرکین قریش کے حال سے عبرت پکڑو جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے غرور کی سزا دی ہے اور تمہارے نبی مرسل (حضرت موسیٰؑ) کے ذریعہ خدا نے میری نبوت کے بارے میں جو تمہیں خبر دی ہے اس کے مطابق داخل اسلام ہو جاؤ اور اس کے حکم پر عمل کرو۔" آپؐ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر بنی قینقاع کے یہودی یک زبان ہو کر بولے" اے محمد ﷺ آپ اپنی قوم قریش پر جنگ بدر میں غلبہ حاصل کر کے مغرور نہ ہوں کیونکہ وہ لوگ تو حرب وضرب کی ابجد سے واقف نہیں ہیں لیکن اگر آپ نے ہم سے مقابلے کا ارادہ کیا تو آپ کو

Marfat.com

جنگ میں ہماری مہارت اور شجاعت دیکھ کر ہماری مردانگی کا پتہ چل جائے گا۔"

ابن اسحٰقؒ بیان کرتے ہیں کہ ان سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ بنی قینقاع یہودیوں کے ان پہلے لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس عہد نامے کی خلاف ورزی کی تھی جو آنحضرتؐ نے ہجرت کے بعد مدینے کے غیر مسلم قبائل سے کیا تھا نیز یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے بدر واحد کی لڑائیوں کے موقع پر نہ صرف یہ کہ معاہدے کے مطابق آپؐ کا ساتھ نہیں دیا تھا بلکہ آپؐ کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن جعفر (بن عبدالرحمٰن) بن مسور بن مخرمہ نے ابی عون کے حوالے سے بیان کیا کہ عرب کی کوئی عورت حلب سے بنی قینقاع کے بازار میں بطور کنیز لائی گئی تھی اور لوگ اسے خریدنے کے لیے وہاں جمع ہو گئے تھے لیکن وہ عورت اپنے منہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کنیز نہیں ہے اور نہ فروخت ہونا چاہتی ہے مگر ایک شخص نے اس کے پیچھے آکر اس کا نقاب اس طرح کھینچا کہ نہ صرف اس کے بال بلکہ کمر تک برہنہ ہو گئی اور لوگ قہقہے مار کر ہنسنے لگے' یہ دیکھ کر کسی مسلمان نے اس عورت کی کمر کا کپڑا نیچے کر دیا اور اس شخص کو تنبیہ بھی کی۔ وہ شخص یہودی تھا اس نے غصے میں آکر اس مسلمان کو قتل کر دیا جس کے بعد مسلمان اور یہودی مستقل طور پر ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ واللہ اعلم البتہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا جب آنحضرتؐ نے بنی قینقاع کے یہودیوں کو مخاطب کر کے انہیں حسب معاہدہ مسلمانوں کے ساتھ صلح صفائی سے رہنے اور داخل اسلام ہونے کے لیے کہا تو انہوں نے جواب میں جو کچھ کہا وہ سطور بالا میں درج کیا جا چکا ہے لیکن جب آپؐ نے ان کے ناشائستہ جواب پر مسلمانوں کو ان کے محاصرے کا حکم دیا تو عبداللہ بن ابی سلول جو درحقیقت ان یہودیوں کا سرکردہ اور منافقین میں سرفہرست تھا۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت عاجزانہ طور پر مسلمان اور ان یہودیوں دونوں کا خیر خواہ بن کر آپؐ سے ان یہودیوں کو معاف فرما دینے کی درخواست کی۔ اسی طرح عبداللہ بن صامت نے بھی جو بنی عوف میں سے تھے لیکن عبداللہ بن ابی کی طرح بنی قینقاع کے حلیف تھے آپؐ سے ان کی سفارش کی اور عرض کیا کہ اس معاہدے کی رو سے جو آپؐ نے مدینے کے مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کے درمیان ہمیشہ باہم مصالحت کے لیے کرایا ہے اب بھی فریقین میں مصالحت کرانے کے خدا کے نزدیک بھی پابند ہیں لہٰذا یہودیوں کی گزشتہ حرکات سے چشم پوشی فرما کر ان میں مصالحت

Marfat.com

کرا دیجئے۔

غزوہ اُحد: احد کی وجہ تسمیہ عموماً" یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس پہاڑی علاقے میں یہ پہاڑ واقع ہے وہاں دوسرے پہاڑوں کے درمیان یہ اپنی جگہ یکہ وتنہا سب سے الگ اور ممتاز نظر آتا ہے اس لیے اسے اس علاقے کے لوگ "احد" کہتے تھے لیکن بعد میں یہ سارا پہاڑی علاقہ اسی نام سے مشہور ہو گیا۔ غزوہ احد اسی علاقے میں ہجرت کے تیسرے سال ماہ شوال میں وقوع پذیر ہوا تھا یہ بیان زہریؒ' قتادہؒ' موسیٰ بن عقبہؒ' محمد بن اسحٰقؒ اور مالک کا ہے لیکن ابن اسحٰق نے اس کا وقوع خاص طور پر نصف شوال بتایا ہے اور قتادہؒ اس میں ماہ شوال کے دس دن گزر جانے کے علاوہ سنیچر کے دن کی تخصیص بھی کرتے ہیں۔ غزوہ بدر میں قریش مکہ کے سرداروں اور اس کے نتیجے میں ان کے اہل خاندانوں پر جو کچھ حادثہ گزرا تھا وہ اس کے زخم ابھی تک چاٹ رہے تھے کہ ان کے اس تجارتی قافلے پر جو ابو سفیان اور صفوان کی سربراہی میں شام سے لوٹ رہا تھا' نئی پتا پڑ گئی جس کی وجہ سے وہ واقعہ بدر سے پہلے کی طرح آپس میں پھر مشورہ کرنے لگے تاکہ وہ مسلمانوں سے ایک بار پھر دو ہاتھ کر کے اپنے گزشتہ نقصانات کا پورا پورا بدلہ چکا سکیں۔ چنانچہ وہ اس کے لیے ایک بڑی مجلس مشاورت کے بعد جس کا صدر نشین خود ابو سفیان تھا بڑے زور شور سے تیاری میں لگ گئے۔ تاہم یہ بات مسلمانوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی اس خبر سے مسلمانوں کی تھوڑی بہت پریشانی فطری تھی۔ قریش مکہ اپنی طرف سے پوری پوری تیاری کر کے آنحضرتؐ سے ایک بار پھر جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ پہلے ابو سفیان نے نہ صرف ان لوگوں کو جو مذکورہ بالا قافلے میں مسلمانوں کی زد سے بچ کر کے پہنچ گئے تھے اور ان کے حبشی غلاموں کو مسلمانوں سے جنگ کے لیے ابھارا بلکہ اپنے مطیع کنانہ واہل تہامہ وغیرہ قبائل کو بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور ابو عزہ عمرو بن عبداللہ الجحی کو بلا کر اس سے کہا "اے ابو عزہ تم عرب کے ایک قابل قدر مشہور و معروف شاعر ہو' کیا تم اپنی شعلہ نوائی سے کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے حرارت نہیں پیدا کر سکتے؟"

ابو عزہ بے چارہ ایک عیال دار اور مفلوک الحال شخص تھا جو پہلے بھی قریش مکہ کے بہلانے پھسلانے سے جنگ بدر میں شریک ہو گیا تھا اور اس جنگ میں اسیر ہو کر مدینے جا پہنچا تھا لیکن جب اسے نبی کریمؐ کے سامنے پیش کیا گیا تو رحمت عالم نے اس کی عیالداری اور افلاس کے پیش نظر اس پر ترس کھا کر اسے کسی فدیہ کے بغیر رہا کرنے کا حکم دے دیا تھا اور

وہ ابھی تک آپؐ کے اس احسان کو نہ بھولا تھا۔ اس لیے اس نے ابو سفیان کو جواب دیا کہ پہلے تو نبی کریمؐ نے اس کی عیالداری اور غریبی پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا تھا لیکن اس دفعہ مسلمان اسے قتل کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے اس نے ابو سفیان سے یہ بھی کہا کہ اسے اپنی جان کی تو پرواہ نہ تھی لیکن اگر اسے قتل کر دیا گیا تو اس کے بعد اس کے بال بچوں کا کیا ہو گا۔اس کے جواب میں ابو سفیان اور صفوان یک زبان ہو کر بولے " ارے تم اپنے اہل وعیال کی طرف سے بے فکر رہو۔ ہم ابھی سے ان کے لیے مال و دولت کے انبار لگائے دیتے ہیں اور اگر۔تم بفرض محال ہمارا ساتھ دینے میں اپنی جان بھی گنوا بیٹھے تو ہم تمہاری لڑکیوں کو اپنی لڑکیوں کی طرح پالیں گے اور ان کی حفاظت کریں گے۔"

الغرض صفوان اور ابو سفیان کے بہلانے پھسلانے سے ابو عزہ تہامہ پہنچ کر بنی کنانہ کے سامنے اپنے شعلہ آفریں اشعار سے ان میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکانے لگا۔ اس طرح نافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک بن کنانہ کے لوگوں میں جا کر اپنے شعلہ خیز اشعار سے انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارنے لگا۔

اس کے علاوہ مذکورہ بالا راویوں اور دیگر باخبر لوگوں کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جبیر ابن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جس نے حبشہ میں دور سے نشانے پر خنجر پھینکنے کی مشق اور اس میں مہارت حاصل کی تھی بلایا اور اس سے کہا" اگر تو نے مسلمانوں سے آئندہ جنگ میں محمد ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب اور ساتھ ہی میرے چچا طعیمہ بن عدی کو قتل کر دیا تو تجھے سارے عرب میں سب سے بڑا نشانہ باز اور بہادر سمجھا جائے گا۔" راوی کہتا ہے کہ قریش کا لشکر مکے سے روانہ ہو کر بڑھتے بڑھتے مدینے کے بالکل سامنے اس وادی کے کنارے آکر رکا جہاں دو پہاڑی چشمے تھے۔

جب رسول اللہ ﷺ کو قریش کے اس لشکر کی وہاں آمد اور پڑاؤ کی خبر ملی تو آپؐ نے اسے نیک فال فرما کر مسلمانوں سے مزید فرمایا کہ آپؐ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آپؐ گائے ذبح کر رہے ہیں آپؐ کی تلوار کے قبضے میں روشن ترین ہیرا جڑا ہوا ہے اور جب آپؐ ایک سنگلاخ علاقہ طے کر کے آگے بڑھے تو آپؐ کے سامنے مدینہ تھا۔ اس حدیث کی روایت کرتے ہوئے بخاری و مسلم کے علاوہ جملہ محدثین نے ابی کریب' ابی اسامہ' برید بن عبداللہ بن ابی بردہ' ابی بردہ اور ابی موسیٰ اشعریؓ کے حوالے سے اس کی جملہ تفصیلات بیان کی ہیں اور بتایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ خواب بیان فرماتے ہوئے مسلمانوں کو مکے سے

Marfat.com

اپنی ہجرت سے لے کر مدینے میں اپنی تشریف آوری، پھر جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مسلمانوں کی فتح اور آخر میں گائے کو ذبح کرنے اور اپنی تلوار کے قبضے میں بے حد چمک دار ہیرے کی موجودگی اور ایک سنگلاخ علاقہ سے گزر کر مدینے کی سرسبز وشاداب سرزمین میں اپنے داخلے کو رویائے صادقہ کے ذریعہ خیرو برکت کی بشارت بتایا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ خواب غزوہ احد میں کفار پر مسلمانوں کی فتح کا صاف اشارہ ہے جو انہیں جنگ بدر کے بعد حاصل ہونے والی تھی۔ آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر مسلمانوں میں جوش و خروش پیدا ہوا خصوصاً" وہ لوگ جو کسی عذر کی بنا پر جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس پر اپنی ندامت کے ساتھ قریش کے خلاف اس جنگ میں شرکت کے لیے مستعدی کا اظہار کرنے لگے۔

بیہقی" کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے جنگ بدر کے موقع پر اپنی تلوار ذوالفقار پر دھار رکھ کر اسے صیقل بھی کرایا تھا اور اس کی چمک دمک واقعہ احد تک اسی طرح برقرار تھی۔ بیہقی ہی بیان کرتے ہیں کہ وہ چند مسلمان جو جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اب احد کے قریب کفار کے پڑاؤ اور ان کے خلاف آنحضرتؐ کے حکم سے جنگ کی تیاری کی خبر سن کر باغ باغ ہو گئے تھے۔

مسلمانوں میں سے اکثر اہل الرائے کا مشورہ یہی تھا کہ دشمن سے آگے بڑھ کر مقابلہ کیا جائے تاکہ وہ مدینے کے نزدیک نہ آسکے۔ چنانچہ اتفاق رائے سے یہی طے پایا۔ آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو دشمن سے مقابلے کی اجازت دے دی تو سب اس کی تیاری میں فوراً" مشغول ہو گئے۔ جن مسلمانوں نے سب سے زیادہ دشمن سے مقابلے کا اشتیاق ظاہر کیا ان میں پیش پیش حضرت حمزہؓ تھے۔ تاہم جب آنحضرتؐ صحابہ کے ساتھ قریش سے مقابلے کے لیے مدینے سے احد کی طرف روانہ ہوئے تو سب سے آگے وہ لوگ تھے جنہیں غزوہ بدر میں شرکت کا موقع نہ مل سکا تھا۔

جب نبی کریم ﷺ احد کی جانب بڑھے تو اس وقت آپؐ کے ہمراہ ایک ہزار مسلمانوں پر مشتمل جماعت تھی جب کہ قریش کے لشکر کی مجموعی تعداد تین ہزار تھی لیکن جب آپؐ احد کے مقام پر پہنچے تو عبداللہ ابن ابی ابن سلول اپنے تین سو ساتھی لے کر مسلمانوں سے علیحدہ ہو گیا۔ بیہقی نے احد میں باقی مسلمانوں کی یہی تعداد یعنی سات سو بتائی ہے لیکن زہری سے منقول ہے کہ آخر میں ان مسلمانوں کی مجموعی تعداد جو قریش کے مقابلے کے لیے احد

Marfat.com

میں باقی رہ گئے تھے صرف چار سو تھی' واللہ اعلم۔

موسیٰ بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین قریش میں جنگ احد کے موقع پر ان کے ساتھ خالدؓ بن ولید بھی تھے جو ان کی قیادت کر رہے تھے اور ان کے لشکر میں سو گھوڑے تھے اور ان کا پرچم عثمان بن طلحہ کے پاس تھا۔ مسلمانوں کے پاس گھوڑے کے نام سے ایک سواری بھی نہ تھی۔ ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے مدینے میں اپنا خواب بیان فرمایا تو اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو لوگ چاہیں مدینے میں ٹھہریں اور جو لوگ چاہیں آپؐ کے ساتھ کفار سے مقابلے کے لیے باہر چلیں اور اس کے بعد آپؐ نے لباس حرب زیب تن فرما لیا۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول جو پہلے ہی لیت و لعل میں تھا آپؐ کے اس ارشاد سے دل میں بہت خوش ہوا اور اس نے آپؐ سے صاف صاف کہہ دیا کہ اس کے نزدیک یہی بہتر ہو گا کہ مدینے میں ہی ٹھہرا جائے اور جب دشمن مدینے پر حملہ کرے تو شہر کے اندر ہی رہ کر اس کا مقابلہ کیا جائے لیکن کفار سے جنگ کے لیے مسلمانوں کا جوش و خروش اس درجہ بڑھ چکا تھا کہ وہ سب کے سب مدینے سے باہر نکل کر میدان میں ان کا مقابلہ کرنا چاہتے تھے خصوصاً" جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا' وہ لوگ جنہیں جنگ بدر میں شرکت کا موقع نہیں مل سکا تھا اس کے لیے حد سے زیادہ بے تاب تھے' راوی کہتا ہے کہ جب نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے تو بعد نماز ایک شخص نے آپؐ کے قریب آکر عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ اگر آپؐ کا حکم ہو تو مدینے میں ٹھہریں گے لیکن ہماری تمنا ہے کہ دشمن سے مقابلے کے لیے باہر جایا جائے' ویسے بھی آپ لباس حرب زیب تن فرما چکے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ بھی میدان میں تشریف لے جا کر کفار سے مقابلے کو پسند فرماتے ہیں' لہٰذا ہماری گزارش ہے کہ آپ ہمارے لیے مدینے سے باہر نکل کر ان سے مقابلے کا حکم صادر فرمائیں۔"

جملہ راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریمؐ مسلمانوں کے متفقہ فیصلے کے بعد مدینے میں محصور رہ کر کفار کو وہاں تک آنے کا موقع ہرگز نہیں دینا چاہتے تھے جس کا اظہار آپؐ کی طرف سے اس وقت ہی ہو چکا تھا جب آپؐ نے مسلمانوں سے اپنا خواب بیان فرما کر انہیں دشمن پر فتح کی بشارت دی تھی۔ لیکن آپؐ آخر تک یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ مسلمان اس سلسلے میں کسی تذبذب کا شکار تو نہیں ہیں۔ چنانچہ جب آپؐ کو عامتہ المسلمین کے جذبات سے اس سلسلے میں بخوبی آگاہی ہو گئی جس کا ذکر اوپر کیا گیا تو آپ نے ابن مکتوم کو مدینے میں

Marfat.com

اپنا نائب مقرر فرما کر اور کچھ لوگ شہر کی حفاظت کے لیے ان کے پاس چھوڑ کر باقی لوگوں کو مدینے سے روانگی کا حاکم صادر فرما دیا۔ تاہم عبداللہ بن ابی ابن سلول نے پہلے تو اپنے پہلے مشورے پر زور دے کر مدینے ہی میں قیام پر اصرار کیا لیکن مسلمانوں کے جوش و خروش اور آنحضرتؐ کے فیصلے اور آپؐ کے حکم کے پیش نظر وہ بھی اپنے ہم رائے لوگوں کا گروہ لے کر مدینے سے احد تک آپؐ کے ہمراہ بظاہر مشرکین سے مقابلے کے لیے آیا لیکن وہاں کفار کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے کئی گنا زیادہ دیکھ کر اسے اپنی پچھلی رائے پر اصرار کا دوبارہ موقع مل گیا اور وہ یہ کہہ کر کہ دشمن کے اس کثیر التعداد لشکر کے مقابلے میں مسلمانوں کی شکست یقینی ہے آنحضرتؐ سے کسی معذرت کے بغیر اپنے تین سو ساتھی لے کر مدینے واپس چلا گیا۔

بہر کیف مدینے کے جملہ انصار آنحضرتؐ کے اتباع میں آپؐ کے ہمراہ مدینے سے احد آ گئے تھے۔ انہوں نے مدینے کے ان یہودیوں کی جو ان کے حلیف تھے ان کا ساتھ دینے یا نہ دینے کی بھی پروا نہیں کی تھی اور انہوں نے ان سے صاف کہہ دیا تھا کہ "ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ مدینے سے روانگی کے بعد احد سے پہلے بنی حارثہ کی بستی میں ٹھہرے جہاں داخل ہوتے ہی ایک وحشی گھوڑا آپؐ کے پیچھے لگ گیا لیکن کلاب نے اپنی تلوار نکال کر اسے ہٹانے کے لیے اس پر حملہ کرنا چاہا تو آپؐ نے فرمایا "اپنی تلوار کو ابھی سے کیوں استعمال میں لاتے ہو، ابھی تو اسے بہت سی تلواروں کا سامنا کرنا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔" (ترجمہ تشریحی)

جب آنحضرتؐ بنی حارثہ کی بستی میں پہنچے تو آپؐ نے وہاں کے کچھ لوگوں کے سامنے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ وہ دیکھیں کہ اس بستی سے کون کون ان کے ساتھ کفار کے مقابلے کے لیے جانا چاہتا ہے۔ آپؐ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر بنی حارثہ بن حارث کے بھائی ابو خثیمہ نے مودبانہ عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ اس کے لیے سب سے پہلے میں حاضر ہوں۔" ابو خثیمہ کی زبان سے یہ سن کر آپؐ نے اظہار مسرت فرمایا اور پہلے انہی کے مکان کی طرف چلے جس کے راستے میں ایک چھوٹا سا قطعہ اراضی پڑتا تھا۔ جب آپؐ وہاں سے گزرنے لگے تو مربع بن قیظی نے جس کی ملکیت وہ قطعہ اراضی تھا آپؐ کے قدموں کی آہٹ سن کر چیخ کر پوچھا "کون ہے؟" اس کے اس سوال کے جواب میں کسی

Marfat.com

نے کہا "رسول اللہ ﷺ" مربع بن قیظی نابینا تھا اس لیے وہ آپؐ کو دیکھ نہیں سکا تھا۔ پھر بھی وہ غصے سے بولا " اگر (نعوذ باللہ) تو نبی (رسول اللہ) ہوتا تو (مجھے بتائے بغیر) اس زمین سے جو میری ملکیت ہے کس طرح گزر سکتا تھا؟" اس کی یہ زبان درازی گستاخی اور بے ادبی دیکھ کر لوگوں نے چاہا کہ اسے قتل کر دیں لیکن آپؐ نے انہیں روک کر ارشاد فرمایا "اسے قتل نہ کرو، یہ کور چشم ہی نہیں کور باطن بھی ہے۔ ابن اسحٰقؒ کی اس روایت میں یہ بھی ہے کہ مربع بن قیظی نے آپ کو اس بے ادبی کے ساتھ گستاخانہ انداز میں مخاطب کرنے سے پہلے آپؐ پر اور آپؐ کے ہمراہیوں پر زمین سے مٹی اٹھا کر پھینکی تھی، ابن اسحاق یہ بھی کہتے ہیں کہ ان سے کسی نے یہ بھی کہا تھا کہ مربع بن قیظی کے ہاتھ میں اس وقت مٹی کا ایک ڈھیلا تھا اور اس نے آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے کہا تھا "اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ ڈھیلا کسی اور کے بھی لگ سکتا ہے اور میں تیرا منہ دیکھ سکتا تو اسے سیدھا تیرے منہ پر کھینچ مارتا۔" تاہم جب کچھ لوگ اس کی اس انتہائی کمینی اور ناقابل برداشت حرکت پر اسے قتل کرنے کے لیے آگے بڑھے تو آپؐ نے اپنی فطری بردباری اور نرم مزاجی کی بناء پر انہیں روک دیا۔ البتہ بنی عبدالاشہل کے بھائی سعد بن زید سے آنحضرتؐ کی شان میں مربع کی یہ گستاخی برداشت نہ ہو سکی اور انہوں نے آپؐ کے روکتے روکتے اس کے سر پر اپنی کمان سے ضرب لگا ہی دی جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ بنی حارثہ کی بستی سے روانہ ہو کر جب آپؐ احد کے پہاڑی علاقے میں پہنچے تو آپؐ نے بنی قیلہ کی زرعی زمین سے کسی قدر دور ایک پہاڑ کے دامن میں مسلمانوں کو پڑاؤ کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ آپؐ کی اجازت کے بغیر دشمن سے جنگ نہ کی جائے۔ جب کسی نے آپؐ سے عرض کیا کہ آیا وہ جگہ مسلمانوں کے پڑاؤ کے لیے مناسب تھی جب کہ دشمن کی کمین گاہ سامنے ہے اور سارا اسلامی لشکر اس کی زد میں ہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا "کیا کفار کی طرح ہم بھی بنی قیلہ کی زرعی زمینیں روند کر اپنے پڑاؤ کے لیے اس سے بہتر جگہ تلاش کریں؟" تاہم آپؐ نے مسلمانوں کو کسی بڑی پہاڑی پر پڑاؤ کی اس تنبیہ کے ساتھ اجازت دے دی کہ وہاں تک پہنچنے کے لیے خواہ کتنا ہی طویل چکر کیوں نہ کاٹنا پڑے لیکن قریب کی کسی بستی کی کھیتیوں کو کسی حالت میں ہرگز پامال نہ کیا جائے۔

آنحضرتؐ نے اس روز بنی عمرو بن عوف کے بھائی عبداللہ بن جبیر کو جو سفید لباس میں ملبوس چالیس مسلمان تیر اندازوں کی قیادت کر رہے تھے حکم دیا کہ وہ اپنی کمین گاہ کسی

Marfat.com

ایسی جگہ بنائیں جہاں دشمن ان پر دائیں بائیں یا آگے پیچھے سے حملے کے لیے آسانی کے ساتھ نہ پہنچ سکیں اور جب تک دوسرا حکم نہ دیا جائے وہاں سے نہ ہٹیں۔ آپؐ کے اس حکم کی مستند روایت ہم انشاء اللہ آگے چل کر صحیحین (صحیح مسلم و صحیح بخاری) سے حسب موقع پیش کریں گے(مؤلف) غزوہ احد کے روز آنحضرتؐ کے جسم مطہر پر ایک کے اوپر ایک دو زرہیں تھیں اور آپؐ نے اپنا علم بنی عبدالدار کے بھائی مصعب بن عمیر کے سپرد کر دیا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ احد میں کفار کے لشکریوں کی تعداد تین ہزار تھی اور ان کے ساتھ دو سو اسپ سوار تھے جنہیں لشکر کے میمنہ (دائیں بازو) اور میسرہ(بائیں بازو) دونوں پر برابر برابر رکھا گیا تھا اور میمنہ کی قیادت خالد بن ولید کے سپرد تھی جب کہ عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام کو میسرہ پر رکھا گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے روز اپنی ایک تلوار مجاہدین اسلام کو دکھا کر ارشاد فرمایا "اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کے لیے کون لینا چاہتا ہے۔" یہ سن کر بہت سے لوگ آگے بڑھے لیکن آپؐ نے تلوار ان میں سے کسی کو نہ دی۔ یہ دیکھ کر ابو دجانہ سماک بن خرشہ (بنی ساعدہ کے بھائی) اٹھ کر آپؐ کے سامنے آئے اور عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ اس تلوار کا حق کیا ہے؟" آپؐ نے ارشاد فرمایا" اس کا حق یہ ہے کہ جب کوئی مجاہد یہ تلوار لے کر دشمن کی کسی صف میں گھسے تو اس طرح لڑے کہ لڑتے لڑتے یہ تلوار ٹیڑھی ہو جائے۔" ابو دجانہ نے بے دھڑک مگر مودبانہ عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ اس تلوار کا یہ حق انشاء اللہ میں ادا کروں گا۔" ابودجانہؓ کی زبان سے یہ سنتے ہی آپؐ نے اپنی وہ تلوار ان کے حوالے کر دی۔

ابن اسحٰقؒ نے اس واقعے کے بارے میں اپنی روایت تفصیلاً بیان کی ہے۔ مسلمؒ ابی بکر اور عفان کے حوالے سے اس واقعے سے متعلق روایت پیش کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ابودجانہؓ آنحضرتؐ سے آپؐ کی وہ تلوار لیتے ہی لشکر کفار کی اگلی صفوں میں گھمسان کی دست بدست جنگ کے لیے انہیں چیرتے ہوئے بہت دور تک چلے گئے تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابو دجانہؓ بہت بہادر شخص تھے اور ان کی وردی پر ایک امتیازی سرخ نشان چمکتا رہتا تھا جس کی وجہ سے جنگ میں انہیں پہچان لینا آسان ہوتا تھا لیکن جہاں کوئی دشمن پہچان کر قتل کرنے کے لیے ان کی طرف بڑھتا تھا وہ خود آگے بڑھ کر ایک ہی وار میں اسے دو ٹکڑے کر دیتے تھے اور فخر سے سربلند کیے دشمن کی اگلی صفوں میں گھستے چلے جاتے تھے۔

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ ان سے عمر بن خطابؓ کے غلام عبداللہ بن اسلم نے انصار بنی سلمہ کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کیا کہ جب آنحضرتؐ سے ابو دجانہؓ کی فخریہ رجز کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ کو (اپنے بندوں کے) فخر وغرور ناپسند ہیں لیکن اس کے نزدیک ابودجانہ کی یہ فخریہ رجز قابل معافی ہے اور اس کی وجہ اس کا دشمن کے سامنے حسب موقع ہونا ہے۔"(تشریحی ترجمہ)

ابن ھشام بیان کرتے ہیں کہ انہیں متعدد باخبر لوگوں نے بتایا کہ جب آنحضرتؐ نے ابودجانہؓ کو غزوہ احد میں کفار سے جنگ کے لیے اپنی ایک تلوار عطار فرمائی تھی تو زبیرؓ بن عوام نے کچھ لوگوں سے کہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا ہوں اور اس رشتے سے آپؐ کا بہت قریبی عزیز ہوں لیکن آپؐ نے اپنی ایک تلوار میری بجائے نہ جانے کیوں ابوجانہؓ کو عطا فرمائی؟" تاہم سب جانتے ہیں کہ ابو دجانہؓ نے آپؐ کی اس تلوار کا نہ صرف غزوہ احد میں حق ادا کیا بلکہ ساری زندگی مرتے مرتے اس کا اس طرح حق ادا کرتے رہے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا تھا۔

غزوہ احد میں نبی کریم کی دعائیں: امام احمدؒ بیان فرماتے ہیں کہ انہیں مروان معاویہ الفراری اور عبدالواحد بن ایمن مکی نے ابن رفاعہ رزقی اور ان کے والد کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ احد کے روز طلوع سحر سے لے کر آخر وقت تک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس سے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت و سلامتی کی دعائیں فرماتے رہے اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' جب آپؐ ایک دشمن اسلام کے پتھر لگنے سے شدید طور پر زخمی ہو گئے تھے اور آپؐ کے چار دندان مبارک شہید ہونے کے علاوہ آپؐ کے خود کی دو کڑیاں آپؐ کے رخسار مبارک میں پیوست ہو کر اندرونی استخوان میں جا بیٹھی تھیں جنہیں آپؐ کے دو صحابہ کرام نے مل کر وہاں سے باہر نکالا تھا اور اس وقت اس زخم کے خون نے آپؐ کے پورے چہرہ مبارک کو تر کر دیا تھا اور اس کے علاوہ آپؐ کے نیچے کے مسوڑھوں سے بھی مسلسل خون جاری تھا اس وقت بھی آپؐ کے شگاف یافتہ لبہائے مبارک پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا' اس کا شکر ہی تھا اور آخر میں آپؐ نے صرف اتنا فرمایا تھا" یا اللہ ! یہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔" اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رحمت عالم ﷺ کو ایسی حالت میں بھی نہ صرف عربی قوم بلکہ اس کے حوالے سے تمام بنی نوع انسان کی فلاح کی فکر لاحق تھی اور آپؐ اللہ تعالیٰ سے اس کی اصلاح اور

Marfat.com

فلاح و بہبود کے متمنی تھے۔

حضرت حمزہؓ اور دیگر شہدائے احد کی نماز جنازہ: ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ ان سے متعدد اشخاص نے مقسم اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے حضرت حمزہؓ کی لاش دھوپ سے سائے میں منگوا کر سات تکبیروں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح آپؐ نے دیگر شہدائے احد میں سے ہر شہید کی نماز جنازہ یکے بعد دیگرے پڑھائی اور یوں آپؐ نے الگ الگ لیکن مجموعی بہتر نماز پڑھائیں۔

میرے نزدیک یہ روایت غریب اور اس کی سند ضعیف ہے(مؤلف) سہیل کہتے ہیں کہ یہ بات علمائے امصار میں سے کسی فرد واحد نے نہیں بتائی۔ بہرکیف غزوہ احد کا ذکر کرتے ہوئے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ان سے عفانؒ حمادؒ اور عطارؒ بن سائب نے شعبیؒ اور ابن مسعودؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ اس جنگ میں خواتین مجاہدین اسلام کے پیچھے پیچھے لیکن جہاں تک ہو سکا ان کے قریب رہیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی اور حسب ضرورت بلا امتیاز ان کی مرہم پٹی بھی کرتی رہیں کیونکہ اس وقت انہیں دنیا اور دنیاوی رشتوں کا مطلق خیال نہیں تھا۔

احد میں جو لوگ حکم رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے اور جن کی لغزش سے مسلمانوں کی فتح عارضی طور پر بظاہر شکست میں بدل گئی تھی ان میں سے سات انصار اور دو مہاجر تھے اور ساتوں انصار کفار کے ہاتھوں قتل ہو گئے تھے۔ شاید اسی لیے آنحضرتؐ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ جن لوگوں کو دشمن کی یلغار روکنے کے لیے تیر اندازی پر مقرر کیا گیا تھا اگر انصار مہاجرین میں سے ان کی تعداد مساوی ہوتی تو بہتر تھا۔

مستند روایات سے معلوم ہوا کہ ابو سفیان نے کہا تھا کہ ”ذرا حمزہؓ کی لاش پر تو نظر ڈالو‘ ہند بنت عتبہ نے اس کا کلیجہ نکال کر چبایا لیکن افسوس کہ وہ اسے نگل نہ سکی۔“ اس کا جواب حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کے حکم سے آپؐ ہی کے الفاظ میں یہ دیا تھا ”ہند حمزہؓ کا کلیجہ اس لیے نہ نگل سکی کہ اس کے جسم کے ساتھ حمزہ کے جسم کا کوئی حصہ اللہ تعالیٰ کو آتش دوزخ میں جلنا منظور نہیں تھا۔“

حضرت حمزہؓ اور دیگر شہدائے احد کے جنازوں پر الگ الگ ستر نمازیں پڑھی جانے کی وجہ بعض باخبر لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ جب حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ باقی دوسرے شہداء کی لاشیں ایک جگہ اکٹھی کر دی گئیں تو پہلے آنحضرتؐ نے ان میں سے حضرت حمزہؓ کی

Marfat.com

لاش الگ کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اسے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ پھر اسی طرح ہر شہید کی لاش یکے بعد دیگرے الگ کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھائی جاتی رہی اور ان میں سے ہر ایک کو دوبارہ حضرت حمزہؓ کی لاش کے برابر ایک قطار میں رکھا جاتا رہا اور اس طرح ان لاشوں پر جن میں حضرت حمزہؓ کی لاش بھی شامل تھی جنازے کی نمازوں کی مجموعی تعداد ستر ہو گئی تھی۔ بخاریؒ نے اس روایت کو صحیح بتایا ہے۔ جس روایت کو بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہ سب نے ملتے جلتے الفاظ میں بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ احد میں جتنی مسلمان عورتیں موجود تھیں وہ سب اپنے اپنے قریبی عزیزوں کی لاشوں کو دیکھ کر سوگوار ہو جاتی تھیں یا گریہ زاری کرنے لگتی تھیں۔ انہی عورتوں میں صیفہ بنت عبدالمطلب بھی تھیں جو اپنے بھائی حضرت حمزہؓ کی لاش کی حالت دیکھ کر پہلے فطرۃ زارو قطار رونے لگی تھیں لیکن انہوں نے بھی اسے "رضائے الٰہی" کہہ کر بڑے صبر کا ثبوت دیا تھا۔ تاہم عمرو بن جموح کی بیوی کے صبرو استقامت اور نبی کریمؐ سے محبت کی تاریخ اسلام میں بہت کم نظیر ملتی ہے۔ اسے یکے بعد دیگرے اس کے باپ، بھائی اور خاوند کی شہادت کی خبر دی گئی لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس نے انہیں سنا ہی نہ ہو۔ وہ قدم قدم پر ہر شخص سے نبی کریمؐ کی جان کی سلامتی کے بارے میں پوچھتی تھی اور جب اسے ان سب نے ایک ہی جواب دیا کہ خدا کے فضل و کرم سے آنحضرتؐ صحیح سلامت ہیں تو اس نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر جب وہ اس جگہ پہنچی جہاں اس کے باپ، بھائی اور خاوند کی لاشیں پڑی تھیں تو اس کی آنکھوں میں فطرتاً" آنسو امڈ آئے۔ لیکن وہ فوراً" ہی سنبھل کر بولی "خدا کا لاکھ شکر ہے کہ یہ تینوں خدا کی راہ میں اس کے دین اسلام اور اس کے رسولؐ پر بشوق قربان ہو گئے۔"

غزوہ احد کے بعد آنحضرتؐ نے ایک روز مسجد میں منبر سے حاضرین کو مخاطب فرماتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ کو لشکر قریش کے مقابلے میں فدایان اسلام کی تعداد حد سے زیادہ کم ہونے کے باوجود ان کے اتنی تعداد میں شہید ہونے کا فطری طور پر افسوس ضرور ہوا لیکن اس سے زیادہ اس کی خوشی ہوئی کہ ان سب نے فرداً" فرداً" خدا کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے آخرت کمائی اور اس کے نزدیک بلاشبہ سرخرو ہو گئے۔" (مفہومی ترجمہ)

یاد رہے کہ اکثر مستند روایات کے مطابق شہدائے احد کو ان کے زخموں سے چور چور جسموں کی وجہ سے بغیر غسل دیے دو دو تین تین کر کے ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا اور

Marfat.com

ان میں سے اکثر کو ایک ہی کفن دیا گیا تھا اور زندہ بچ جانے والے مجاہدین اسلام کو یہ کہتے سنا گیا تھا کہ "کاش ان شہدا کی جگہ ہم ہوتے۔" شہیدوں کے زخموں سے چور جسموں کو دیکھ کر وہ کہتے تھے کہ "اللہ کی راہ میں ان جان دینے والوں کے یہ زخم ترو تازہ گلاب کے پھولوں کی طرح مہکیں گے بلکہ ان سے مشک کی خوشبو آئے گی۔" اور واقعہ بھی یہی ہے کہ جیسا بعض مستند روایات سے معلوم ہوا۔ ان شہیدوں کے مقابر پر ان کا کوئی عزیز فاتحہ خوانی کے لئے جب بھی گیا اسے بلا استثناء ہر قبر سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی محسوس ہوئی۔

جیسا کہ ابن ماجہ نے محمد بن یحییٰ، اسحاق بن محمد الفروی اور عبداللہ بن عمر کی زبانی ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن جحش اور ان کے والد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حمنہ بنت جحش کو ان کے بھائی کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں تو وہ بولیں "اللہ اس پر رحم فرمائے" اور پھر انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر خاموش ہو گئیں لیکن انہیں جب ان کے شوہر کی شہادت کی خبر دی گئی تو وہ پہلے تو دم بخود رہ گئیں اور پھر آبدیدہ ہو گئیں پھر جب اس کا ذکر آنحضرتؐ سے کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ عورت کی نظر میں اس کے شوہر سے عزیز تر دنیا کی کوئی شے نہیں ہوتی۔

آنحضرتؐ کی احد سے مدینے کو واپسی: موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ احد سے فراغت کے بعد مدینے کی طرف واپس روانہ ہوئے تو آپؐ کو راستے میں مکے سے آتا ہوا ایک شخص ملا۔ آپؐ کو اس نے بتایا ابو سفیان اور اس کے ساتھی ایک جگہ پڑاؤ ڈالے ملے تھے جہاں اس نے ابو سفیان کو اپنے ساتھیوں سے کہتے سنا کہ جو جان ومال وہ احد میں لٹا آئے ہیں اس پر افسوس نہ کریں نہ مایوس وبددل ہوں کیونکہ قوم کی شوکت اور ولولہ ابھی ان میں باقی ہے، اس لیے عروہ مسلمانوں سے مقابلے کے لیے ایک بار پھر تیاری کریں اور اب کے انہیں نیست ونابود کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ اس شخص کی زبان سے یہ سن کر آپؐ نے ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں میں جانے کا ارادہ فرمایا اور اپنے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا۔ عبداللہ ابن ابی نے کہا کہ اس مہم میں وہ بھی آپؐ کے ہمرکاب ہو گا لیکن آپؐ نے فرمایا کہ قریش کے تعاقب میں صرف جنگ میں آزمودہ کار لوگ جائیں گے۔ محمد بن اسحٰق اپنی کتاب مغازیہ میں لکھتے ہیں کہ غزوہ احد نصف ماہ شوال گزرنے کے بعد وقوع پذیر ہوا تھا اور اس دن سنیچر کا روز تھا اور اگلے روز یک شنبہ تھا اور اسی روز آپؐ نے اپنے منتخب صحابہ کے ساتھ ابو سفیان کے تعاقب کا ارادہ فرمایا تھا۔

Marfat.com

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ جب ہر طرح تیاری کے بعد آنحضرتؐ کے معلن نے آپؐ کی اجازت سے آپؐ کی اور آپؐ کے منتخب صحابہ کی روانگی کا اعلان کیا تو بنی عبدالاشہل کے ایک شخص نے کہا کہ وہ اور اس کا بھائی گزشتہ روز غزوہ احد میں شریک تھے لیکن آج شدید زخموں کی حالت میں مدینے واپس جارہے ہیں "تاہم اگر ہم کسی سواری پر سوار ہونے کے قابل ہوتے تو نبی کریم ہمارے جذبہ جہاد کے پیش نظر ممکن تھا کہ ہمیں بھی اس مہم میں شرکت کی اجازت دے دیتے۔"

ابن اسحٰقؒ مزید بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کے ہمراہیوں نے جہاں تک ہو سکا ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ آپؐ حمراء الاسد تک جا پہنچے جہاں سے ایک قریبی راستہ مدینے کو جاتا تھا اور مدینہ وہاں سے صرف آٹھ میل کے فاصلہ پر تھا لیکن اس وقت تک ابو سفیان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکے کی طرف بہت دور جا چکا تھا۔ اس لیے آپؐ نے حمراء الاسد میں دو شنبہ، سہ شنبہ اور چہار شنبہ کو قیام فرمایا اور اگلے روز مدینے کی طرف روانہ ہو گئے جہاں ابن ام مکتوم کو اپنا نائب مقرر فرما آئے تھے۔

سال سوم ہجری کے واقعات کا خلاصہ : ہم پچھلے صفحات میں سال سوم ہجری کے تحت دیگر غزوات واحادث اور مہمات کے علاوہ غزوہ احد کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے بیان کر چکے ہیں کہ غزوہ احد پندرہ ماہ شوال کو وقوع پذیر ہوا تھا۔ اسی تاریخ کو ابو ایعلیٰ جنہیں ابوعمارہ بھی کہا جاتا تھا' آنحضرت ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب جنہیں حدیث نبوی کی رو سے اللہ تعالیٰ نے شیر خدا اور شیر رسول ملقب کیا تھا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور ان دونوں کے علاوہ ابو سلمہ بن عبدالاسد نے جو حضرت حمزہؓ کے رضاعی (دودھ شریک) بھائی بھی تھے اور ان دونوں کو ابو لہب کی کنیز ثوبیہ نے جیسا کہ ایک حدیث نبوی سے ثابت ہو چکا ہے تین مہینے تک ایک ساتھ دودھ پلایا تھا' شہید ہوئے تھے۔ واضح رہے کہ تینوں حضرات باطل کے لیے برق خاطف' بڑے صداقت پر ور اور عرب کے بہادر ترین لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ غزوہ احد میں شہادت کے روز ان کی عمریں پچاس سال سے تجاوز کر چکی تھیں۔ اسی سال آنحضرتؐ کی صاحبزادی ام کلثوم کی شادی ان کی بہن رقیہ کے انتقال کے بعد حضرت عثمان بن عفان سے ہوئی تھی۔ ام کلثوم کا عقد تو ربیع الاول ہی میں ہو چکا تھا لیکن ان کی رخصتی ماہ جمادی الآخر میں ہوئی۔ ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ سال سوم ہجری ہی میں حضرت علیؓ کے بیٹے حضرت فاطمہؓ بنت رسولؐ کے بطن سے تولد

Marfat.com

ہوئے تھے اور اسی سال ان کے دوسرے بھائی حسین صلب پدر سے رحم مادر میں منتقل ہوئے تھے۔

سال چہارم ہجری کے واقعات: اس سال یعنی سال چہارم ہجری ماہ محرم میں آنحضرتؐ نے ابی سلمیٰ بن عبدالاسد ابی طلحہ اسدی کو بنی اسد کی مہم پر روانہ فرمایا تھا اور انہیں علم دے کر یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ اگر یہ قبیلہ سرکشی چھوڑ کر اسلام قبول کر لے تو فبہا ورنہ ان کی متابعت کے لیے ان سے جنگ کی جائے اور ان کے لوٹے ہوئے مال کو غنیمت سمجھا جائے۔ واقدی متعدد حوالوں سے بیان کرتے ہیں کہ ابو سلمہ غزوہ احد میں زخمی ہو گئے تھے اور انہوں نے ماہ شوال سال سوم ہجری سے ماہ محرم سال چہارم ہجری تک سارا وقت علاج و معالجہ میں گزرا تھا لیکن جب ماہ محرم میں آنحضرتؐ نے انہیں بنی اسد کی مہم پر روانگی کا حکم دیا تو وہ آپؐ کے حکم کی تعمیل کے لیے فوراً تیار ہو گئے اور ڈیڑھ سو ساتھیوں کے ساتھ قطن تک جو بنی اسد کا آبی مستقر تھا جا پہنچے۔ ابو سلمہ کی مدینے سے روانگی سے پہلے ہی خویلد کے دونوں بیٹوں طلیحہ اسدی اور سلمہ نے قبیلہ بنی اسد کے نوجوانوں کو جمع کر کے انہیں نبی کریمؐ کی فرستادہ جماعت سے مقابلے کے لیے مسلح کر دیا تھا لیکن حسن اتفاق سے انہی دنوں بنی اسد ہی کے ایک شخص نے مدینے آکر اس کی اطلاع آپؐ کو دے دی تھی اور ابو سلمہ کی مذکورہ بالا مہم کی اصل وجہ یہی تھی لیکن ابو سلمہ اور ان کی سرکردگی میں مسلمانوں کی جو جماعت بھیجی گئی تھی اس کے قطن کے قریب پہنچنے کی خبر سنتے ہی طلیحہ، اس کا بھائی سلمہ اور ان کے ساتھی اپنا سارا مال اسباب چھوڑ کر وہاں سے فرار ہونے لگے تھے تاہم ابو سلمہ اور ان کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر نہ صرف ان کے سامان پر قبضہ کیا بلکہ ان کے تین ممالیک (سردار) گرفتار کر لیے اور مدینے کی طرف پلٹے۔ ابو سلمہ نے اس مہم میں ہاتھ آئے ہوئے مال غنیمت میں سے آنحضرتؐ کے لیے ایک غلام اور خمس علیحدہ کر کے باقی اپنے ساتھی صحابہ کرام میں برابر تقسیم کر دیا تھا۔ بنی اسد کے اس شخص کو جس نے اس قبیلے کی بغاوت اور مسلمانوں کے مقابلے کے لیے جنگی تیاریوں کی خبر نبی کریمؐ کو مدینے میں پہنچائی تھی مال غنیمت میں سے سب سے زیادہ حصہ دیا گیا۔

متعدد مشہور روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابو سلمہ کی بیوہ ام سلمہ آئندہ ماہ شوال میں عدت کے چار مہینے دس دن گزرنے کے بعد آنحضرتؐ کی زوجیت میں آگئی تھیں۔ انہوں نے ماہ شوال میں آنحضرتؐ کے ساتھ اپنے عقد کو شرعی لحاظ سے درست ٹھہرایا تھا۔ بیہقی کہتے

Marfat.com

ہیں کہ ام سلمہؓ کی وفات ماہ ذیقعدہ میں ہوئی تھی اور اس وقت ان کی عمر انسٹھ برس ہو چکی تھی۔

غزوہ بنی نضیر: غزوہ بنی نضیر کی وقوع پذیری کے بارے میں راویوں میں اختلاف ہے۔ بعض اسے واقعہ بدر کے بعد اور واقعہ احد سے پہلے کا واقعہ بتاتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ احد کے بعد اور واقعہ خندق سے پہلے کا ہے۔ بہرکیف چونکہ اس قبیلے کی سرکشی اور فتنہ پروری کی خبریں آنحضرتؐ کو ایک عرصے سے مسلسل پہنچ رہی تھیں' اس لیے احکام الٰہی کے مطابق جیسا کہ ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے اسے راہ راست پر لانے کے لیے آپ مدینے سے روانہ ہوئے تھے۔ اس قبیلے سے بھی اہل مدینہ کا معاہدہ تھا کہ جب ان لوگوں سے یعنی اہل مدینہ سے کسی کا مقابلہ ہوا تو وہ ان کا ساتھ دے گا لیکن جب کچھ یہودیوں کی سرکوبی کے لیے مدینے سے مجاہدوں کو روانہ کر دیا گیا تو وہ اس معاہدے سے پھر گئے تھے بلکہ اس کے بعد جب قاصدوں کو تنبیہی خط دے کر ان کے پاس روانہ کیا گیا تو انہوں نے انہیں بھی قتل کر دیا تھا۔اس لیے ان سے اس کا محاسبہ اور ان کی سرکوبی لازم تھی۔چنانچہ آپؐ نے وہاں پہنچ کر سات راتوں تک ان کا محاصرہ جاری رکھا اور چونکہ انہی ایام میں شراب کی حرمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہوا تھا' اس لیے اس قبیلے کی جائے پناہ کے گرد جو کھجور کے درخت تھے۔ اور ان کے پھلوں سے وہاں کے لوگ شراب تیار کرایا کرتے تھے۔ آپؐ نے انہیں کٹوا کر ان میں آگ لگوا دی۔ اس پر انہوں نے بہت واویلا کرتے ہوئے آپؐ سے کہلوایا کہ آپؐ تو اپنے بقول فتنہ وشر کو دبانا چاہتے ہیں لیکن آپؐ نے تو یہاں آکر خود ہی اس کی ابتداء کی ہے۔ آپؐ نے اس کا جو جواب دیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد صلح صفائی کے امکانات روشن ہو گئے تھے کیونکہ وہ ہتھیار ڈالنے پر رضا مند ہو گئے تھے۔ اور آپؐ نے دوسری صورت سے ان کے اس مالی نقصان کی تلافی کا انہیں یقین دلایا تھا لیکن اسی روز انہیں بنی عوف بن خزرج کے کچھ لوگوں کی طرف سے جن میں عبداللہ بن ابی بھی شامل تھا' پیغام ملا کہ وہ بنی نضیر کے لیے کمک لے کر آ رہے ہیں اور یہ پیغام ملنے کے بعد نضیر کچھ اور تن گئے اور انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کا تہیہ کر لیا۔ اسی دوران میں خیبر کے یہودیوں کا ایک قافلہ مال ودولت اور تجارتی سامان سے لدا پھندا شام سے لوٹ کر اسی راستے خیبر جارہا تھا۔ لہٰذا یہ ممکن نہ تھا کہ اس قافلے کو جس کے ساتھ ساتھ یہودیوں کی عورتیں اور بچے بھی تھے اور عورتیں بیش قیمت زیورات پہنے چھم

Marfat.com

چھم کرتی اور دھنوں پر گاتی بجاتی جارہی تھیں' اطمینان سے گزرنے دیا جاتا۔ اس کے علاوہ چونکہ خیبر کے یہودیوں اور بنی نضیر کی ساز باز کا علم آنحضرتؐ کو ہو چکا تھا۔ اس لیے اس قافلے کو روکنے اور اس سے مال غنیمت کے حصول کو آپ نے روا رکھا بلکہ قافلے والے اپنی جانیں بچانے کے لیے اپنی ساری دولت اور دیگر سامان خود ہی چھوڑ بھاگے اور مسلمانوں کو اس کا مالک بنا گئے اور پھر اسے بطور مال غنیمت حصہ رسد احکام شریعت کے مطابق تقسیم کر دیا گیا۔

غزوہ بدر آخر: غزوہ بدر آخر وہی غزوہ ہے جس کے لیے احد سے پسپا ہوتے ہوئے آخری بار ابو سفیان نے آنحضرتؐ کو دعوت مبارزت دی تھی اور آپؐ نے اسے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قبول فرما لیا تھا جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ ابن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع سے مدینے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے وہاں جمادی الاول کے باقی دن اور جمادی الآخر اور رجب کے دونوں مہینے گزارے پھر موعودہ مقام بدر کے قصد سے ماہ شعبان کے آغاز میں مدینے سے روانہ ہوئے۔ یہ میعاد اتنی ہی تھی جس کے بعد ابو سفیان نے دوبارہ بدر میں آکر مسلمانوں سے جنگ کا وقت مقرر کیا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے عبداللہ کو مدینے کی حفاظت کے لیے مقرر فرمایا تھا۔

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ مدینے سے روانہ ہو کر نبی کریمؐ سیدھے بدر پہنچے اور آٹھ روز تک ابو سفیان کی آمد کا انتظار فرماتے رہے۔ ادھر ابو سفیان جب مکے سے اپنے ساتھی مشرکین قریش کو ساتھ لے کر ظہران کی سرحد مجنہ پہنچا' یا جیسا کہ بعض لوگ بیان کرتے ہیں عسقان تک آیا تو وہاں چند روز قیام کے بعد اسے مکے واپسی کی سوجھی۔ لہٰذا وہ اپنے ساتھیوں سے بولا " اے اہل قریش! تم جانتے ہو کہ اس مہینے میں ہم اپنے درختوں کی دیکھ بھال اور ان کی آبیاری کرتے ہیں اور اس مہینے میں سیر ہو کر دودھ بھی پیتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ مہینہ ویسے بھی جہاں تک مجھے معلوم ہے ہمارے حق میں لڑائی کے لیے خوش آئند نہیں ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس وقت ہم واپس لوٹ چلیں اور پھر کسی دوسرے مناسب موقع پر مسلمانوں سے بدر میں آکر دو دو ہاتھ کریں۔ چنانچہ مشرکین قریش ابو سفیان کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے مکے واپس چلے گئے لیکن انہوں نے دوسروں کے سامنے اپنی ندامت مٹانے کے لیے اس بے فائدہ مہم کا نام "جیش سویق" یعنی مکے سے باہر جا کر ستویا

Marfat.com

شراب پینے والا لشکر رکھ دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ لوگ اتنے دن مکے سے باہر شراب نوشی کرنے اور داد عیش دینے گئے تھے۔ ادھر جب رسول اللہ ﷺ کو بدر میں ٹھہرے ہوئے آٹھ دن گزر گئے تو آپؐ کے پاس مخشی بن عمرو ضمری آیا جس نے غزوہ ودان کے موقع پر بنی ضمرہ کی طرف سے آپ سے گفتگو کی تھی۔ اس نے آپ سے کہا "یا محمد کیا آپؐ قریش مکہ سے مقابلے کے لیے بدر کے اس ابی مقام تک آئے ہیں" آپؐ نے اسے جواب دیا یہ درست ہے لیکن تمہارے سامنے بنی ضمرہ کے ساتھ (غزوہ ودان کے موقع پر) جو ہمارا معاہدہ ہوا تھا اگر تم اسے توڑنے میرے پاس آئے ہو تو یہ الگ بات ہے۔"

مخشی بن عمرو ضمری نے جواب دیا" میں تو آپؐ کی خدمت میں صرف یہاں آپؐ کی آمد کا مقصد معلوم کرنے آیا تھا ورنہ ہمیں آپؐ کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کو توڑنے کا خیال تک نہیں ہے۔" چونکہ قریش مکہ کی آمد کے انتظار میں اب کافی وقت ہو چکا تھا اور اس کے علاوہ مخشی بن عمرو ضمری سے مندرجہ بالا گفتگو کے بعد بنی ضمرہ کی طرف سے بھی مخاصمت کا اندیشہ نہیں رہا تھا۔ اس لیے آنحضرتؐ بدر سے مدینے واپس تشریف لے آئے۔

سال پنجم ہجری کے واقعات

غزوہ دو متہ الجندل: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ سال چہارم ہجری میں غزوہ بدر آخر کے بعد سال پنجم ہجری میں آنحضرتؐ غزوہ دومتہ الجندل کے لیے مدینے سے تشریف لے گئے۔ ابن ہشام اسے اس سال کے ماہ ربیع الاول کا واقعہ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس موقع پر آپؐ نے مدینے کی حفاظت و نگرانی کے لیے سباع بن عرفتہ غفاری کو مقرر فرمایا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہاں کے راستے میں آپؐ کا مشرکین کے کسی گروہ سے سامنا نہیں ہوا۔ اس لیے آپؐ کسی سے جنگ کے بغیر مدینے واپس تشریف لے آئے تھے اور باقی سال وہیں گزارا تھا۔

واقدی اپنے شیوخ اور اسلاف کی ایک جماعت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دو متہ الجندل یعنی شام کی سرحد کے اس قریبی مقام کا قصد فرمایا تھا تو اس کی وجہ قیصر روم کی طرف سے وہاں گڑ بڑ کی اطلاع تھی اور آپ کو بتایا گیا تھا کہ دومتہ الجندل میں قیصر کے لوگ کثرت سے جمع ہو کر وہاں کے لوگوں پر ظلم کر رہے ہیں اور وہاں خرید وفروخت کے لیے انہوں نے بازار لگا رکھے ہیں اور وہ عنقریب مدینے پر حملہ آور ہونے

Marfat.com

کا ارادہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ اسی لیے آپؐ مدینے سے دومتہ الجندل کے ارادے سے ایک ہزار صحابہ کو باقاعدہ مسلح کر کے روانہ ہوئے۔ آپؐ دن بھر سفر فرماتے اور رات کے وقت قیام فرماتے تھے۔ اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ جب آپؐ دومتہ الجندل کے قریب پہنچے تو مذکورہ بالا رہبر نے بتایا کہ اس سے ذرا آگے بنی تمیم کی بستی تھی جو آپؐ کے وہاں پہنچنے پر آپؐ کے پاس آکر طرح طرح کی باتیں بتا رہے تھے۔ اس لیے آپؐ نے صحابہ کا ایک دستہ دومتہ الجندل روانہ فرمایا جس نے لوٹ کر بتایا کہ اس بستی کا ایک ایک شخص عیسائیوں کے ظلم وستم سے تنگ آکر بستی خالی کر کے ادھر ادھر بھاگ گیا ہے۔ تاہم ان کے ہاتھ قیصر کا ایک آدمی لگ گیا تھا' جسے گرفتار کر کے انہوںؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا تھا۔ نبی کریمؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی تھی اور وہ اسے قبول کر کے مسلمان ہو گیا تھا۔ اس کے بعدؐ مدینے واپس تشریف لے آئے تھے۔ واقدیؒ کے بیان کے مطابق اس موقع پر آنحضرتؐ نے مدینے سے باہر ایک مہینہ گزارا تھا۔

غزوہ خندق یا غزوہ احزاب: ابن اسحٰق' عروہ' ابن زبیر' قتادہ اور بیہقی نیز جملہ علمائے سلف وخلف نے بیان کیا ہے کہ غزوہ خندق ہجری سال پنجم کے دوران ماہ شوال میں واقع ہوا تھا۔ تاہم موسیٰ بن عقبہ نے زہری کے حوالے سے بتایا ہے کہ غزوہ خندق کا واقعہ ماہ شوال سال چہارم ہجری میں گزرا تھا۔ بہرکیف اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ غزوہ احد کے بعد مشرکین جن کا سربراہ ابو سفیان تھا جاتے جاتے مسلمانوں کو بدر کے مقام پر ایک اور جنگ کی دھمکی دیتے گئے تھے لیکن جیسا کہ پہلے بیان کیا چکا ہے وہ عسفان ہی تک دوبارہ آئے تھے اور وہیں سے بہانہ بنا کر لوٹ گئے تھے۔ تاہم جیسا پہلے بتایا جا چکا ہے کہ آنحضرتؐ اپنے صحابہ کے ساتھ مشرکین کی دھمکی کے جواب میں بدر کے مقام موعود تک ماہ شعبان سال چہارم ہجری میں تشریف لے گئے اور وہاں آٹھ دن تک مشرکین کی آمد کا انتظار کر کے مدینے واپس آگئے تھے۔ اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ غزوہ خندق اس کے صرف دو مہینے کا یعنی سال چہارم کا واقعہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ نیز اسی سے یہ بات متحقق ہو جاتی ہے کہ غزوہ خندق کا واقعہ ماہ شوال سال پنجم ہجری ہی میں گزرا تھا۔ واللہ اعلم۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے یزید بن رومان نے عروہ وغیرہ نیز عبید اللہ بن کعب بن مالک' محمد بن کعب قرظی' زہری' عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر کے حوالے سے بتایا کہ غزوہ خندق کی وجہ یہ تھی کہ یہود کے کچھ لوگ جن میں سلام بن ابی الحقیق نضری'

حیی بن اخطب نضری کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق ہوذہ بن قیس وائلی ابو عمار وائلی اور بنی نضیر کے چند دوسرے لوگ جمع ہو کر مشرکین قریش کے پاس مکے گئے اور ان سے کہا کہ اگر وہ لوگ آنحضرت سے واقعی پھر نبرد آزما ہونا چاہتے ہیں تو وہ ان کا ساتھ دیں گے۔ اس پر مشرکین قریش نے انہیں جواب دیا کہ تم خود اہل کتاب ہو اور محمدؐ سے ہمارا تنازعہ محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے ہے۔" مشرکین قریش کی اس دلیل کے جواب میں بنی نضیر کے مذکورہ بالا یہودیوں نے ان سے کہا "ہمارے نزدیک تمہارا قدیمی مذہب محمدؐ کے نئے دین سے بہتر ہے اور اس کے علاوہ ہم انہیں خدا کا نبی مانتے ہی نہیں ہیں۔

جب بنی نضیر کے مذکورہ بالا افراد نے جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا مشرکین مکہ کے پاس جا کر انہیں آنحضرتؐ کے خلاف جنگ پر ابھارا ان کے دین کو دین محمدی سے قدیم تر اور بہتر بتایا اور ساتھ ہی جنگ میں ان کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تو مشرکین قریش حد درجہ مسرور ہوئے اور غزوہ بدر وغزوہ احد میں اپنی شکستوں اور جانی ومالی نقصانات کی تلافی کے لیے ایک بار پھر آپؐ کے خلاف جنگ پر آمادہ ہو گئے تو یہودیوں کی وہ جماعت شاداں وفرحاں مکے سے لوٹ کر قیس عیلان کے علاقے میں قبیلہ غطفنا کے پاس آئی اور اسے بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کر کے ان سے کہا کہ صرف وہ لوگ ہی نہیں بلکہ بنی نضیر کے علاوہ دوسرے تمام قبیلے بھی ان کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوں گے اور ان سے یہ بھی کہا کہ قریش مکہ کا ایک کثیر التعداد لشکر بھی ان کے پیچھے پیچھے اس جنگ میں شرکت اور ان کی مدد کے لیے آرہا ہے۔ یہ سن کر یہ لوگ بھی بخوشی مسلمانوں سے جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ اور جب اس کے بعد مشرقین قریش کا جیسا کہ ان یہودیوں نے کہا تھا ایک بھاری لشکر بھی وہاں پہنچ گیا تو قبیلہ غطفان کے قائد جن میں سے عیینہ بن حسن بن حذیفہ بن بدر کا تعلق غطفان کی ایک شاخ بنی فزارہ سے تھا حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری کا بنی مرہ سے اور مسعر بن رخیلہ بن نویرہ ابن طریف بن سمحہ بن عبداللہ ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان کا تعلق خود اپنے خاص قبیلے غطفان سے تھا اچھی طرح مسلح ہو کر دوسرے تمام جنگی سازو سامان سے بھی لیس ہو گئے تو ان کی پیروی میں ان قبائل کے دوسرے بہادر نوجوان اور جنگ میں آزمودہ کار سب لوگ ان کا ساتھ دینے کے لیے جمع ہو گئے اور پھر یہ سب لوگ مذکورہ بالا یہودیوں اور مشرکین مکہ کے اس لشکر کے ساتھ مل کر مدینے پر حملے کی تیاری کرنے لگے۔

Marfat.com

جب نبی کریمؐ کو یہ اطلاع ملی اور اس کی تصدیق بھی ہو گئی تو آپؐ نے مدینے کے گرد ایک خندق کھودنے کا حکم دیا۔ ابن حشام بعض چشم دید گواہوں کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اس کا مشورہ آپؐ کو حضرت سلمان فارسی نے دیا تھا۔طبری اور سہیلی بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے ایسی خندق منوچہر بن ایرج بن فرید دن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کھدوائی تھی چنانچہ آنحضرتؐ نے بھی اسی نمونے کی خندق مدینے کے گرد کھدوائی تھی تاکہ دشمن مدینے میں آسانی سے داخل نہ ہو سکے اور مسلمان اس کی جارحیت سے محفوظ رہیں جیسا کہ متعدد روایات سے ثابت ہے تمام جوان اور بوڑھے مسلمانوں کے علاوہ خود آنحضرتؐ بہ نفس نفیس اس کام میں آخر تک شریک رہے۔ البتہ منافقین کا ایک گروہ اس کام میں ضعیفی کا عذر کر کے شریک نہیں ہوا۔ ویسے انہی میں سے کچھ لوگ دوسروں سے چھپ کر صرف کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ کو دکھانے اور آئندہ الزام سے بچنے کے لیے تھوڑا سا کام کر لیتے تھے۔ اور آپؐ سے اجازت لیے بغیر ہی چلے جاتے تھے۔

بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن محمدؒ معاویہ بن عمرو اور ابو اسحٰقؒ نے حمید کے حوالے سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو کبھی علی الصبح سردی سے کانپتے اور دھوپ میں پسینے سے شرابور اور بھوکے پیاسے رہنے کے باوجود انتہائی تندہی سے خندق کی کھدائی میں مصروف دیکھا تو فرمایا۔"یااللہ! عیش (درحقیقت) عیش آخرت ہے(بہرحال) ان انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔"

اسی روایت کے مطابق وہ صحابہ اپنے بارے میں آنحضرتؐ کے ان تاثرات اور اپنے حق میں اللہ تعالیٰ سے رحمت و مغفرت کی دعا فرمانے کے جواب میں یک زبان ہو کر کہتے تھے۔

ترجمہ "ہم وہ لوگ ہیں جو بدست محمدؐ جہاد کے لیے بکے ہیں اور جب تک زندہ ہیں ہمیشہ اس میں مصروف رہیں گے" کہا جاتا ہے کہ خندق کی کھدائی کے دوران میں اگر کھانے کے لیے شہر سے کوئی چیز آتی تو آنحضرتؐ اسے مہاجرین وانصار میں تقسیم فرما دیتے تھے لیکن جب تنوری روٹیاں زیادہ تعداد میں آتیں اور ان کے ساتھ کافی مقدار میں شہد یا گوشت آتا تو اسے بھی آپؐ ان تین سو مہاجرین وانصار میں تھوڑا تھوڑا تقسیم فرما دیتے یا کبھی کبھی خود بھی تھوڑا سا چکھ لیتے جب کہ آپ شکم مبارک پر اکثر پتھر کی پتلی سلیں باندھے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر آپ کی زبان مبارک پر جاری رہتا۔ البتہ صحابہ کے حق میں مسلسل دعا فرماتے رہتے تھے۔

Marfat.com

بتایا گیا ہے کہ آنحضرتؐ نے مدینے کے گرد چودہ گز چوڑی اور اسی قدر گہری خندق کھدوائی تھی اور جب اس میں سے سفید چمک دار مٹی نکال کر آپؐ کو دکھائی گئی تو آپؐ نے فرمایا "اس میں مجھے شام کی فتح کے آثار نظر آرہے ہیں۔" دوسری بار آپؐ نے فرمایا کہ "اس میں کسریٰ کے محلات کے آثار ہیں اور اس میں فارس کی فتح کی نشانیاں ہیں۔" اخیر میں تیسری بار فرمایا "اس مٹی میں یمن وصنعاء کے آثار ہیں' جنہیں مسلمان انشاء اللہ جلد فتح کریں گے۔"

متعدد و مستند رویات میں بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا خندق کے کامیابی سے اختتام پر آنحضرتؐ نے حضرت سلمان فارسی کے بارے میں جنہوں نے اس خندق کی کھدائی کا مشورہ دیا تھا فرمایا تھا "سلمان میرے اہل بیت میں سے ہیں۔" اور ان کے حق میں دعا فرمائی تھی ۔البتہ منافقین صحابہ کی اس محنت و مشقت پر ہنستے اور اسے کار فضول بتا کر انہیں طعنے دیتے رہے اور کہتے کہ آپؐ انہیں مدینے کے گرد اس خندق میں قصور حیرہ اور کسریٰ کے محلات مدائن دکھا رہے ہیں۔

غزوہ خندق کے بعد : ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ خندق کے کام سے فارغ ہوئے تو آپؐ جیسا کہ سنا گیا تھا مشرکین مکہ اور ان کے ساتھ شریک قبائل کی مدینے کی طرف آمد کے منتظر رہے جس کے بعد حسب توقع وہ لوگ آہی پہنچے۔ مشرکین قریش اپنے دس ہزار ٹڈی دل لشکر کے ساتھ جن میں حبشیوں کی کثیر تعداد کے علاوہ ان کے حامی بنی کنانہ اور دوسرے تہامی قبائل کے لوگ بھی شامل تھے۔ جب وہ غطفان پہنچے تھے تو غطفانی قبائل بھی ان کے ساتھ ہو لیے اور اس کے بعد اہل نجد بھی ان میں شریک ہو گئے یہاں تک کہ وہ احد کی طرف "ذنب نقمی" تک پہنچ گئے اور ان کا رخ مدینے کی طرف ہوا تو آنحضرتؐ تین ہزار مجاہدین اسلام کے ساتھ مدینے سے آگے بڑھے حتیٰ کہ ان دشمنان اسلام اور مسلمانوں کے درمیان حد فاصل خندق رہ گئی۔ دشمن کے مقابل جانے سے قبل آپؐ نے مدینے کی خواتین کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی اپنی چھتوں سے لڑائی کا مشاہدہ کریں لیکن شہر کی حدود سے آگے آنے کی کسی حالت میں کوشش نہ کریں۔

جب مشرکین نے میمنہ ومیسرہ کو پھیلا کر مدینے کے بالائی اور نشیبی دونوں طرف لڑائی کے لیے محاذ بنایا تو مسلمانوں کو بھی آنحضرتؐ نے ان کے سامنے پوزیشن لینے کا حکم دیا۔ابن ہشام کہتے ہیں کہ اس موقع پر بھی نبی کریمؐ نے ابن ام مکتوم ہی کو مدینے کی اندرونی نگرانی

Marfat.com

اور انتظامات کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین مکہ اور ان کے حامی قبائل (احزاب) گروہ در گروہ مدینے کے گردوپیش پہنچے تو بنی قریظہ بھی ان کی مدد کے لیے آ گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جس وقت حیی ابن اخطب نضری اپنے قبیلے کی صفوں سے نکل کر آگے بڑھا تو یہ دیکھ کر کعب بن اسد قرظی جو اس قبیلے کے حل وعقد اور معاہدوں میں پیش پیش رہ کر ان کے معاملات طے کیا کرتا تھا بھاگتا ہوا اول الذکر کے قریب پہنچا اور اس سے کہا "اے حیی تمہارا مقصد کیا ہے؟ کیا تم ہم سے آگے اور علیحدہ رہ کر اہل مدینہ کے خلاف جنگ میں پہل کرنا چاہتے ہو؟" حیی ابن اخطب تیوری چڑھا کر بولا "تم میرا راستہ چھوڑ دو" کعب نے کہا "اے حیی مجھے تم پر افسوس ہے' میں تم لوگوں کو یہی یاددہانی کرانے کے لیے یہاں آیا ہوں کہ محمد ﷺ سے ہمارا معاہدہ صلح ہو چکا ہے جس میں ان کی طرف سے اب تک سرمو فرق نہیں پڑا ہے بلکہ وہ ہمارے ساتھ اب تک ہمیشہ بھلائی سے پیش آئے اور ایفائے عہد کے پابند رہے ہیں' پھر بتاؤ کہ میں ان کے خلاف جنگ میں کیسے شریک ہو سکتا ہوں یا تمہیں اس کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں؟"

حیی بولا" میں تم سے کہتا ہوں کہ تم میرا راستہ چھوڑ دو۔"

کعب نے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ تم قریش مکہ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اور مدینے کی لوٹ مار میں شریک ہو کر مال ودولت حاصل کرنا چاہتے ہو۔ کیا تمہیں محمد ﷺ کے ساتھ اپنے معاہدے کی مطلق پروا نہیں ہے حیی ابن اخطب نے جواب دیا "چلو یہی سہی۔ لیکن کیا تمہیں بھی محمدؐ کی طرف اپنے اس عمل کے صلے میں مال و دولت اور انعام و اکرام کی خواہش نہیں ہے؟ جب کہ مجھے یقین ہے قریش مکہ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ تکلیف اٹھا کر صرف اسی لئے آئے؟"

یہ سن کر کعب نے یہ کہتے ہوئے حیی ابن اخطب نضری کا راستہ چھوڑ دیا کہ "بہرحال میں اس معاملے میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں اور اب اپنے لوگوں کی حفاظت کے تم خود ذمہ دار ہو۔"

موسیٰ بن عقبہ بتاتے ہیں کہ حیی ابن اخطب اور کعب کی اس گفتگو کے باوجود بنی قریظہ اور بنی نضیر کی بعد میں گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ اگر قریش مکہ ان کے ان نوے معزز لوگوں کو چھوڑنے کا وعدہ کریں جو ان کے پاس کسی معاہدے کے تحت رکے ہوئے تھے

تو وہ آنحضرتؐ سے کیا ہوا معاہدہ صلح توڑ کر ان کا ساتھ دینے کو تیار ہیں اور اس کے بعد جب قریش مکہ نے موقع غنیمت جان کر اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے یہ وعدہ کر لیا تو یہ لوگ آپؐ سے نقض معاہدہ پر تیار ہو گئے جن میں خود کعب بن سعد منری بھی شامل تھا لیکن بنی سعد کے اسد' اسید اور ثعلبہ ان کی اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے آپؐ کی طرف چلے آئے۔ جب آنحضرتؐ کو بنی نضیر اور بنی قریظہ کے بارے میں نقض عہد کی اطلاع ملی تو آپؐ نے ان کے پاس سعد بن معاذ کو جو ان دنوں بنی اوس کے سردار تھے اور سعد عبادہ جو بنی خزرج کے سردار تھے بھیجا اور وہ کسی نہ کسی طرح ان کے پاس پہنچ گئے اور وہاں جا کر ان سے کہا کہ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ صلح کی پابندی کرنا چاہیں تو صرف اتنا کریں کہ مشرکین مکہ کا ساتھ دینے کی بجائے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ اس پر بنی نضیر تو نیم راضی تھے لیکن بنی قریظہ اپنی بات پر اڑے رہے بلکہ انہوں نے آنحضرت کو پہچاننے سے ہی انکار کر دیا اور بولے "کون محمد؟ وہی جنہوں نے تم مسلمانوں کو فارس وروم کی فتح قیصرو کسریٰ کے قصور ومحلات اور ان کی دولت کثیر پر قبضے کے خواب دکھائے ہیں لیکن پہلے وہ ان سے صرف اپنی جان ہی بچا کر دکھادیں' ہم ایسے جھانسوں میں آنے والوں میں نہیں ہیں۔"

موسیٰ بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ اگلی صبح کو دونوں طرف سے کچھ لوگ آگے بڑھے لیکن ان میں ایک دوسرے پر تیر اندازی وسنگ باری کے علاوہ کسی شدید جنگ یا دست بدست لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ اس موقع پر آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرماتے رہے:
"یااللہ ! میں تجھ سے تیرا وعدہ پورا کرنے کی استدعا کرتا ہوں(یقیناً") تو یہ نہیں چاہے گا کہ تیری عبادت کرنے والا (زمین پر)کوئی باقی نہ رہے۔" لیکن دوسری طرف مسلمانوں ہی میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو ویسے تو خود کو مسلمان کہتے تھے لیکن وہ بھی وہی کہتے تھے جو سعد بن معاذ اور سعد بن عباد سے بنی قریظہ نے کہا تھا یعنی آنحضرتؐ کا یہ وعدہ کہ مسلمان بہت جلد قیصرو کسریٰ کے قصور ومحلات کے مالک بنیں گے (نعوذ باللہ) صرف وعدے ہی تک محدود تھا جب کہ آپؐ کا غائط تک صحیح وسلامت پہنچنا بھی ان کے نزدیک ناممکنات میں سے تھا اور تو اور خود اوس بن قیظی نے آپؐ سے کہا تھا کہ چونکہ ان کی عورتیں ان کے گھروں پر تنہا رہ گئی ہیں اس لیے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کی

Marfat.com

اجازت دی جائے۔

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ جب مشرکین مدینے کا محاصرہ کیے ہوئے تھے جو قریباً" بیس شب و روز یا ایک مہینے تک جاری رہا تو اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ برابر یا تو اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کی کامیابی کی دعا فرماتے رہے یا مجاہدین اسلام کو دلجمعی اور صبرو استقامت کی تلقین فرماتے رہے۔ تاہم اس دوران میں مشرکین کی طرف سے کبھی تیر اندازی اور ادھر سے جوابی تیر اندازی ہی کے سوا کوئی اور خاص لڑائی نہیں ہوئی لیکن جب اس طرح محصور رہ کر فدائیان اسلام کے مصائب میں روز بروز اضافہ ہونے لگا تو جیسا کہ عاصم بن عمر بن قتادہ زہری کے حوالے سے بتاتے ہیں حضور نبی کریمؐ نے عینیہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس جو دونوں بنی غطفان کی قیادت کر رہے تھے مدینے کے تین تازہ پھل اس پیغام کے ساتھ کچھ لوگوں کو بھیجنے کا قصد فرمایا کہ وہ آپ کے ساتھ پہلے معاہدہ صلح کی رو سے اور اس کی پابندی کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس چلے جائیں۔ تاہم یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے اور اس سلسلے میں ان پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ہے نیز یہ کہ اگر وہ آپؐ کے ساتھ کوئی تازہ معاہدہ کرنا چاہیں تو فی الحال زبانی کر لیں جسے بعد میں باقاعدہ ضبط تحریر میں لایا جا سکتا ہے۔ البتہ اس سے قبل آپؐ نے اس سلسلے میں پہلے سعدین یعنی سعد بن معاذ اور سعد بن عباد سے مشورہ طلب فرمایا لیکن وہ دونوں یک زبان ہو کر بولے" یارسول اللہ ﷺ اس وقت اللہ تعالیٰ آپؐ سے جو کچھ چاہتا ہے آپؐ اس پر عمل فرمائیے' ہم انشاء اللہ ہر حالت میں آپ کی اطاعت کریں گے۔ اس کے علاوہ بھی آپؐ ہمیں جو حکم دیں گے ہم اس پر صدق دل سے عمل کریں گے۔"

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا" میں چاہتا ہوں کہ اہل عرب باہمی تفرقہ اندازی چھوڑ کر متحد ہو جائیں تاکہ اقوام عالم میں ان کی بے عزتی نہ ہو۔"

آپؐ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر مذکورہ بالا دونوں حضرات یک زبان ہو کر بولے" یارسول اللہ ﷺ ہم پہلے جب متحد تھے تو شرک جیسی لعنت میں مبتلا تھے اور انہی عربوں کی طرح بتوں کو پوجتے تھے۔ اب بھی وہ یہی چاہتے ہیں کہ ہم ان سے اتحاد کر کے پھر ویسے ہی ہو جائیں حالانکہ اب اللہ نے آپؐ کے ذریعہ اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جن لوگوں کو آپؐ یہ تازہ پھل بھیجنا چاہتے ہیں وہ انہیں چکھیں گے بھی نہیں وہ انہیں فروخت کر دیں گے یا یونہی کسی کو دے دیں گے۔ لہٰذا ہم انہیں اپنی کوئی چیز

Marfat.com

کھانے کو کیوں دیں۔ ہم ایسا ہرگز نہیں چاہتے ' ہم تو انہیں صرف اپنی تلواروں کا مزہ چکھانا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ان حضرات کی یہ طویل تقریر سن کر فرمایا (میرا یہ مطلب نہیں تھا جو تم سمجھے۔) بہرحال اب تم جیسا مناسب سمجھو کرو(یعنی میں اب تمہیں اس سے نہیں روکوں گا۔"

آپؐ کی زبان مبارک سے یہ سن کر اسعد بن معاذ بنی غطفان وغیرہ کے نام آپؐ کا تحریری پیغام منہ میں رکھ کر نکل گئے اور پھر آپؐ سے اجازت لے کر مشرکین سے جہاد کے لیے اپنی اپنی صفوں کی طرف لوٹ گئے۔ چنانچہ اس کے بعد آنحضرتؐ بھی دوسرے وہاں موجود صحابہ کے ساتھ اپنی جگہ واپس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد مسلمانوں اور مشرکین میں کوئی قابل ذکر بڑی جنگ تو نہیں ہوئی۔ البتہ مشرکین قریش میں سے کچھ سوار آگے بڑھ کر خندق کے کنارے تک آئے ان میں پہلا شخص عمرو بن عبدود بن ابی قیس بن عامر بن لوئی میں سے تھا اور دوسرا عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ اس کے بعد اسی طرح ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی اور ضرار بن خطاب بن مرداس جس کا تعلق بنی محارب سے تھا یکے بعد دیگرے وہاں تک آئے لیکن پھر فوراً" ہی اپنی صفوں کی طرف پلٹ کر بنی کنانہ کی قیام گاہ میں چلے گئے۔ اور ان سے کہا" اے کنانہ والو کیا تم اب گھوڑوں پر سوار ہونا بھول گئے ہو؟" اس کے بعد وہ دوبارہ اپنی اپنی صفوں میں کچھ دیر توقف کے بعد پھر خندق کی طرف بڑھے اور اس کے کنارے پہنچ کر اندر کی طرف دیکھتے ہوئے بولے " ایسا پر فریب جال عرب میں آج تک کسی نے نہیں پھیلایا۔" پھر عمرو بن عبدود بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر خندق کے پار آگیا اور کچھ رجزیہ کلمات کے بعد بولا" کون ہے جو میرے مقابلے کے لیے آئے؟" اس کے جواب میں حضرت علیؓ بڑھ کر آگئے جو پیدل تھے ' یہ دیکھ کر وہ گھوڑے سے کود پڑا اور ان سے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

حضرت علی نے جواب دیا"میں علیؓ ہوں۔"

اس نے پوچھا"علی بن عبد مناف؟"

حضرت علیؓ نے جواب دیا"علی بن ابی طالب" اس کے بعد انہوں نے اسے دعوت اسلام دی لیکن اس کے انکار پر فرمایا۔" پھر میرے مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

یہ سن کر وہ بولا "تم چونکہ میرے بھائی کے بیٹے ہو۔ اس لیے میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔"

حضرت علیؓ نے جواب دیا"لیکن میں تو تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں۔"

یہ سن کر عمرو بن عبدود نے طیش میں آکر حضرت علیؓ کے سر پر اپنے گرز سے بھرپور وار کیا۔انہوں نے اس کا وار خالی دے کر اپنی تلوار سے اس پر ایسا سخت وار کیا کہ وہ تڑپ کر خندق میں جاگرا اور وہیں تڑپ تڑپ کر جہنم واصل ہو گیا۔ اس کے اس طرح تڑپ کر خندق میں گرتے وقت مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا تھا۔

ابن ہشام نے مذکورہ روایت زیادہ تفصیل سے بیان کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ مشرکین نے عمرو بن عبدود کی لاش لینے کے لیے دس ہزار دینار کی پیش کش تھی لیکن آنحضرتؐ نے جواباً" فرمایا تھا کہ"ہم لاشیں رکھنا پسند کرتے ہیں نہ لاشوں کی قیمت لے کر اس کا استعمال ہمارے لیے جائز ہے۔"(مفہومی ترجمہ)

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ مشرکین نے غزوہ خندق کے موقع پر جب بھی اپنے کسی مقتول کی لاش مسلمانوں سے مانگی تو آنحضرتؐ نے یہی فرمایا" ہمیں اس لاش کو اپنے ہاں رکھنے سے کوئی فائدہ ہے نہ ہم مشرکین کو اسے لے کر دفن کرنے سے روکنا چاہتے ہیں۔"

موسیٰ بن عقبہ غزوہ خندق کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے مدینے کا قریباً" ایک مہینے تک اس طرح محاصرہ کیے رکھا جیسے وہ اپنے کسی بڑے سے بڑے دشمن کے ناقابل تسخیر قلعے کا محاصرہ کیے پڑے ہوں۔ ان کا جو شخص بھی دن کے یا رات کے کسی حصے میں خندق پار کرنے کی کوشش کرتا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو جاتا۔ ویسے بھی ان کے بہت سے جنگجو کئی مجاہد اسلام سے دست بدست لڑائی میں کام آچکے تھے۔ آخر انہوں نے تنگ آکر یہ طریقہ اختیار کیا کہ کسی ناپاک جانور یا غلیظ پرندے کی گردن میں مغلظات سے پر کاغذ باندھ کر اندازے سے اس جگہ پھینک دیتے جہاں ان کے خیال میں آنحضرتؐ کی آرام گاہ ہو سکتی تھی تاہم کوئی نہ کوئی مسلمان اس ہاتھ پاؤں بندھے جانور یا ٹانگیں بندھے پرندے کو مار کر انہی کی طرف پھینک دیتا۔

اس کے علاوہ وہ موقع بہ موقع اس طرح تیر اندازی و سنگ باری کرتے کہ مسلمان کو رات دن یہ اندیشہ رہتا کہ وہ اس کے بعد اپنی کثرت تعداد کے زعم میں کسی نہ کسی طرح خندق پار کر کے ان پر چڑھ دوڑیں گے۔ان کی یہ تیر اندازی وسنگ باری خاص طور پر سہ پہر سے لے کر غروب آفتاب تک جاری رہتی جس کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کے علاوہ خود آنحضرتؐ کے لیے اکثر نماز عصر ادا کرنا ناممکن ہو جاتا۔

غزوہ بنی قریظہ: مذکورہ دشمنان اسلام کو جیسا کہ پچھلے صفحات میں بیان کیا گیا غزوہ خندق کی طویل مدت کے دوران میں آنحضرتؐ کے ساتھ کیے ہوئے معاہدوں کی خلاف ورزی اور خود قریش کو غزوہ احد میں پے در پے شکستوں کے بعد اس دفعہ بھی انتہائی شدومد سے آپؐ کے خلاف جنگی تیاریوں کے باوجود کوئی فائدہ نہ پہنچا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بموجب آخرت کے دردناک عذاب کو دانستہ اپنے سر لے لیا بلکہ غضب خداوندی میں مبتلا ہو کر دنیا و آخرت دونوں میں خسارے کے مستحق ٹھہرے اور ان کے مقابلے میں اہل اسلام رضائے الٰہی کے مطابق راہ خدا میں جہاد کر کے سرخرو اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

محمد بن اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریمؐ غزوہ خندق سے فراغت کے بعد مدینے میں واپس تشریف لائے تو آپؐ اور آپؐ کے صحابہ نے ہتھیار اور زرہ بکتر جسم سے اتار کر کچھ دیر آرام کیا تھا کہ ظہر کا وقت ہو گیا اور اسی وقت جبرئیلؑ نے جو زرق برق لباس میں ملبوس تھے حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ "حضور ﷺ آپؐ تو غیر مسلح ہو گئے ہیں لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی خدمت میں اس حکم کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپؐ غزوہ بنی قریظہ کے لیے قبیلہ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیے' ادھر میں ابھی سے وہاں پہنچتا ہوں اور انہیں آپؐ کی اس طرف روانگی کی اطلاع دے کر ان میں کھلبلی ڈالتا ہوں۔" جبریلؑ کی زبانی اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سن کر آپؐ نے مسجد میں اذان کا حکم دیا۔ پھر ظہر کی نماز سے قبل صحابہ کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی اطلاع دی اور نماز ظہر سے فارغ ہوتے ہی اتنی جلد اس طرف روانہ ہوئے کہ نماز عصر وہیں جا کر ادا کی۔

زہریؒ نے متعدد حوالوں سے بتایا ہے کہ اس موقع پر آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہ کے بنی قریظہ پہنچنے سے قبل ہی آفتاب غروب ہو گیا تھا۔ اس لیے وہاں بھی مقام خندق کی طرح غروب آفتاب کے بعد ہی نماز عصر ادا کی گئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ بنی قریظہ پہنچ کر آپؐ نے ایک طرف اشارہ کر کے صحابہ سے فرمایا تھا۔ "یہ جبریلؑ ہیں جو ہم سے پہلے ہی دشمنان اسلام پر رعب ڈالنے اور ان کے دلوں میں گھبراہٹ پیدا کرنے کے لیے یہاں پہنچ گئے ہیں۔"

بتایا گیا ہے کہ اپنے صحابہ سے مذکورہ بالا گفتگو کے بعد آپؐ نے انہیں ایک طرف ہٹنے کا حکم دیا تاکہ آپؐ اس قبیلے کے لوگوں سے گفتگو فرما سکیں۔ تاہم آپؐ کی صلح پسندانہ گفتگو کے بعد بھی وہ لوگ سرکشی سے باز نہ آئے بلکہ کہنے لگے "اے ابو القاسم آپ ﷺ ادھر ادھر کی فضول باتیں نہ کریں ہم آپؐ کے سامنے جھکنے والے نہیں ہیں۔" چنانچہ آپؐ نے مجبوراً

Marfat.com

اپنے صحابہ کو اس بستی کے محاصرے کا حکم دے دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد اس بستی کے کچھ لوگ جو سعد بن معاذ کے حلیف تھے باہمی فیصلے کے لیے ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا جو لوگ مسلمانوں سے جنگ کریں گے انہیں قتل کیا جائے گا تاہم معذوروں اور عورتوں اور بچوں سے کوئی تعارض نہیں کیا جائے گا۔بختری کے بقول یہ بات فیصلہ کن نہیں ہے کہ محصورین سے یہ بات سعد بن معاذ نے کہی تھی یا کسی اور نے واللہ اعلم۔

جب آنحضرتؐ نے بنی قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کیا تو اس سے قبل حیی بن الخطاب اس وقت جب قریش غزوہ خندق کے موقع پر مذکورہ بالا طوفان باد سے گھبرا کر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب بن کر ان پر نازل ہوا تھا صبح ہوتے ہی مکے کی طرف فرار ہوئے تھے بنی قریظہ میں چلا آیا تھا اور اب انہیں آپؐ کے خلاف جنگ پر ابھار رہا تھا۔

جب آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو قلعہ بنی قریظہ کی جانب آگے بڑھایا تو انہوں نے اتمام حجت کے لیے قلعہ پر حملہ کرنے سے قبل وہاں کے ان سربراہوں سے گفتگو کرنا چاہی جو قلعہ کی فصیل پر آگئے تھے لیکن انہوں نے اسلام اورداعی اسلام ﷺ دونوں کو اس صلح جوئی کے جواب میں سب وشتم سے نوازا۔ اس پر حضرت علیؓ نے پلٹ کر آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ "میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان لوگوں سے نمٹ لوں گا لیکن آپؐ آگے تشریف نہ لائیں۔" آپؐ نے حضرت علیؓ سے اس کی وجہ دریافت کی تو وہ بولے:

"یہ بدنہاد اسلام اور آپؐ کو نعوذ باللہ گالیاں دے رہے ہیں۔"

اس کے جواب میں نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس سے قبل قریش اور ان کے یہی حلیف اسلام کو اور مجھے اس سے زیادہ سب و شتم سے نوازتے رہے ہیں۔"

اس کے بعد جب حضرت علیؓ نے بنی قریظہ کے قلعہ پر آگے بڑھ کر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ اہل قلعہ کے سرداروں کو یقین ہو گیا کہ جب سارے مسلمان مل کر ان پر حملہ آور ہوں گے تو قلعہ ضرور فتح ہو جائے گا۔ اس لیے انہوں نے اپنا ایک آدمی حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ بھیجا کہ ان کے پاس ابو لبابہ کو بھیجیں تاکہ ان سے کچھ بات چیت ہو سکے۔ چنانچہ آپؐ نے ان کی یہ درخواست قبول فرما کر ابو لبابہ کو قلعہ میں بھیج دیا۔

واضح رہے کہ ابو لبابہ بھی نعیم بن مسعود کی طرح عہد جاہلیت میں اسلام لانے سے قبل

Marfat.com

اس قبیلے کے یہودیوں کے دوست رہ چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں جاکر انہیں سمجھانے کی ہزار کوشش کی اور اس کے علاوہ وہاں موجود کعب بن اسد نے ان سے کہا کہ وہ تین باتوں میں سے ایک بات قبول کرلیں۔ پہلی بات یہ کہ وہ آنحضرتؐ کو ایک نبی کی حیثیت سے تسلیم کر کے داخل اسلام ہو جائیں کیونکہ آپؐ کے بارے میں توریت میں بشارت موجود ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ آپؐ سے آپؐ ہی کی شرائط پر صلح کرلیں اور تیسری بات یہ ہے کہ ان سے جنگ کریں اور شکست کی صورت میں اپنی عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں لیکن چونکہ بنی قریظہ کے یہودیوں کو حیی بن اخطب نے آپؐ کے خلاف پہلے ہی حد سے زیادہ بھڑکا رکھا تھا' اس لیے انہوں نے کعب بن اسد کی پہلی دونوں باتیں ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ البتہ جب انہی میں سے کسی نے ابو لبابہ بن منذر سے جنہیں اہل قلعہ نے نبی کریمؐ سے درخواست کر کے بلایا تھا پوچھا کہ مسلمان ان کی شکست کی صورت میں ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ کیا سلوک کر سکتے ہیں؟ تو انہوں نے اپنے گلے کی طرف اشارہ کر کے اس پر خنجر کی طرح پھیر دیا۔ پھر بولے " اس صورت میں ان کا تمہارے بچوں اور عورتوں کے ساتھ ان کا کم سے کم یہ سلوک ہو سکتا ہے۔"

ابو لبابہ کے اس جواب سے وہاں موجود عورتیں اور بچے کانپنے اور زارو قطار رونے لگے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر خود ابو لبابہ بن منذر پر رقت طاری ہو گئی اور جب وہ قلعہ سے پلٹے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بجائے مسلمانوں کی نظروں سے کسی نہ کسی طرح بچ کر مدینے واپس چلے گئے لیکن وہاں پہنچ کر اپنے اس فعل پر اس قدر نادم ہوئے کہ مسجد نبوی کی بیرونی دیواروں سے اپنا جسم رگڑ رگڑ کر زخمی کر لیا اور رحمت عالمؐ نے جب مدینے میں واپسی پر یہ سنا تو انہیں معاف فرما دیا تھا۔ سورہ توبہ کی ایک شان نزول یہ بھی ہے۔

بہرکیف چونکہ ابو لبابہ نے انہیں یعنی بنی قریظہ کو مسلمانوں سے حد درجہ خائف کر دیا تھا اس لیے وہ آپس میں کہنے لگے کہ اپنے بچوں اور عورتوں کو مسلمانوں کے رحم وکرم پر چھوڑنے سے یہی بہتر ہو گا کہ جب تک ممکن ہو ان سے جنگ کی جائے لیکن اس فیصلے کے بعد انہوں نے یک زبان ہو کر کہا" کل یوم السبت ہے" اس لیے ہم مسلمانوں سے جنگ تو کر نہیں سکتے۔ تاہم مسلمانوں سے کہا جائے کہ کل " یوم السبت" یعنی ہماری عبادت کا دن ہے' اس لیے ہم ان سے جنگ کے لیے آمادہ ہونے کے باوجود جنگ کر نہیں سکتے۔" چنانچہ

Marfat.com

جب انہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں اپنا قاصد بھیج کر یہ درخواست کی کہ اگلے روز جنگ موقوف رکھی جائے تو آپؐ نے ان کی یہ درخواست فوراً قبول فرمالی۔

یا ستاوشقہ بیان کیا گیا ہے کہ اس مہلت کے بعد بنی قریظہ نے آنحضرت سے کہلایا کہ آپؐ ان کے پاس سعد بن معاذ کو بھیج دیں تاکہ وہ ان سے مشورے کے بعد صلح یا جنگ کے بارے میں آپؐ کو جواب دیں۔

جیسا کہ متعدد راویوں نے بیان کیا ہے آنحضرتؐ نے بنی قریظہ کے پاس سعد بن معاذ کو بھیجا جنہوں نے حسب معمول پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن ان کے انکار پر انہیں بتایا کہ اگر ان کے قلعہ پر بزور قبضہ کیا گیا تو پھر ان کے تمام مرد قتل کر دیے جائیں گے یا گرفتار کر لیے جائیں گے اور ان کی عورتیں اور مال "مال غنیمت" سمجھا جائے گا۔

جب سعد بن معاذ بنی قریظہ کے پاس سے واپس آنحضرتؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے ان سے پوچھا کہ "ان لوگوں کے بارے میں تمہارا کیا فیصلہ ہے؟" سعد نے وہی جواب دیا جو ان سے جنگ کی صورت میں وہ بنی قریظہ کو دے آئے تھے۔ ان کا جواب سن کر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "تمہارا فیصلہ حکم خدا اور حکم رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے۔"

چنانچہ جب اگلے روز بنی قریظہ کے قلعہ پر مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر لگا لگا کر بھرپور حملہ کیا جس میں حضرت علیؓ کے علاوہ حضرت حمزہؓ اور چند دیگر صحابہ پیش پیش تھے تو بنی قریظہ نے جن میں حیی بن اخطب اور کعب بن اسد قابل ذکر ہیں بڑی جی داری سے مزاحمت کی کوشش کی اور چند مسلمانوں کو شہید بھی کر دیا لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمانوں نے قلعہ فتح کر ہی لیا۔

غزوہ بنی قریظہ میں مجاہدین اسلام کی تعداد، جنہیں آنحضرتؐ نے بنی قریظہ سے مقابلے کا حکم جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے دیا تھا۔ مسلمانوں کی اس تعداد سے زیادہ نہ تھی جنہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی جب کہ بنی قریظہ کے صرف آزمودہ کار لڑنے والوں کی تعداد نو سو تک بتائی گئی تھی۔

بہرکیف جیسا کہ اکثر ثقہ راویوں نے بیان کیا ہے مسلمانوں کے قلعہ بنی قریظہ میں داخلے کے بعد اس قبیلے کے جن لوگوں نے تنبیہ کے باوجود ہتھیار نہیں ڈالے انہیں قتل کر دیا گیا اور آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق باقی لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں جن لوگوں نے معافی طلب کرنے کے بعد اسلام قبول کر لیا انہیں رہا کر دیا گیا اور متحارب اشخاص کی

عورتوں اور مال کو حسب معمول خمس نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ جب حیی بن اخطب کو گرفتار کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے جنہیں اسی رسی سے اوپر اٹھا کر اس کے گلے میں باندھ دیا گیا تھا۔ اور اب بھی اپنی حرکات پر پشیمان نہیں تھا' اس نے بڑے متکبرانہ لہجے میں آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر کہا "میں نے آپؐ کی مخالفت اور عداوت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور حتی الامکان آپ پر غالب آنے کی کوشش کی۔ میں آپؐ کو اب بھی نبی نہیں مانتا اور اب تک یہی سمجھتا ہوں کہ عزت وذلت سب تقدیری امور ہیں۔" جیسا کہ اکثر روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ حیی بن اخطب کو قلعہ بنی قریظہ ہی میں قتل کر دیا گیا تھا۔ ابن اسحٰقؒ مزید بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے بنی قریظہ کا مال غنیمت خمس نکالنے کے بعد ان مجاہدین اسلام میں جو غزوہ بنی قریظہ میں شریک تھے برابر برابر تقسیم کر دیا تھا لیکن آخر میں یہ بھی بتاتے ہیں کہ آپؐ نے ہر سوار کو مال غنیمت میں اس کے حصے کے علاوہ تین تین تیر بھی دیے تھے جن میں سے ایک تیر اس کی اپنی بہادری اور دو اس کے گھوڑے کی پھرتی اور چستی وچالاکی کا انعام تھا۔ ابن اسحٰقؒ نے یہ بھی بتایا ہے کہ غزوہ بنی قریظہ میں سوار مجاہدین کی تعداد تینتیس تھی۔

ابن اسحٰقؒ ہی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے غزوہ بنی قریظہ کے بعد بنی قریظہ ہی کے ایک شخص سعید بن زید .سبایا کو جو مسلمان ہو گئے تھے ایک مسلح جماعت کے ساتھ نجد کے سرکش قبائل کے مقابلے کے لیے بھیجا تھا۔

بنی قریظہ کی جو عورتیں بطور مال غنیمت مدینہ لائی گئی تھیں آنحضرتؐ نے اپنی کنیزی کے لیے ان سے بنی عمرو بن قریظہ کی ایک عورت کو پسند فرمایا تھا اور وہ آپؐ کی وفات تک آپؐ کے ساتھ رہی تھی۔ ویسے آپؐ نے اسے مسلمان ہونے اور اپنی زوجیت میں لینے کی دعوت دی تھی۔ لیکن شروع میں انکار کے بعد کچھ عرصہ بعد اس نے اسلام قبول کر لیا تھا جس سے آپؐ کو مسرت ہوئی تھی لیکن آپؐ نے اپنی زوجیت کے بارے میں اسے اختیار دے دیا تھا اور وہ آپؐ کی زوجیت میں نہ آنے کے باوجود آپؐ کی وفات تک بڑی لگن اور خلوص دل سے آپؐ کی خدمت کرتی رہی۔

ام حبیبہؓ سے آنحضرتؐ کا رشتہ ازدواج: یہ ام حبیبہؓ بنت ابو سفیان کے ساتھ نبی کریمؐ کی تزویج ہی تھی جس کے ذریعہ وہ یعنی ام حبیبہؓ ام المومنین اور ان کے بھائی معاویہ

Marfat.com

مومنین کے ماموں ہو گئے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا باہم دشمنی رکھنے والوں میں اسلامی رشتہ اخوت ومودت قائم ہو گیا۔

بیہقی ابوعبداللہ الحافظ‘ احمد بن نجدہ‘ یحییٰ بن عبدالحمید اور ابن المبارک کی زبانی معمر‘ زہری عروہ اور خود ام حبیبہؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ پہلے عبداللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں اور جب عمرو بن عاص جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے شاہ حبشہ نجاشی کو قریش مکہ کے حق میں ہموار کرنے کے لیے حبشہ گئے تھے تو یہ بھی اپنے شوہر اور دوسرے مشرکین قریش کے ہمراہ وہاں گئی تھیں لیکن دوسرے لوگوں کی واپسی کے بعد یہ اپنے شوہر عبداللہ بن جحش کے ساتھ جیسا کہ اسی روایت میں بیان کیا گیا ہے وہیں مقیم ہو گئیں تھیں اور یہ کہ ان کے شوہر نے وہاں عیسوی مذہب قبول کر لیا تھا لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد ان کے شوہر کا وہیں انتقال ہو گیا تھا اور وہ اپنی چند کنیزوں کے ساتھ وہاں تنہا رہ گئی تھیں جس کے بعد آنحضرتؐ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تھا جسے انہوں نے بطیب خاطر قبول کر لیا تھا۔ اس کے بعد خود نجاشی جیسا کہ عمرو بن عاص کی زبانی پہلے بیان کیا جاچکا ہے مسلمان ہو گیا تھا خطبہ نکاح کے بعد ان کی اجازت سے خالد بن سعید کی وکالت اور جعفر بن عبدالمطلب اور چند دوسرے مسلمانوں کی گواہی سے جو اس وقت تک حبشہ ہی میں تھے ان کا عقد آنحضرتؐ سے پڑھایا تھا۔ آنحضرتؐ نے بطور مہر جو کچھ ام حبیبہؓ کو بھیجا تھا اس کے علاوہ خود نجاشی نے انہیں اپنی طرف سے چار ہزار دینار اور بہت سا دوسرا جہیز بھی دیا تھا۔ جب یہ لوگ ام حبیبہؓ اور ان کی کنیزوں کو ساتھ لے کر حبشہ سے روانہ ہونے لگے تو نجاشی نے سنت انبیا کا حوالہ دے کر دعوت کے لیے انہیں روک لیا تھا جس کے بعد وہ لوگ اگلے روز وہاں سے مکے کی طرف واپس لوٹے تھے۔

بیہقی کا ابن لہیمہ کے ذریعہ ابی اسود اور عروہ کے حوالے سے یہ بیان کہ عبداللہ بن جحش نے اسلام لانے کے بعد دوسرے مسلمانوں کے ساتھ آنحضرتؐ کے حکم سے مکے سے حبشہ کو ہجرت کی تھی اور ام حبیبہؓ بھی ان کے ساتھ وہاں گئی تھیں لیکن وسوسہ شیطانی سے مغلوب ہو کر عبداللہ بن جحش عیسائیت کو پسند کر کے عیسائی ہو گئے تھے اور یہ کہ آنحضرتؐ کے حکم سے حضرت عثمانؓ نے جو اس وقت حبشہ میں تھے ام حبیبہؓ سے عقد کر لیا تھا محل نظر ہے کیونکہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حضرت عثمانؓ تو عبداللہ بن جحش کے فوت ہونے سے قبل ہی مکے واپس آگئے اور پھر وہاں سے ہجرت کر کے مدینے آگئے تھے جس کے

Marfat.com

بعد آپ کی زوجہ حضرت رقیہ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا وہیں آپ سے آملی تھیں۔ اس لیے یونس کی وہ روایت ہی صحیح معلوم ہوتی ہے جو انہوں نے محمد بن اسحٰق کے حوالے سے پیش کی ہے اور جس میں بتایا گیا ہے کہ نجاشی نے ام حبیبہؓ کا نکاح آنحضرتؐ کا پیغام وصول ہونے اور ام حبیبہؓ کے اسے قبول کر لینے کے بعد ام حبیبہؓ کی طرف سے خالد بن سعید بن عاص کو وکیل اور جعفر بن عبدالمطلب وغیرہ کو وکیل بنا کر ان کا نکاح آپؐ کی طرف سے خود وکیل بن کر آنحضرتؐ سے پڑھایا تھا اور پھر خالد بن سعید اور دیگر مسلمانوں کے ہمراہ انہیں آپؐ کی خدمت میں مدینے بھجوا دیا تھا۔

بہرحال یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے بیہقی نے ام حبیبہؓ کے ساتھ آنحضرتؐ کا عقد سال چہارم ہجری میں بتایا ہے لیکن مسلم الثبوت روایت وہی ہے جس میں یہ واقعہ سال پنجم ہجری سے منسوب کیا گیا ہے اور وہی اس سال کے دوران میں بہت سے دوسرے وقوع پذیر واقعات کی مناسبت سے قرین مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ام حبیبہؓ کا عقد آنحضرتؐ سے فتح مکہ کے بعد ہوا تھا۔ اللہ اعلم

آنحضرتؐ کا زینبؓ بنت جحش سے عقد ام المومنین زینبؓ بنت جحش آنحضرتؐ کی پھوپھی میمونہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی یعنی آپؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ پہلے ان کی شادی آپؐ کے غلام زید بن حارثہؓ سے ہوئی تھی۔ قتادہ، واقدی اور بعض اہل مدینہ کے بقول وہ اس کے بعد سال پنجم ہجری میں آنحضرتؐ کے نکاح یعنی آپؐ کی زوجیت میں آئیں۔ بعض لوگوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ سال مذکورہ کے ذیقعد کا مہینہ تھا۔

حافظ بیہقیؒ کہتے ہیں کہ ام المومنین زینبؓ سے نبی کریمؐ کا عقد غزوہ بنی قریظہ کے بعد ہوا تھا جب کہ خلیفہ بن خیاط، ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ اور ابن مندہ بتاتے ہیں کہ وہ سال سوم ہجری کے اول چند ماہ کے دوران میں آپؐ کی زوجیت میں آئی تھیں۔ ان راویوں کے علاوہ ابن جریر اور دوسرے متعدد مورخین، مفسرین اور علماء و فقہا نے، جن میں احمد بن حنبلؒ بھی شامل ہیں۔ آپؐ کے ساتھ ام المومنین زینبؓ کے ازدواج کو عموماً" مختلف سنین و اوقات میں بیان کیا ہے لیکن ان سب کا ایراد واندراج ہم نے یہاں بخوف طوالت قصداً" ترک کر دیا ہے بہرکیف آنحضرتؐ کے تعداد ازدواج، اس کے جواز اور مطلقہ خواتین سے آپؐ کو نکاح کی اجازت کے بارے میں ارشاد ربانی حسب موقع ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس میں آنحضرتؐ سے قبل زید بن حارثہ سے حضرت زینبؓ کی شادی کے متعلق تصریح واضح الفاظ میں موجود

ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔"واذ تقول اللذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ....."اس کے ساتھ ہی ارشاد ہوا

"ماکان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ سنتہ اللہ....."

مقاتل بن حبان کہتے ہیں کہ زیدؓ بن حارثہ سے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینبؓ کی شادی کے موقع پر آنحضرتؐ نے زینبؓ کو دس دینار اور ساٹھ درہم نقد کے علاوہ دوپٹے سمیت دلہنوں والا پورا لباس اور جہیز میں کئی جوڑے کپڑے' ستو اور بہت سی کھجوریں نیز گھریلو استعمال کی کئی دوسری اشیاء دی تھیں۔

جیسا کہ مذکورہ بالا روایت کے آخر میں بیان کیا گیا ہے زینبؓ بنت جحش یعنی آنحضرتؐ کی پھوپھی زاد بہن زید بن حارثہ کی منکوحہ کی حیثیت سے ان کے ساتھ ایک سال یا اس سے کچھ زیادہ رہیں لیکن اس کے بعد ان دونوں میں باہم اختلافات رہنے لگے اور ایک روز زید نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی زینبؓ کی شکایت کی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ان سے فرمایا "جاؤ اپنی بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے درگزر کرو اور آپس میں عادلانہ طور پر دونوں مل جل کر رہو(حدیث بنوی کا تشریحی ترجمہ)

اس سلسلے میں علی بن حسین زین العابدین اور السدی بیان فرماتے ہیں کہ جہاں تک نبی کریمؐ کی ذات بابرکات ووالا صفات کا تعلق ہے آپ اپنی ازواج مطہرات سے متعلق اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا حکم پر حرف بحرف عمل پیرا تھے اور آپؐ نے اسی کے مطابق عمل کا حکم زید بن حارثہ کو دیا تھا۔اس بارے میں اسلاف کے جو مختلف بیانات تواریخ میں ملتے ہیں ان سے ہم نے یہاں بخوف طوالت وازالہ شکوک صرف ایک مستند ترین روایت پر اکتفا کیا ہے(مؤلف)

بخاریؒ صحیح بخاری میں انس بن مالک کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ زینبؓ بنت جحش آنحضرتؐ کی زوجیت میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے حق میں اس خاص فیضان پر ہمیشہ فخر کیا کرتیں اور فرمایا کرتی تھیں رسول اللہ ﷺ کی دوسری ازواج کو آپؐ کے ساتھ ان کے رشتہ داروں نے بیاہا ہے جب کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے اپنے زیر حکم آپؐ کی زوجیت کا شرف بخشا ہے۔

اس کے علاوہ ابن جریر نے بھی حمید' جریر' مغیرہ اور شعبیؒ کے حوالے سے آنحضرتؐ کی زوجیت میں آنے پر زینبؓ بنت جحش کے مندرجہ بالا اظہار فخر ومباہات کا ذکر کیا ہے بلکہ یہ بھی

Marfat.com

بیان کیا ہے کہ وہ اس کے علاوہ آپؐ کی دوسری ازواج کے مقابلے میں آپؐ کے ساتھ اپنے جدی رشتے کا بھی بڑے فخر کے ساتھ ذکر کیا کرتی تھیں اور یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ آیت حجاب کا نزول صرف ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اظہار فضل وکرم کا نتیجہ تھا۔ جس میں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے کرم سے آنحضرتؐ کی دوسری ازواج بھی شامل ہو گئیں۔

سال ششم ہجری کے واقعات: بیہقیؒ کہتے ہیں "کہا جاتا ہے کہ نجد کی مہم سے قبل اسی سال یعنی سال ششم ہجری کے ماہ محرم میں محمد بن مسلمہ کی مہم واقع ہوئی تھی جس میں ان کا ثمامہ بن اثال یمامی سے ٹکراؤ ہوا تھا۔" البتہ ہمارے نزدیک بیہقیؒ کی یہ روایت محل نظر ہے کیونکہ اس سے قبل ابن اسحٰق سعید المقبری خصوصاً ابو ہریرہؓ کے حوالے سے جنہوں نے اس مہم میں شرکت کی تھی بتا چکے ہیں کہ محمد بن مسلمہ نے غزوہ خیبر کے بعد ہجرت کی تھی اس لیے یہ مہم بھی لازماً غزوہ خیبر کے بعد ہی وقوع پذیر ہوئی ہو گی۔ واللہ اعلم

بہر کیف یہ بات صحیح ہے کہ غزوہ بنی لحیان کا واقعہ اسی سال کے اوائل میں ہوا تھا۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق فتح بنی قریظہ جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے' سال پنجم ہجری کے ماہ ذی الحجہ میں اس وقت ہوئی تھی جب مشرکین حج کعبہ کے لیے مکے میں جمع ہوا کرتے تھے۔ اور ابن اسحٰق ہی کے بقول اس کے بعد نبی کریمؐ نے ماہ ذی الحجہ کے علاوہ محرم' صفر' ربیع الاول اور ربیع الثانی کے مہینے مدینے ہی میں قیام فرمایا تھا اور پھر فتح بنی قریظہ کے بعد چھٹے مہینے کے اوائل یعنی ابتدائے جمادی الاول میں بنی لحیان کا قصد فرمایا تھا تاکہ مرجع حبیب اور اس کے ساتھیوں کی سرکشی وفتنہ پردازی کا قضیہ ہمیشہ کے لیے نمٹایا جا سکے۔ اس دفعہ بھی آنحضرتؐ نے بنی قریظہ کی مہم پر روانگی کی طرح جنگی طریقوں کے مطابق بنی لحیان کی طرف جانے والے سیدھے راستے کی بجائے شام کا راستہ اختیار فرمایا تاکہ ادھر سے مڑ کر آپ بنی لحیان کی بے خبری میں اچانک وہاں پہنچ جائیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ بنی لحیان کی طرف روانگی کے وقت آنحضرتؐ نے مدینے کی نگرانی اور انتظامات کے لیے ابن ام مکتوم کو مقرر فرمایا تھا اور جب آپؐ اپنی منزل پر پہنچے تو مشرکین بنی لحیان کی بستی کے سامنے پہاڑوں کی چوٹی پر اپنا حفاظتی مورچہ قائم کیا اور جب بنی لحیان سے جنگ کا وقت آیا تو مجاہدین اسلام نے آپؐ کے حکم سے آپؐ کی قیادت میں نماز کے وقت "صلاۃ الخوف" ادا کی۔

Marfat.com

بیہقیؒ نے ابن اسحٰقؒ کی طرح اس غزوے کا ذکر سال چہارم ہجری کے واقعات میں غزوہ خندق کے بعد کیا ہے اور اسی میں "صلاۃ الخوف" کا ذکر بھی کیا ہے اور ہم بھی انہی کے حوالے سے اس کا ذکر اسی سال کے واقعات میں کر چکے ہیں اور وہیں صلاۃ الخوف کا ذکر بھی آچکا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ نماز آنحضرتؐ نے عسفان میں ادا کی تھی۔

غزوہ ذی قرد: جب نبی کریمؐ غزوہ بنی لحیان سے فراغت کے بعد مدینے واپس تشریف لائے تو ابھی آپؐ نے وہاں چند راتیں ہی گزاری تھیں کہ آپؐ کو اطلاع ملی کہ غزوہ بنی لحیان کے موقع پر عینیہ بن حصن حزیفہ بن بدرانصراری جو بنی غطفان کے ایک گروہ کو لے کر پہاڑوں میں روپوش ہو گیا تھا اب وہاں سے اتر کر غابہ میں آگیا ہے جہاں اس نے بنی غفار کے ایک شخص کو قتل کر کے اس کی بیوی کو اغوا کر لیا ہے۔

جن لوگوں نے سب سے پہلے عبداللہ بن کعب بن مالک کے حوالے سے غزوہ بنی قرد کی تفصیلات بتائیں وہ عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابوبکر تھے۔ ابن اسحٰق ان لوگوں میں اول الذکر کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ عینیہ بن حصن اور اس کے ساتھیوں کو جو غابہ وغیرہ میں قتل وغارت خصوصاً" مذکورہ بالا غفاری شخص کے قتل اور اس کی بیوی کے اغوا کے مجرم تھے پہلے سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی نے راستے میں دیکھا تو انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ کے بیٹے کو جن کے پاس گھوڑا بھی تھا ساتھ لے کر دیوانہ وار غابہ کا رخ کیا' وہ پہلے سلع کے قریب ٹھہرے اور پھر صرخ میں رات گزار کر صبح ہوتے ہی دوبارہ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور جب وہ نظر آئے تو ان پر تیروں کی بارش کر دی لیکن وہ دو افراد اتنے بڑے گروہ کا مقابلہ کب تک کرتے اس لیے صرخ میں ان دونوں کی باغیوں کی تلاش میں وہاں سے روانگی کی خبر سنتے ہی صباح ابن اکوع مدد کے لیے مدینے کی طرف تیزی سے چل دیے اور جب وہاں پہنچے تو ان کی زبان پر "غضب ہو گیا' غضب ہو گیا' اور فریاد ہے فریاد ہے" ہی تھا۔

ابن اسحاقؒ مذکورہ بالا حضرات کی زبانی بتاتے ہیں کہ صباح بن اکوع کا یہ واویلا سن کر پہلے دو سوار مقداد بن اسود اور عباد بن مبشر دریافت حال کے لیے ان کی طرف بڑھے جس کے فوراً" بعد سعد بن زید' اسید بن ظہیر' عکاشہ بن محصن' بنی اسد بن خزیمہ کے بھائی محرز' بنی سلمہ کے بھائی ابو قتادہ الحارث بن ربعی بنی زریق کے بھائی ابو عیاش عبید بن زید بن صامت بھی دیکھتے ہی دیکھتے وہاں جمع ہو گئے۔ پھر یہ خبر جب ان لوگوں نے آنحضرتؐ کے گوش گزار کی تو آپؐ نے انہی لوگوں کی سرکردگی کے لیے سعد بن زید کو مقرر فرما کر اسی صبح

کے وقت اس طرف روانہ فرما دیا جہاں کا پتہ صبح اکوع نے بتایا تھا۔

مذکورہ بالا گروہ کی روانگی کے بعد خود آنحضرتؑ حسب ضرورت صحابہ کو ساتھ لے کر مختلف منازل سے گزرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں عینیہ بن حصن نے قتل وغارت کا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا تو وہ اس گروہ سے مقابلے کے بعد جسے آپؑ نے اپنی ادھر روانگی سے قبل روانہ فرما دیا تھا' یہ خبر سن کر کہ آپؑ بہ نفس نفیس اپنے اس مقدمتہ الجیش کی مدد کے لیے مدینے سے روانہ ہو چکے ہیں' تو وہ میدانی علاقے سے اپنے ساتھیوں کو لے کر پہاڑوں پر جا چڑھا اور جب آپؑ وہاں پہنچے تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے پہلے گروہ کے مجاہدین کی طرح آپؑ کا اور آپؑ کے صحابہ کا بھی تیروں سے استقبال کیا لیکن بعد میں یہ دیکھ کر کہ نیچے وادی میں کسی مسلمان کا تیر جس درخت کے تنے پر لگتا ہے وہ درخت تیر لگتے ہی جل کر راکھ ہو جاتا ہے اور یہ مسلمان تیر اندازوں کی زد سے بچنے کے لیے وہ اور اس کے ساتھی پیچھے ہٹتے ہیں تو ان کی نسبت سے بڑی بڑی چٹانیں نیچے کی طرف سرکنے لگتی ہیں اور جس پتھر کی وہ آڑ لیتے ہیں وہ لڑھک کر نیچے چلا جاتا ہے تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت آخر کار پہاڑوں سے اتر کر وادی میں آگیا۔ اور آپؑ کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ جس شام کا یہ واقعہ ہے وہاں ایک پہاڑی چشمہ تھا جسے بنی غطفان اور دوسرے لوگ قرد کہتے تھے اسی وجہ سے اسی قردہ کا نام قردہ بنی قرد پڑ گیا اور تاریخ میں اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

غزوہ بنی مصطلق: غزوہ بنی مصطلق وہ غزوہ ہے جس میں بنی خزاعہ کی ایک شاخ بنی مصطلق سے مجاہدین اسلام کو مقابلہ کرنا پڑا تھا اور اس کی قیادت خود آنحضرتؑ نے بہ نفس نفیس فرمائی تھی۔ اس غزوے کی وقوع پذیری کے بارے میں راویوں کے بیانات میں کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً" بخاری اسے غزوہ مرسیع سے مربوط بتاتے ہیں بلکہ یہاں تک کہتے ہیں کہ غزوہ بنی مصطلق دراصل غزوہ مرسیع ہی کا دوسرا نام ہے جب کہ محمد بن اسحٰق اسے سال ششم ہجری کا واقعہ بتاتے ہیں اور موسیٰ بن عقبہ اسے سال چہارم ہجری کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے عاصم بن عمر بن قتادہ' عبداللہ بن ابو بکر اور محمد بن یحییٰ بن حبان میں سے جس نے بھی غزوہ بنی مصطلق کا ذکر کیا اس نے یہی بتایا کہ جب آنحضرتؑ کو یہ خبر ملی کہ بنی مصطلق آپ کے خلاف جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں اور ان کی سربراہی حارث بن ضرار کر رہا ہے (جس کی بیٹی جویریہ بنت حارث غزوہ بنی مصطلق کے بعد

Marfat.com

آپؐ کی زوجیت میں آگئی تھیں) تو آپؐ اس طرف روانہ ہوئے اور آپؐ سے ان کا مقابلہ ساحل بحر کے نواح میں قدید کے اس مقام پر ہوا جسے مریسیع کہا جاتا ہے لیکن آپؐ نے اپنے صحابہ کو صرف ان لوگوں سے جنگ کا حکم دیا جو ان کے خلاف تلوار اٹھائیں اور جب وہاں آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فتح نصیب ہوئی تو آپؐ نے ان کے باقی ماندہ لڑاکا لوگوں کو گرفتار کر کے اور مال غنیمت کو مدینے بھیج کر وہاں اپنے ایک صحابی کو بطور نگران مقرر فرما دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر بھی آپؐ نے ابن ام مکتوم ہی کو مدینے کا انتظام سپرد فرمایا تھا۔ اور اس کی نگرانی پر مقرر فرمایا تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پنجم ہجری میں ماہ شعبان کی دو راتیں گزرنے کے بعد بنی مصطلق کی طرف اپنے ساتھ سو صحابہ پر مشتمل مجاہدین لے کر روانہ ہوئے تھے نیز یہ کہ بنی مصطلق بنی مدلج کے حلیف تھے۔ مصطلق کے لوگ جب آپؐ کے سامنے آئے تو آپؐ کے حکم سے پہلے ان سے اسلام قبول کرنے اور ہتھیار ڈالنے کے لیے کہا گیا لیکن اس کے جواب میں انہوں نے مسلمانوں پر تیر چلانے شروع کر دیے لہٰذا آنحضرتؐ کی اجازت سے عرب کے دستور کے مطابق پہلے دونوں طرف سے ایک ایک آدمی کا مقابلہ ہوا جس میں بنی مصطلق کے دس آدمی قتل ہوئے جس کے بعد ان کے باقی ماندہ لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا جب کہ مسلمان مجاہدین کا صرف ایک آدمی کام آیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب بنی مصطلق پر فتح یابی کے بعد نبی کریمؐ وہاں سے مدینے میں کامیاب وکامران تشریف لائے تو مفتوح قبیلے کی وہ خواتین آپؐ کے سامنے حاضر کی گئیں جو مال غنیمت کے ساتھ گرفتار کر کے مدینے لائی گئی تھیں تو جویریہ بنت حارث نے آپؐ سے عرض کیا: ''میں بنی مصطلق کے سربراہ کی بیٹی ہوں۔ پہلے میں اپنے چچا زاد بھائی کے لیے کتابت کا کام کیا کرتی تھی اس کے بعد اس نے اسے اسی کام کے لیے مجھے کسی دوسرے کے سپرد کر دیا تھا لیکن (ہلوہ ملاحہ کی بیوی کے بقول) ان میں سے کسی کے ساتھ میری شادی نہیں ہوئی تھی۔ تاہم مجھے خوف تھا کہ اس کے بعد ثابت بن قیس ابن شماس کے حوالے کیا جائے گا جو مجھ سے شادی کا خواہاں تھا۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ اب میں آپؐ کے زیر سایہ آگئی ہوں اور میری خواہش ہے کہ آپؐ مجھے اپنی کنیزی میں لے کے مجھ سے کتابت کا کام لے لیا کریں۔'' جویریہ کی زبان سے یہ سن کر آپؐ نے فرمایا ''اگر تمہارے لیے اس سے بہتر تجویز پیش کی جائے تو تمہارا رد عمل کیا ہو گا؟''

Marfat.com

جویریہ نے عرض کیا حضور ﷺ "وہ کیا؟"

آپ نے ارشاد فرمایا "وہ یہ کہ تم اسلام قبول کر کے میری زوجیت میں آجاؤ۔"

آپؐ کے اس ارشاد گرامی پر جویریہؓ نے حد سے زیادہ مسرت کا اظہار کیا اور برضا ورغبت مسلمان ہو گئی جس کے بعد آپؐ نے اپنے قول کے مطابق اپنی زوجیت میں لے لیا اور وہ خوش قسمتی سے امہات المومنین میں شامل ہو گئیں۔ آنحضرتؐ نے جویریہؓ کے مہر کے بطور بنی مصطلق کے چالیس گرفتار آدمیوں کے فدیہ کی رقم انہیں دینا چاہی تھی لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا تھا تو آپؐ نے ویسے ہی بنی مصطلق کے اتنے آدمی بغیر فدیہ لیے آزاد کر دیے تھے اور اس کے برابر رقم اپنے پاس سے حصہ رسد مجاہدین میں تقسیم فرما دی تھی۔اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ بنی مصطلق کے سو آدمی خوش ہو کر برضا ورغبت مسلمان ہو گئے تھے۔

غزوہ حدیبیہ: غزوہ حدیبیہ ماہ ذیقعدہ سال ششم ہجری میں وقوع پذیر ہوا تھا جس میں راویوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس واقعہ کے سب سے مستند راوی زہری' ابن عمرؓ کے غلام نافع' موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق بن یسار وغیرہ ہیں۔ ابن لہیعہ نے بھی ابی اسود اور عروہ کے حوالے سے اس امر کی تصدیق کی ہے۔

تاہم یعقوب بن ابی سفیان کہتے ہیں کہ ان سے اسماعیل ابن خلیل اور علی بن مسہر نے بیان کیا کہ انہیں ہشام بن عروہ نے اپنے والد کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مدینے سے حدیبیہ کی طرف رمضان کے مہینے میں روانہ ہوئے تھے اور حدیبیہ کی جنگ شوال کے مہینے میں ہوئی تھی لیکن عروہ کی بیان کردہ روایت بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے کیونکہ مذکورہ بالا دوسرے راویوں کے علاوہ بخاریؒ'مسلمؒ اور چاروں دوسرے محدثین کرامؒ جو صحاح ستہ میں شامل ہیں بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ حدیبیہ کی طرف اس ارادے سے تشریف لے گئے تھے تاکہ آپؐ ماہ ذیقعدہ میں مکہ پہنچ کر عمرہ اور ساتھ ہی حج بیت اللہ فرما سکیں جس کے لیے عرب کے تمام لوگ اسی مہینے میں وہاں آتے تھے نیز یہ کہ آپؐ نے اسی مہینے میں جعرانہ سے گزرتے ہوئے غزوہ حدیبیہ کا مال غنیمت حنین کے مقام پر مسلمانوں میں تقسیم فرمایا تھا۔ ہم نے اس روایت میں تمام تر بخاریؒ کے الفاظ پر انحصار کیا ہے۔ابن ہشام کہتے ہیں کہ اس موقع پر آنحضرتؐ نے مدینے کے انتظامات ونگرانی کے لیے نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو مقرر فرمایا تھا۔ ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ اس مہینے میں یعنی ماہ ذی قعدہ میں تمام اہل عرب بلکہ عرب کے

Marfat.com

جملہ بادیہ نشین بھی حج کعبہ کے لیے مکے کا رخ کرتے تھے اس لیے آپؐ کو اندیشہ تھا کہ یہ لوگ خصوصاً قریش مکہ کہیں آپؐ کے قصد عمرہ کو بھی جنگ کا بہانہ سمجھ کر اس میں مزاحم نہ ہوں بلکہ لڑائی پر آمادہ ہو جائیں جب کہ اس دفعہ آپؐ عمرہ کے علاوہ حج بیت اللہ کا ارادہ بھی رکھتے تھے لیکن ہر بار قریش مکہ نے اس میں مزاحمت کی تھی اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے تھے اور آپؐ عمرہ کے علاوہ عظمت کعبہ کے خیال سے راستے ہی سے واپس ہو گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس دفعہ آپؐ نے خود احرام باندھنے کے علاوہ اپنے مہاجرو انصار صحابہ کو بھی جن کی تعداد بعض روایت میں سات سو اور بعض میں ایک ہزار کے لگ بھگ بتائی گئی ہے احرام باندھ کر چلنے کا حکم دیا تھا تاکہ حج کعبہ کے لیے جانے والے لوگوں کے علاوہ خود قریش کو بھی یقین آجائے کہ آپ صرف عمرہ وحج کے ارادے سے مدینے سے روانہ ہوئے ہیں۔ اسی روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ اس دفعہ آپؐ کے ساتھ سواری کے اونٹوں کی تعداد بھی صرف ستر تھی۔

ابن اسحٰقؒ عبداللہ بن ابوبکرؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس سفر کے راستے میں آنحضرتؐ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ مکے کی طرف جانے والے عام راستے سے ہٹ کر جس پر عموماً لوگوں کی آمدو رفت نہ ہو کوئی دوسرا راستہ ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو وہ راستہ کون بتا سکتا ہے؟ آپؐ کے اس سوال پر ایک شخص نے جو مسلمان ہو گیا تھا بتایا کہ ایسا ایک راستہ ہے اور یہ بھی عرض کیا کہ وہی اس راستے سے آپؐ کو نواح مکہ تک لے جائے گا۔ چنانچہ وہ آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہ کو اسی راستے سے جو پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں سے گزرتا تھا ساتھ لے کر چلتا رہا حتیٰ کہ آپؐ اور آپؐ کے ہمراہی ایک وادی کے کنارے سے سرزمین سہلہ تک جا پہنچے اور آپؐ کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے اپنے ساتھی مسلمانوں سے فرمایا کہ خدا سے توبہ کی قبولیت کی دعا کرتے اور استغفار پڑھتے وہاں سے آگے بڑھیں۔ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو یہی حکم دیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس حکم الٰہی کی تعمیل نہیں کی تھی۔ بہرکیف جیسا کہ ابن شہاب نے بیان کیا ہے آپؐ اور آپؐ کے ہمراہی توبہ و استغفار کے یہی کلمات مسلسل زبان سے ادا کرتے ہوئے سہلہ سے آگے بڑھ کر کئی موڑ کاٹتے ہوئے مکے کے زیریں علاقے حدیبیہ تک جا پہنچے جہاں قریش کی طرف سے آگے بڑھنے میں مزاحمت کا خطرہ تھا۔ چنانچہ آپؐ نے سیدھے راستے سے ایک طرف ہٹ کر پڑاؤ کا حکم دیا تو آپؐ کے تمام صحابہ نے یک زبان ہو کر عرض

Marfat.com

کیا: "یارسول اللہ ﷺ آپؐ کے حکم کی تعمیل میں تو ہم جان تک دینے کے لیے حاضر ہیں لیکن یہاں نزدیک و دور کہیں پانی کے آثار نظر نہیں آتے اس لیے شاید اس جگہ قیام مناسب نہ ہو۔"

اس کے جواب میں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔"(کچھ دن بعد) یہیں(یعنی اس علاقے تک آ کر) قریش مکہ اور دوسرے مشرکین مجھ سے معافی اور رحم کے طالب ہوں گے اور میں انہیں معاف کردوں گا۔" یہ فرما کر آپؐ نے اپنی سواری کے اونٹ کو بٹھایا اور نیچے تشریف لے آئے۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور صحابہ سے فرمایا کہ اسے اس جگہ کے بیچوں بیچ یعنی عین درمیان میں گاڑ دیا جائے۔ چنانچہ آپؐ کے اس حکم کی تعمیل کی گئی اور جتنے لوگ اونٹوں پر سوار تھے وہ سب کے سب آپؐ کے حکم کی تعمیل میں اپنی اپنی سواریوں سے اتر کر وہیں پڑاؤ ڈالنے لگے اور جہاں آپ کا تیر گاڑا گیا تھا وہی جگہ آپؐ کے حکم سے آپؐ کی قیام گاہ قرار پائی۔

زہری اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا جگہ پر جب آنحضرتؐ کے حکم سے پڑاؤ ڈالا گیا تو بنی خزاعہ کا ایک شخص بدیل بن ورقہ نامی اپنے قبیلے کے کچھ دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے دریافت کیا کہ آپؐ کے وہاں تشریف لانے کا مقصد کیا تھا اور اسے بھی آپؐ نے یہی بتایا کہ آپؐ وہاں قریش سے یا دوسرے قبائل سے جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ صرف عمرہ وحج کے لیے آئے تھے اور یہ وہی بات تھی جو اس سے قبل بشر بن سفیان کو بتائی گئی تھی۔ چنانچہ یہ لوگ آپؐ کے پاس سے لوٹ کر قریش مکہ کے پاس گئے اور آپؐ کا مقصد انہیں بتا دیا لیکن وہ بولے کہ "ان کا مقصد کچھ بھی ہو ہم انہیں مکے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے کیونکہ ہم عرب ہیں اور عرب اپنی بات کے پکے ہوتے ہیں۔"

زہریؒ کہتے ہیں کہ بنی خزاعہ کی یہ خصوصیت اسلام لانے سے پہلے بھی تھی اور اب بھی ہے کہ وہ کوئی بات لگی لپٹی نہیں رکھتے۔ چنانچہ مذکورہ بالا لوگوں نے قریش مکہ کو آنحضرتؐ کی وہاں تشریف آوری کا مقصد بتانے کے بعد مکے سے واپسی پر ان کے جواب سے بھی آپؐ کو آگاہ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اپنی مذکورہ بالا خصوصیت کے مطابق آپؐ کو یہ مشورہ بھی دیا کہ آپؐ مشرکین مکہ سے خبردار رہیں۔ اس کے بعد خود قریش مکہ نے آنحضرتؐ کے پاس دریافت حال کے لیے بنی عامر بن لوئی کے بھائی مکرز بن حفص بن اخیف کو بھیجا تو آپؐ نے

اسے آتا دیکھتے ہی فرمایا "یہ شخص غدار ہے۔" بہر حال جب وہ آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے اس سے بھی وہی فرمایا جو آپؐ اس سے قبل بذیل اور اس کے ساتھیوں سے فرما چکے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے ایک بار پھر آپؐ کے پاس حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مکے کے حبشیوں کا سردار اور بنی حارث بن عبد مناف بن کزانہ کا ایک فرد تھا' اس کی قوم کے کچھ لوگ ساتھ کر کے آپؐ کے پاس بھیجا تاکہ وہ آپؐ سے وہاں تک تشریف آوری کا مقصد مکمل طور سے معلوم کر کے آئے۔ زہری کہتے ہیں کہ آخر میں ان لوگوں کو آتا دیکھ کر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "یہ لوگ دیانتداری کے ساتھ (مکے میں) متاہلانہ زندگی بسر کر رہے ہیں اور مجھے ان کے چہروں سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ (آئندہ) ہدایت پانے والے لوگ ہیں۔" زہری کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ آپؐ کے سامنے آئے تو آپؐ نے انہیں بٹھا کر ان کے آنے کی وجہ دریافت کی اور ان کے جواب پر آپؐ نے انہیں بھی وہی بتایا جو ان سے قبل قریش مکہ کی طرف سے آنے والے لوگوں کو بتا چکے تھے یعنی آپ کا مقصد قریش مکہ سے جنگ نہیں بلکہ صرف زیارت بیت اللہ اور عمرہ و حج کی ادائیگی ہے۔

حلیس بن علقمہ آنحضرتؐ کے جواب سے مطمئن ہو کر جب قریش مکہ کے پاس واپس گیا تو اس نے انہیں آپؐ کے جواب سے بہ تمام وکمال آگاہ کرنے کے بعد ان سے یہ بھی کہا کہ آپؐ کا جواب بالکل صداقت پر مبنی ہے لیکن انہوں نے اسے بھی وہی جواب دیا جو اس سے قبل آپؐ کے پاس اپنے بھیجے ہوئے لوگوں کو دے چکے تھے یعنی وہ کسی حالت اور کسی قیمت پر آپؐ کو مکے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔

زہری کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا سب لوگوں کی زبانی آنحضرتؐ کا ایک ہی جواب یعنی آپؐ صرف زیارت بیت اللہ اور عمرہ و حج کے ارادے سے وہاں تک تشریف لائے ہیں خصوصاً حلیس بن علقمہ کی زبانی آپؐ کا یہی جواب اور اپنی ضد کی وجہ سے اس کی زبان سے اپنے حق میں سخت وست سننے کے باوجود مشرکین قریش نے ایک بار پھر آپؐ کے پاس عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجا لیکن آخر الذکر نے مکے سے روانگی سے قبل ان سے کہا کہ "حضور ﷺ نے تمہیں صرف ایک ہی اور وہ بھی بہت نرمی سے جواب دیا ہے جب کہ تم لوگ انہیں صرف سب وشتم سے جواب دیتے ہو۔" اس کے بعد وہ بولے "میں مانتا ہوں کہ تم میرے بزرگ ہو (عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کے بیٹے تھے) لیکن تمہارا حد سے تجاوز کرنا میرے نزدیک مناسب نہیں ہے۔"

Marfat.com

عروہ بن مسعود کی ان باتوں کے جواب میں وہ بولے کہ " تم ہماری اولاد ضرور ہو لیکن محمد ﷺ کے بارے میں ہم سے زیادہ نہیں جانتے۔"

بہرکیف جب عروہ آپؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ سے کہا کہ " آپ ﷺ مدینے سے یہاں آئے ہیں ادھر قریش مکہ آپ ﷺ کے مقابلے کے لئے مسلح ہو کر ایسے تیار بیٹھے ہیں جیسا میں نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اسے آپ ﷺ کل خود ہی دیکھ لیں گے۔"

عروہ کی یہ باتیں سن کر حضرت ابو بکرؓ جو آنحضرتؐ کے پس پشت بیٹھے تھے بولے "ہم بھی اپنا حال کل ان پر ظاہر کر دیں گے۔"

حضرت ابو بکرؓ کی زبان سے یہ سن کر عروہ بولے۔ "یہ کون ہیں؟"

آنحضرت نے جواب دیا "یہ ابو بکر بن قحافہ ہیں۔" اسپر عروہ بولے: " میں ان کی شخصیت سے واقف ہوں تو انہیں بھلا کیا جواب دے سکتا ہوں۔"

جب عروہ آنحضرتؐ سے گفتگو کر رہے تھے تو ان کا ہاتھ رہ رہ کر آپؐ کی ریش مبارک تک چلا جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر مغیرہ ابن شعبہ نے جو آپؐ کے پس پشت بطور محافظ مسلح کھڑے تھے ان سے کہا "اس سے پہلے کہ میرا ہاتھ تم تک پہنچے تم اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک کے پاس سے ہٹا لو۔"

عروہ بن مسعود نے جب مغیرہ ابن شعبہ کی یہ بات سنی اور ان کی تیوریاں چڑھی دیکھیں تو بولے " میاں تمہیں شاید کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔" پھر آپؐ سے پوچھا " یہ شخص کون ہے؟" آپؐ نے مسکرا کر فرمایا " یہ تمہارے بھائی کے بیٹے مغیرہ بن شعبہ ہیں' کل تک یہ بھی تمہاری ہی طرح تھا لیکن اب اسلام نے ان کی کایا پلٹ دی ہے۔" (مفہومی ترجمہ)

اس کے بعد آپؐ نے عروہ بن مسعود سے بھی اپنے حدیبیہ تک آنے کے مقصد کے بارے میں وہی فرمایا جو آپ اس سے قبل قریش کے بھیجے ہوئے دوسرے آدمیوں سے فرما چکے تھے۔ ابن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ انہیں بعض اہل علم نے بتایا کہ عروہ بن مسعود کی واپسی کے بعد آنحضرتؐ نے خراش بن امیہ خزاعی کو طلب فرمایا اور انہیں سواری کے لیے اپنا ناقہ دے کر قریش کے کچھ معززین کے پاس بھیجا تاکہ وہ مکے جا کر انہیں آپؐ کے حدیبیہ تک آنے کے مذکورہ بالا پر امن مقصد سے آگاہ کریں لیکن وہ جونہی مکے پہنچے قریش کے شقی القلب لوگوں نے انہیں گھیر لیا قتل کرنا چاہا۔ لیکن وہاں کے اہل حبش ان کے آڑے آئے اور لوگوں کو آپ کے ناقے سے ہٹاتے ہوئے اسے اور اس پر سوار خراش بن

Marfat.com

امیہ کو بحفاظت مکے کے باہر دور تک چھوڑ گئے اور وہ بخیریت آپؐ کے پاس پہنچ گئے۔

ابن اسحٰق عکرمہ اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد قریش مکہ نے اپنے چالیس پچاس آدمی مسلمانوں کے پڑاؤ کا چکر لگانے کے لیے بھیجے لیکن جب نبی کریمؐ کے صحابہ نے انہیں پکڑ کر آپؐ کے سامنے پیش کیا تو اس کے باوجود کہ وہ آپؐ کے پڑاؤ پر تیر اندازی اور سنگ باری کے مرتکب ہوئے تھے انہیں معاف فرما کر کے واپس بھیج دیا۔

اس کے بعد جیسا کہ ابن اسحٰق نے بیان کیا' آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو بلا کر ان سے فرمایا کہ وہ مکے جائیں اور وہاں ابو سفیان اور قریش کے دوسرے ممتاز و معزز لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کریں کہ آپ بیت اللہ کی عظمت کی بناء پر اس کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ آپؐ کا کوئی اور مقصد نہیں ہے لیکن حضرت عمرؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ انہیں قریش مکہ کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے کیونکہ ان سے ان کی (حضرت عمرؓ کی) دشمنی مسلم ہے اس کے علاوہ ان کے قبیلے بنی عدی کا اس وقت کوئی شخص وہاں نہیں ہے جو کسی خطرے کے موقع پر ان کے کام آئے۔ حضرت عمرؓ نے ان گزارشات کے بعد آپؐ سے عرض کیا کہ اس کام کے لیے ان سے بہتر حضرت عثمانؓ بن عفان رہیں گے کیونکہ ابو سفیان کے علاوہ بنی امیہ کے کئی دوسرے لوگ کوئی ایسی ویسی بات ہونے پر ان کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

آنحضرتؐ کو عمرؓ کا یہ مشورہ پسند آیا۔ چنانچہ آپؐ نے عثمانؓ کو اپنے سفیر کے طور پر مکے روانہ فرما دیا اور حضرت عثمانؓ نے وہاں پہنچ کر ابو سفیان اور وہاں کے دوسرے شرفاء کو سمجھانے کی لاکھ کوشش کی لیکن انہوں نے کہا کہ وہ صرف انہیں یعنی عثمانؓ کو طواف کعبہ کی اجازت دے سکتے ہیں اور جب انہوں نے ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ آپؐ کے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتے تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کو حرم میں قید کر دیا جب کہ حدیبیہ میں مسلمانوں کو کسی نے خبر دی کہ عثمانؓ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جب یہ خبر آنحضرتؐ کو ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ اب مجبوراً" قریش مکہ کو اس کا جواب دیا جائے گا اور اسی کے لیے آپؐ نے یکے بعد دیگرے اپنے تمام صحابہ سے ایک درخت کے زیر سایہ تشریف فرما ہو کر بیعت لی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؐ کے صحابہ نے قریش مکہ سے خون عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے جان کی بازی لگا دینے کی بیعت کی تھی۔

Marfat.com

جابر بن عبداللہ جو اس بیعت میں شریک تھے کہتے ہیں کہ رسول اللہ قریش سے خون عثمانؓ کا قصاص لینے کے لیے صحابہ سے جان دینے کی بیعت نہیں لینا چاہتے تھے لیکن خود صحابہ نے آپؐ کے دست مبارک پر اسی کے لیے بہ اصرار بیعت کی تھی جس میں وہاں موجود تمام صحابہ بنی سلمہ کے بھائی جد بن قیس کے سوا شریک تھے۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ جد بن قیس کی گردن اڑا دینا چاہتے تھے لیکن وہ پھرتی سے اپنے اونٹ پر بیٹھ کر لوگوں کی نظروں سے روپوش ہو گیا تھا جب کہ باقی تمام صحابہ نے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا فرداً'' فرداً''اسی پر آخری دم تک کے لیے بیعت کی تھی۔ تاہم اس کے بعد آنحضرتؐ کو معلوم ہو گیا تھا کہ قریش کے ہاتھوں عثمانؓ کے قتل کی خبر غلط تھی۔

ابن اسحٰقؒ زہری کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد قریش مکہ نے بنی عامر بن لوئی کے بھائی سہیل بن عمرو کو آنحضرت کی خدمت میں صلح کی گفتگو کے لیے بھیجا لیکن صلح کی شرط یہ رکھی کہ آپ اس سال واپس مدینے چلے جائیں اور یہ بھی کہلوایا کہ اگر آپؐ بزور مکے میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے تو ہم آپ کو پھر قیامت تک یہاں آنے نہیں دیں گے' کیونکہ ہم بھی آپؐ کی طرح عرب ہیں۔

بہرکیف آنحضرتؐ اور سہیل بن عمرو کے مابین خاصی طویل گفتگو کے بعد قریش مکہ کی پیش کردہ شرط آپ نے تسلیم فرمالی اور سہیل بن عمرو مشرکین مکہ کو اس کی اطلاع دینے کے لیے واپس چلے گئے اور تحریری صلح نامہ کی تیاری ہونے لگی تو حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ صدیق کے پاس آئے اور ان سے پوچھا " یا ابوبکر ! کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی اعتراض کے بغیر اس صلح نامے کے لیے مشرکین مکہ کی پیش کردہ شرط واقعی تسلیم کر لی ہے؟" حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب حضرت عمرؓ کے اس سوال کا جواب اثبات میں دیا تو انہوں نے پوچھا"کیا اس کا علم یہاں موجود تمام مسلمانوں کو ہے اور انہوں نے اتفاق رائے سے تسلیم کر لیا ہے؟" اس کے ساتھ ہی انہوں نے پوچھا:"کیا اس کا علم باقی مسلمانوں کو بھی ہو گا؟" حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کے ان دونوں سوالوں کا جواب بھی اثبات میں دیا تو وہ بولے "اس صلح نامے کی ایک نقل یقیناً" مشرکین مکہ کے پاس بھی رہے گی جسے وہ ہمیشہ دوسروں کو دکھا کر اپنے مقابلے میں ہماری کمزوری کا ثبوت مہیا کرتے رہیں گے اس لیے میرے نزدیک مشرکین کی پیش کردہ اس شرط کو اس صلح نامے میں شامل کرنا مصالح دنیوی کو مصالح دینی پر ترجیح دینا ہو گا جو مجھے پسند نہیں ہے۔"

Marfat.com

حضرت ابو بکرؓ سے اس گفتگو کے بعد جب حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہی خیالات کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا "یہ امرالٰہی ہے جس کی تعمیل ہم سب پر لازم ہے اور اسی میں ہماری بھلائی پوشیدہ ہے۔"

ابن اسحٰق اس کے بعد فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو طلب فرما کر انہیں صلح نامہ تحریر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا "لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اس پر سہیل بن عمرو جو اس وقت وہاں موجود تھے بولے "ہم ان کلمات سے واقف نہیں ہیں اس لیے یہاں "باسمک اللّٰھم" لکھا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "جو یہ کہتے ہیں وہی یعنی "باسمک اللّٰھم" ہی لکھو"

اس کے بعد جب پہلے سے طے شدہ امور پر مشتمل یہ صلح نامہ لکھا جا چکا اور اس پر آنحضرتؐ اور قریش مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو کے دستخطوں کے بعد دونوں کی مہریں بھی ثبت ہو چکیں تو اچانک جندل بن سہیل نے کھڑے ہو کر بہ آواز بلند کہا "یہ صلح نامہ دراصل قریش مکہ کی تباہی اور ان میں باہم فتنے کی بنیاد ہے میں ابھی جا کر قریش مکہ کو یہ بات بتاتا ہوں۔"

اس کی یہ بات سن کر اس کے باپ سہیل بن عمرو نے اٹھ کر اس کے ایک تھپڑ رسید کیا اور تنبیہ کی کہ وہ اس معاملے میں خاموش رہے۔ اس نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ کاش اس کا بیٹا اس وقت وہاں نہ آتا۔ اس پر آپؐ نے اسے روک کر جندل سے فرمایا "جندل تم سکون سے اس پر غور کرو' یہ صلح نامہ آج فریقین کی بھلائی کا باعث ہے لیکن ایک دن تم دیکھو گے کہ یہ صرف تم لوگوں کی بھلائی کا سبب ٹھہرے گا۔"

آنحضرت ﷺ نے اس صلح نامہ کے ذریعہ انتہائی صبر و تحمل کا اظہار فرمایا جس کی خوش انجامی کا ثبوت بھی بہت جلد مل گیا حالانکہ اس وقت آپؐ کو زیارت بیت اللہ اور حرم میں نماز ادا کرنے کی بڑی تمنا تھی۔ بہرکیف اس صلح نامہ پر دونوں طرف سے اطمینان کا اظہار کیا گیا جن میں ابو بکرؓ' عمرؓ' عبدالرحمٰن بن عوفؓ' عبداللہ سہیل بن عمرو' سعد بن ابی وقاصؓ' محمود بن مسلمہ' مکرز بن حفص جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور علیؓ بن ابی طالب جنہوں نے وہ صلح نامہ لکھا تھا شامل تھے۔

اس صلح سے فراغت کے بعد آنحضرتؐ نے حج و عمرہ کے معمولات کے طور پر غزوہ بدر میں ابو جہل کے مال غنیمت میں حاصل شدہ اونٹ کے سوا جو قریش کی بدمزگی کا باعث ہو

Marfat.com

سکتا" اونٹوں کی قربانی کی اور سر کے بال بھی صاف کرائے اور اپنے صحابہ کو بھی اس کا حکم دیا۔

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں حج وعمرہ کے معمول پر سر کے بال منڈوانے والوں کے حق میں دعائے خیر فرمائی تو ان لوگوں نے جنھوں نے بال صرف ترشوائے تھے اپنے حق میں بھی آپ سے دعائے خیر کی استدعا کی لیکن آپؐ نے دوسری تیسری بار بھی سر کے بال منڈوانے والوں کے حق ہی میں دعا فرمائی۔ تاہم آپؐ نے سر کے بال ترشوانے کے حق میں بھی ان کی بار بار درخواست پر چوتھی بار دعائے خیر فرمائی۔

سال ہفتم ہجری

غزوہ خیبر: موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ حدیبیہ سے واپسی کے بعد آنحضرتؐ نے کم وبیش بیس روز مدینے میں قیام کے بعد خیبر کا رخ فرمایا جس کی فتح کا وعدہ اللہ تعالیٰ آپؐ سے پہلے ہی فرما چکے تھے۔ موسیٰ نے زہری کے حوالے سے فتح خیبر کا سال ششم ہجری بتایا ہے لیکن جیسا کہ ہم سطور بالا میں بتا چکے ہیں صحیح یہی ہے کہ خیبر کی فتح اوائل سال ہفتم ہجری کا واقعہ ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں "حدیبیہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں پورا ماہ ذی الحجہ اور ماہ محرم کا کچھ حصہ بسر فرمایا جس کے بعد ماہ محرم کے باقی حصے کے دوران میں آپ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔"

مروان اور المسور نے مزید بیان کیا کہ مدینے سے روانگی کے بعد آپؐ نے غطفان کے بیچ کی وادی رجیع میں قیام فرمایا کیونکہ آپؐ کا خیال تھا کہ بنی غطفان کہیں اہل خیبر کے حلیف نہ بن گئے ہوں۔ تاہم ان کی طرف سے اطمینان ہو جانے کے بعد آپؐ اگلی صبح غطفان کی بستی میں داخل ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ اس موقع پر بھی آنحضرتؐ نے مدینے کے انتظامات اور اس کی نگرانی کے لیے نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو مقرر فرمایا تھا لیکن امام احمدؒ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس زمانے میں مدینے آئے۔ تو انہوں نے آپؐ کے نائب کی حیثیت سے وہاں یعنی مدینے میں سباع بن عرفطہ الغفاری کو دیکھا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب مدینے سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو راستے

Marfat.com

میں پہلے آپؐ نے ایک بستی میں قیام فرمایا اور وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد آپ وہاں سے آگے بڑھ کر صہبا میں ٹھہرے اور پھر اپنے لشکر کے ساتھ آگے روانہ ہوئے تو آپؐ نے رجیع میں قیام فرمایا۔ یہ ایک وادی ہے جو غطفان کی سرحد پر واقع ہے۔

بہر کیف جب انہیں ایک خاصے بڑے لشکر کے ساتھ آنحضرتؐ کی اپنے علاقے میں آنے کی خبر ملی تو پہلے تو انہوں نے خیبر کا رخ کیا لیکن راستے میں انہیں اپنے مال ومنال اور اہل وعیال کی حفاظت کا خیال آیا تو انہوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے لشکر کو بغیر کسی مزاحمت کے خیبر کی طرف بڑھنے کا راستہ دے دیا اور خود ایک طرف ہٹ گئے۔

بخاریؒ فرماتے ہیں کہ خیبر کی بستیوں میں آگ کے شعلے بلند ہوتے دیکھ کر آنحضرتؐ نے لوگوں سے یعنی اپنے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ یہ آگ کیسی ہے تو انہوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ یہودیوں نے الاؤ روشن کر رکھے ہیں اور آپؐ کو یہ بھی بتایا گیا کہ یہودی عموماً مردہ جانوروں کی چربی سے ایسے الاؤ روشن کرتے ہیں۔ پھر جب فتح خیبر کے بعد آپؐ سے عرض کیا گیا کہ عامر بن اکوع نے جو اسی روز زخمی ہو کر وفات پا گئے تھے یعنی شہید ہو گئے تھے ایسے ہی ایک الاؤ کی راکھ سے اپنی تلوار کا خون صاف کیا تھا اور آپؐ سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ آیا آپؐ کے نزدیک ان کا یہ عمل جائز تھا یا نہیں تو آپؐ نے عامر کے بھائی کی انگلیاں اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا کہ "چونکہ یہ مجاہد تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا یہ فعل قابل معافی ہے اور یہ یقیناً" ناجی اور اجر جہاد کا مستحق ہے اور اجر شہادت کا بھی۔" اس روایت کو حد درجہ غریب ہونے کے باوجود حدیث نبوی کے حوالے سے پیش کرنے والوں میں بخاریؒ کے علاوہ کئی دوسرے ثقہ راوی بھی شامل ہیں اور ان سب نے اسے بالاتفاق مستند تسلیم کیا ہے(مؤلف)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے متعدد لوگوں نے عطاء بن ابی مروان اسلمی اور ان کے والد نیز ابن مقب بن عمرو کے حوالے سے بیان کیا کہ جب آنحضرتؐ خیبر کے سامنے وارد ہوئے تو آپؐ نے اپنے صحابہ سے فرمایا "ٹھہر جاؤ !اب ہم ان کے نزدیک پہنچ گئے ہیں۔"

پھر اس کے بعد آپؐ نے یہ دعا فرمائی "اے سات آسمانوں اور سات زمینوں کے رب !اے کم یا زیادہ جملہ شیاطین کے رب !اے ہواؤں اور جملہ ساکن اشیاء کے رب ! میں تجھ سے اس بستی اور اس کے مکینوں کے لیے خیر کا طالب ہوں لیکن اس بستی کے شر اور اس کے مکینوں کے شر سے جو کچھ اس بستی میں ہے اس کے شر سے تجھ سے پناہ مانگتا

Marfat.com

ہوں۔" یہ دعا فرما کر آپؐ نے مجاہدین اسلام کو حکم دیا "آگے بڑھو ! بسم اللہ۔"

اس روایت کو قریب قریب انہی الفاظ میں حافظ بیہقی نے بھی حاکم، اصم، عطاردی، یونس بن بکیر، ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع، صالح بن کیسان، ابی مروان، اسلمی اور آخر الذکر کے والد اور درواء کے حوالے سے جو سب کے سب غزوہ خیبر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے بیان کیا ہے۔

ابن اسحٰق متعدد راویوں کی زبانی انس بن مالک کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آخرالذکر نے بتایا کہ آنحضرتؐ جب بھی کسی غزوے کے لیے مدینے سے تشریف لے جاتے تھے تو منزل پر پہنچ کر اگر رات کا وقت ہوتا تو آپ دشمن کے خلاف اس وقت کوئی اقدام نہیں فرماتے تھے چنانچہ خیبر میں بھی آپؐ نے اپنی اس عادت کا مظاہرہ فرمایا یعنی رات کے وقت جب ہم آپؐ کے ہمراہ خیبر پہنچے تو آپؐ نے صبح تک اہل خیبر کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا بلکہ صبح کی اذان کا انتظار فرماتے رہے۔ پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ قلعہ خیبر کی طرف بڑھے تو ہم بھی آپؐ کے حکم پر آپؐ کے پیچھے پیچھے اس طرف بڑھے۔

انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کے بالکل پیچھے ابی طلحہ تھے اور ان کے پیچھے ابی طلحہ کی طرح گھوڑے پر سوار وہ خود یعنی انس بن مالک تھے۔ انس کہتے ہیں کہ جب اہل خیبر نے آپؐ کو دیکھا تو وہ بولے "اوہو محمدؐ اتنا لاؤ لشکر لے کر ہمارے مقابلے کے لیے یہاں آئے ہیں۔" یہ کہہ کر انہوں نے جنگ کا آغاز کر دیا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا ہم ان سے مصالحت کرنے اور انہیں نیکی کا راستہ دکھانے یہاں آئے ہیں لیکن یہ لوگ تو ہم سے جنگ کے لیے گویا ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ (حدیث کا مفہومی ترجمہ)

یہی روایت انس بن مالک کے حوالے سے مسلم نے بھی پیش کی ہے۔ بخاریؒ نے اس روایت کو پیش کرتے ہوئے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اہل خیبر گدھے کا گوشت بھون بھون کر کھا رہے تھے تو آپؐ نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ وہ گوشت کبھی نہ کھائیں کیونکہ یہ حرام ہے۔ بیہقیؒ کہتے ہیں کہ غزوہ خیبر میں آنحضرتؐ نے چند دوسرے غزوات کی طرح گدھے پر سواری کی تھی۔

ہمارے نزدیک بخاری مسلم نے یہ روایت پیش کرتے ہوئے یہ بات نہیں بتائی بلکہ جیسا کہ مالک بن انس اور ابی طلحہ کو گھوڑوں پر سوار ظاہر کیا گیا ہے تو جیسا کہ بخاریؒ نے بیان کیا کہ آنحضرت بھی غزوہ خیبر میں گھوڑے ہی پر سوار تھے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ محاصرہ خیبر

Marfat.com

کے دوران میں آپؐ کسی وقت گدھے پر بھی سوار ہوئے ہوں۔

بہر کیف آنحضرتؐ نے اس روز فرمایا کہ "اب اسلامی علم اس شخص کو دیا جائے جو خدا اور اس کے رسولؐ سے بے انتہا محبت کرتا ہے اور خدا اور اس کا رسولؐ بھی اسے بے حد چاہتے ہیں۔"

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ "خیبر کی فتح بھی اللہ تعالیٰ نے اسی کے نصیب میں لکھی ہے اس لیے قلعہ خیبر انشاء اللہ تعالیٰ آج اسی کے ہاتھوں فتح ہو گا۔"

آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو طلب فرمایا تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ حضرت علیؓ آشوب چشم کی سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ یہ سن کر آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا اور جب وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان کی دونوں آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس کے بعد جیسا کہ اس روایت میں بیان کیا گیا ہے' انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے ان کی آنکھوں میں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔

اس کے بعد آپؐ نے انہیں علم دیا اور اس کے ساتھ یہ حکم دیا کہ وہ قلعے کی دیوار کے نیچے جائیں اور وہاں رہنے والے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دیں' اگر وہ اسے تسلیم کر لیں تو فبہا ورنہ قلعہ فتح کرنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا اور آگے بڑھ کر دیوار قلعہ کے پاس اپنا علم گاڑ کر بلند آواز سے دیوار پر پہرہ دینے والوں کو پکارا اور جب وہاں سے ایک یہودی نے پوچھا "تم کون ہو؟" تو حضرت علیؓ نے کہا "میں علی بن ابی طالب ہوں" حضرت علیؓ سے یہ سن کر وہ یہودی بولا "ہم نے توریت میں یہ نہیں پڑھا کہ اس نام کا کوئی شخص اس قلعہ پر قبضہ حاصل کر سکے گا' بہتر ہے کہ تم یہاں سے واپس چلے جاؤ۔"

اس یہودی کے اس جواب پر حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے ساتھی مجاہدین کے ساتھ قلعہ پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے قلعہ فتح ہو گیا۔

آنحضرتؐ سے اہل فدک کی درخواست : ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ خیبر کے ایک قلعہ کے علاوہ جسے مسلمانوں نے بزور فتح کیا تھا دوسرے مختلف قلعوں کے محصورین نے جب بخوبی محسوس کر لیا کہ ان کے ان قلعوں کا محاصرہ اگر مسلمانوں نے مزید اسی سختی سے جاری رکھا تو ان کی ہلاکت میں کوئی شک نہیں ہے' تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ اگر ان کی جاں بخشی کر دی جائے تو وہ اپنے اپنے قلعوں کے دروازے کھول کر ہتھیار ڈالنے اور خود کو گرفتاری کے لیے پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اپنا

Marfat.com

سارا مال و متاع بھی آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے ان کی یہ درخواست منظور فرمالی۔

مذکورہ بالا قلعوں کے علاوہ قلعہ فدک والوں نے بھی آنحضرتؐ کے سامنے یہی درخواست پیش کی لیکن چونکہ ان کے قبضے میں زرعی زمینوں کے ساتھ سرسبز و شاداب باغات بھی تھے اس لیے ان کے سامنے یہ شرط پیش کی گئی کہ وہ اپنی ان زمینوں اور باغات کی سالانہ آمدنی کا نصف حصہ مدینے بھیجا کریں گے جو انہوں نے بطیب خاطر قبول کر لی اس لیے ان کے قلعہ کا سب مال واسباب جوں کا توں رہنے دیا گیا۔ فدک کے پڑوس میں ایک اور قلعہ باقی رہ گیا تھا۔ اس کے باشندوں نے یہ شرط مان لی تو دونوں قلعوں میں ایک ایک مسلمان حاکم مقرر کر دیا گیا جو ان قلعہ والوں میں سے ہر ایک سے ان شرائط کی پابندی کرائے اور ان کے مالی انتظامات اپنے ہاتھ میں رکھے۔

زہر آلود گوشت کا قصہ: بکری کے زہر آلود گوشت کے بارے میں عروہ کی زبانی حضرت عائشہ کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے بخاری بیان کرتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن یوسف اور لیث نے بھی حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ خیبر کے جملہ قلعوں کی فتح اور ان پر مجاہدین اسلام کے مکمل قبضے کے بعد وہاں کے یہودیوں کی طرف سے آنحضرتؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا تو جیسا کہ امام احمدؒ نے بھی بیان کیا ہے آپؐ نے ان کے چند سن رسیدہ معزز لوگوں کو بلا کر ان سے ان کے جد اعلیٰ کا نام دریافت فرمایا اور ان سے وہ نام سچ بتانے کے لیے کہا لیکن جو نام انہوں نے بتایا وہ غلط تھا۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا "آپ لوگوں نے جو نام بتایا ہے وہ غلط ہے جب کہ صحیح نام یہ ہے۔ پھر آپ لوگوں نے جھوٹ بولا جب کہ آپ لوگوں کو صحیح نام معلوم تھا۔" وہ بولے "ہمیں معلوم تو تھا لیکن ہم میں زیادہ مشہور وہی نام ہے جو ہم نے بتایا ہے۔" اس کے بعد آپ نے ان سے دریافت فرمایا "دوزخی کون ہوتے ہیں۔"

وہ بولے "پہلے ہم لوگوں میں جزا و سزا پر ایمان رکھنے والوں کی تعداد بہت تھی لیکن اب وہ گھٹتے گھٹتے بہت معمولی رہ گئی ہے اور اس میں بھی باہم اختلاف پایا جاتا ہے۔"

آپؐ نے فرمایا "ہم اہل اسلام میں اس کے متعلق کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا نہ ابد تک پیدا ہو گا۔" اس کے بعد آپؐ نے ان سے فرمایا اچھا اب میں آپ لوگوں سے جو بات پوچھوں گا کیا آپ لوگ اس کے بارے میں مجھے ٹھیک ٹھیک بتائیں گے؟"

Marfat.com

وہ بولے "جی ابو القاسم ہم اس کا بالکل ٹھیک اور سچ جواب دیں گے۔"

آپ نے فرمایا "اچھا تو بتاؤ اس گوشت میں زہر تم میں سے کس نے ملایا ہے؟ یا اس گوشت کو زہر آلود کرنے میں تمہیں کس نے آمادہ کیا ہے؟"

آپ کے اس سوال کا انہوں نے یہ جواب دیا "یا ابوالقاسم سچ بات یہ ہے کہ ہم لوگوں نے باہمی مشورے سے خود ایسا کیا ہے کیونکہ ہمیں یقین تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ کو اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا ورنہ آپ ہلاک ہو جائیں گے۔

البتہ بیہقیؒ کہتے ہیں کہ انہیں ابوعبداللہ الحافظ' ابو العباس الاصم نے بتایا اور ان سے سعید بن سلیمان اور عباد بن عوام نے سفیان بن حسین' زہری' سعید بن مسیب' ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابوہریرہؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ یہود کی ایک عورت نے آنحضرتؐ کی خدمت میں بکری کا بھنا ہوا زہر آلود گوشت ہدیتہ" پیش کیا تھا لیکن آپ نے اپنے صحابہ کو اسے کھانے سے روک دیا تھا اور اس عورت سے دریافت فرمایا تھا کہ اسے اس گوشت میں زہر ملانے کے لیے کس نے کہا تو اس نے جواب دیا تھا: "میں نے اس گوشت میں زہر یہ دیکھنے کے لیے ملایا ہے کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو اسے فوراً" پہچان جائیں گے ورنہ (نعوذ باللہ) ہم لوگ کا آپ سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔" بیہقیؒ مذکورہ بالا حوالے دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس عورت کے مندرجہ بالا جواب پر اس سے کوئی تعارض نہیں فرمایا تھا۔ بیہقی کے علاوہ ابو داؤد نے بھی ہارون بن عبداللہ اور سعید بن سلیمان کے حوالے سے اس سلسلے میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ اسی حد تک ہے اور امام احمدؒ نے بھی یہی بیان کیا ہے البتہ امام احمد نے اس میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آنحضرتؐ اور آپ کے صحابہ نے اس گوشت سے تھوڑا سا کھا بھی لیا تھا لیکن اس کے بعد بھی آپ نے اس عورت کو پھر بھی اس کا مندرجہ بالا جواب سن کر معاف فرما دیا تھا۔ تاہم اس زہر آلود گوشت کا اتنا اثر ضرور ہوا تھا کہ جب آپ ایک بار کسی سفر پر تشریف لے گئے تو آپ کے پائے شریف اچانک سن ہو گئے تھے۔ اور یہی اثر آپ کے ان صحابہ پر بھی ہوا تھا جنہوں نے وہ گوشت تھوڑا بہت چکھا تھا۔

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ ان سے مروان بن عثمان بن ابی سعید بن ابی معلیٰ نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے اس مرض کے دوران میں جس میں آپ نے وفات پائی بشر بن البراء بن معرور کی بہن سے جو ان دنوں آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئی تھیں فرمایا تھا "یہ اسی گوشت

Marfat.com

کے زہر کا اثر ہے جو میں نے اور تمہارے بھائی نے خیبر میں کھایا تھا' کاش میں نے تمہارے بھائی کو اس کے کھانے سے روک دیا ہوتا۔" اس روایت میں حد سے زیادہ غرابت و نکارت ہے۔ واللہ اعلم

وادی قریٰ کا محاصرہ: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ غزوہ خیبر سے فراغت کے بعد وہاں سے واپس مدینے کی طرف تشریف لاتے ہوئے آنحضرتؐ نے وادی قریٰ میں قیام فرمایا تھا کیونکہ وہاں کے لوگوں کی سرکشی کے بارے میں آپؐ کو خیبر ہی میں اطلاع مل گئی تھی جس کی مزید تصدیق آپؐ کے وہاں پڑاؤ کرنے کے فوراً ہی بعد ہو گئی کیونکہ آپؐ کے ہمراہیوں میں سے مدعم کو کہیں قریب کی کمین گاہ سے ایک ایسا کاری تیر لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔

وادی قریٰ میں آنحضرتؐ نے تین روز قیام فرمایا تھا اور وہیں حضرت صفیہؓ کی مدت عدت ختم ہوئی تھی جس کے بعد آپؐ نے انہیں اپنی زوجیت میں لیا تھا۔

امام احمدؒ غزوہ خیبر کے واقعات کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ ان سے یحییٰ بن سعید نے محمد بن یحییٰ بن حبان ' ابی عمرہ اور زید بن خالد جہنی کے حوالے سے بیان کیا کہ غزوہ خیبر میں ایک مجاہد انتہائی شجاعت کے ثبوت دیتے ہوئے شہید ہو گیا تھا لیکن جب اس کی اطلاع آنحضرتؐ کو دی گئی تو آپؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا "اپنے ساتھی پر سلام بھیجو" اور آپؐ نے مال غنیمت میں سے جب اس کے لیے بھی یعنی اس کے نام سے ایک قلیل سا حصہ الگ کروایا تو بعض لوگوں کو اس کے ساتھ اس خصوصی رعایت پر حیرت ہوئی تھی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تھا "اس نے راہ خدا میں شدت کی ہے۔"

ابن اسحٰقؒ اپنی کتاب سیرت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ سے آنحضرتؐ کی شادی کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے اس وقت جب آپ غزوہ خیبر سے واپسی پر ابو ایوبؓ انصاری کے مکان کے ایک حصے میں فروکش ہوئے تھے انہوں نے آپؐ سے عرض کیا تھا کہ "صفیہ کی طرف سے خبردار رہنا مناسب ہو گا کیونکہ ان کا باپ اور شوہر غزوہ خیبر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔" اس کے جواب میں آنحضرتؐ نے ابو ایوب انصاریؓ کو تسلی دیتے ہوئے اپنی حفاظت کے سلسلے میں ان کے جذبے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے خیر بھی فرمائی تھی۔

آنحضرتؐ کا وادی قریٰ سے گزر' اس کا محاصرہ اور یہود سے مصالحت: واقدی

کے بقول وادی قریٰ کے یہودیوں سے مسلمانوں کی جنگ شام سے لے کر رات بھر اور اگلے روز طلوع آفتاب کے بعد تک جاری رہی اور مسلمانوں کو اس میں بھی مکمل فتح حاصل ہوئی۔ تاہم آنحضرتؐ نے وہاں کے یہود کی زرعی زمینیں اور کھجور کے باغات انہی کے حق میں چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ البتہ انہی میں سے ایک شخص سے حلف وفاداری' ومتابعت لے کر اسے وہاں کا عامل مقرر فرما دیا۔ اس طرح وادی قریٰ میں آنحضرت ﷺ کا قیام چار روز رہا۔

جب خیبر' فدک اور وادی قریٰ کے یہودیوں کے انجام کی خبر تیما کے یہودیوں کو ملی تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیج کر جزیہ پر آپؐ سے مصالحت کر لی۔ اس طرح خیبر' فدک' وادی قریٰ اور تیما کے یہودیوں سے جو مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا اس نے انہیں خدا کے فضل وکرم سے مالا مال کر دیا۔

چونکہ وادی قریٰ اور تیما کے یہودیوں سے جزیہ پر مصالحت ہوئی تھی اس لیے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جب خیبر اور فدک کے یہودیوں کو ان کی مسلسل سرکشی اور چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے وہاں سے نکالا گیا تو وادی قریٰ اور تیما کے یہودیوں سے اس مصالحت کی بنا پر کچھ نہیں کہا گیا۔ دوسرے وادی قریٰ کا علاقہ شام سے نزدیک تر ہونے کی وجہ سے شام میں اور تیما کا علاقہ مدینے سے نزدیک تر ہونے کی وجہ سے اس وقت حجاز میں شامل کر لیا گیا تھا۔

فتح خیبر کے بعد یہودیوں سے شرائط: صحیحین (صحیح مسلم و صحیح بخاری) میں لکھا ہے کہ فتح خیبر کے بعد آنحضرتؐ نے وہاں کے یہودیوں سے یہ اقرار کرایا تھا کہ ان کی زرعی زمینوں اور کھجوروں کے باغات کی سالانہ آمدنی کا طے شدہ حصہ وہ مدینے بھیجا کریں گے اور اس کے حساب کتاب اور خیبر کے انتظامی امور کی نگرانی کے لیے آپؐ نے انہی کا ایک شخص وہاں مقرر فرما دیا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپؐ نے اس کام کے لیے عبداللہ بن رواحہ کو وہاں اس لیے بھیجا تھا تاکہ وہ کھجوریں پکنے اور فصلیں کٹنے کے اوقات میں وہاں موجود رہیں اور آمدنیوں کا باقاعدہ حساب کر کے ان کی جانچ پڑتال کیا کریں۔ عبداللہ بن رواحہ جب جنگ موتہ میں شہادت پا گئے تو پھر ان کی جگہ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے' جبار بن صخر کو بھیجا گیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن شہاب سے دریافت کیا تھا کہ آنحضرتؐ نے خیبر کے یہودیوں کو ان کے کھجوروں کے باغات کیوں سپرد فرما دیے تھے جب کہ خیبر کو جدال وقتال کے بعد فتح کیا گیا تھا؟ اس کے بعد ابن اسحٰق سے یہ بھی پوچھا تھا کہ جب یہود خود اپنی

مرضی سے خیبر چھوڑنے اور جلا وطن ہونے کے لیے تیار تھے تو آپؐ نے ان سے یہ معاہدہ کیوں فرمایا تھا۔

ابن شہاب کا جواب یہ تھا کہ آنحضرتؐ نے خیبر کے باقی ماندہ یہودیوں کو طلب فرما کر ان سے فرمایا تھا کہ آپؐ چاہیں تو ان کی املاک ضبط کر سکتے ہیں یا اسے کسی اور کے حوالے فرما سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہو گا کہ وہ وہاں سے نہ جائیں' تاہم ان کی زرعی زمینوں اور کھجوروں کے باغات سے جو آمدنی ہو اس کا نصف وہ مدینے بھیج دیا کریں۔ اس کے علاوہ جزیہ کی ایک قسم بھی وہ سالانہ مدینے بھیجا کریں جس کا انہوں نے وعدہ کر لیا تھا۔ ان تمام امور کے لیے پہلے انہی کا ایک آدمی مقرر کیا گیا تھا لیکن بعد میں اولاً" اس کام کے لیے عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا گیا تھا اور ان کے بعد جبار بن صخر کا بطور عامل وہاں تقرر کیا گیا تھا۔

عمرۃ القضاء: سہیل نے اس عمرۃ القضیہ کو حدیبیہ کے قضا شدہ عمرہ کی پہلی تلافی کے طور پر بیان کیا ہے جس کے بعد دوسری اور مکمل تلافی آنحضرتؐ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے فتح مکہ کی صورت میں حاصل ہوئی۔ بہرکیف یہ عمرہ وہ ہے جس کے لیے قریش نے آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہ کرام کی مکے میں داخلے کی یہ شرط رکھی تھی کہ ان میں سے کوئی شخص مسلح نہ ہو اور تین روز سے زیادہ وہاں قیام نہ کرے۔ آنحضرتؐ نے خیبر سے مدینے میں واپس تشریف لا کر وہاں سات مہینے یعنی پورے ربیع الثانی سے لے کر جمادی الاول 'جمادی الثانی یا جمادی الآخر رجب'شعبان'رمضان اور شوال تک وہاں قیام فرمایا اور اس دوران میں آپؐ نے اپنے صحابہ میں سے چند صحابہ کو مختلف غزواتی مہمات پر روانہ فرمایا اور اس کے بعد ماہ ذیقعدہ میں مشرکین کے صدر مقام مکے کی طرف روانگی کا قصد فرمایا جب قریش مکہ کے ساتھ آپؐ کے وہاں داخل ہونے اور عمرہ ادا کرنے کا ایک باہمی معاہدے کی رو سے وقت آگیا تھا۔

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے خیبر سے واپسی اور چند غزواتی مہمات سے فارغ ہو کر ماہ ذیقعدہ میں عمرہ قضاء کے لیے جسے ارشاد ربانی" والحرمات قصاص" الخ کے مطابق عمرہ قصاص بھی کہا جاتا ہے مکے کا قصد فرمایا تھا اور اس دفعہ آپؐ نے مدینے کی نگرانی کے لیے عویف بن اضبط والکی کو مقرر فرمایا تھا۔ جب آنحضرتؐ مکے میں داخل ہوئے تو ماہ ذیقعدہ سال ششم ہجری کا آخری دن تھا لیکن چونکہ اس وقت ماہ محرم الحرام سال ہفتم ہجری کا چاند نظر آچکا تھا اس لیے تاریخی لحاظ سے مکے میں آپؐ کے داخلے کو سال ہفتم ہجری کا واقعہ

Marfat.com

قرار دیا جا سکتا ہے۔

ابن اسحٰق عبداللہ بن عباس کی زبانی مزید بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ دار الندوہ سے اپنے صحابہ کو صفیں باندھ کر نظم وضبط کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دے کر خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور مقام استیلام پر پہنچ کر حجر اسود کا تین بار طواف کیا جسے کچھ متعصب قریش نے آپؐ کا آخری عمرہ یا حجتہ الوداع سے تعبیر کیا تھا حالانکہ حجتہ الوداع اس کے بعد کا واقعہ ہے جو فتح مکہ کے بعد ہوا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے رکنین کے درمیان اپنے صحابہ کو رمی کا حکم دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ کنکریاں پھینکنے میں قوت کا مظاہرہ کریں تاکہ قریش کو ان کی قوت کا اندازہ ہو جائے۔ ویسے قریش مکے میں آپؐ کی صف بندی اور نظم وضبط کے مظاہرے ہی سے آپس میں کہنے لگے تھے کہ "یہ لوگ مکے پر مدینے کی اہمیت و فوقیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔"

موسیٰ بن عقبہ زہری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ صلح حدیبیہ کیمطابق ٹھیک تین سال بعد عمرۃ القضاء کے لیے مکے تشریف لے گئے تھے اور جب آپؐ ارکان عمرہ کی ادائیگی کے لیے بیت اللہ کی طرف تشریف لیے جا رہے تھے تو مکے کے جو نوجوان آپؐ کی سواری کے سامنے آجاتے تھے انہیں عبداللہ بن رواحہ جو آپؐ کے اونٹ کی رسی تھامے آگے آگے چل رہے تھے' آپؐ کے راستے سے ہٹنے کی بار بار ہدایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آپؐ کی نبوت کی شہادت پر مبنی اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

آنحضرتؐ نے عمرہ سے فارغ ہو کر جعفر بن ابی طالب کو میمونہ بنت حارث العامریہ کے پاس ان کی خیرو عافیت معلوم کرنے کے لیے بھیجا جنہیں آپؐ نے جناب عباس کی نگرانی میں چھوڑا ہوا تھا اور جن سے بعد میں انہوں نے آپؐ کی شادی کی تھی۔ آنحضرتؐ نے مکے میں تین شب وروز قیام فرمایا اور جب چوتھے روز صبح کے وقت آپؐ کو وہاں سے واپس مدینے روانہ ہونا تھا تو آپؐ کے پاس سہیل بن عمر اور حویطب بن عبدالعزیٰ آئے۔ آپؐ اس وقت انصار کی مجلس میں بیٹھے سعد بن عبادہ سے گفتگو میں مصروف تھے۔ حویطب بن عبدالعزیٰ نے بیٹھتے ہی کہا "صلح نامے کی رو سے آپ کو مکے میں تین روز قیام کرنا تھا اور اب آپ عمرہ سے بھی فارغ ہو چکے اور تین روز کی مدت بھی ختم ہو چکی۔ لہٰذا ہمیں آپ کی یہاں سے روانگی کا شدت سے انتظار ہے کیونکہ یہ سرزمین ہماری ہے اور ہم یہاں کسی اور

Marfat.com

کو زیادہ قیام کی اجازت نہیں دے سکتے۔"

حویطب بن عبدالعزیٰ کی زبان سے یہ سن کر سعد بن عبادہ نے برجستہ کہا: "یہ سرزمین نہ تمہاری ماں کو وراثت میں ملی ہے نہ تمہارے باپ کو لہٰذا اس ......"

سعد بن عبادہ ابھی کچھ اور کہنے والے تھے لیکن آنحضرتؐ نے انہیں روک دیا اور اسی وقت بلا تاخیر مکے سے واپس روانگی کا حکم دے دیا لیکن ساتھ ہی آپؐ نے سہیل اور حویطب کو مخاطب کر کے فرمایا" یہاں ایک عورت مجھ سے نکاح پر راضی ہے' میں چاہتا تھا کہ اس سے یہیں شادی کر لوں جس کے بعد ہم اور آپ لوگ ایک ساتھ کھانے میں شریک ہوں" لیکن ان دونوں نے یک زبان ہو کر کہا" ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمیں یہاں سے آپ کی روانگی کا فوری طور پر شدت سے انتظار ہے۔" چنانچہ آپؐ نے جناب عباس کے مکان پر کسی کو بھیج کر ان سے کہلا بھیجا کہ اگر میمونہ مدینے جانا چاہیں تو فوراً" آپؐ کی قیام گاہ پر آجائیں۔ چنانچہ وہ جناب عباس سے اجازت لے کر بلا توقف اس شخص کے ساتھ آپؐ کی قیام گاہ پر پہنچ گئیں۔ جب آنحضرتؐ اپنے صحابہ کے ساتھ مکے سے روانہ ہونے لگے تو آپؐ نے ابو رافع کو حکم دیا کہ وہ میمونہ کا سامان جناب عباس کے مکان سے لے آئیں اور انہیں ناقے پر سوار کر کے آپؐ کے پیچھے پیچھے آجائیں رسول اللہ ﷺ نے مکے سے روانہ ہو کر پہلے سرف میں قیام فرمایا جہاں ابو رافع بھی میمونہ کے ناقے کی مہار تھامے پہنچ گئے اور وہیں آپؐ نے میمونہ کو اپنی زوجیت میں لے کر انہیں حق مہر میں چار سو درہم ادا کر دیے لیکن میمونہ کی قسمت میں ام المومنین کی حیثیت سے آپؐ کے ساتھ رہنا زیادہ عرصے تک نہیں تھا کیونکہ وہ کچھ عرصہ بعد ہی وفات پا گئیں۔

حضرت میمونہؓ کے ساتھ آنحضرتؐ کی تزویج کا مسئلہ: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے آبان بن صالح اور عبداللہ بن ابی نجیح نے عطاو مجاہد اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا آنحضرتؐ نے میمونہ کو مکے سے مدینے کی طرف واپس ہوتے ہوئے سفر کے دوران میں اپنی زوجیت میں لیا تو بعض لوگوں کو گمان ہوا کہ میمونہ سے آپؐ کی شادی اس وقت ناجائز تھی کیونکہ ان کے خیال میں میمونہ اس وقت تک عباس بن عبدالمطلب کی منکوحہ تھیں لیکن ان کا یہ خیال غلط فہمی پر مبنی تھا اور ابن ہشام کے بیان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ عباس ابن عبدالمطلب میمونہ اور ان کی بہن دونوں میں سے کسی ایک سے شادی کرنا چاہتے تھے لیکن میمونہ چاہتی تھیں کہ پہلے ان کی بہن کی شادی ہو جائے اس لیے یہ مسئلہ

Marfat.com

اس وقت تک معلق رہا جب تک آنحضرتؐ مکے تشریف لائے اور انہوں نے جناب عباس کو جو ان دونوں بہنوں کے محرم تھے میمونہ سے شادی کا پیغام دیا جو انہوں نے میمونہ کی رائے لینے کے بعد قبول کر لیا۔اور اس طرح ان کی بہن سے پہلے آنحضرتؐ سے میمونہؓ کی شادی ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ میمونہ کو جناب عباس کی منکوحہ سمجھ رہے تھے اس حقیقت سے ناواقف تھے۔

غزوہ موتہ: غزوہ موتہ زید بن حارثہ کی غزواتی مہم جس کے لیے آنحضرتؐ نے انہیں سرزمین شام کے علاقہ بلقاء کی طرف روانہ فرمایا تھا اور ان کی سرکردگی میں تین ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر بھیجا تھا۔ محمد بن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ عمرۃ القضیہ کے بعد آنحضرتؐ نے مدینے میں سال ہشتم ہجری کے بعد ماہ ذالحجہ سے لے کر جس میں مشرکین عرب حج وزیارت خانہ کعبہ کے لیے مکے میں جمع ہوئے تھے ماہ جمادی الاول تک قیام فرمانے کے بعد آخر الذکر مہینے کے دوران ہی میں زید بن حارثہ کی سربراہی میں شام کی سرزمین موتہ کی طرف ایک بھاری لشکر روانہ فرمایا تھا جہاں سے اطلاع ملی تھی کہ وہاں دشمنان اسلام کثیر تعداد میں جمع ہو کر مسلم علاقوں پر قبضہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

مجاہدین کے اس لشکر کے لیے آنحضرتؐ کا حکم یہ تھا کہ اگر زید بن حارثہ دشمن کے ساتھ لڑائی میں شہید ہو جائیں تو ان کے بعد اس لشکر کی کمان جعفر بن ابوطالب کریں گے اور اگر خدانخواستہ وہ بھی لڑائی میں کام آجائیں تو ان کے بعد اس لشکر کی کمان عبداللہ بن رواحہ کے ہاتھ میں ہو گی۔

ابن اسحٰق مزید بیان کرتے ہیں کہ جب ہرقل کو اس اسلامی لشکر کے موتہ کے نزدیک پہنچنے کی اطلاع ہوئی تو وہ روم سے اپنی ایک لاکھ فوج کو ساتھ لے کر بلقاء کی طرف برق رفتاری سے چل کر وہاں پہنچا اور شام کی فوجی چھاؤنیوں سے بھی ایک لاکھ مزید فوج جمع کر کے مسلمانوں کے سامنے آکر ڈٹ گیا۔ اس کی فوج میں ایک بڑا مشاق جنگجو اور ماہر حرب وضرب جرنیل تھا جسے لوگ عموماً" مالک بن رافلہ کے نام سے پکارتے تھے۔

جب عبداللہ بن رواحہ کو بلقاء میں ہرقل کی آمد اور اس کی اس کثیر التعداد فوج کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے معاون امرائے لشکر اور دوسرے لوگوں سے مشورہ کیا کہ آیا کوئی تیز رفتار سوار مدینے بھیج کر اس صورت حال کو آنحضرتؐ کو اطلاع کرا کے آپؐ سے کمک طلب کی جائے لیکن ان سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے ہیں تو

Marfat.com

انہیں دشمن کی کثرت تعداد اور اپنی قلت تعداد کی فکر نہ ہونا چاہیے۔ موتہ میں جب اسلامی لشکر کا ہرقل کے اس لاکھوں افراد پر مشتمل لشکر سے مقابلہ ہوا تو عبداللہ بن رواحہ نے دشمن سے لڑائی میں انتہائی شجاعت کا ثبوت دیا۔ وہ کئی بار اپنے لشکر کے قلب سے رسول اللہ ﷺ کا عطا فرمودہ علم لے کر نکلے اور دشمن کی صفوں پر صفیں چیرتے چلے گئے لیکن آخر کار ہرقل کے آزمودہ کار نیزہ بازوں کے ایک بڑے گروہ میں گھر کر شہید ہو گئے تو ان کا علم جعفر بن ابی طالب نے سنبھالا اور انہوں نے بھی بڑی بہادری کے جوہر دکھائے لیکن تھوڑی دیر میں وہ بھی شہید ہو گئے۔

متعدد ثقہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ زید بن حارثہ کی شہادت کے بعد جنگ موتہ میں پہلے عبداللہ رواحہ نے اس کے بعد جعفر بن ابی طالب نے اور آخر میں مسلمانوں کے بے حد اصرار پر خالد بن ولید مخزومی نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان سنبھالی تھی اور اپنے قلیل التعداد لشکر کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہرقل کے کثیر التعداد لشکر کو شکست فاش دی تھی۔

ابن اسحٰق متعدد مستند حوالوں سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ موتہ میں فتح حاصل کرنے کے بعد جب خالد ابن ولید کے زیر کمان اسلامی لشکر مدینے واپس پہنچا تو مسلمان اس وقت آنحضرت کی قیادت میں نماز جمعہ ادا کر رہے تھے۔ آنحضرت نے نماز جمعہ سے فراغت کے بعد مسلمانوں سے جنگ موتہ کے کوائف دریافت فرمائے اور جب آپؐ کو زیدؓ بن حارثہ کی شہادت کے بارے میں بتایا گیا تو آپؐ نے ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔ پھر اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ اور جعفرؓ بن ابی طالب کی شہادت کا حال سن کر آپؐ نے ان دونوں کے حق میں بھی دعائے مغفرت فرمائی۔ پھر جب آپؐ کو خالد ابن ولید کی بے مثال بہادری اور اسلام کے لیے سرفروشی کی حد تک جانبازی کا حال سنا کر ان کے ہاتھوں جنگ موتہ میں دشمن کی حد سے زیادہ کثرت کے باوجود فتح کا مژدہ سنایا گیا تو آپؐ نے انہیں "سیف من سیوف اللہ" کہہ کر مخاطب فرمایا اور فتح موتہ کی مبارک دی تھی اور پھر انہیں سیف اللہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا جو تاریخ اسلام میں آج تک درج چلا آتا ہے۔

Marfat.com

ملوک عالم کے نام آنحضرتؐ کے خطوط: واقدی کے بقول ملوک عالم کے ساتھ آنحضرتؐ کی مراسلت کا آغاز سال ششم ہجری میں ہو گیا تھا جب کہ بیہقیؒ کہتے ہیں کہ اس کی ابتدا سال ہشتم ہجری میں ہوئی تھی۔ البتہ اس بارے میں ان دونوں میں باہم کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس کا آغاز صلح حدیبیہ یا غزوہ موتہ کے بعد ہوا تھا۔

بہرکیف جہاں تک اس سلسلے کا آغاز صلح حدیبیہ کے بعد ہونے کا سوال ہے تو اس کا ثبوت ابوسفیان کے ایک مصدقہ بیان سے ملتا ہے جو درج ذیل ہے۔ ابوسفیان بیان کرتے ہیں۔"ہمارا تعلق تاجروں کی قوم سے تھا اور ہم اکثر شام کی طرف تجارتی قافلے لے کر جایا کرتے تھے۔لیکن رسول ﷺ کی مکے سے ہجرت اور آپؐ کے ساتھ ہماری لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد ہمارا یہ کاروبار قریباً" ختم ہو گیا تھا لیکن صلح حدیبیہ کے بعد جب ہم اہل مکہ کو کچھ اطمینان نصیب ہوا تو ہم نے یہ تجارتی سلسلہ پھر شروع کیا کیونکہ مجھے اہل مکہ نے مجبور کیا کہ میں اب کے ایک بڑا تجارتی قافلہ لے کے شام کی طرف جاؤں تاکہ پچھلے دنوں کی کچھ تلافی ہو جائے۔ چنانچہ میں نے ایک تجارتی قافلہ ترتیب دیا جس میں مکے کے قریب قریب ہر عورت و مرد کا کچھ نہ کچھ تجارتی مال شامل تھا۔"

ابوسفیان آگے بیان کرتے ہیں:"میں یہ قافلہ لے کے اس کے سربراہ کی حیثیت سے شام کی طرف سفر کر رہا تھا تو فلسطین کے علاقے غزہ پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ روم کا شہنشاہ ہرقل یروشلم کی زیارت اور وہاں نصرانیوں کے عظیم کلیسا کے لیے تحائف لے کر بیت المقدس آیا ہوا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسے یہ وہم ہو گیا ہے کہ اس کے شامی مقبوضات پر اطراف کے کچھ بااقتدار لوگ حملہ آور ہونے والے ہیں۔ اس سلسلے میں جب اس نے اپنے دانشور مصاحبین سے مشورہ کیا تو وہ بولے کہ ایسے لوگ صرف یہودی ہو سکتے ہیں اس لیے انہیں چن چن کر قتل کر دیا جائے۔"

ابوسفیان آگے بیان کرتے ہیں۔" مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہرقل نے اپنے مشیروں کی یہ بات سن کر ان سے پوچھا:"تم لوگ قریش کی حربی قوت اور ان کے مقابلے میں مدینے میں جو ایک نئی قوت ابھر رہی ہے اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟" اس سوال کا جواب ہرقل کے مشیروں نے یہ دیا کہ قوم قریش اور مدینے کی نئی قوت تو باہم مذہبی مناقشات میں الجھی ہوئی ہیں اس لیے ان کی طرف سے خطرے کی کوئی بات نہیں لیکن ہرقل نے انہیں مدینے کی اس نئی اسلامی قوت کی طرف توجہ دلائی جو اس وقت تک مشرکین مکہ اور خیبر وغیرہ

Marfat.com

کے یہودیوں کو پے درپے شکست دیتی چلی آرہی تھی تو ہرقل کے مشیر بھی سوچ میں پڑ گئے لیکن انہوں نے اسے فوراً" ہی بتایا کہ قریش مکہ کا ایک معزز شخص ایک بڑا تجارتی قافلہ لیے شام کی طرف جارہا ہے جو اس نئی ابھرتی ہوئی اسلامی قوت کے بارے میں صحیح معلومات بہم پہنچا سکتا ہے۔"

ابو سفیان کہتے ہیں کہ ہرقل نے اپنے مشیروں کے اس مشورے کو صائب سمجھ کر مجھے طلب کیا اور ابتدائی تعارف کے بعد مجھ سے جو سوالات کیے اور میں نے ان کے جو جوابات دیے وہ یہ ہیں:

ہرقل:" میں نے سنا ہے کہ تمہاری قوم کے ایک شخص محمدؐ نامی نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدا کا رسول ہے کیا یہ درست ہے؟"

ابو سفیان:"جی ہاں یہ درست ہے۔"

ہرقل:"کیا محمدؐ تمہاری قوم کے کسی بہت مالدار قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں؟"

ابو سفیان:"وہ مالی حیثیت کے لحاظ سے ایک اوسط درجے کے ہاشمی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔"

ہرقل:"کیا ان کے پیرو سب کے سب صاحب ثروت اشخاص ہیں؟"

ابو سفیان:" وہ قریباً" سب نادار' مفلس' مسکین اور مفلوک الحال لوگ ہیں۔"

ہرقل:"کیا تمہاری قوم میں اس سے پہلے بھی کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟"

ابو سفیان:"جی نہیں۔"

ابو سفیان آگے بیان کرتے ہیں: میرے یہ جوابات سن کر ہرقل بولا:"تم نے میرے پہلے سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ تمہاری قوم کے جس شخص نے تمہارے بقول نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ تمہاری قوم کے ایک اوسط درجے کے حیثیت کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے لیکن شاید تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اب تک جتنے نبی دنیا میں آئے ہیں ان سب کا تعلق اوسط درجے کے معمولی قبیلوں سے تھا۔"

"تم نے میرے دوسرے سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ تمہاری قوم میں پیدا ہونے والے اس بقول خود نبی کے قریباً" سارے پیرونادار' مفلس' مسکین اور مفلوک الحال لوگ ہیں تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ پچھلے تمام انبیاء کے تمام پیرو ایسے ہی لوگ تھے کیونکہ انہیں دنیا کا نہیں عاقبت کا خیال تھا۔ میرے تیسرے اور آخری سوال کا جواب تم نے یہ دیا ہے کہ اس

Marfat.com

شخص سے قبل تمہاری قوم کے کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور تم ابتدا میں یہ بتا چکے ہو کہ محمدؐ کا تعلق تمہاری قوم سے ہے اور ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ خدا کے رسولؐ ہیں۔ تو سن لو کہ انجیل میں یہ بشارت موجود ہے کہ خدا کا آخری نبی اور رسول عرب کی سرزمین پر پیدا ہو گا اور اس کا نام احمد ہو گا تم نے اپنی قوم کے اس مدعی نبوت کا نام محمد بتایا ہے تو یہ تمہیں معلوم ہی ہو گا کہ تمہاری زبان میں احمد اور محمد مترادف الفاظ ہیں۔ اور یہ بھی سن لو کہ ہر نبی کا انداز جنگ یہی رہا ہے۔ جو تمہارے بقول اس مدعی نبوت کا ہے۔ ابو سفیان آخر میں کہتے ہیں کہ "ہرقل کی یہ باتیں سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور میں نے اس کے پاس سے واپس آکر اپنے قافلے کو فورا" وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔"

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ ان سے زہریؒ نے بیان کیا کہ انہیں ایک نصرانی اسقف نے بتایا کہ اسی زمانے میں دحیہ بن خلیفہ ہرقل کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر پہنچے تھے جس میں لکھا تھا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسولؐ اللہ کی طرف سے روم کے عظیم ہرقل کے نام جس نے ہدایت کا پاس کیا اس پر سلام۔ اما بعد ! اسلام قبول کرو' اس کا اجر تمہیں اللہ تعالیٰ دو مرتبہ دے گا اور اگر تم نے انکار کیا تو اس کی ذمہ داری بھی تمہیں دوہری اٹھانا ہو گی۔"

اسی اسقف نے زہری کو مزید بتایا کہ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے اس خط کو آخر تک پڑھوا کر اپنے پاس محفوظ کر لیا اور پھر ایک رومی عالم کو جو عبرانی زبان سے واقف تھا لکھا کہ "جس نبی کی انجیل میں بشارت دی گئی تھی اس کا عرب میں ظہور ہو گیا ہے اور ہم اسی وقت کے منتظر تھے لہذا ہمیں اس کی اتباع پر کمربستہ ہوجانا چاہیے۔"

اس کے بعد اس نے اپنی سلطنت کے امراء کو اپنے دربار میں بلا کر سمجھایا کہ "ہم نصرانیوں پر اس نبی کی اتباع لازم ہے جس کی انجیل میں بشارت دی گئی ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میرے پاس اس بزرگ ہستی کا مکتوب گرامی آیا ہے جس میں اس نبی مکرمؐ نے مجھے اسلام کی دعوت دی ہے۔ میرا مصمم ارادہ ہے کہ میں اس دعوت کو قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤں۔ مجھے امید ہے کہ تم سب لوگ بھی اس سلسلے میں میری پیروی کرو گے۔"

ہرقل کی زبان سے یہ گفتگو سن کر درباری امراء دنگ رہ گئے اور ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے اس کے اس ارادے کی شدید مخالفت نہ کی ہو بلکہ اس نے دیکھا کہ

ان کے اشارے پر دربار کے تمام دروازے بند کیے جارہے ہیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے کٹر مذہبی درباری اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اس نے فوراً ہنس کر کہا: "خداوند کا شکر ہے کہ تم اس کڑی آزمائش میں پورے اترے، مجھے تمہاری مذہبی پختگی کا پورا پورا یقین تھا لیکن میں صرف تمہیں آزمانا چاہتا تھا۔ تمہیں اس سخت امتحان میں کامیابی مبارک ہو۔"

شام کے عربی النسل نصرانی بادشاہ کے نام آنحضرتؐ کا مکتوب: ابن اسحٰقؒ بیان کرتے ہیں کہ ہرقل کے بعد آنحضرتؐ نے بنی اسد بن خزیمہ کے بھائی شجاع بن وہب کے ہاتھ فرمانروائے شام منذر ابن حارث بن ابی شمر غسانی کو اس قسم کا ایک خط لکھا جس میں اسے محاسن اسلام بتا کر دعوت اسلام دیتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمایا کہ اگر وہ اسلام قبول کرلے تو اس کا ملک اس کے قبضے میں رہے گا۔

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا وہ مکتوب گرامی اسے پڑھ کر سنایا گیا تو منذر بن حارث بولا: "مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے، اگر کسی نے اس کی کوشش کی تو میں اس کی خبر لینے کے لیے اس کے ملک پر چڑھ دوڑوں گا۔"

غزوہ ذات السلاسل: حافظ بیہقیؒ کہتے ہیں کہ فتح مکہ سے قبل آنحضرتؐ کو خبر ملی تھی کہ شام کی سرحد پر بنی بلی اور بنی قضاعہ کے علاقے میں کثیر تعداد میں لوگ جمع ہو کر پھر آپؐ کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہیں تو آپؐ نے اس علاقے کے ان لوگوں کی اصلاح اور بصورت دیگر سرکوبی کے لیے عمرو بن عاص کو مجاہدین کے ایک رسالے کا سربراہ بنا کر ذات السلاسل کی طرف روانہ فرمایا لیکن عمرو بن عاص نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ان فتنہ پرداز اور سرکش لوگوں کی تعداد ان کے عسکری رسالے سے کئی گنا ہے تو انہوں نے ایک مجاہد کو فوراً آنحضرتؐ کی خدمت میں کمک کی درخواست کے ساتھ بھیج دیا۔ عمرو بن عاص کی یہ درخواست پہنچنے پر آپؐ نے ایک دوسرا فوجی رسالہ جس میں ابو بکر و عمرؓ بھی شامل تھے ابو عبیدہ بن جراح کی سرکردگی میں جو مہاجرین میں سے تھے ان کی مدد کے لیے روانہ فرما دیا۔

جب باغیوں نے مجاہدین کے ان دونوں رسالوں سے مقابلے کی کوشش کی تو تعداد میں ان کی مجموعی تعداد سے بھی کئی گنا ہونے کے باوجود ان سے شکست کھا کر پسپا ہوگئے۔ لیکن مجاہدین کے ہاتھ تھوڑے سے اونٹوں کے سوا مال غنیمت میں کچھ نہ لگا اور ان میں سے بھی

Marfat.com

دس اونٹ ان کے رات کے کھانے میں کام آ گئے۔

فتح مکہ: ابن اسحاق" غزوہ مکہ اور اس میں آنحضرتؐ کی فتح عظمیٰ کے بارے میں اس کی بنیادی وجوہات پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صلح حدیبیہ میں ان شرائط کی شمولیت کے باوجود کہ اگر اس مدت صلح کے سہ سالہ دور میں اگر کوئی مسلمان قریش مکہ کے پاس واپس چلا جائے گا تو قریش اسے مدینے بھیجنے کے ذمہ دار نہیں ہوں گے بلکہ اس کے برعکس اگر قریش مکہ کا کوئی شخص اسلام قبول کر کے یا اسلام قبول کیے بغیر اگر مدینے چلا جائے گا تو آنحضرتؐ اسے واپس مکے بھیج دیں گے اور قریش مکہ اور اہل مدینہ یعنی مسلمانوں کے مابین اس مدت صلح کے دوران میں امن وامان کی ذمہ داری فریقین پر ہو گی اور قریش مکہ کی اس ہٹ دھرمی پر مبنی شرائط کو بھی آنحضرتؐ کی طرف سے قبول کر لینے کے باوصف قریش مکہ کی طرف سے اس دوران میں بھی چھیڑ چھاڑ' فتنہ پردازی وشرانگیزی کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ جب کہ آنحضرتؐ کی طرف سے مکے سے شام جانے والے قافلوں میں رکاوٹ پیدا کرنے کا مسلمانوں کو قطعاً" کوئی حکم نہیں دیا گیا بلکہ مذکورہ بالا صلح نامے کی پوری پابندی کا خیال رکھا گیا لیکن جب مدینے کے قرب وجوار اور مکے اور شام کے راستے میں آباد قبائل میں جن میں سے کچھ مسلمانوں کے طرف دار اور کچھ قریش مکہ کے طرف دار تھے قریش کے طرف دار قبائل کی طرف سے خواہ مخواہ جھگڑے کھڑے کیے گئے بلکہ قریش کی طرف سے اپنے طرف داروں کو ابھار کر مسلمانوں کے طرف دار قبائل کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی حتیٰ کہ مسلمانوں کے طرف دار قبائل کے کئی افراد بے سبب قتل کر دیے گئے تو آنحضرتؐ کو اس طرف بطور خاص توجہ فرمانا پڑی جس کی پہلی کڑی وہ مہم تھی جو آپ نے ابو عبیدہ بن جراح کی سرکردگی میں بنی بلی اور ان کے ساتھ ہو جانے والے کچھ بنی قضاعہ وبنی وائل کی سرکوبی کے لیے سواحلی اضلاع کی طرف روانہ فرمائی اور جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

قریش کے مذکورہ بالا بے سبب عداوتی اقدامات کی روک تھام کے لیے آنحضرتؐ کے اولین اقدام کی خبر سے قریش مکہ میں کھلبلی پڑ گئی اور ابو سفیان صلحنامہ حدیبیہ کی مدت میں توسیع کے لیے گفتگو کی خاطر بھاگم بھاگ مدینے آیا لیکن خود قریش مکہ کی طرف سے اس کی خلاف ورزیوں کے پیش نظر وہ آپؐ سے اس سلسلے میں براہ راست گفتگو کی جسارت نہ کر سکا۔ اس نے اس سلسلے میں پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مدد کی درخواست کی لیکن انہوں

Marfat.com

نے اس کا اجیر بننے سے معذرت کرتے ہوئے کہا "تم قریش کے سردار ہو' اپنی قوم کے کسی معزز مسلمان مہاجر سے اس سلسلے میں مدد کیوں نہیں طلب کرتے؟"

اس کے بعد جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا اور انہوں نے بھی یہی جواب دیا تو وہ آخر میں حضرت علیؓ کے پاس گیا لیکن وہ اس وقت اپنے مکان میں موجود نہ تھے۔ اس نے جناب فاطمہ زہراؓ سے عرض کیا کہ وہ اپنے والد گرامی سے اس کی سفارش کر دیں لیکن انہوں نے فرمایا کہ وہ ایسے معاملات میں دخل اندازی نہیں کر سکتیں۔ ان کے اس جواب پر اس نے ان کے بیٹوں حسن و حسین کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہی اس کی سفارش اپنے نانا سے کر دیں۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا: "یہ بچے بھلا ایسے معاملات میں کیا کر سکتے ہیں جب کہ وہ انہیں سمجھ بھی نہیں سکتے۔"

مشہور ہے کہ ابو سفیان مدینے میں اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہؓ سے ملنے بھی گیا تھا' لیکن جب وہ ان کے حجرے میں اس فرش پر بیٹھنے لگا جس پر آنحضرتؐ تشریف فرما ہوا کرتے تھے تو وہ بولیں "آپ اس فرش پر نہ بیٹھئے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کا پاک فرش ہے جب کہ آپ مشرک اور نجس ہیں۔"

ممکن تھا کہ ابو سفیان اپنی بیٹی سے کہتا کہ وہ آنحضرتؐ سے صلح نامہ حدیبیہ کی مدت میں توسیع کے لیے اس کی سفارش کریں لیکن ان کے اس طرز عمل سے دل برداشتہ ہو کر ان سے کچھ کہے سنے بغیر ہی ان کے حجرے سے کھڑے کھڑے لوٹ آیا۔ تاہم وہ جرات کر کے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو ہی گیا تو آپؐ نے فرمایا: "یہ تم ہو جو قریش کے صلح نامہ حدیبیہ کی خود تمام تر خلاف ورزیوں کے باوجود اس کی مدت میں توسیع کے خواہش مند ہو؟" (حدیث نبوی کا تشریحی ترجمہ)

ابو سفیان کے مدینے سے چلے جانے کے بعد آنحضرتؐ نے صلح حدیبیہ کی مدت کے اختتام سے پہلے ہی قریش مکہ کی طرف سے اس کی خلاف ورزی اور بنی کعب وغیرہ پر ان کے مظالم کے پیش نظر اور انہیں ایک آخری اور عبرت آموز سبق دینے کے لیے مہاجرین وانصار اور اپنے طرف دار قبائل پر مشتمل ایک بڑے لشکر کی تیاری اور مکے کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپؐ کا یہ حکم سن کر آپؐ سے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ کیا آپؐ کے اور قریش مکہ کے مابین تین سال کی مدت کے لیے صلح نامہ نہیں ہے؟"

حضرت ابو بکرؓ کے اس سوال کے جواب میں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "کیا تمہیں اس

Marfat.com

صلح نامے کی مدت کے اختتام سے قبل قریش نے بنی کعب پر بے سبب جو مظالم توڑے ہیں ان کی خبر ہے؟"

بہرحال آنحضرتؐ نے مذکورہ بالا لشکر کو مکے کی طرف روانہ فرماتے ہوئے یہ احتیاط ملحوظ خاطر رکھی کہ اسے خشکی کے راستے بھیجنے کی بجائے بحری راستے سے روانہ فرمایا تاکہ نواح مکہ میں اس کے پہنچنے سے قبل قریش مکہ کو اس کی آمد کی خبر نہ ہوسکے۔

آنحضرتؐ کی مدینے سے مکے کی طرف روانگی: ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ ان سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا کہ اس دفعہ جب آنحضرتؐ نے مکے کی طرف روانگی کا ارادہ فرمایا تو مدینے میں اپنی نیابت کے لیے کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کا تقرر فرمایا' آپؐ مدینے سے دسویں رمضان المبارک کو صبح کی نماز کے بعد روانہ ہوئے اور کدید و عسفان کے درمیان پہنچ کر روزہ افطار فرمایا۔ پھر اگلی صبح نماز کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر ظہران سے آگے اپنے دس ہزار مسلمانوں پر مشتمل لشکر کے ساتھ پڑاؤ ڈالا۔

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ اس وقت آپؐ کے زیر کمان بارہ ہزار مسلمانوں پر مشتمل لشکر تھا جس میں زہری اور موسیٰ بن عتبہ کے بقول بنی سلیم کے مسلمانوں نے مل کر اور اضافہ کر دیا تھا لیکن بعض دوسرے لوگوں کا بیان یہ ہے کہ آپؐ کے دس ہزار مسلمانوں پر مشتمل اصل لشکر میں بنی سلیم اور بنی مزینہ کے مسلمانوں کے علاوہ راستے میں جتنے قبائل کی بستیاں پڑی تھیں ان کے کچھ نہ کچھ مسلمان شامل ہو گئے تھے۔ اس لیے اس اسلامی لشکر کی مجموعی تعداد بارہ ہزار تک جا پہنچی تھی۔ ویسے کسی فرد واحد نے اس سفر میں آنحضرتؐ کی مزاحمت نہیں کی تھی' کیونکہ اس لشکر میں اکثر مہاجرین وانصار کا کسی نہ کسی قبیلے سے تعلق تھا۔

بخاریؒ نے بھی محمود' عبدالرزاق' معمر اور زہری کے حوالے سے یہی بیان کیا ہے۔

بیہقیؒ کہتے ہیں کہ ان سے عاصم بن علی نے لیث بن سعد' عقیل اور زہری کے حوالوں سے آنحضرتؐ کی مدینے سے روانگی کے بارے میں جو کچھ بیان کیا اور خود زہری نے عبید اللہ بن عبداللہ کی زبانی ابن عباس کے حوالے سے اس بارے میں جو کچھ سنا اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ آپؐ مدینے سے ماہ شعبان میں روانہ ہوئے تھے اور ماہ رمضان راستے میں آیا تھا بلکہ جیسا کہ سعید بن مسیب بتاتے ہیں آپؐ نے مدینے سے روانہ ہو کر کدید و عسفان کے درمیان ایک کنوئیں پر پہنچ کر روزہ افطار فرمایا تھا جس کا یہ مطلب ہے

Marfat.com

کہ آپ مدینے سے ماہ رمضان ہی میں روانہ ہوئے تھے۔

بیرون مکہ آنحضرتؐ کا آخری پڑاؤ: جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ آنحضرتؐ کی عسکری تدبیر کے عین مطابق ظہران سے گزر کر مکے کے بالکل سامنے پہنچنے تک مشرکین مکہ کو آپؐ کے وہاں تک پہنچنے کی مطلق خبر نہ ہو سکی۔ حالانکہ ان کے جاسوس مکے اور مدینے کے درمیان عام راستے کے علاوہ بھی ہر راستے کی خبر رکھتے تھے۔

بہرکیف کچھ چرواہوں یا ان گوالوں کے ذریعہ جو اہل مکہ کو بیرون مکہ سے دودھ فراہم کیا کرتے تھے' مشرکین مکہ کو آنحضرتؐ اور آپؐ کے اتنے بھاری لشکر کی مکے کے اس قدر نزدیک آجانے کی خبر ملی تو وہ سٹپٹا گئے اور انہوں نے اس کی تصدیق کے لیے ابو سفیان بن حارث' بدیل بن ورقاء اور حکیم بن حزام کو مکے سے روانہ کیا اور وہ ادھر ادھر ٹوہ لگاتے پھر رہے تھے کہ آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباسؓ کی نظر میں آگئے جو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت عباسؓ نے جو اس وقت آنحضرتؐ کی سواری کے سفید خچر پر آپؐ کی اجازت بلکہ حکم سے سوار تھے' اپنے ساتھیوں کو بلا کر ان تینوں بلکہ ان کے ساتھیوں کے گرد بھی انہیں گرفتار کرنے کے لیے گھیرا ڈالا تو ابوسفیان خود ہی دوڑ کر حضرت عباس کے پاس آگئے اور ان سے بولے:

"اخاہ ! عباس میرے بھائی تم؟ تم یہاں کہاں؟" حضرت عباسؓ نے جواب دیا: "تمہیں کیا معلوم نہیں میں مسلمان ہو چکا ہوں؟"

ابو سفیان بن حارث نے حیرت زدہ ہو کر کہا "اچھا اور یہ سفید خچر کس کا ہے جس پر تم سوار ہو؟" حضرت عباسؓ بولے: "یہ رسول اللہ ﷺ کا خچر ہے اور آپؐ نے مجھے یہ دے کر تم جیسے مشرکین کے جاسوسوں کا سراغ لگانے اور گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہے۔" اتنا کہہ کر حضرت عباسؓ نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ابو سفیان اور ان کے سب ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور انہیں آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لے چلے۔

آنحضرتؐ نے عسکری حسن تدبیر کے لحاظ سے اپنے لشکر کو ظہران کے عام راستے یا گزر گاہ وادی کباث سے لے کر مکے کے سامنے کی وادی تک اس طرح چہار جانب پھیل کر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا تھا کہ وہ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے' کم وبیش بارہ ہزار افراد پر مشتمل ہونے کے بجائے اپنی اصل تعداد سے کئی گنا نظر آتا تھا۔ اس وقت آپؐ اپنی اس عسکری تدبیر کی کامیابی کے علاوہ مشرکین کو خبر ہوئے بغیر اپنے اس لشکر کے ساتھ وہاں تک پہنچ جانے پر

مسرور نظر آرہے تھے۔ اس لیے آپؐ کے کچھ صحابہ نے آپؐ سے دریافت کیا: "یا رسول اللہ ﷺ آپؐ اس وقت بہت مسرور نظر آرہے ہیں' کیا آپؐ کو اس کامیابی کے علاوہ یہاں مال غنیمت کے وہ انبار بھی نظر آرہے ہیں' جو فتح مکہ کے بعد ہم اہل ایمان کی دسترس میں آنے والے ہیں؟"

آنحضرتؐ نے جواباً فرمایا "ہاں لیکن یہ مال غنیمت وہ نہیں ہے جو آپ لوگ سمجھ رہے ہیں بلکہ میری نظر میں یہ سرزمین ہے جو ظلمت کفر کی انتہائی ناپاکی سے نکل کر انشاء اللہ پاک ترین ہونے والی ہے۔" (تشریحی ترجمہ)

جب آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباسؓ ابو سفیان' بدیل اور حکیم ابن حزام اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے آپؐ کی خدمت میں لیے جارہے تھے تو ان کا گزر مدینے کے مہاجرین و انصار مدینہ کے علاوہ ان مختلف قبائل کے کیمپوں سے ہوا جن کے امتیازی نشانات ان پر لہرا رہے تھے۔ اور ان کے خیموں کے سامنے ان کے چولہے روشن تھے۔ ابو سفیان نے بنی قضاعہ کے کیمپ کے قریب ٹھہر کر حضرت عباسؓ سے پوچھا "یہ کیمپ کس قبیلے کا ہے؟" حضرت عباسؓ نے جواب دیا: "تم کیا دیکھ نہیں رہے ہو کہ اس قبیلے کے کیمپ کے سب سے بڑے خیمے پر اس قبیلے کا امتیازی نشان نظر آرہا ہے؟"

ابو سفیان نے کہا "یہ کیمپ تو بہت بڑا ہے جب کہ اس قبیلے کے نوجوانوں کی تعداد تو اتنی نہیں ہے۔" حضرت عباسؓ بولے: اس قبیلے کا ہر فرد جن میں اس کے جوان' بوڑھے اور نابالغ بچے تک شامل ہیں جوش جہاد میں دوسرے مسلمانوں کے دوش بدوش مشرکین سے جہاد کرنے کے لیے یہاں آگیا ہے۔

حضرت عباسؓ کے ساتھ ابو سفیان اور ان کے مذکورہ بالا دونوں ساتھیوں کو گرفتاری کی حالت میں دیکھ کر کئی صحابہ بھی ان کے ساتھ ہولیے۔ جب یہ سب لوگ آنحضرتؐ کے بڑے سبز خیمے کے سامنے وہاں جو مجلس مشاورت کے لیے بھی وقتاً" فوقتاً" استعمال ہو رہا تھا' پہنچے اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے تو وہاں اس وقت حضرت ابو بکرؓ عمرؓ بھی موجود تھے۔ حضرت عمرؓ نے ابو سفیان کی شکل دیکھتے ہی آنحضرتؐ سے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ اجازت دیجئے تاکہ میں ان سب کی خصوصاً" آپؐ کے اور خدا کے علاوہ اسلام کے اس سب سے بڑے دشمن کی گردن مار دوں' یہ وہی ہے جس نے ہجرت سے قبل آپؐ کو ایذا رسانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی بلکہ یہ تو آپؐ کو قتل تک کرانے میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔"

Marfat.com

حضرت عمرؓ کے غیظ و غضب کا یہ عالم دیکھ کر رحمت عالمؐ نے جو اس وقت بھی سارے عرب میں اسلام کا درخشاں مستقبل صاف ملاحظہ فرما رہے تھے انہیں صبر کی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:"عمر! تمہیں معلوم نہیں کہ جس شخص کو تم آج اسلام کا سب سے بڑا دشمن کہہ رہے ہو کسی دن اسلام کا بہت زیادہ حامی اور مدد و معاون ثابت ہو گا۔"

آنحضرتؐ کے اس ارشاد گرامی کے بعد حضرت عمرؓ جو آپؐ کے مزاج شناس اور ہر حالت میں تابع فرمان تھے' دم بخود رہ گئے۔

ابو سفیان نے نبی کریمؐ کا اپنے ایک جانی دشمن کے ساتھ یہ سلوک دیکھ کر کہا:"اشہد ان لاالہ الااللہ واشہد ان محمد الرسول اللہ" اور یہ کہہ کر تصدیق قلب کے اظہار کے لیے آنحضرتؐ کے دست مبارک پر بیعت کر لی جس کے بعد ابو سفیان کے دونوں ساتھیوں بدیل بن ورقاء اور حکیم ابن حزام نے بھی بلا تامل اسلام قبول کر لیا بلکہ ان تینوں کے علاوہ دیگر گرفتار شدگان بھی مسلمان ہو گئے۔

آنحضرتؐ کی صلہ رحمی کا صرف یہی کمال نہیں تھا کہ آپؐ نے ابو سفیان کے پچھلے اعمال اور ان کی حد سے زیادہ دشمنی اور آپؐ سے اظہار عناد سے درگزر فرماتے ہوئے انہیں معاف فرما دیا تھا بلکہ جب اکثر صحابہ فتح مکہ کے دن کو یوم انتقام کہہ رہے تھے آپؐ نے اسے بیت اللہ کی آزادی اور عظمت و حرمت کا دن فرما کر یہ بھی فرمایا تھا کہ جو اس روز ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے گا یا اس کے دروازے میں داخل ہو جائے گا اس سے کوئی تعارض نہیں کیا جائے گا بلکہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو شخص حریم کعبہ میں داخل ہو جائے گا وہ بھی اور جو شخص اپنے گھر سے نکل کر مسلمانوں کے خلاف تلوار نہیں اٹھائے گا وہ بھی مامون و معئون ہو گا۔

آنحضرتؐ کا مکے میں داخلہ: شیخین(صحیح مسلم و صحیح بخاری) میں زہری وانس کے حوالے سے امام مالک کا یہ بیان درج کیا گیا ہے کہ غزوہ و فتح مکہ کے روز جب آنحضرتؐ اپنے لشکر کے ساتھ مکے میں داخل ہوئے اور مشرکین لڑنے کے لیے آپ کے مقابل آئے تو اس وقت آپؐ کے سر مبارک پر خود اور اس کے نیچے سیاہ عمامہ شریف تھا جس کا شملہ آپؐ کے دوش مبارک پر ایک طرف پڑا ہوا تھا۔ تاہم آپؐ نے اس وقت احرام باندھا ہوا نہیں تھا۔اسی روایت میں ہے کہ اس وقت مجاہدین اسلام میں سے کسی نے آپؐ سے دریافت کیا "یارسول اللہ ﷺ اگر مشرکین ہم سے لڑتے لڑتے بھاگ کر جب ہم ان کے

Marfat.com

تعاقب میں ہوں' بیت اللہ شریف کے زیر سایہ چلے جائیں تو ہم کیا کریں؟"
آپؐ نے فرمایا "انہیں قتل کر دو" یہ سوال یقیناً" اس لیے کیا گیا تھا کہ حکم شریعت کے مطابق بیت اللہ میں بلکہ اس کے گردو پیش بھی کسی جانور تک کو مارنا حرام تھا اور ہے۔ لیکن آپؐ کا یہ ارشاد گرامی بھی اسی حکم شریعت کے عین مطابق تھا جس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر دشمنان اسلام وہاں مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں تو انہیں قتل کرنا ناجائز نہیں ہے۔ مسلم وترمذی کے حوالے سے اہلسنّت کے فقہی آئمہ اربعہ یعنی امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ اور امام اعظم امام ابو حنیفہؒ نے مندرجہ بالا حدیث نبوی کی روشنی میں یہی بیان کیا ہے۔
ویسے متعدد ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے روز مشرکین مکہ میں سے جس شخص نے بھی آنحضرتؐ سے ہمکلام ہونا چاہا تو آپؐ نے اسے انتہائی نرمی سے جواب دیا۔ جب مجاہدین میں سے کسی نے مشرکین مکہ کے بارے میں یہ کہنا چاہا کہ انہوں نے ماضی میں آپؐ پر کتنے مصائب اور ظلم توڑے تھے تو آپؐ نے اسے سختی سے روک کر فرمایا "اسی مکے کی عورتوں میں سے ایک عورت کے شکم سے میری ولادت ہوئی ہے۔"
جب آنحضرتؐ حریم کعبہ میں تشریف فرما تھے تو ابو بکرؓ اپنے والد کو لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: "ان بزرگ کو ان کے گھر ہی میں رہنے دیتے تا کہ میں خود ان کے پاس آتا۔" اس کے بعد آپؐ نے انہیں احترام کے ساتھ اپنے قریب بٹھایا اور ان کے سر کے سفید جھک بالوں پر شفقت سے دست مبارک پھیر کر فرمایا: "یہ سفید بال ان کا امتیازی نشان ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے ان سے فرمایا: "مسلمان ہو جائیے۔" آپؐ کی زبان مبارک سے یہ سنتے ہی ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہ فوراً" کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ جب مکے میں داخل ہوئے تو اسلامی علم ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ کہہ رہے تھے" آج قتل وغارت کا دن ہے آج کفار کی عزت وحرمت مٹانے کا دن ہے" (کچھ راوی یہ قول عمرؓ سے منسوب کرتے ہیں) بہرحال جب کسی نے سعد بن عبادہؓ کی یہ بات آنحضرتؐ کو سنائی تو آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "سعد سے علم لے لو اور اسے لے کر تم مکے میں داخل ہو۔" اس کے علاوہ آپؐ نے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' یہ بھی فرمایا " آج کعبتہ اللہ کی عزت اور اس کے احترام کا دن ہے ظاہر ہے کہ آپؐ کے اس قول سے سعد بن عبادہ کے قول کی نفی مقصود تھی۔

Marfat.com

ابن اسحٰقؒ مزید بیان کرتے ہیں کہ ان سے عبداللہ ابن ابی نجیح اور عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ صفوان بن امیہ' عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو خندمہ میں جمع ہو کر فتح مکہ سے قبل مسلمانوں سے جنگ کے لیے باہم مشورہ اور تیاری کر رہے تھے۔ دوسری طرف بنی بکر کا بھائی بند حماس بن قیس بن خالد اپنے جسم پر اسلحہ جنگ سجاتے ہوئے ساتھ ساتھ اپنی تلوار کی تعریف میں اشعار بھی کہتا جارہا تھا۔ جب اس کی بیوی نے اس سے پوچھا کہ یہ تیاری کس کے مقابلے کے لیے ہورہی ہے تو وہ بولا "محمد اور ان کے صحابہ کے مقابلے کے لیے۔" یہ سن کر اس کی بیوی نے کہا "محمدؐ اور صحابہ کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔" اس پر حماس بن قیس بولا "ان کے بعض صحابہ کا تو خاتمہ کر ہی دوں گا۔"

جب یہ سب لوگ خندمہ میں جمع تھے تو انہیں مسلمانوں کی ایک جماعت نے جو خالد بن ولید کے ساتھیوں پر مشتمل تھی' دیکھ لیا۔ پہلے کرز بن جابر نے بنی محارب بن فہر کے ایک شخص کو قتل کیا۔ پھر یہ لوگ دوسروں کی طرف متوجہ ہوئے۔خالد ابن ولید جن کے لشکر کے یہ ساتھی کفار کے اس گروہ کے ہر شخص کو قتل کرنا چاہتے تھے خود اس لشکر میں شامل تھے لیکن انہوں نے راستہ کاٹ کر اور دوسری طرف سے آکر ان کافروں کو گھیر لیا اور صفوان وعکرمہ نیز حماس بن قیس کے علاوہ جو میدان چھوڑ کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے چن چن کر سب کو قتل کر ڈالا۔ اس معرکے میں خالد ابن ولید اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھوں بارہ یا تیرہ مشرکین قتل ہوئے۔

حماس بن قیس جب خندمہ سے بھاگ کر اپنے گھر پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو فی البدیہہ اشعار میں جیسا کہ اکثر عربی قبائل کی عادت تھی اس کے دریافت حال پر یہ داستان سنائی کہ اس نے اپنی تلوار کے جوہر دکھاتے ہوئے کئی مسلمانوں کو قتل کر دیا تھا لیکن جب صفوان اور عکرمہ بن ابوجہل میدان چھوڑ بھاگے تو اسے بھی مجبوراً" بھاگنا پڑا۔

مذکورہ بالا معرکہ حق وباطل میں مشرکین کے ہاتھوں کئی مسلمان بھی شہید ہو گئے تھے۔

طبرانی نے مختلف حوالوں کے ساتھ فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے درج ذیل حدیث نبوی بھی تحریر کی ہے۔طبرانی کے بقول آنحضرتؐ نے اس روز فرمایا:"اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی تخلیق کے روز اس شہر(مکہ) میں قتل وغارت کو حرام قرار دے کر اسے اور اس کی گردو پیش سرزمین کو سورج اور چاند کی طرح منور فرمایا۔ مجھ سے پہلے بھی یہاں قتل وغارت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر شخص کے لیے حرام تھے۔اس نے (صرف) مجھے آج یہاں ایک ساعت کے

لیے کفار کو قتل کرنے اور اس کا حکم دینے کی اجازت دی ہے جس کے بعد یہ شہر اللہ تعالیٰ کے اسی حکم کے تحت آجائے گا۔" (حدیث نبوی کا مفہومی و تشریحی ترجمہ۔ مترجم)

آنحضرتؐ کے اس ارشاد گرامی کے بعد کسی نے آپؐ سے عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ یہ خالدؓ ابن ولید جو یہاں اب تک کفار کو بے دریغ قتل کیے چلے جارہے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یا آپؐ نے صرف انہیں اس کا حکم دیا ہے۔

اس شخص کے اس سوال پر آنحضرتؐ نے اسی شخص سے فرمایا " اٹھو اور اسی وقت خالدؓ (ابن ولید) کو میرے پاس لے آؤ۔"

جب خالدؓ ابن ولید کو آنحضرتؐ کا یہ حکم سنایا گیا تو وہ فوراً" آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے لیکن جب آپؐ نے ان سے اپنے حکم کی خلاف ورزی پر ان سے باز پرس کی اور پوچھا" کیا میں نے تمہیں (اپنے حکم کے بغیر) کسی کو قتل کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟" تو وہ بولے۔ "یارسول اللہ ﷺ فلاں شخص نے مجھے آپؐ کا یہ حکم سنایا تھا کہ " جس شخص پر تم قابو پالو اسے قتل کر دو۔ اس کے علاوہ مجھے مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم معلوم تھا کہ "حرم میں بھی اگر کوئی کافر تم سے لڑے تو تم اسے قتل کر سکتے ہو۔"

اس کے بعد خالدؓ ابن ولید نے آپؐ سے عرض کیا" کیا حضورؐ سے اس سلسلے میں اجازت طلب کرنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کھلی اجازت پر ترجیح دی جا سکتی ہے؟ یہاں جن مواضع پر میں نے کفار کو قتل کیا وہ وہی تھے جن پر خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے قتل کی اجازت دی ہے۔"

آنحضرتؐ کے مندرجہ بالا سوال کے جواب میں خالدؓ ابن ولید کی پیش کردہ یہ دلیل سن کر آپؐ خاموش ہو گئے اور کسی رد عمل کا اظہار نہیں فرمایا۔

خالد ابن ولید کے جواب کے بعد آنحضرتؐ کے سکوت کی وجہ تھی کہ خود آپؐ نے اسی روز مسلمانوں کو یہ حکم دیا تھا کہ " اگر کفار تم سے لڑتے ہوئے بیت اللہ کے زیر سایہ بھی پہنچ جائیں تو انہیں قتل کر دو۔" اور آپؐ کا یہ حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق تھا۔

ابن اسحٰق کے بقول جہاں تک بعض مستند روایات سے انہیں معلوم ہوا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور عبدالعزیٰ بن خطل کے علاوہ دو افراد اور ایسے تھے جن کے قتل کا حکم آنحضرتؐ نے دیا تھا۔ عبدالعزیٰ بن خطل کے مسلمان ہو جانے کے بعد آپؐ نے اسے کسی

کام سے مدینے کے باہر بھیجا تھا اور اس کے ساتھ انصار میں سے ایک شخص بھی بھیجا تھا۔ عبدالعزیٰ بن خطل نے جس کا نام اس وقت عبداللہ تھا کسی بات پر غصے میں آکر اپنے غلام کو جو اس کے ساتھ تھا قتل کر دیا لیکن اس کے بعد بھاگ کر نہ صرف مرتد ہو گیا تھا بلکہ آنحضرتؐ اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا جس میں اس کی بیوی اور اس کی کنیز بھی شامل ہو جاتی تھیں۔ عبداللہ بن خطل اور اس کی بیوی کی کنیز کو ابو برزہ اسلمی اور سعید بن حریث مخزومی نے قتل کر دیا لیکن اس کی بیوی حرم میں چھپ کر بھاگ نکلی تھی۔ ان کے علاوہ ان لوگوں میں حویرث ابن نقیذ بن وہب بن عبدقصی بھی تھا جو ہجرت سے قبل کے میں آنحضرتؐ کو حد سے زیادہ ایذا پہنچایا کرتا تھا۔ جب عباس بن عبدالمطلب ہجرت کے اولین زمانے میں آنحضرتؐ کی بیٹیوں فاطمہؓ اور ام کلثومؓ کو آپؐ کے پاس لے جارہے تھے تو جس اونٹ پر یہ دونوں سوار تھیں اسے اسی حویرث نے راستہ روک کر بدکا دیا تھا جس کی وجہ سے آپؐ کی مذکورہ بالا دونوں بیٹیاں اس اونٹ کی پشت سے زمین پر گر پڑی تھیں فتح مکہ کے روز حویرث کا خون بھی مسلمانوں پر مباح کر دیا گیا تھا لیکن اسے خانہ کعبہ کے نزدیک حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔

ابن اسحٰقؒ نے مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ مقیس بن صبابہ کا ذکر بھی کیا ہے جس نے اپنے بھائی کے قاتل کو سہواً قتل کر دیا لیکن جب اس سے دیت طلب کی گئی تو وہ بھی بھاگ کر مرتد ہو گیا تھا۔ اسے فتح مکہ کے روز اسی کے قوم کے ایک شخص نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا۔

ابن اسحٰقؒ نے ان لوگوں کے ساتھ جن کا خون بہانا آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے روز مسلمانوں کے لیے مباح فرما دیا تھا بنی عبدالمطلب اور عکرمہ بن ابو جہل کی ایک کنیز سارہ کا بھی ذکر کیا جو مسلمان ہونے کے بعد حاطب کا خط لے کر مدینے سے کے آرہی تھی اور راستے میں پکڑی گئی تھی۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ ہجرت سے قبل کے میں آپ کو تکالیف پہنچانے میں پیش پیش رہتی تھی لیکن جہاں تک بعض دوسرے اہل علم سے ہمیں معلوم ہوا ہے اور ہم پہلے اس کا ذکر بھی کر چکے ہیں سارہ کو گرفتاری کے بعد آنحضرتؐ نے معاف فرما دیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ مکہ کی مکمل فتح کے بعد آنحضرتؐ نے طواف کے بعد خانہ کعبہ میں ایک ہی سلام سے آٹھ رکعتیں نماز ادا فرمائی تھی جیسا کہ آپ کے بعد سعد بن ابی وقاص نے فتح

Marfat.com

مدائن کے بعد ایوان کسریٰ میں آٹھ رکعت نماز شکرانہ ادا کی تھی لیکن سعد نے اس کے برعکس ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے محمد بن جعفر بن زبیر نے عبیداللہ بن ثور اور صفیہ بنت شیبہ کے حوالے سے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے بعد مکمل اطمینان ہو جانے پر مقام استیلام پر سات بار حجر اسود کا طواف کرنے کے بعد عثمان بن طلحہ کو طلب فرمایا اور ان سے کعبے کی کنجیاں لے کر اس کا دروازہ کھلوایا اور جب آپؐ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپؐ نے وہاں کبوتر کی شکل کا سامنے ہی ایک بت دیکھا اور اسے آپؐ نے اپنے ہاتھ سے توڑ کر ایک طرف پھینک دیا۔ اس کے بعد آپؐ لوگوں کے ہمراہ مسجد الحرام میں تشریف لے گئے جہاں آپؐ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی یا دو سجدے کیے۔ اس کے بعد زمزم پر تشریف لے گئے اور وہاں پانی طلب فرما کر پیا' پھر وضو فرمایا۔ جب آپؐ کے ہمراہ وہاں آنے والے مسلمانوں نے وضو کرنا شروع کیا تو مشرکین انہیں حیرت سے دیکھنے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ "ایسی عجیب وغریب بات تو ہم نے پہلے کبھی دیکھی تھی نہ سنی تھی۔"

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ آنحضرتؐ نے خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کے حمد و ثنا کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اس نے اپنے وعدے کے مطابق آپ کو فتح مکہ سے سرفراز فرمایا اور دشمنوں کو شکست دی۔ اس کے بعد آپؐ نے کہا کہ "یا اللہ مجھے یہاں کے مال ومنال سے کوئی رغبت نہیں ہے کیونکہ تیرے دین کے مقابلے میں تیرے فضل وکرم ہے یہ سب کچھ میرے لیے ہیچ اور میرے قدموں کے نیچے ہے۔ میرے لیے کعبے کی خدمت اور حجاج کی سقائی کافی ہے' اگر میرے ہاتھوں یہاں سہوا" کوئی بے جا قتل ہوا ہے تو میں اس کی دیت فی کس سو اونٹوں کے حساب سے ادا کروں گا۔" (حدیث نبوی کا تشریحی ترجمہ)

اس کے بعد آپؐ نے مشرکین قریش سے جو وہاں جمع ہو گئے تھے یوں خطاب فرمایا:

"اے قریش کے لوگو! تم سے زمانہ جاہلیت کی نخوت اور اپنے آباؤاجداد پر بے جا نخوت (آج) چلی گئی' تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔"

اس کے بعد آپؐ نے مشرکین مکہ سے دریافت فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ (آج) میرا تم سے کیا سلوک ہو گا؟"

آپؐ کے اس سوال کے جواب میں قریش مکہ نے یک زبان ہو کر کہا: "وہی جس کی

Marfat.com

ایک مہربان بھائی اور ایک مہربان بھائی کے بیٹے سے امید کی جا سکتی ہے۔" ان کے اس جواب پر آپؐ نے فرمایا:"جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ انہیں بعض اہل علم نے بتایا کہ فتح مکہ کے روز جب آنحضرتؐ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو آپؐ نے وہاں دیواروں پر فرشتوں وغیرہ کی تصاویر بنی ہوئی دیکھیں جن میں ایک تصویر ایسی تھی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فال لینے کے تیروں سے تقسیم کرتے دکھایا گیا تھا جس کا زمانہ جاہلیت میں عربوں میں عام دستور تھا۔ آپؐ نے وہ تصویر دیکھ کرفرمایا " خدا انہیں ہلاک کرے جنہوں نے ہمارے ان بزرگ کو اس تصویر میں فال لینے کے تیروں کے ذریعہ تقسیم کرتے دکھایا ہے(معاذ اللہ) کہاں شان ابراہیمی اور کہاں فال لینے کے تیر۔ آپؐ کے حکم سے وہ تمام تصاویر بیت اللہ شریف کی ان اندرونی دیواروں سے مٹا دی گئیں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ تمام تصاویر کو آپؐ کے حکم سے حضرت عمرؓ نے مٹایا تھا اسی روایت میں ہے کہ خانہ کعبہ میں اس روز حضور نبی کریمؐ نے سنگین ستونوں پر رکھے ہوئے تین سو یا بعض روایات کے مطابق تین سو ساٹھ بت دیکھے تھے۔ آپؐ ان کے سامنے سے گزرتے ہوئے ہربت کے منہ پر اپنا عصا مارتے اور فرماتے جاتے تھے:" **جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا**"

اس کے بعد جب آنحضرتؐ بیت اللہ شریف کے اندر تشریف لے گئے تو آپؐ نے وہاں ان کا کوئی نشان نہ دیکھا کیونکہ وہ وہاں سے ہٹا دیئے یا توڑ پھوڑ دیئے گئے تھے۔

امام احمدؒ کی اس بارے میں یہ روایت ہے کہ انہیں متعدد ثقہ افراد نے ہیثم' ابن عون نافع اور ابن عمرؓ کے حوالے سے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے ہمراہ فضل بن عباسؓ' اسامہ بن زید' عثمان بن طلحہ اور بلال تھے۔ آپؐ نے بلالؓ کو دروازہ کھولنے کے لیے فرمایا اور وہاں خاصی دیر تشریف فرما رہے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ بلالؓ سے وہاں سب سے پہلے وہی ملے تھے اور انہوں نے بلالؓ سے پوچھا تھا کہ آنحضرتؐ نے نماز کہاں پڑھی ؟ تو انہوں نے دوستونوں کی طرف اشارہ کر کے کہا:"ان دو ستونوں کے درمیان۔"

عبدالرزاق نے معمر اور ایوب کے حوالے سے ابن ابی ملیکہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے بلالؓ کو خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم دیا تھا اور جب مشرکین

Marfat.com

قریش نے بلالؓ کو وہاں چڑھے دیکھا تو بولے :"اس حبشی غلام کو تو دیکھو کہ یہاں کہاں چڑھا ہوا ہے۔"

محمد بن سعدؒ نے واقدی' محمد بن حرب' اسماعیل بن ابی خالد اور ابی اسحٰق کے حوالے سے بیان کیا ہے فتح مکہ کے روز ابو سفیان شاید ایک جگہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ قریش کو جمع کر کے کاش ایک بار پھر آنحضرتؐ سے جنگ کر سکتا کہ اچانک آپؐ اسی وقت اس کے سر پر پہنچ گئے اور آپؐ نے اس کے سینے پر مکا مار کر فرمایا:" آج تجھے اللہ نے ذلیل کیا ہے۔" آپؐ کی زبان مبارک سے یہ سن کر ابو سفیان سر اٹھا کر بولا:"کیا میں نے آپؐ کو یقین نہیں دلایا ہے کہ اب میرے نزدیک آپؐ (سچے) نبی ہیں اور تا قیامت رہیں گے؟"

بیہقیؒ نے متعدد حوالوں سے بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز بعض اہل اسلام خانہ کعبہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ رات سے صبح تک تکبیر و تسبیح و تہلیل اور طواف میں مصروف رہے تھے اور ابو سفیان نے یہ دیکھ کر ہند سے کہا تھا"یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔" اور اس نے بھی یہی جواب دیا تھا کہ" ہاں یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔"

جب صبح کو ابو سفیان آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اس سے فرمایا:"کیا تم نے ہند سے رات یہ کہا تھا کہ جو کچھ تم دیکھ رہی ہو وہ سب اللہ کی طرف سے ہے؟" ابو سفیان نے جواب دیا:"جی ہاں' میں نے یہی کہا تھا۔"

اس کے بعد ابو سفیان نے کہا:"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں اور ہر شخص ہند کے سوا یہ سن کر میری تائید کرے گا۔"

یاد رہے کہ فتح مکہ کے روز جن مشرکین کے قتل کا حکم آنحضرتؐ نے دیا تھا ان میں عکرمہ بن ابو جہل بھی شامل تھا لیکن وہ کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر مکے سے فرار ہو گیا تھا اور یمن جا پہنچا تھا۔ تاہم اس کی بیوی جو مسلمان ہو کر مدینے چلی گئی تھی اسے یمن سے مدینے لے آئی تھی اور اس نے اسے آپؐ کی خدمت میں لے جا کر اس کے لیے آپؐ سے معافی طلب کی تھی تو آپؐ نے اسے معاف فرما دیا تھا جس کے بعد وہ اپنے پچھلے گناہوں سے تائب ہو کر صدق دل سے مسلمان ہو گیا تھا (مؤلف)

بخاریؒ فرماتے ہیں کہ انہیں دوسرے متعدد لوگوں کے بیانات کے علاوہ مجاہد کے بیان سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے روز 'جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' صاف طور پر ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکے کی سرزمین اور اس کے گردو پیش کو آسمانوں اور

Marfat.com

زمین کی تخلیق کے دن سے سرزمین حرمت قرار دیا ہے' یہاں اس کے حکم کے مطابق نہ شکار کھیلا جا سکتا ہے یعنی کسی جانور یا پرندے کو شکار کیا جاسکتا ہے نہ مارا جا سکتا ہے' یہی حکم یہاں کی فضا میں پرندوں کے شکار پر بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم یہاں جنگ وجدل اور قتل وغارت کے بارے میں بھی ہے البتہ لڑائی کے موقع پر جوابی کارروائی کی اجازت ہے۔"

کسی نے پوچھا" یارسول اللہ ﷺ جو آبی پرندے یہاں کی فضا سے اڑتے ہوئے گزریں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟" اس سوال پر آپؐ نے قدرے سکوت فرما کر جواب دیا:" وہ حلال ہیں۔" آخر میں آپؐ نے فرمایا کہ" یہ حکم مجھ سے پہلے بھی تھا اور میرے بعد بھی تا قیامت برقرار رہے گا۔"(حدیث نبوی کا مفہوی وتشریحی ترجمہ)

فتح مکہ کے روز آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا حکم کے تحت حرمت مکہ کے سلسلے میں وہاں بیت اللہ ہونے کے سبب اپنے مندرجہ بالا ارشادات گرامی کا عامتہ الناس کے لیے مکمل عملی ثبوت فراہم فرمایا تھا اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' آپؐ نے اس روز چند مخصوص ازلی دشمنان خدا او اسلام کے سوا کے میں قتل وغارت کی سختی سے ممانعت فرما دی تھی بلکہ کے میں داخل ہونے سے قبل' جیسا کہ پہلے بیان کیاجا چکا ہے' آپؐ نے خندمہ ہی میں فرمادیا تھا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے' جو اپنا گھر بند کر کے بیٹھ جائے اور جو خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے وہ مامون ومصئون رہے گا۔ فتح مکہ کے روز آنحضرتؐ کے اس قول وعمل کی بنیاد پر جمہور علمائے اسلام نے بالاتفاق یہ فتویٰ دیا ہے کہ کسی قوم سے صلح کے بعد اس کے کسی شہر میں مسلمانوں کا وہاں داخل ہو کر مال غنیمت کے حصول کے لیے کسی کے خلاف تلوار اٹھانا حرام ہے۔

مکے کے دوران قیام میں آنحضرتؐ کے احکام: آنحضرتؐ کے مکے میں دوران قیام میں آپؐ کے احکام کے متعلق ایک روایت عبداللہ بن مسلم کی زبانی اور سالک بن شہاب' عروہ اور حضرت عائشہؓ کے حوالے سے بخاریؒ نے بیان کی ہے اور دوسری لیثؒ نے یونس کی زبانی ابن شہاب' عروہ زبیر اور حضرت عائشہؓ کے حوالے سے پیش کی ہے۔ ان کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:"عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد سے وعدہ لیا تھا کہ وہ ابن ولیدہ زمعہ کو اپنے ساتھ رکھیں گے اور ان سے یہ بھی کہا تھا کہ ابن ولیدہ ان کا یعنی عتبہ کا بیٹا ہے۔"

Marfat.com

"جب رسول اللہ ﷺ فتح کے روز مکہ میں تشریف لائے تو سعد بن ابی وقاص ابن ولیدہ زمعہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ عبد بن زمعہ بھی تھا۔ سعد نے آپؐ سے عرض کیا: "یارسول ﷺ مجھے میرے بھائی عتبہ نے قسم کھا کر بتایا ہے کہ ابن ولیدہ زمعہ ان کا بیٹا ہے۔" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے ساتھ ہی عبد بن زمعہ نے آگے بڑھ کر آپؐ سے عرض کیا: "یا رسول ﷺ دراصل ابن ولیدہ میرا بھائی اور ابن زمعہ ہے کیونکہ یہ میرے باپ زمعہ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔"

حضرت عائشہؓ مزید فرماتی ہیں: "آنحضرتؐ نے عبد بن زمعہ سے دریافت فرمایا کہ اس کے پاس اس کے علاوہ کہ ابن ولیدہ زمعہ کے بستر پر پیدا ہوا تھا اس کے ثبوت میں کوئی اور دلیل ہے کہ وہ یعنی ابن ولیدہ زمعہ درحقیقت اس کا بھائی اور زمعہ کا بیٹا ہے؟ اس کے بعد آپؐ نے ابن ولیدہ زمعہ کی طرف غور سے دیکھا تو وہ واقعی شکل وصورت، چہرے مہرے اور قدوقامت کے لحاظ سے عتبہ بن ابی وقاص کی تصویر بلکہ دوسرا عتبہ بن ابی وقاص تھا۔"

حضرت عائشہؓ اس کے بعد فرماتی ہیں: "یہ دیکھ کر آنحضرتؐ نے سودہؓ سے فرمایا: "سودہ اسے یعنی ابن ولیدہ زمعہ کو میرے سامنے سے ہٹا دو۔" پھر فرمایا: "بچہ (دراصل) فرش یا بستر کا ہوتا ہے (یعنی جس پر وہ پیدا ہو) زنا کے لیے وہاں جانے والے کے لیے وہ پتھر ہوتا ہے۔"

ابن شہاب کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ نے اس حدیث کی یہی تشریح کی ہے۔

بخاریؒ متعدد حوالوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ اسی زمانے میں مکے کی کوئی عورت چوری کرتے ہوئے پکڑی گئی تو اس کی قوم نے اسامہ بن زید سے بڑی عاجزی اور الحاح و زاری کے ساتھ درخواست کی وہ آنحضرتؐ سے اس کی سفارش کر دیں۔

بہر کیف جب اس عورت کو چوری کے الزام کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور شریعت کی رو سے اس کے جرم کا ثبوت بھی مل گیا تو اس سے قبل کہ آپؐ اس کے بارے میں کوئی حکم صادر فرمائیں اسامہ بن زید نے آپؐ سے کچھ عرض کرنا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی کہ وہ آپؐ سے کچھ عرض کرتے آپؐ نے خود ہی اسامہ سے فرمایا: "اسامہ! تم (غالباً) اس عورت کے بارے میں مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو لیکن یاد رکھو کہ اب جاہلیت کا وہ زمانہ گیا جب شریف اور مال دار لوگ اپنے جرائم کی سزا سے اس لیے بچ جاتے تھے کہ وہ (دنیا کی نظر میں) بڑے لوگ ہوتے تھے مگر غریبوں کو سزا ضرور ملتی تھی۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ سے بھی یہ جرم سرزد ہوتا تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوا دیتا۔" آپؐ کی زبان

مبارک سے یہ سن کر اسامہ دم بخودرہ گئے اور آپؐ کے حکم کے مطابق اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

مسلمؒ اور بخاریؒ اس سلسلے کی آخری روایت میں بیان کرتے ہیں کہ ان سے ابن وہب نے یونس' زہری اور عروہ کے حوالے سے بیان کیا کہ آخر الذکر کے مطابق آنحضرتؐ نے مکے میں اپنے صحابہ کو متعہ کی اجازت دے دی لیکن اس کے بعد اس کی ممانعت فرما دی تھی۔

صحیح مسلم میں ابی بکربن ابی شیبہ کی زبانی یونس بن محمد' عبدالواحد بن زیاد' ابی حمیس 'ایاس بن سلمہ بن اکوع اور آخر الذکر کے والد کے حوالے سے یہ روایت ملتی ہے کہ سال اوطاس (یعنی سال فتح مکہ) کے دوران میں آنحضرتؐ نے تین بار متعہ کی اجازت دی اور اس کے بعد اس کی ممانعت فرما دی۔

غزوہ خیبر کی چند معتبر ومستند روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں آنحضرتؐ نے متعہ کی بات اور حرمت کا دوبار سے زیادہ کا حکم دیا تھا' واللہ اعلم یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے صرف ایک بار اس کی اجازت دی تھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے وہاں صرف ضروری حالات میں اس کی اجازت دی تھی اور اس کے بعد اسی صورت حال کے تحت اس کی عمومی اجازت دے دی گئی تھی جو تاحال بدستور قائم ہے۔ یہی قول امام احمدؒ اور ان کے علاوہ جیسا کہ مشہور ہے' ابن عباس' ان کے ساتھیوں یعنی ہم عصر لوگوں اور صحابہ کرام کی ایک اور جماعت کا ہے۔

فتح مکہ کے بعد مشرکین کی آنحضرتؐ سے بیعت: فتح مکہ کے بعد وہاں آنحضرتؐ کے دوران قیام میں اسود کے بزرگوں نے آپؐ کو مشورہ دیا تھا کہ آپؐ مشرکین سے بیعت لیں۔ چنانچہ آپؐ نے مکے میں قرن مستقبلہ کے قریب ایک جگہ تشریف فرما کر مشرکین کو بیعت کی دعوت دی۔

ابن جریر کہتے ہیں:" جب اسلام پر بیعت کے لیے لوگ کثرت سے جمع ہونے لگے تو جیسا کہ مجھے معلوم ہوا آنحضرتؐ نے صفا پر تشریف فرما ہو کر ان سے بیعت لینا شروع فرمائی۔
" ابن جریر مزید بیان کرتے ہیں کہ اس وقت عمر بن خطاب بائیں مجلس کھڑے ہو کر ہر شخص کی بیعت کے الفاظ سن رہے تھے اور جو لوگ بیعت کے لیے یکے بعد دیگرے آتے جاتے تھے وہ حتی الامکان اللہ اور اسلام کی اطاعت کی بیعت کرتے تھے جب وہاں جتنے مرد

Marfat.com

تھے بیعت کر چکے تو اس کے بعد عورتوں کی باری آئی جن میں سب سے آگے ابو سفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ تھی جس نے حضرت حمزہؓ کے ساتھ جو سلوک کیا تھا مشہور ہے۔ ہند کو خوف تھا کہ آنحضرتؐ اس کے اس عمل کا اس سے مواخذہ کریں گے لیکن جب وہ بیعت کے لیے آپؐ کے قریب آئی تو آپؐ نے اس سے فرمایا" عہد کرو کہ اللہ کا کسی کو شریک نہیں بناؤں گی۔" یہ سن کر ہند بولی:"یا رسول اللہ ﷺ پہلے یہ فرمائیے کہ آپ میرے پچھلے اعمال اور میں مردوں کا جو مال اب تک لے چکی ہوں اس پر مجھ سے مواخذہ تو نہیں کریں گے؟" آپ نے فرمایا "عہد کرو کہ چوری نہیں کرو گی۔"

ہند نے عرض کیا:"اور میں پہلے وقتاً" فوقتاً" ابو سفیان کا کچھ مال چوری چوری لے چکی ہوں اس کا کیا ہو گا؟ اپنے شوہر ابو سفیان کا وہ مال اس لیے چراتی تھی کہ وہ بہت کنجوس ہے اس لیے وہ مجھے گھر کے خرچ کے لیے جو کچھ دیتا تھا اس میں میرا اور میرے بچوں کا خرچ پورا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ مجھے اس کے زر نقد میں سے مجبورا" تھوڑا بہت چرانا پڑتا تھا۔"

ابو سفیان جو اپنی بیوی ہند کے قریب کھڑا اس کی یہ باتیں سن رہا تھا بولا:" تم نے پہلے میرے مال میں سے جتنا بھی چوری سے لیا ہے وہ میں نے تمہیں معاف کیا۔"

آنحضرتؐ نے ہند سے پوچھا:" تم عتبہ کی بیٹی ہو؟" وہ بولی "جی" آپؐ نے فرمایا:"بیعت کے بعد تمہارے پچھلے اعمال کا تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا(اچھا اب) عہد کرو کہ زنا کاری سے اجتناب کرو گی۔"

ہند بولی:"کیا شریف عورتیں بھی کہیں اس کی مرتکب ہوتی ہیں۔"

"آپؐ نے فرمایا:"اچھا عہد کرو کہ اپنی کمسن اولاد کو (آئندہ) قتل نہیں کرو گی۔"

ہند بولی:" اور آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہ نے ہمارے صغیر سن افراد اور بزرگوں کو بدر میں جو قتل کر دیا ہے؟"

ہند سے یہ سن کر عمر بن خطاب پہلے تو ہنس پڑے پھر فورا" ہی غور سے آنحضرتؐ کے ارشادات سننے لگے۔ آپؐ نے ہند سے ارشاد فرمایا:" عہد کرو کہ کسی عورت کے سامنے یا اس کے پیچھے اس پر کوئی بہتان نہیں باندھو گی۔" ہند نے اس کا عہد کر لیا اور اس کے بعد جب آپؐ نے اس سے معصیت سے اجتناب اور نیک باتوں پر عمل کرنے کا عہد بھی لے لیا۔ تو اس کی بیعت مکمل ہو گئی۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ وہ آپؐ کی طرف سے باقی عورتوں سے بیعت لیں۔ یعنی پچھلے اعمال کی توبہ کرائیں اور پھر ان کے لیے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کریں کہ وہ غفور رحیم ہے۔

ابو داوٗدؒ عثمان بن ابی شیبہ٬ جریر٬ منصور٬ مجاہد٬ طاؤس اور ابن عباسؓ کے حوالے سے اپنے مجموعہ احادیث میں بیان فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے موقع پر کسی سے دوسری باتوں کے علاوہ (جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے) جہاد اور نیک نیتی کے سوا ہجرت کی بیعت نہیں لی اور جب آپؐ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ "اب ہجرت کا زمانہ گزر گیا٬ اب آئندہ اگر مسلمان کہیں سے بشرطیکہ انہیں وہی صورتحال درپیش نہ ہو جو مسلمانوں کو مکے سے ہجرت کرتے وقت پیش آئی تھی یعنی ان کے جان و مال اور دین و ایمان کو خطرہ نہ ہو٬ کسی دوسری جگہ بوجہ دیگر منتقل ہوں گے تو اسے ہجرت نہیں کہا جائے گا۔(حدیث نبوی کا تشریحی ترجمہ)

غزوہ ہوازن یوم حنین: محمد ابن اسحٰق بن یسار نے اپنی کتاب میں فتح مکہ کے ذکر کے بعد آنحضرتؐ کی ہوازن کی طرف روانگی کی تاریخ پانچ شوال سن آٹھ ہجری بیان کی ہے۔روایت ابن مسعود اور غزوہ بن زبیر کی ہے جسے احمد اور ابن جریر نے انہی کے حوالے سے اپنی اپنی کتب تاریخ میں پیش کیا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ "حنین میں ہم دشمن کی قلت تعداد کی وجہ سے اس پر غالب نہیں آئے تھے تاہم وہاں بھی دشمن نے بنو سلیم٬ اہل مکہ اور دیگر دشمنان اسلام کی طرح ہمارے مقابلے میں شکست کھائی تھی۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی مکہ میں فتح کی خبر سنتے ہی اہل ہوازن نے نہ صرف اپنے قبیلے کے لوگوں کو آپؐ سے مقابلے کے لیے جمع کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ قرب وجوار کے مشرک قبائل اور اپنے اور ان کے حلیفوں کو بھی اپنی امداد کے لیے بلا بھیجا تھا اور وہ سب جمع ہو کر ہوازن پہنچ گئے تھے اس لیے آنحضرتؐ کو مجبوراً" ان سرکش قبائل کو راہ راست پر لانے کے لیے وہاں جانا پڑا۔

جب آنحضرتؐ مکے سے ہوازن کی طرف روانہ ہونے لگے تھے تو آپؐ سے عرض کیا گیا تھا کہ صفوان بن امیہ کے پاس کافی جنگی اسلحہ موجود ہے اگر وہ اس سے لے لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ چنانچہ آپؐ نے کسی کو صفوان کے پاس.....وہ اسلحہ اور دوسرا سامان جنگ منگوانے کے لیے بھیجا تو صفوان نے اس شخص سے پوچھا" یہ سامان رسول اللہ ﷺ کس طرح لینا چاہتے ہیں٬ عاریتہ" یا اسے لے کر غصب کرنا چاہتے ہیں؟ اس شخص نے کہا:"بھلا رسول اللہ تمہارا

اسلحہ غصب کیوں کرنے لگے وہ اسے عاریتہ" لینا چاہتے ہیں اور وہ تمہیں واپس کر دیا جائے گا۔" یہ سن کر صفوان نے کہا:"تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اس کے پاس جس قدر بھی اسلحہ اور دوسرا سامان جنگ اس کے پاس تھا آپؐ کے فرستادہ شخص اور اس کے ساتھیوں کے حوالے کر دیا۔

جیسا کہ متعدد مستند روایات سے ظاہر ہوتا ہے صفوان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے تاہم انہوں نے سو زرہیں' جو دوسرے اسلحہ تلواروں اور نیزوں وغیرہ کے لیے کافی تھیں آنحضرتؐ کو بھجوا دی تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ نے صفوان سے صرف اتنا ہی اسلحہ منگوایا تھا جتنا اس کے ہاں سے آپؐ کے لشکر تک آسانی سے منتقل کیا جا سکے غزوہ ہوازن یا یوم حنین کے بعد جب آنحضرتؐ نے صفوان کو وہ اسلحہ واپس بھجوایا تو اس میں سے کچھ ضائع ہو گیا تھا۔ جب آپؐ نے اس ضائع شدہ اسلحہ کا معاوضہ صفوان کو دینا چاہا تو اس وقت وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ آنحضرتؐ مکے سے ہوازن کی طرف روانہ ہوئے تو آپؐ کے ساتھ بارہ ہزار مجاہدین پر مشتمل لشکر تھا جس میں دو ہزار وہ لوگ شامل تھے جن میں کچھ تو مکے میں فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والے افراد شامل تھے اور باقی راستے میں مسلم قبائل کے افراد شامل ہو گئے تھے۔ ہوازن کی طرف روانگی کے وقت آنحضرتؐ نے وہاں اپنی نیابت کے لیے عتاب بن اسید ابن ابی العیض بن امیہ بن عبد شمس اموی کا تقرر فرمایا تھا۔

غزوہ اوطاس: غزوہ اوطاس کا سبب یہ تھا کہ جب قبیلہ ہوازن نے حنین میں مسلمانوں سے شکست کھائی تو ان کا ایک گروہ مالک بن اوس نصری کی سربراہی میں ان سے الگ ہو کر طائف میں قلعہ بند ہو گیا اور ایک دوسرا گروہ ایک اور قلعہ میں جسے قلعہ اوطاس کہا جاتا تھا فوج جمع کر کے جا بیٹھا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے ان کی طرف ابو عامر اشعری کی سربراہی میں اپنے صحابہ پر مشتمل ایک فوجی رسالہ بھیجا جس نے وہاں جا کر ان سے جنگ کی اور ان پر غالب آیا۔

حنین میں ہوازن کی شکست کے بعد ان کا ایک گروہ طائف چلا گیا اور ایک گروہ نے اوطاس کو اپنا مرکز بنا کر وہاں فوج جمع کر لی۔ ان کا ایک گروہ نخلہ بھی گیا لیکن وہ صرف بنی ثقیف کی ایک شاخ بنو غیرہ کے لوگ تھے۔ ان کا ایک آخری گروہ جس نے آنحضرتؐ کی اطاعت اختیار کر لی تھی اس کا تعلق اس قبیلے کی شاخ ثنایا سے تھا۔

Marfat.com

جس لشکر کا سربراہ بنا کر آنحضرتؐ نے ابو عامر اشعری کو اوطاس روانہ فرمایا تھا جب وہ وہاں پہنچا تو سب سے پہلے ابو عامر ہی نے ان لوگوں کو جو ہوازن میں شکست کھا کر وہاں جمع ہوئے تھے اور اب پھر آنحضرتؐ کے خلاف بغاوت پر آمادہ تھے اس لیے ابو عامر نے ان سے جنگ کی تھی لیکن جب تیر کھا کر شہید ہو گئے تو ان کا علم ابو موسیٰ اشعریؓ نے سنبھال لیا تھا جو ابوعامر کے چچا زاد بھائی تھے۔

ابن اسحٰقؒ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ اوطاس میں سب سے پہلے ابو عامر کا دس مشرک بھائیوں سے مقابلہ ہوا تھا اور انہوں نے ان میں سے ہر ایک پر حملہ کرنے سے قبل اسے دعوت اسلام دی تھی لیکن اس کے انکار پر انہوں نے اسے قتل کیا تھا اور اسی طرح انہوں نے نو بھائی قتل کر دیے لیکن دسویں نے جب کہا کہ وہ دین اسلام کے سوا کسی اور دین کی شہادت تو نہیں دے رہا ہے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا تھا اور ابن اسحٰق کے بقول وہ دسواں شخص بعد میں باقاعدہ مسلمان ہو کر بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔

غزوہ طائف: عروہ اور موسیٰ بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین سے فراغت کے بعد آنحضرتؐ نے طائف کا محاصرہ کیا اور یہ واقعہ بھی ماہ شوال سال ہشتم ہجری کا ہے۔ حنین میں بنی ثقیف کے شکست خوردہ لوگوں نے وہاں سے طائف کا رخ کیا اور شہر میں گویا اپنے نزدیک مسلمانوں کا داخلہ بند کر دیا۔ انہوں نے وہاں ایسے اسلحہ جنگ بھی تیار کر لیے جن کے متعلق عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ کہتے ہیں کہ اس سے قبل حنین وطائف میں ان کی نظر سے نہیں گزرے تھے مثلاً منجنیق' دبابے اور قلعہ کی دیواروں تک پہنچنے کے آلات وغیرہ۔

بہر کیف بنی ثقیف کی طائف میں ان تیاریوں کا حال سن کر آنحضرتؐ اپنے صحابہ اور دوسرے مجاہدین کو ساتھ لے کر طائف کی طرف روانہ ہوئے جس کا حال کعب بن مالک نے بڑی خوبصورتی سے نظم کیا ہے۔ اسی طرح آپؐ کے اس سفر کا حال جیسا کہ امام محمد بن اسحٰق نے بتایا ہے عباس بن مرداس سلمیؓ نے اپنے بڑے قابل قدر اشعار میں پیش کیا ہے۔

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ حنین سے طائف کی طرف سفر کرتے ہوئے آنحضرتؐ پہلے نخلہ یمانیہ پہنچے' وہاں سے آگے قرن پھر ملیح اور پھر وہاں سے آگے بڑھ کر لیہ کے بحرة الرغاء میں قیام فرمایا جہاں آپؐ نے ایک مسجد کی بنیاد ڈال کر وہیں نماز ادا فرمائی اور وہیں ایک قتل کا فیصلہ بھی فرمایا جس کا مقدمہ اسلام میں آپؐ کے سامنے پہلی بار پیش کیا گیا تھا۔ ہوا یہ تھا کہ

بنی لیث کے کسی شخص نے بنی ہذیل کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا اور آپؐ نے قاتل کے قتل کا حکم دیا تھا جس کے بعد اسے قتل کر دیا گیا تھا۔ وہیں آپؐ کو مالک بن عوف نصری کا تعمیر کردہ ایک (کچا) قلعہ ملا تھا جسے آپؐ کے حکم سے منہدم کر دیا گیا تھا۔

اس کے بعد آپؐ نے نخب کی راہ سے آگے بڑھ کر ایک درخت کے زیر سایہ قیام فرمایا جسے "صادرہ" کہا جاتا تھا اور اس درخت کے علاوہ اس کے گرد و پیش کی زمین بنی ثقیف کے ایک شخص کی تھی آنحضرتؐ نے اس شخص سے کہلوایا کہ وہ آپؐ سے گفتگو کے لیے اپنے اس پختہ مکان سے باہر آئے جسے وہ پناہ گاہ کے طور پر استعمال کر رہا تھا لیکن اس کے انکار کرنے پر جیسا کہ اسے پہلے ہی خبردار کر دیا گیا تھا' اس کی اس پناہ گاہ کو آپؐ کے حکم سے منہدم کر دیا گیا۔

ابن اسحٰقؒ متعدد دوسرے حوالوں کے علاوہ عبداللہ بن عمر کی زبانی جو طائف کی طرف سفر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے یعنی عبداللہ بن عمرؓ نے بتایا: "جب ہم حنین سے طائف کی طرف آنحضرتؐ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے تو راستے میں ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں کسی کی قبر تھی۔ آنحضرتؐ نے اسے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ: "یہ قبر بنو ثقیف کے ایک شخص ابی رغال کی ہے جو پہلے قوم ثمود کے ساتھ رہتا تھا۔ جب قوم ثمود پر عذاب الٰہی نازل ہوا تو وہ بھاگ کر یہاں آگیا اور یہیں اپنے لیے قیام گاہ تعمیر کر لی۔" اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ۔ مرتے وقت ابی رغال نے وصیت کی تھی کہ اس کا جمع کردہ خزانہ اس کی میت کے ساتھ اس کے مدفن میں دفن کر دیا جائے۔"

عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب ابی رغال کی قبر کھودی گئی تو آنحضرتؐ کے ارشاد گرامی کے مطابق اس میں سے اس کا مدفون خزانہ برآمد ہوا جس کے متعلق مشہور تھا کہ اگر کوئی شخص اس کا کسی قدر حصہ بھی اپنے تصرف میں لایا تو وہ انتہائی مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا لیکن اہل اسلام نے اسے پچھلے لوگوں کی توہم پرستی پر محمول کیا اور یہی آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔

ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ اس جگہ سے آگے سفر فرماتے ہوئے آنحضرتؐ نے طائف کے سامنے پہنچ کر اسلامی لشکر کو وہیں پڑاؤ کا حکم دیا اور بنی ثقیف کے جو لوگ ہوازن چھوڑ کر طائف میں قلعہ بند ہو گئے تھے ان سے کہلوا بھیجا کہ اگر وہ قلعہ سے باہر نکل کر صلح جویانہ گفتگو پر آمادہ ہوئے تو ان سے جنگ نہیں کی جائے گی لیکن انہوں نے اس سے نہ صرف

قطعی انکار کیا بلکہ قلعہ کی کمین گاہوں سے تیر اندازی کر کے آپؐ کے کئی صحابہ کو شہید کر دیا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا تھا۔ جب طائف کے نزدیکی علاقے سے آنحضرتؐ نے آگے بڑھ کر اسلامی لشکر کو اس جگہ پڑاؤ کا حکم دیا تھا جہاں آج کل ایک مسجد واقع ہے جسے بنی ثقیف نے اسلام قبول کرنے کے بعد تعمیر کیا تھا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ طائف میں بنی ثقیف کے اس قلعہ کا محاصرہ بیس روز سے کچھ زیادہ عرصے تک جاری رہا تھا جب کہ ابن ہشام کے مطابق یہ مدت سترہ دن تھی۔

عروہ وموسیٰ بن عقبہ زہری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حنیف سے طائف کی طرف سفر کرتے ہوئے آنحضرتؐ نے زائد از ضرورت سامان جرعانہ میں چھوڑ دیا تھا اور اس کے لیے ایک جگہ مقرر کر کے کچھ محافظ وہاں چھوڑ دیے تھے۔

زہری کے بقول آنحضرتؐ نے جرعانہ سے آگے بڑھ کر قلعہ طائف کے قریب اکمہ میں قیام فرمایا تھا اور وہیں بنی ثقیف سے دس روز کے قریب مجاہدین اسلام کا مقابلہ ہوا تھا جس میں پہلے دونوں طرف کے کچھ لوگ کام آئے تھے۔ اس کے بعد بنی ثقیف قلعہ بند ہو گئے تھے۔ اور آنحضرتؐ کے حکم سے مجاہدین نے آگے بڑھ کر اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔

اس کے بعد آنحضرتؐ کے اس اعلان کے باوجود کہ بنی ثقیف کے جتنے غلام قلعے سے نکل کر اسلامی لشکر میں آجائیں گے انہیں آزاد کر دیا جائے گا ابی بکرہ بن مسروح کے علاوہ جو ماں کی طرف سے زیاد کے بھائی تھے ایک شخص بھی قلعے سے باہر نہیں نکلا تھا۔ ابی بکرہ بن مسروح کو آپؐ کے مذکورہ بالا اعلان کے مطابق آزاد کر دیا گیا تھا۔

اس سے قبل دست بدست جنگ میں بنی ثقیف کے بہت سے آدمی قتل اور زخمی ہونے کے علاوہ ان کے انگور کے باغات بھی پامال ہو گئے تھے جن کے متعلق وہ کہتے تھے کہ "ان پر تم سے زیادہ ہمارا حق ہے اس لیے انہیں برباد نہ کرنا۔"

عروہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے مذکورہ بالا اعلان کے بعد ابی بکرہ بن مسروح کے علاوہ اور کئی غلام قلعہ طائف سے بھاگ کر اسلامی لشکر میں آگئے تھے جنہیں آپؐ نے آزاد فرما کر فرداً" فرداً" کسی نہ کسی مسلمان کی تحویل میں دے دیا تھا۔ عروہ کے بقول جب بنی ثقیف کے کسی شخص نے ان چند غلاموں کے علاوہ قلعے سے باہر قدم نہ نکالا تو آنحضرتؐ نے بنی ثقیف کو طیش دلا کر باہر نکلنے اور وہاں جنگ پر مجبور کرنے کے لیے حکم دیا کہ مجاہدین میں سے ہر شخص طائف کے باغات کے کم سے کم پانچ درخت کاٹے اور اتنی ہی ان کے گرد انگور

Marfat.com

کی بیلیں کاٹے۔

جب محاصرہ نے طول پکڑا تو بنی ثقیف کا ایک وفد جن میں ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ بھی شامل تھے امن کی درخواست کے بعد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے بنی ثقیف کو معاف فرما دینے کی درخواست کی تو آپؐ نے بشرط قبول اسلام ان کی یہ درخواست قبول کر لی۔ اس کے بعد بنی ثقیف کے بہت سے لوگوں......نے اسلام قبول کر لیا اور باقی لوگ بھی ماہ رمضان سال نہم ہجری میں مسلمان ہو گئے۔

آنحضرتؐ کی طائف سے مراجعت اور غنائم ہوازن کی تقسیم: ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں طائف کے معاملات سے فراغت کے بعد جب آنحضرتؐ نے وہاں سے مراجعت فرمائی تو آپؐ نے واپسی میں پہلے جعرانہ میں قیام فرمایا جہاں آپؐ حنین میں اہل ہوازن سے حاصل کردہ مال غنیمت اور دوسرا غیر ضروری سامان جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' وہاں کے مسلمانوں کی حفاظت میں چھوڑ گئے تھے۔ اس وقت آپ کے لشکر کے علاوہ وہ اہل ہوازن بھی آپؐ کے ہمراہ تھے جو طائف میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ابن اسحٰقؒ بیان فرماتے ہیں جعرانہ میں جو مال غنیمت چھوڑا گیا تھا وہ چھ ہزار دینار زر نقد کے علاوہ اہل ہوازن کی گرفتار شدہ عورتوں' خیموں اور بے شمار اونٹوں اور بکریوں پر مشتمل تھا۔

ابن اسحٰق کے بقول جعرانہ میں نماز ظہر سے فراغت کے بعد آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ ہوازن کے جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے ان کی عورتیں اور مال انہیں واپس کر دیا جائے' باقی مال میں سے خمس یعنی بنی عبدالمطلب کا حصہ نکال کر مجاہدین میں مساوی تقسیم کر دیا جائے۔ اس کے بعد آپؐ نے ان لوگوں کے لیے جو اہل ہوازن میں سے مسلمان ہو گئے تھے دعائے خیر فرمائی اور ان کے باقی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ وہ انہیں بھی ہدایت دے۔

اسی وقت اہل ہوازن کے خطیب زہیر بن صرد ابو صرد نے اٹھ کر آنحضرتؐ سے دست بستہ عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ ہوازن کی جنگ میں آپ کی طرف سے ہمیں وہ مصائب نہیں اٹھانے پڑے جو ابن ابی شمر یا نعمان بن منذر نے ہمیں پہنچائے۔ بہرحال آپؐ کریم ابن کریم اور اللہ کے رسولؐ ہیں' ہمیں امید ہے کہ آپؐ کا کرم ہی ہمارے لیے کافی ہو گا۔"

ابن اسحٰقؒ مزید بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اہل ہوازن کے خطیب زہیر بن صرد کے ذریعہ ان سے دریافت فرمایا کہ انہیں اپنی عورتیں اور اپنے بیٹے زیادہ عزیز ہیں یا اپنا زرو

Marfat.com

مال؟ آپؐ کے اس سوال کے جواب میں وہ بولے کہ انہیں اپنا زرو مال بھی عزیز ہے لیکن اپنی عورتیں اور بیٹے اس سے زیادہ عزیز ہیں۔ ان کے اس جواب کے بعد آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ ہوازن کے مسلمان ہو جانے والے لوگوں کی گرفتار کی جانے والی عورتوں اور ان کے صغیر سن بیٹوں کے ساتھ ان کا مال بھی واپس کر دیا جائے۔

جب آنحضرتؐ نے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' باقی مال غنیمت کے بارے میں حکم دیا کہ اس میں سے آپؐ کا یعنی خمس اور بنی عبدالمطلب کا حصہ نکال کر اسے مجاہدین اسلام میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے تو مہاجرین یک زبان ہو کر بولے: "ہم اپنا حصہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے ہیں۔ یہی بات انصار نے بھی کہی لیکن عباس بن مرداس نے اپنی اور بنی سلیم کی طرف سے کہا کہ وہ اپنا حصہ لینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کی حسب خواہش مال غنیمت کی تقسیم کے بعد آنحضرتؐ جعرانہ سے روانہ ہو گئے۔

جعرانہ میں آنحضرتؐ کی اپنی رضاعی بہن سے ملاقات: ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان سے بنی سعد بن بکر کے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ غزوہ ہوازن کے دوران میں آنحضرتؐ نے مجاہدین سے فرمایا تھا کہ اگر وہ نجدیوں پر قابو پالیں تو ان میں سے بنی سعد بن بکر کے کسی شخص پر سختی نہ کی جائے۔ لہٰذا جب اہل ہوازن پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تو آپؐ کے ارشاد گرامی کے مطابق بنی سعد بن بکر کے گرفتار شدہ لوگوں کو ان پر کسی سختی کے بغیر آپؐ کی خدمت میں حاضر کر دیا گیا۔

ابن اسحٰقؒ مزید کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے آنحضرتؐ کے مذکورہ بالا ارشاد کے بارے میں انہیں بتایا انہوں نے ہی انہیں یہ بھی بتایا کہ بنی سعد بکر کے ان گرفتار شدہ لوگوں کے ساتھ شیما بنت حارث بن عبدالعزیٰ بھی آپؐ کی خدمت میں پیش کی گئی جس نے آپؐ سے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ "میں آپؐ کی رضاعی بہن ہوں۔" اس سے یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: "اس کا کوئی ثبوت"

شیما بولی: "بچپن میں میرے ساتھ کھیلتے کھیلتے جب میں نے آپؐ کو ستایا تھا تو آپؐ نے میری کمر میں کاٹ لیا تھا جس کا نشان اب تک میری پشت پر موجود ہے۔"

آنحضرتؐ نے شیما کی زبان سے یہ سن کر فرمایا: "تم ٹھیک کہتی ہو' مجھے اپنے بچپن کا وہ واقعہ یاد ہے۔"

اس کے بعد آپؐ نے شیما کو محبت سے اپنی ردائے مبارک پر بٹھایا اور اظہار شفقت

Marfat.com

فرمایا۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ وہ اپنے عزیز و اقارب میں جانا چاہتی ہے یا آپؐ کے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو اس نے عرض کیا کہ وہ اپنے عزیزوں میں جانا چاہتی ہے۔چنانچہ آپؐ نے اسے اس کے عزیزوں کے پاس بھجوا دیا۔

سوال یہ ہے کہ غزوہ ہوازن کے وقت جب خود آنحضرتؐ کی عمر شریف ساٹھ سال تھی تو آپؐ کو دودھ پلانے والی حلیمہ سعدیہ کی عمر اگر وہ زندہ تھیں اس وقت کیا ہو گی اور بنی سعد کی اس عورت کی عمر بھی جس کی بیٹی کو حلیمہ سعدیہ نے آپؐ کے ساتھ دودھ پلایا تھا اس وقت کیا رہی ہو گی جسے آپؐ نے یوں اپنی ردائے مبارک پر احتراماً بٹھلایا تھا؟ بہرحال ہمارے نزدیک یہ روایت قرین قیاس نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ہجرت کا نواں سال

غزوہ تبوک کا بیان: حضرت ابن عباسؓ مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر قتادہ اور ضحاک وغیرہم سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مشرکین کو حج وغیرہ میں مسجد حرام کے قریب آنے سے روک دیا جائے تو قریش کہنے لگے کہ ایام حج کی منڈیاں ہم سے جاتی رہیں گی اور ان سے جو کچھ ہم حاصل کیا کرتے تھے وہ بھی جاتا رہے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض انہیں اہل کتاب سے جنگ کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں یا ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ ادا کریں۔

پس رسول کریم ﷺ نے رومیوں سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا کیونکہ وہ اسلام اور اہل اسلام سے قریب ہونے کی وجہ سے تمام لوگوں سے بڑھ کر آپ کے قریب اور دعوت الی الحق کے لائق تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"اے مومنو! ان کفار سے جنگ کرو جو تمہارے قریب ہیں اور وہ تم میں سختی کو محسوس کریں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار لوگوں کے ساتھ ہے۔"

اور جب تبوک کے سال رسول کریم ﷺ نے رومیوں سے جنگ کرنے کا عزم کیا تو سخت گرمی اور بدحالی کا دور تھا، آپؐ نے لوگوں کے سامنے اس جنگ کی حقیقت کو واضح کیا اور اپنے ارد گرد کے بدوی قبائل کو اپنے ساتھ خروج کرنے کی دعوت دی۔ پس آپ کے ساتھ تقریباً تیس ہزار آدمی چل پڑے۔ اور کچھ لوگوں نے تخلف کیا اور منافقین اور مقصرین میں سے جن لوگوں نے کسی عذر کے بغیر تخلف کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا اور ان کی مذمت کی اور انہیں شدید زجرو توبیخ کی اور انہیں بری طرح رسوا کیا اور ان کے

بارے میں قرآن نازل کیا جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور سورہ براۃ میں ان کی حقیقت حال واضح کی۔

زہری' یزید بن رومان' عبداللہ بن ابوبکر اور عاصم ابن عمر بن قتادہ وغیرہم نے غزوہ تبوک کے متعلق بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو رومیوں کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہونے کا حکم دیا۔ اور یہ شدید گرمی 'خشک سالی اور لوگوں کی تنگی کا زمانہ تھا۔ اور پھل بھی پکے ہوئے تھے اور لوگ اپنے پھلوں اور سایوں میں ٹھہرنا پسند کرتے تھے اور اس وقت نکلنے کو پسند نہیں کرتے تھے رسول کریم ﷺ کا عام دستور یہ تھا کہ آپؐ جب کسی غزوہ کے لیے نکلتے تو اس کے بارہ میں کنایہ سے کام لیتے مگر غزوہ تبوک کے متعلق آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپؐ نے سفر مشقت کی دوری' زمانے کی سختی اور اس دشمن کی کثرت کو لوگوں کے سامنے واضح کیا جو آپ کا قصد کیے ہوئے تھا تاکہ لوگ اس کے لیے اپنی تیاری کر لیں۔ پس آپؐ نے انہیں جہاد کا حکم دیا اور انہیں بتایا کہ آپؐ رومیوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔

ایک روز رسول کریم ﷺ نے جب کہ آپؐ اس کے لیے تیاری کر رہے تھے بنی سلمہ کے ایک شخص جد بن قیس سے فرمایا: اے جد ! کیا اس سال آپ رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہوں گے؟ اس نے کہا یا رسولؐ اللہ آپؐ مجھے اجازت دے دیں اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیں' قسم بخدا میری قوم کو علم ہے کہ مجھ سے بڑھ کر عورتوں سے خوش ہونے والا اور کوئی شخص نہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھ لیا تو صبر نہیں کر سکوں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کیا اور فرمایا میں نے تجھے اجازت دی' اور اللہ تعالیٰ نے جد کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی: "اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دیجئے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیے۔ آگاہ رہو وہ فتنہ میں گر پڑے ہیں اور جہنم یقیناً کفار کو گھیرنے والی ہے۔" "اور منافقین نے جہاد سے بے رغبتی کرتے ہوئے اور حق میں شک کرتے ہوئے اور رسول کریم ﷺ سے متعلق جھوٹی خبریں اڑاتے ہوئے ایک دوسرے سے کہا کہ گرمی میں نہ نکلو۔" تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ "وہ کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ نکلو' کہہ دیجئے جہنم کی آگ بہت گرم ہے کاش وہ سمجھتے۔ پس وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ یہ اس کی سزا ہے جو وہ کماتے ہیں۔"

ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ مجھ سے اس ثقہ آدمی نے جس نے محمد بن طلحہ بن

Marfat.com

عبدالرحمٰن سے اور اس نے اسحٰق بن ابراہیم بن عبداللہ بن حارثہ سے اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ کچھ منافقین سویلم یہودی کے گھر میں جمع ہو رہے ہیں اور اس کا گھر جاسوم کے پاس تھا۔ وہ غزوہ تبوک میں لوگوں کو رسول کریم ﷺ کا ساتھ دینے سے روک رہے تھے۔ پس آپ نے طلحہ بن عبید اللہ کو اپنے اصحاب کی ایک پارٹی کے ساتھ ان کے پاس بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ان سمیت سویلم کے گھر کو جلا دے تو طلحہ نے ایسا ہی کیا اور ضحاک بن خلیفہ کے پچھواڑے سے گھسا تو اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور اس کے اصحاب بھی گھسے اور بھاگ گئے تو اس بارے میں ضحاک نے کہا "بیت اللہ کی قسم! قریب تھا کہ محمد ﷺ کی آگ ضحاک اور ابن ابیرق کو جلا دیتی اور اس نے سویلم کے گھر کو ڈھانپ لیا تھا اور میں اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ اور کہنی پر جھکا ہوا تھا۔ تم پر سلامتی ہو میں دوبارہ ایسی حرکت نہیں کروں گا اور میں خوفزدہ ہو گیا ہوں اور جو شخص آگ کو چادر کی طرح اوڑھ لے وہ جل جاتا ہے۔"

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم ﷺ اپنے سفر کے اہتمام میں لگ گئے اور آپ نے لوگوں کو جلدی سے تیار ہونے کا حکم دیا۔ اور مال دار لوگوں کو راہ خدا میں خرچ کرنے اور سواریاں دینے کی ترغیب دی پس مال دار لوگوں نے سواریاں دیں اور خوب مال دیا اور حضرت عثمان بن عفان نے اس قدر خرچ کیا کہ کسی آدمی نے ان کی مانند خرچ نہ کیا۔

تبوک کی طرف روانگی: یونس بن بکیر ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے سفر کی تیاری کی اور چلنے کا ارادہ کر لیا۔ پس جب آپ جمعرات کو نکلے تو آپ نے ثنیتہ الوداع پر پڑاؤ کیا اور آپ کے ساتھ تیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے۔ اور دشمن خدا عبداللہ بن ابی نے آپ سے نیچے پڑاؤ کیا۔ اور وہ ان کے خیال میں دو لشکروں سے کم نہ تھا۔ پس جب رسول کریم ﷺ چلے تو عبداللہ بن ابی، منافقین اور شکی لوگوں کے ایک گروہ کے ساتھ آپؐ سے پیچھے رہ گیا اور رسول کریم ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا۔

رسول کریم ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اپنے اہل پر قائم مقام مقرر کیا اور انہیں ان کے ساتھ قیام کرنے کا حکم دیا۔ پس منافقین نے آپ کے متعلق جھوٹی خبر اڑا دی اور کہا کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو بوجھ سمجھتے ہوئے اور ان سے ہلکا ہونے کے لیے انہیں

Marfat.com

پیچھے چھوڑا ہے۔ پس جب انہوں نے یہ بات کہی تو آپ نے اپنے ہتھیار لیے اور چلتے چلتے جرف مقام پر رسول کریم ﷺ سے جا ملے' جہاں آپ پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور منافقین نے جو بات کہی تھی اس کے متعلق آپؐ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا: "انہوں نے جھوٹ بولا ہے لیکن میں نے تو آپ کو اس پر قائم مقام مقرر کیا ہے جو میں نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ واپس چلے جائیے اور اپنے اور میرے اہل کے بارے میں قائمقامی کیجئے اے علیؓ! کیا آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی' ہاں میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔"

یونس بن بکیر محمد بن اسحٰق سے اور وہ بریدہ سے اور وہ سفیان سے اور وہ محمد بن مالک قرظی سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ تبوک کی جانب روانہ ہوئے تو ایک آدمی ہمیشہ پیچھے رہتا اور لوگ کہتے یارسول اللہ فلاں آدمی پیچھے رہ گیا ہے تو آپ فرماتے اسے چھوڑ دو اگر اس میں بھلائی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے ساتھ ملا دے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے تم کو راحت دی ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی ناقہ بھٹک گئی اور لوگ آپ کی تلاش میں گئے تو رسول کریم ﷺ نے عمارہ بن حزم انصاری سے جو آپ کے پاس ہی تھا فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا ہے کہ یہ محمد ﷺ تمہیں بتاتا ہے کہ وہ نبی ہے اور تمہیں آسمان کی خبریں دیتا ہے مگر اسے اپنی ناقہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور قسم بخدا میں وہی بات جانتا ہوں جو اللہ مجھے سکھاتا ہے اور اس نے مجھے اس کے متعلق بتا دیا ہے اور وہ وادی میں ہے اور اس کی مہار ایک درخت میں الجھی ہوئی ہے' پس وہ جا کر اسے لے آئے اور عمارہ بھی اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ آیا۔ اور اس نے انہیں وہ بات بتائی جو رسولؐ کریم ﷺ نے اس آدمی کے متعلق بیان کی تھی۔ اور عمارہ کی قیام گاہ میں مقیم ایک آدمی نے کہا کہ آپ نے یہ بات زید بن اللصیت کے بارے میں فرمائی تھی اور وہ عمارہ کے آنے سے قبل اس کی قیامگاہ میں تھا۔ پس عمارہ زید کی گردن کو ٹھکتے ہوئے اس کے پاس آئے اور کہنے لگے مجھے معلوم ہی نہیں اور میری قیام گاہ میں ایک مصیبت پڑی ہوئی ہے۔

تبوک میں آپؐ کے خطبہ دینے کا بیان: امام احمد نے 'ابو النضر ہاشم بن القاسم اور یونس بن محمد المؤذن اور حجاج بن محمد سے بحوالہ لیث بن سعد عن یزید ابی حبیب عن ابی

Marfat.com

الخیر ابی الخطاب عن ابی سعید الخدری روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے تبوک کے سال کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر لوگوں کو خطاب کیا اور فرمایا "کیا میں تمہیں بہترین اور بدترین لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟ لوگوں میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے گھوڑے یا اونٹ کی پشت پر یا پیادہ یا راہ خدا میں کام کرتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ اور لوگوں میں بدترین آدمی، وہ فاجر اور جری ہے، جو کتاب الٰہی کو پڑھتا ہے اور اس کی کسی بات کی پرواہ نہیں کرتا۔"

اسے نسائی نے قتیبہ سے بحوالہ لیث روایت کیا ہے ابو الخطاب نے کہا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا۔ اور بیہقی نے یعقوب بن محمد الزہریؒ کے طریق سے بحوالہ عبدالعزیز بن عمران روایت کی ہے کہ مصعب بن عبداللہ نے بحوالہ منظور بن جمیل بن سنان ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں نے عقبہ بن عامر الجہنی سے سنا "کہ ہم غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو رسول اللہ ﷺ سو گئے اور اس وقت بیدار ہوئے جب سورج نیزہ بھر بلند ہو چکا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے بلال کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ ہمارے لیے فجر کا انتظار کرنا، حضرت بلالؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کی طرح نیند مجھے بھی لے گئی راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس جگہ سے کچھ دور منتقل ہو گئے۔ پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور بقیہ دن رات چلتے رہے اور تبوک میں صبح کی اور اس پر اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا۔ "اے لوگو سب سے سچی بات، اللہ کی کتاب ہے اور مضبوط ترین کڑا تقویٰ کی بات ہے اور بہترین مذہب حضرت ابراہیمؑ کا مذہب ہے اور بہترین سنت محمد ﷺ کی سنت ہے اور سب سے بلند رتبہ بات ذکر الٰہی ہے۔ اور بہترین قصہ یہ قرآن ہے اور بہترین امور وہ فرائض ہیں جن کے کرنے کا اللہ نے ارادہ کیا ہے اور بدترین امور بدعات ہیں اور بہترین ہدایت، انبیاء کی ہدایت ہے اور سب سے بلند مرتبہ موت، شہداء کا قتل ہے اور ہدایت کے بعد سب سے بڑا اندھا پن ضلالت ہے اور بہترین اعمال وہ ہیں جو نفع مند ہوں اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے اور سب سے بڑا اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے اور اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور جو تھوڑا اور کفایت کرنے والا ہو، وہ زیادہ اور غافل کر دینے والے سے بہتر ہے اور سب سے بری معذرت وہ ہے جو موت کے وقت کی جائے اور سب سے بڑی شرمندگی قیامت کے روز ہو گی۔ اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو جمعہ کے بعد آتے ہیں اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو چھوڑ چھوڑ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ اور سب سے

Marfat.com

عظیم خطا جھوٹی زبان ہے اور بہترین تونگری دل کا تونگر ہونا ہے۔ اور بہترین زاد' تقویٰ ہے اور دانائی کا کمال' اللہ کا خوف ہے اور بہترین بات وہ ہے جو دلوں میں یقین کو جاگزین کرے اور شک کرنا کفر کا حصہ ہے اور نوحہ کرنا' جاہلیت کا عمل ہے اور خیانت جہنم کا ٹکڑا ہے اور شعر ابلیس کی جانب سے ہے اور شراب گناہ کی جامع ہے اور عورتیں شیطان کے جال ہیں اور جوانی جنون کا ایک حصہ ہے اور سب سے بری کمائی سود کی کمائی ہے اور سب سے برا کھانا' یتیم کا مال کھانا ہے اور نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔ اور بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بدبخت ہو۔ اور تم میں سے ایک آدمی چار ہاتھ جگہ کی طرف جانے والا ہے اور معاملہ آخرت پر موقوف ہے اور کام کا دارومدار انجام پر ہے اور سب سے برے راوی جھوٹے راوی ہیں۔ اور جو کچھ آنے والا ہے وہ قریب ہے اور مومن کو گالی دینا فسق ہے۔ اور مومن سے جنگ کرنا کفر ہے اور اس کی غیبت کرنا اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔ اور جو اللہ کی قسم کھائے گا' وہ اس کی تکذیب کرے گا' اور جو اس سے مغفرت طلب کرے گا وہ اسے بخش دے گا۔ اور جو معاف کرے گا اللہ اسے معاف کر دے گا۔ اور جو غصہ کو پیئے گا۔ اللہ اسے اجر دے گا۔ اور جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اسے اس کا بدلہ دے گا۔ اور جو شہرت پسند ہو گا اللہ اسے شہرت دے گا۔ اور جو صبر کرے گا اللہ اسے دگنا دے گا۔ اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اسے عذاب دے گا۔ اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے' اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے' اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ آپؐ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی" پھر فرمایا:" میں اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔" یہ حدیث غریب ہے اور اس میں نکارت پائی جاتی ہے اور اس کے اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایلہ کے بادشاہ اور جرباء اور اذرح کے باشندوں سے مصالحت: ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ تبوک پہنچے تو ایلہ کا بادشاہ یحنہ بن رؤبتہ آپ کے پاس آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصالحت کی اور آپ کو جزیہ دیا اور جرباء اور اذرح کے باشندے بھی آپ پاس آئے اور انہوں نے بھی آپ کو جذیہ دیا اور رسول کریم ﷺ نے انہیں ایک تحریر لکھ دی جو ان کے پاس ہے اور آپ نے یحنہ بن رؤبتہ ایلہ کے باشندوں کے لیے لکھا کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان' یحننہ بن روبہ اور ایلہ کے باشندوں کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول محمدؐ نبی کی طرف سے دی گئی ہے۔ بحروبر میں ان سفینوں اور قافلوں کو اللہ تعالیٰ اور محمدؐ نبی کی طرف سے امان حاصل ہے نیز ان کے ساتھ اہل شام اہل یمن اور سمندری لوگوں کو بھی امان حاصل ہے۔ پس جو کوئی ان میں سے نئی بات کرے گا اس کا مال اس کی جان کی حفاظت نہیں کرے گا اور لوگوں میں سے جو اسے لے لے گا وہ اس کے لیے طیب ہو گا اور کسی کیلیے اس پانی کا روکنا جائز نہیں' جس پر وہ آتے جاتے ہیں اور نہ ان کے بحری اور بری راستے کو جس پر وہ آتے جاتے ہیں روکنا جائز ہے۔

یونس بن بکیر نے اس کے بعد ابن اسحاق سے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یہ تحریر جہیم بن الصلت اور شرجیل بن حسنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے لکھی۔

آپؐ کا حضرت خالدؓ بن ولید کو اکیدر دومہ کی طرف بھیجنا: ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو بلایا اور آپ کو اکیدر دومہ کی طرف بھیجا اور وہ اکیدر بن عبدالملک تھا جو بنی کنانہ کا ایک آدمی تھا اور وہ دومہ کا بادشاہ تھا اور عیسائی تھا' رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ سے فرمایا: "آپ اسے گایوں کا شکار کرتا پائیں گے۔"

پس حضرت خالدؓ گئے اور جب آپ اس کے قلعے سے اتنے فاصلے پر چلے گئے جہاں سے انسان آنکھ سے دیکھ سکتا ہے' اور یہ موسم گرما کی ایک چاندنی رات تھی اور وہ اس کی چھت پر اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا تھا اور گایوں نے محل کے دروازے اپنے سینگوں سے مارتے رات گزاری' تو اس کی بیوی نے اسے کہا کیا آپؐ نے اس کی مثل کبھی دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا قسم بخدا کبھی نہیں وہ کہنے لگی اسے کون چھوڑے گا؟ اس نے جواب دیا کوئی نہیں پس وہ اترا اور اپنا گھوڑا لانے کا حکم دیا۔ اور ان کے لیے اس پر زین ڈالی گئی اور اس کے اہل بیت کی ایک جماعت اس کے ساتھ سوار ہوئی جس میں اس کا بھائی حسان بھی تھا' پس وہ سوار ہوا اور وہ اپنے نیزے لیے اس کے ساتھ نکلے' پس جب وہ نکلے تو حضرت نبی کریم ﷺ کے سواروں نے ان کا استقبال کیا اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا اور اس پر دیباج کی ایک قبا تھی جو سونے سے آراستہ تھی' پس حضرت خالدؓ نے آپؐ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہونے سے قبل اسے آپؐ کی خدمت میں بھیج دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بحوالہ انس بن مالک بتایا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب اکیدر کی قبا رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آئی تو میں نے اسے دیکھا اور مسلمان اسے اپنے ہاتھوں سے چھونے لگے اور اس سے متعجب ہونے لگے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اس سے متعجب ہوتے ہو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جنت میں حضرت سعد بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہیں۔"

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب حضرت خالدؓ بن ولید اکیدر کو رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لائے تو آپؐ نے اس کے خون کو بچایا اور جزیہ پر اس سے مصالحت کی۔ پھر آپؐ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا تو وہ اپنی بستی میں واپس آگیا۔

رسولؐ اللہ کے پاس وفد ثقیف کی آمد: ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ رسولؐ کریم ﷺ رمضان میں تبوک سے مدینہ تشریف لائے اور اسی ماہ میں ثقیف کا وفد آپؐ کی خدمت میں آیا اور ان کا واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے واپس آئے تو عروہ بن مسعود آپؐ کے پیچھے پیچھے آیا' یہاں تک کہ اس نے مدینہ پہنچنے سے قبل آپؐ کو پالیا اور اسلام لے آیا اور اس نے آپؐ سے عرض کی کہ وہ اسلام کے ساتھ اپنی قوم کی طرف واپس جانا چاہتا ہے' رسول کریم ﷺ نے اسے فرمایا۔ جیسا کہ اس کی قوم بیان کرتی ہے "وہ تجھے قتل کر دیں گے۔" اور رسول کریم ﷺ کو معلوم تھا کہ ان میں نخوت پائی جاتی ہے۔ عروہ نے کہا یا رسولؐ اللہ میں انہیں کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں اور وہ واقعی ان میں محبوب و مطاع تھا پس وہ اپنی قوم کو اس امید پر دعوت اسلام دینے گیا کہ اسے ان میں جو مقام حاصل ہے اس کی وجہ سے وہ اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ پس جب وہ اپنے اشراف کے پاس گیا تو اس نے انہیں دعوت اسلام دی اور اپنے دین کا ان کے سامنے اظہار کیا تو انہوں نے ہر جانب سے اس پر تیر برسائے۔ پس ایک تیر اسے لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اور بنو مالک نے خیال کیا کہ ان کے ایک آدمی نے جو بنی سالم بن مالک سے تھا اور جسے اوس بن عوف کہا جاتا ہے اس نے اسے قتل کیا ہے۔

ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ ...... عروہ کے قتل کے بعد ثقیف کئی ماہ تک ٹھہرے رہے۔ پھر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سمجھ لیا کہ وہ اپنے ارد گرد کے مسلمان اور مطیع عربوں سے جنگ کرنے کی سکت نہیں رکھتے' پس انہوں نے بنی علاج کے بھائی عمرو بن

امیہ کے مشورے کے مطابق اپنے باہمی معاملات کے بارے میں مشورہ کیا اور پھر اپنے میں سے ایک آدمی کے بھیجنے کے بارے میں متفق ہو گئے پس انہوں نے عبد یالیل بن عمر کو احلاف کے دو آدمیوں اور بنی مالک کے تین آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب وہ مدینہ کے نزدیک آئے تو قناۃ میں اترے اور انہوں نے مغیرہ بن شعبہ کو اپنی باری پر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی اونٹیاں چراتے پایا۔ پس جب اس نے انہیں دیکھا تو وہ رسول کریم ﷺ کو ان کی آمد کی خوشخبری دینے کے لیے دوڑ کر گیا پس حضرت ابو بکرؓ اسے ملے تو اس نے آپ کو ثقیف کے قافلے کی آمد کی اطلاع دی اور کہا کہ اگر رسول کریم ﷺ ان کے لیے کچھ شرائط لازم کر دیں اور ان کی قوم کے متعلق کوئی تحریر لکھ دیں تو وہ بیعت کرنے اور اسلام لانے کے لیے تیار ہیں' حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مغیرہ سے کہا مجھ سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ جانا تاآنکہ میں آپؐ سے بات کر لوں' پس مغیرہ نے ایسے ہی کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے جا کر رسولؐ کریم ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع دی پھر مغیرہ اپنے اصحاب کے پاس چلے گئے اور شام کو ان کے ساتھ اونٹوں کو باڑے میں لائے اور انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو کیسے سلام کہتے ہیں' مگر انہوں نے جاہلیت کے سلام پر عمل کیا اور جب وہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا گیا اور حضرت خالد بن سعید بن العاص ان کے اور رسول کریم ﷺ کے درمیان آتے جاتے تھے۔ اور جب وہ ان کے پاس کھانا لے کر آئے تو جب تک حضرت خالد بن سعید ان سے پہلے کھانا نہ کھاتے وہ کھانا نہ کھاتے اور انہی نے ان کے لیے تحریر لکھی' راوی بیان کرتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر جو شروط عائد کیں ان میں یہ شرط بھی تھی کہ آپؐ تین سال تک طاغیہ کو ان کے واسطے چھوڑ دیں اور وہ مسلسل آپؐ سے سال سال کے بارے میں سوال کرتے رہے اور آپؐ انکار کرتے رہے یہاں تک انہوں نے اپنے کم عقل لوگوں کو متالف کرنے کے لیے آپؐ سے اپنی آمد کے ایک ماہ بعد تک کا سوال کیا لیکن آپؐ نے کسی نامزد چیز کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ ہاں آپؐ ان کے ساتھ ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ کو بھیجیں گے تاکہ وہ دونوں اسے مسمار کر دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے آپؐ سے یہ بھی دریافت کیا کہ وہ نماز نہیں پڑھیں گے اور اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے مسمار نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا' رہی یہ بات آپؐ اپنے ہاتھوں سے اپنے بتوں کو توڑیں' تو اس سے ہم آپ کو معافی دیتے ہیں' اب رہا نماز کا معاملہ' تو جس دین

میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ انہوں نے کہا اسے آپ کے لیے ادا کریں گے۔
ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ مجھ سے سعید بن ابی ہند نے بحوالہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر' عثمان بن ابی العاص سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ نے مجھے ثقیف کی طرف بھیجا' تو آخری وصیت یہ فرمائی "اے عثمان ! نماز میں اختصار کرنا اور لوگوں کا اندازہ ان کے کمزور سے لگانا' کیونکہ ان میں بڑے چھوٹے' کمزور اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔"

۹ ہجری کے واقعات: اور اس سال یعنی سنہ۹ ھ میں ہونے والے واقعات میں سے ایک غزوہ تبوک ہے جو رجب میں ہوا جیسا کہ قبل ازیں اس کا حال بیان ہو چکا ہے۔واقدی کا بیان ہے کہ رجب میں ہی شاہ حبشہ نجاشی کی وفات ہوئی اور رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو اس کی موت کی خبر دی اور اسی سال کے شعبان میں رسول اللہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ نے وفات پائی۔

اسی سال میں آپؐ نے ایلہ کے بادشاہ اور جرباء اور ازرح اور دومتہ الجندل کے حکمران سے مصالحت کی جیسا کہ قبل ازیں اپنے مقام پر اس کی وضاحت ہو چکی ہے اور اسی میں آپ نے مسجد ضرار کو مسمار کیا جسے منافقین کی جماعت نے مسجد کی طرز پر بنایا تھا جو درپردہ دارالحرب تھی پس آپ کے حکم سے اسے نذر آتش کر دیا گیا اور اسی سال کے رمضان میں ثقیف کے وفد نے آکر اپنی قوم کی جانب سے مصالحت کی اور امان لے کر ان کے پاس واپس گئے اور لات کو توڑا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اسی میں منافقین کا لیڈر عبداللہ بن ابی بن سلول فوت ہوا' اور اس سے چند ماہ قبل حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی۔ یا مزنی کی وفات ہوئی اس سال میں حضرت ابو بکرؓ نے رسول کریم ﷺ کی اجازت سے لوگوں کو حج کروایا۔ اور اسی میں عرب قبائل کے عام وفود آئے اسی لیے اس کو عام الوفود یعنی وفود کا سال کہتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آنے والے وفود: محمد بن اسحٰق بیان کرتا ہے' جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو فتح کیا اور تبوک سے فارغ ہوئے اور ثقیف اسلام لے آئے اور بیعت کر لی تو ہر جانب سے عربوں کے وفود آپ کے پاس آنے لگے ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ مجھے ابو عبیدہ نے بتایا کہ نویں سال کو وفود کا سال کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

ابن اسحق بیان کرتا ہے کہ عرب اپنے اسلام کے بارے میں قریش قبیلے کے معاملے کا انتظار کررہے تھے کیونکہ قریش لوگوں کے راہنما پیشوا اور بیت اللہ اور حرم کے باشندے تھے اور حضرت اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ کی خالص اولاد اور بلا انکار عربوں کے لیڈر تھے اور قریش ہی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ اور مخالفت کی نیو رکھی تھی اور جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش آپؐ کے مطیع ہو گئے اور اسلام نے انہیں عاجز کر دیا تو عربوں کو معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ اور عداوت کرنے کی سکت نہیں رکھتے تو وہ قول الٰہی کے مطابق فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو گئے اور ہر جانب سے آپ کے پاس آنے لگے۔

محمد بن اسحق بیان کرتا ہے کہ جب عرب کے وفود رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگے۔تو بنو تمیم کے اشراف میں عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس تمیمی بھی آپؐ کے پاس آیا اور اقرع بن حابس زبرقان بن بدر تمیمی' جو بنی سعد کا ایک آدمی تھا۔ حتات بن یزید' نعیم بن یزید' قیس بن حارث اور بنی سعد کا قیس بن عاصم بھی بنی تمیم کے بڑے وفد میں شامل تھے۔ ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدرا لضراری بھی ان کے ساتھ شامل تھا اور اقرع بن حابس اور عیینہ فتح مکہ حنین اور طائف میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ شامل تھے اور جب بنو تمیم کا وفد آیا تو یہ دونوں بھی ان کے ساتھ تھے اور جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے حجروں کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کو آوازیں دیں اے محمدؐ ہمارے پاس باہر آئیے۔ پس انہوں نے اپنی آوازوں سے رسول کریم ﷺ کو اذیت دی' پس آپؐ ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے محمد ﷺ ہم آپؐ کے پاس اظہار تفاخر کے لیے آئے ہیں پس آپؐ ہمارے شاعر اور خطیب کو اجازت عطا فرمائیں آپؐ نے فرمایا میں آپ لوگوں کے خطیب کو اجازت دیتا ہوں۔ وہ جو کہنا چاہتا ہے کہے تو عطارد بن حاجب نے کھڑے ہو کہا: "اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر فضل واحسان کیا ہے اور وہی اس کا اہل ہے جس نے ہمیں بادشاہ بنایا اور ہمیں بہت اموال عطا فرمائے ہیں جن سے ہم اچھے کام کرتے ہیں اور اس نے ہمیں اہل مشرق پر غلبہ دیا ہے اور زیادہ تعداد اور زیادہ سازو سامان والا بنایا ہے' پس لوگوں میں ہم جیسا کون ہے کیا ہم لوگوں کے سردار اور صاحب فضل نہیں' پس جو فخر میں ہم سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے وہ ہماری طرح تیاری کرے۔ اور اگر ہم چاہتے تو زیادہ گفتگو کرتے۔ لیکن اس نے ہمیں جو کچھ عطا کیا ہے

اس کے بارے میں ہم زیادہ باتیں کرنے سے ڈرتے ہیں اور ہم اس بات کو جانتے ہیں میں کہتا ہوں تم ہمارے قول کی مثل اور ہمارے امر سے افضل امر لاؤ۔"

پھر وہ بیٹھ گیا تو رسول اللہ نے بنی حارث بن خزرج سے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا اپنی تقریر میں اس آدمی کو جوابدو' ثابت نے کھڑے ہو کر کہا:"اس خدا کی تعریف ہے' زمین و آسمان جس کی مخلوق ہیں اور اس نے ان میں اپنا امر نافذ کیا ہے اور اس کے علم نے اس کی حکومت کو وسیع کیا ہے اور ہر چیز اس کے فضل سے ہی ہوتی ہے اور اس کی قدرت میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس نے ہمیں بادشاہ بنایا ہے اور اپنے افضل لوگوں میں سے اپنا رسولؐ چنا ہے اور اسے نسب کے لحاظ سے عزت دی ہے اور بات کے لحاظ سے سچا بنایا ہے اور حسب کے لحاظ سے فضیلت دی ہے اور اس پر کتاب نازل فرمائی ہے اور اسے اپنی مخلوق میں امین بنایا ہے اور وہ عالمین میں اللہ تعالیٰ کا افضل آدمی ہے پھر اس نے لوگوں کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دی تو آپ کی قوم اور رشتہ داروں میں سے مہاجرین رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے جو حسب کے لحاظ سے سب لوگوں سے بڑھ کر قدیم ہیں' اور چہروں کے لحاظ سے سب لوگوں سے حسین ہیں اور افعال کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہترین ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے سب سے پہلے آپؐ کو قبول کیا۔ پس ہم اللہ کے انصار اور اس کے رسولؐ کے وزراء ہیں اور جب تک لوگ ایمان نہ لائیں ہم ان سے جنگ کریں گے اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتا ہے اس کا مال اور خون محفوظ ہو جاتا ہے اور جو انکار کرتا ہے ہم اللہ کی راہ میں ہمیشہ اس سے جہاد کریں گے اور اس کا قتل کرنا ہم پر آسان ہے میں یہ بات کہتا ہوں اور اپنے لیے اور تمہارے لیے اور مومنین اور مومنات کے لیے اللہ کی حفاظت چاہتا ہوں۔ والسلام علیکم۔"

ابن ہشام بیان کرتا ہے کہ مجھے بنی تمیم کے بعض شاعروں نے بتایا کہ جب زبرقان بنی تمیم کے وفد میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کھڑے ہو کر کہا:"ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ حج کے مواقع پر لوگوں میں اختلاف ہو تو لوگ ہماری فضیلت کو جان لیں۔ اور ہم ہر جنگ میں لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں اور سر زمین حجاز میں دارم کی طرح کوئی نہیں اور جب نشانیوں والے نخوت کرتے ہیں تو ہم ان کو ہٹا دیتے ہیں اور متکبر اور اکڑ باز کے سر پر تلوار مارتے ہیں اور ہر لوٹ میں ہمارا چوتھا حصہ ہوتا ہے جو نجد یا ارض عجم میں کی جاتی ہے۔

Marfat.com

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت حسان نے کھڑے ہو کر اسے جواب دیا۔

"کیا بزرگی 'سخاوت 'بادشاہوں کی جاہ و حشم اور بڑے امور کی برداشت ہی کا نام ہے؟ ہم نے معد کے رضا مند اور ناراض لوگوں کے مقابلہ میں حضرت محمد نبی ﷺ کو پناہ دی ہے اور ان کی مدد کی ہے ایک ایسے قبیلے کے ذریعے جس کی اصل اور ثروت جولان کے حوض میں عجمیوں کے درمیان پڑی ہے۔ جب آپؐ ہمارے گھر میں اترے تو ہم نے ہر ظلم وزیادتی کرنے والے کے مقابلہ میں آپؐ کی مدد کی۔ ہم نے شمشیرہائے براں سے لوگوں کو مارا یہاں تک کہ وہ آپؐ کے دین کے پیروکار ہو گئے ہم عظیم قریش کی اولاد ہیں اور آلِ ہاشم سے ہمارا بیٹا ہی نیکی کا نبیؐ ہے۔ اے بنی دارم فکر نہ کرو تمہارا فخر کارناموں کے تذکرہ کے وقت وبال بن کر لوٹ آئے گا۔ تم بے اولاد ہو اور ہم پر فخر کرتے ہو۔ حالانکہ تم ہمارے خادم ہو اور اگر تم اپنے جان ومال کو بچانے آئے ہو تو اسے حصوں میں تقسیم کر دو۔ اور اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اسلام قبول کر لو اور عجمیوں کا لباس نہ پہنو۔"

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حسان بن ثابت اپنی بات سے فارغ ہوئے تو قرع بن حابس کہنے لگا۔ میرے باپ کی قسم آپ کا خطیب ہمارے خطیب سے بڑا خطیب اور آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑا شاعر اور ان کی آوازیں بھی ہم سے بلند ہیں۔"

راوی بیان کرتا ہے جب یہ لوگ فارغ ہو گئے تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں خوب عطیات دیئے اور عمر بن الاہتم کو یہ لوگ اپنی قیامگاہوں میں پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ اور وہ ان سب سے کم عمر تھا' قیس بن عاصم نے کہا اور وہ عمرو بن الاہتم سے بغض رکھتا تھا یا رسولؐ اللہ ہمارا ایک آدمی ہماری قیامگاہوں میں ہے اور وہ ایک نو عمر آدمی ہے' آپ اسے کم دیں لیکن رسول کریم ﷺ نے اسے دوسرے لوگوں کے برابر دیا۔

ہجرت کا دسواں سال

آنحضرت ﷺ کا حضرت خالدؓ کو بھیجنا: ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰ ھ میں حضرت خالدؓ بن ولید کو نجران میں بنی حارث بن کعب کی طرف بھیجا اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے قبل انہیں تین بار دعوت اسلام دے لیں اگر وہ قبول کر لیں تو آپ ان کی بات کو قبول کر لیں اور اگر وہ قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کریں' حضرت خالدؓ روانہ ہو کر ان کے پاس پہنچ گئے اور

Marfat.com

آپ نے ہر طرف سواروں کو دعوت اسلام دینے کے لیے بھیج دیا۔ وہ کہتے اے لوگو ! اسلام قبول کرو تم محفوظ ہو جاؤ گے' پس لوگوں نے اسلام قبول کیا اور دعوت اسلام میں شامل ہو گئے۔اور حضرت خالدؓ بن ولید' حکم رسولؐ کے مطابق کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں اور جنگ نہ کریں' ان میں قیام پذیر ہو کر انہیں اسلام 'کتاب اللہ اور سنت نبوی کی تعلیم دینے لگے۔ پھر حضرت خالد بن ولید نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھا۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خالدؓ بن ولید کی طرف سے یارسولؐ اللہ آپ پر اللہ کا سلام رحمت اور برکت ہو۔ میں آپ کے ساتھ اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' امابعد' یارسولؐ اللہ' اللہ آپؐ پر اپنی رحمت فرمائے' آپؐ نے مجھے بنی حارث بن کعب کی طرف بھیجا تھا اور مجھے حکم دیا تھا کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں تو ان کے ساتھ تین روز تک جنگ نہ کروں اور یہ کہ انہیں دعوت اسلام دوں' اور اگر وہ اسلام لے آئیں تو میں ان سے یہ بات قبول کروں اور انہیں اسلام کی نشانیاں کتاب اللہ اور اس کے نبیؐ کی سنت کو سکھاؤں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کروں' اور میں نے ان کے پاس آکر تین روز تک انہیں دعوت اسلام دی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا اور میں نے ان میں سوار بھیجے جو یہ اعلان کرتے تھے کہ اے بنی حارث اسلام لاؤ' تم محفوظ ہو جاؤ گے پس وہ اسلام لے آئے اور انہوں نے جنگ نہیں کی اور میں ان کے درمیان اقامت پذیر ہوں اور اللہ نے انہیں جو حکم دیا ہے اس کا حکم دے رہا ہوں اور جس سے اللہ نے انہیں منع کیا ہے اسے روک رہا ہوں۔ نیز میں انہیں اسلام کی نشانیوں اور سنت نبوی کی تعلیم دے رہا ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مجھے خط لکھ دیں والسلام علیک یارسولؐ اللہ رحمتہ اللہ وبرکاتہ

رسول کریمؐ نے انہیں خط لکھا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے خالد بن ولید کی طرف آپ کو سلام ہو میں آپ کے ساتھ مل کر اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
" امابعد آپ کا خط آپ کے ایلچی کے ساتھ میرے پاس پہنچا جس سے معلوم ہوا کہ قبل اس کے کہ آپ ان سے جنگ کرتے وہ مسلمان ہو گئے ہیں اور آپ نے انہیں جو دعوت اسلام دی تھی انہوں نے اسے قبول کر لیا ہے اور انہوں نے گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔ اور اللہ نے انہیں

Marfat.com

ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے۔ پس انہیں انذار و تبشیر کرو اور آجاؤ اور آپ کے ساتھ ان کا وفد بھی آئے۔ والسلام علیک ورحمتہ اللہ برکاتہ۔"

پس حضرت خالد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کے ساتھ بنی حارث بن کعب کا وفد بھی آیا جس میں قیس بن الحصین 'ذوالحلصہ 'یزید بن عبدالمدان 'یزید بن المجل ' عبداللہ بن قرار الزیادی 'شداد بن عبید اللہ القضانی اور عمرو بن عبداللہ الضبابی شامل تھے پس جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں جو ہندوستانی جوانوں کی طرح ہیں' عرض کیا گیا' یا رسول اللہ یہ بنو حارث بن کعب ہیں' پس جب یہ رسول اللہ ﷺ سے مطلع ہوئے تو انہوں نے آپ کو سلام دیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر فرمایا تم وہ لوگ ہو جو منع کرنے پر آگے بڑھتے ہو۔ پس انہوں نے خاموشی اختیار کر لی اور ان میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا پھر آپ نے دوبارہ اپنی بات دہرائی پھر سہ بارہ دہرائی مگر ان میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا' پھر آپ نے چوتھی بار اپنی بات دہرائی تو یزید بن عبدالمدان نے کہا ہاں یا رسول اللہ ہم وہ لوگ ہیں جو روکنے سے آگے بڑھتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر خالد نے مجھے یہ نہ لکھا ہوتا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور تم نے جنگ نہیں کی تو تمہارے سروں کو تمہارے پاؤں کے نیچے پھینک دیتا۔"

یزید بن عبدالمدان نے کہا خدا کی قسم نہ ہم نے آپ کی تعریف کی ہے اور نہ خالدؓ کی' آپ نے فرمایا: "پھر تم نے کس کی تعریف کی ہے؟" انہوں نے جواب دیا "یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اس خدا کی تعریف کی ہے جس نے ہمیں آپ کے ذریعے ہدایت دی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم نے درست کہا ہے' پھر فرمایا: "جاہلیت میں جو لوگ تم سے جنگ کرتے تھے تم ان پر کس چیز سے غالب آیا کرتے تھے؟" انہوں نے کہا "ہم کسی پر غالب نہیں آتے تھے آپ نے فرمایا بے شک تم ان لوگوں پر غالب آتے تھے جو تم سے جنگ کرتے تھے انہوں نے کہا رسول اللہ ہم سے جو جنگ کرتا تھا ہم اس پر غالب آتے تھے ہم اکٹھے جاتے تھے اور متفرق نہیں ہوتے تھے اور نہ ہم کسی پر ظلم کرنے میں پہل کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم درست کہتے ہو' پھر آپ نے قیس بن الحصین کو ان کا امیر بنا دیا۔

Marfat.com

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں پھر وہ شوال کے بقیہ دنوں یا ذوالقعدہ کے شروع میں اپنی قوم کی طرف واپس آگئے' راوی بیان کرتا ہے پھر ان کے وفد کے چلے جانے کے بعد آپؐ نے عمرو بن حزم کو انہیں دین سمجھانے اور اسلام کی نشانیوں اور سنت کی تعلیم دینے اور ان سے صدقات لینے کے لیے بھیجا اور آپؐ نے اس کے لیے ایک تحریر لکھی جس میں آپؐ نے اسے وصیت کی اور حکم دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا اہل یمن کی طرف امراء کو بھیجنا: امام بخاری' باب بعث ابی موسیٰ ومعاذ الی الیمن قبل حجۃ الوداع میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالملک نے ابی بردہؓ سے روایت کی وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ اور حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپؐ نے دونوں میں سے ہر ایک کو ایک صوبہ کی طرف بھیجا' اور یمن کے دو صوبے ہیں' پھر فرمایا "تم دونوں آسانی پیدا کرنا' تنگی نہ کرنا اور بشارت دینا' نفرت پیدا نہ کرنا۔" اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دوسرے کی ماننا اور اختلاف نہ کرنا۔ اور دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی عملداری کی طرف چل دیا۔

احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن عباس نے عن صفوان بن عمرو عن عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر الحضرمی عن معاذ بن جبل بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی۔

۱) کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنانا خواہ تجھے قتل کر دیا جائے یا جلادیا جائے۔

۲) اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا خواہ وہ تجھے اپنے مال اور اہل وعیال سے دستبردار ہونے کا حکم دیں۔

۳) فرض نماز کو جان بوجھ کر نہ چھوڑنا' بلاشبہ جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے۔

۴) شراب نوشی نہ کرنا' بلاشبہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

۵) معصیت سے بچنا' کیونکہ معصیت اللہ کی ناراضگی کو جائز کرتی ہے۔

۶) جنگ میں فرار اختیار کرنے سے بچنا' خواہ لوگ ہلاک ہو جائیں۔

۷) جب لوگوں کو موت آئے تو' تو ان میں موجود ہو' تو ثابت قدم رہنا۔

۸) اپنے اہل وعیال پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا۔

Marfat.com

۹) اپنے عصاء کو لوٹ کی خاطر ان سے نہ اٹھانا۔
۱۰) اور اللہ کی خاطر ان سے محبت رکھنا۔

رسول اللہ ﷺ کا حضرت علیؓ اور حضرت خالدؓ کو یمن کی طرف بھیجنا: پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا کہ ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا کہ ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے ابو اسحٰق سے بیان کیا کہ میں نے حضرت براء بن عازب کو فرماتے سنا کہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ہمیں یمن کی طرف بھیجا' راوی بیان کرتا ہے کہ پھر اس کے بعد آپؐ نے حضرت علیؓ کو ان کی جگہ بھیجا اور فرمایا۔۔۔۔۔۔۔ حضرت خالدؓ کے اصحاب کو حکم دیجئے کہ ان میں سے جو شخص آپ کے پیچھے آنا چاہتا ہے وہ آپ کے پیچھے آجائے اور جو واپس جانا چاہتا ہے واپس چلا جائے'پس میں ان لوگوں میں شامل تھا جو آپ کے پیچھے چلے تھے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے بہت سے اوقیے غنیمت میں حاصل کیے۔ اس طریق سے بخاری اس کے بیان کرنے میں منفرد ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہ ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا کہ ہم سے علی بن سوید بن منجوف نے عبداللہ بن بریدہ اور ان کے باپ سے بیان کیا کہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو خمس لینے کے لیے حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس بھیجا اور میں حضرت علیؓ سے بغض رکھتا تھا' پس حضرت علیؓ نے صبح کو اٹھ کر غسل کیا تو میں نے حضرت خالدؓ سے کہا "کیا آپ اس شخص کو نہیں دیکھتے؟" پس جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو میں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا: "اے بریدہ تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے؟" میں نے عرض کیا ہاں'آپ نے فرمایا:"اس سے بغض نہ رکھو۔ اس کے لیے خمس میں اس سے بھی زیادہ حصہ ہے۔"

حجتہ الوداع سنہ ۱۰ھ: اسے حجتہ البلاغ الاسلام اور حجتہ الوداع کہا جاتا ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں لوگوں کو الوداع کہا تھا اور اس کے بعد آپ نے حج نہیں کیا۔ اور اسے حجتہ الاسلام کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلامؑ نے مدینہ سے اس کے سوا کوئی حج نہیں کیا۔ لیکن آپ نے ہجرت سے قبل نبوت سے پہلے اور بعد کئی دفعہ حج کیے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ حج کا فریضہ اسی سال نازل ہوا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سنہ

Marfat.com

۹ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ سنہ ۶ ھ میں نازل ہوا تھا اور بعض کا قول ہے کہ ہجرت سے قبل نازل ہوا ہے مگر یہ قول غریب ہے۔ اور اسے حجتہ البلاغ کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حج میں قولا" اور فعلا" لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی شریعت پہنچا دی اور اسلام کے تمام دحائم وقواعد کو آپ نے واضح کر دیا۔ پس جب آپؐ نے ان کے لیے حج کے قوانین بیان کر دیئے اور اس کی تشریح وتوضیح کر دی تو اللہ تعالیٰ نے جب کہ آپؐ عرفہ میں کھڑے تھے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی کہ:"آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔"

متقدمین ومتاخرین آئمہ میں سے بہت سے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے حج کے متعلق بہت اہتمام کیا ہے اور علامہ ابو محمد بن حزم اندلسی رحمتہ اللہ نے حجتہ الوداع کے متعلق ایک جلد لکھی ہے جس کے اکثر حصہ کو انہوں نے بہت عمدگی سے لکھا ہے اور اس میں انہیں کچھ اوہام بھی پڑے ہیں۔

مدینہ پر عامل مقرر کرنے کے بعد حضورؐ کی حجتہ الوداع کیلئے روانگی: محمد اسحٰق کا بیان ہے کہ جب دسویں سال کا ذی القعدہ آیا تو رسول اللہ ﷺ حج کے لیے تیار ہوئے اور لوگوں کو بھی اس کی تیاری کرنے کا حکم دیا امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن ابی بکر المقدمی نے بیان کیا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ کریب نے مجھے حضرت ابن عباسؓ سے خبر دی کہ: رسول اللہ ﷺ کنگھی کرنے تیل لگانے اور چادر وتہبند پہننے کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور آپ نے کیسری چادروں اور تہہ بندوں کے سوا جو جلد کو زرد کر دیتے ہیں اور کسی چیز سے منع نہ فرمایا' پس آپؐ نے ذوالحلیفہ میں صبح کی اور اونٹنی پر سوار ہوئے یہاں تک کہ ویرانے پر متصرف ہو گئے۔ یہ ۲۵ ذی القعدہ کا واقعہ ہے۔ پس آپ ۵ ذی الحجہ کو مکہ آئے۔ امام بخاری اس حدیث کی روایت میں متفرد ہیں اور آپ کا یہ قول کہ ——— یہ ۲۵ ذی القعدہ کا واقعہ ہے۔ اگر اس سے آپ کی مراد' ذوالحلیفہ کے دن کی صبح ہے تو ابن حزم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں کہ آپ جمعرات کے روز مدینہ سے نکلے اور جمعہ کی شب آپ نے ذوالحلیفہ میں گزاری اور جمعہ کے دن کی صبح آپ کو وہیں ہوئی اور وہ ذی القعدہ کا پچیسواں دن تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارہ میں حضرت جابر بن عبداللہ کی حدیث:

Marfat.com

ہماری رائے میں اس کا یہاں بیان کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس میں تلبیہ وغیرہ کا ذکر بھی موجود ہے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ جعفر بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ بنی سلمہ کے ہاں فروکش تھے کہ ہم ان کے پاس آئے اور ہم نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے حج کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نو سال مدینہ میں رہے اور آپؐ نے حج نہیں کیا' پھر لوگوں میں اعلان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کرنے والے ہیں' راوی بیان کرتا ہے کہ مدینہ میں بہت سے آدمی آگئے اور وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کے خواہاں تھے۔ اور جو فعل آپؐ کرنا چاہتے تھے وہ بھی وہی کرنا چاہتے تھے' پس رسول اللہ ﷺ ۲۵ ذوالقعدہ کو نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے اور جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء' بنت عمیس نے محمد بن ابی بکر کو جنم دیا اور رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا غسل کر پھر کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے' پھر تکبیر کہہ' پھر رسول کریم ﷺ چل پڑے اور جب آپ کی ناقہ آپ کو لے کر ٹھیک طور سے زمین پر چلنے لگی تو آپ نے بلند آواز سے خدائے واحد کا ذکر کیا **لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمتہ لک والملک لا شریک لک**' اور لوگوں نے بھی تلبیہ کہا اور لوگ ذوالمعارج اور اس قسم کا دوسرا کلام زیادہ پڑھ رہے تھے اور حضرت نبی کریم ﷺ سن رہے تھے مگر آپ نے انہیں کچھ نہیں کہا۔ میں نے حد نظر تک رسول اللہ ﷺ کے آگے سوار اور پیادہ دیکھے۔ اور یہی صورتحال آپؐ کے پیچھے اور دائیں بائیں تھی' حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے اور آپؐ پر قرآن نازل ہو رہا تھا اور آپ اس کی تاویل کو جانتے تھے اور جو کچھ آپ نے کیا ہم نے بھی اس پر عمل کیا پس ہم صرف حج کی نیت سے نکلے' مگر جب ہم کعبہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر آپ نے تین چکر دوڑ کر اور چار چکر چل کر لگائے اور جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو آپ مقام ابراہیمؑ کی طرف گئے اور اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی **پھر واتخذ ولمن مقام ابراہیم مصلی** کی تلاوت کی احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو عبداللہ یعنی جعفر کہتے ہیں کہ آپ نے ان دونوں رکعتوں میں توحید اور قل یا ایہا الکافرون پڑھی پھر حجر اسود کو بوسہ دیا اور صفا کیطرف چلے گئے پھر ان الصفا المروۃ من شعائر اللہ کی تلاوت کی' پھر فرمایا جس سے اللہ نے آغاز کیا ہے ہم اس سے آغاز کرتے ہیں' پس آپ صفا پر چڑھ گئے اور جب آپ نے بیت

Marfat.com

اللہ کی طرف دیکھا تو تکبیر کہی جب وادی میں آپ کے پاؤں ٹک گئے تو آپ دوڑ پڑے۔ اور جب اوپر چڑھے تو چلنے لگے اور جب مروہ کے پاس آئے تو اس پر چڑھ گئے اور بیت اللہ شریف کی طرف دیکھ کر وہی کہا جو صفا پر کہا تھا اور جب مروہ کے پاس آئے آپؐ کا ساتواں چکر تھا تو آپ نے فرمایا ----- اے لوگو اگر میں اپنے معاملے کو پہلے سے جانتا تو میں پیٹھ نہ پھیرتا اور قربانی کا جانور نہ لاتا اور اسے عمرہ بناتا' پس جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ حلال ہو جائے اور اسے عمرہ بنا لے پس جب سب لوگ حلال ہو گئے اور حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم جو وادی کے نشیب میں تھے' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے سے ملا کر تین بار فرمایا ہمیشہ کے لیے پھر فرمایا قیامت کے روز تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علیؓ یمن سے قربانی کا جانور لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ سے قربانی کے جانوروں میں سے ایک جانور اپنے ساتھ لے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ حلال ہو گئی ہیں اور انہوں نے رنگ دار کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ لگایا ہے' حضرت علیؓ نے اس بات سے برا منایا تو حضرت فاطمہ نے کہا مجھے میرے باپؐ نے اس کا حکم دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے حضرت علیؓ نے کوفہ میں کہا کہ جعفر کہتے ہیں کہ حضرت جابر نے یہ لفظ نہیں کہے۔ پس میں برا فروختہ ہو کر رسول اللہ ﷺ سے وہ بات پوچھنے لگا جس کا ذکر حضرت فاطمہؓ نے کیا تھا' میں نے کہا حضرت فاطمہؓ نے رنگدار کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ لگایا ہے اور کہا ہے کہ مجھے میرے باپ نے اس کا حکم دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس نے درست کہا' میں نے اسے اس کا حکم دیا ہے۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم نے کس چیز کی تکبیر کہی؟ حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ میں وہ تکبیر کہتا ہوں جو تیرے رسولؐ نے کہی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں میرے ساتھ قربانی کا جانور بھی تھا آپ نے فرمایا تم حلال نہ ہونا ----- راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علیؓ یمن سے قربانی کے جو جانور لائے تھے اور جو رسول اللہ ﷺ لائے تھے وہ ایک سو جانور تھے' پس رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ جانور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے۔ اور بقیہ جانور حضرت علیؓ نے ذبح کیے اور آپ نے حضرت علیؓ کو اپنے قربانی کے جانور میں شریک کیا پھر آپؐ نے ہر اونٹ سے ایک ایک ٹکڑا لانے کا حکم دیا اور انہیں ایک ہنڈیا میں ڈالا اور دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شوربہ پیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں قربانی کی ہے اور منیٰ

Marfat.com

تمام قربان گاہ ہے اور عرفہ میں کھڑے ہو کر فرمایا میں یہاں کھڑا ہوں اور عرفہ سب کا سب موقف ہے اور مزدلفہ میں کھڑے ہو کر فرمایا میں یہاں کھڑا ہوا ہوں اور مزدلفہ سب کا سب موقف ہے۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپؐ نے قصواء کے لانے کا حکم دیا پس اسے آپؐ کے لیے لایا گیا تو آپؐ نے وادی کے نشیب میں آکر لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: "تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن اور یہ مہینہ اور شہر حرام ہے۔ آگاہ رہو جاہلیت کی ہر چیز اور جاہلیت کے خون بھی میرے پاؤں کے نیچے رکھے ہوئے ہیں اور میں اپنے خونوں میں سے سب سے پہلا یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا خون ساقط کرتا ہوں جو بنی سعد میں دایہ کو تلاش کر رہا تھا کہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ اور جاہلیت کا سود بھی ساقط ہے اور ہمارے سودوں میں سے سب سے پہلا سود عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے جسے میں مکمل طور پر ساقط کرتا ہوں' اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ کی ذمہ داری سے حاصل کیا ہے اور کلام الٰہی سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جسے تم ناپسند کرتے ہو وہ اسے تمہارا بستر پامال نہ کرنے دیں پس اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی ضرب لگاؤ جو سخت تکلیف دہ نہ ہو۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم معروف طریق پر ان کی خوراک اور لباس کا خیال رکھو اور میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم اس سے تمسک کرو گے گمراہ نہ ہو گے اور تم میرے بارے میں دریافت کیے جاؤ گے۔ پس تم کیا کہنے والے ہو انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے ابلاغ حق کر دیا ہے اور خیر خواہی کر دی ہے۔ اور آپؐ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے اور اس سے لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا" اے اللہ گواہ رہنا" پھر اذان دی پھر اقامت کہی اور ظہر پڑھی' پھر اقامت کہہ کر عصر پڑھی اور ان دونوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا۔

غدیر خم: جب آپؐ مناسک کے بیان سے فارغ ہوئے اور مدینہ کی طرف واپس لوٹے ۱۸ ذوالحجہ کو اتوار کے روز غدیر خم میں درخت کے نیچے ایک عظیم الشان خطبہ دیا اور اس میں کچھ باتوں کو واضح کیا اور حضرت علیؓ کی فضیلت وامانت اور عدالت وقرابت کو بیان کیا جس سے آپ نے اس رنجش کو دور کر دیا جو بہت سے لوگوں کے دلوں میں پائی جاتی تھی۔

محمد بن اسحٰق حجۃ الوداع کے سلسلے میں بیان کرتا ہے کہ یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حرہ نے مجھ سے بحوالہ یزید بن طلحہ بن رکانہ بیان کیا کہ جب حضرت علیؓ مکہ میں

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ سے ملنے آئے تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو اپنی فوج پر اپنا نائب مقرر کیا پس اس آدمی نے فوج کے ہر آدمی کو کتان کے اس کپڑے کا حلہ پہنا دیا جو حضرت علیؓ کے پاس تھا' پس جب آپ کی فوج قریب آئی تو حضرت علیؓ اس سے ملاقات کرنے باہر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ حلے زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا برا ہو یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے فوج کو حلے پہنا دیئے ہیں تاکہ جب وہ لوگوں میں آئیں تو خوبصورت معلوم ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا برا ہو' رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے سے پہلے انہیں اتار دو' راوی بیان کرتا ہے کہ فوج کے ساتھ جو سلوک ہوا اس نے اس کی شکایت کی ابن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ عبیداللہ بن عبدالرحمٰن نے بحوالہ ابو سعید مجھ سے بیان کیا کہ لوگوں نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور میں نے آپؐ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو' حضرت علی کی شکایت نہ کرو قسم بخدا وہ اللہ کی ذات کے بارے میں یاراہ خدا میں بہت سخت ہیں' کجا یہ کہ ان کی شکایت کی جائے۔اور امام احمد نے اسے محمد بن اسحٰق کی حدیث سے روایت کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ اللہ کی ذات کے بارے میں یا راہ خدامیں بہت سخت ہیں۔ اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ فضل بن وکین نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عینیہ نے ہم سے عن الحکم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن بریدہ بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کے ساتھ یمن پر حملہ کیا۔ اور میں نے ان سے بدسلوکی محسوس کی اور جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے حضرت علیؓ کی عیب گوئی کی اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا اے بریدہ کیا میں مومنین کو ان کی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ایسا ہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا جسے میں محبوب ہوں علیؓ بھی اسے محبوب ہے۔"

اور نسائی نے اپنے سنن میں عن محمد بن المثنی عن یحیٰی بن حماد عن معاویہ عن اعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجتہ الوداع سے واپس لوٹے اور غدیر خم پر اترے تو آپ نے سائبان لگانے کا حکم دیا جو کھڑے کر دیئے گئے پھر فرمایا یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجھے بتلایا گیا ہے اور میں نے جواب دیا ہے۔ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں کتاب اللہ اور اپنی اولاد اہل بیت کو چھوڑے جارہا ہوں پس دیکھو تم ان دونوں کے بارے میں میری کیسے نیابت کرتے ہو۔ اور یہ دونوں چیزیں ایک

Marfat.com

دوسرے سے الگ نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض پر آجائیں گی' پھر فرمایا اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسے میں محبوب ہوں یہ اس کا ولی ہے۔ اے اللہ جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھ' میں نے زید سے کہا میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس نے کہا سائبانوں تلے جو آدمی تھے ان میں سے ہر ایک نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے۔ نسائی اس طریق سے اسے روایت کرنے میں منفرد ہیں' ہمارے شیخ ابو عبداللہ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

طبرانی بیان کرتے ہیں کہ اصبہانی کے وزیر علی بن اسحٰق نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن محمد المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عمر المقدمی نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن محمد بن یوسف بن شباں بن مالک بن مسمع نے ہم سے بیان کیا کہ سہل بن حنیف بن سہل بن مالک برادر کعب بن مالک نے اپنے باپ سے بحوالہ اپنے دادا کے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ آئے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خدا کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اے لوگو حضرت ابو بکرؓ نے مجھے کبھی دکھ نہیں دیا پس تم ان کی اس بات سے مطلع ہو جاؤ' اے لوگو میں حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ' حضرت طلحہؓ' حضرت زبیرؓ' حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور اولین مہاجرین سے راضی ہوں۔ پس تم ان کی اس بات سے مطلع ہو جاؤ' اے لوگو ! میرے اصحاب' میرے احباب اور رشتہ داروں کے بارے میں مجھ سے یہ بات یاد کر لو کہ اللہ تعالیٰ ان کی کسی بے انصافی کے متعلق تم سے مطالبہ نہیں کرے گا' اے لوگو اپنی زبانوں کو مسلمانوں کے بارے میں بند کر لو۔ اور جب ان میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کے متعلق اچھی باتیں کرو۔

ہجرت کا گیارہواں سال: یہ سال شروع ہوا تو حجۃ الوداع سے واپسی پر' رسول اللہ ﷺ کی سواری مدینہ مطہرہ میں ٹھہر گئی' اور اس سال بڑے بڑے عظیم واقعات ہوئے جن میں سب سے عظیم واقعہ' رسول اللہ ﷺ کی وفات کا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو دارفانی سے اٹھا کر نعیم ابدی کی طرف جنت کے بلندو بالا مقام میں لے گیا جس سے بلند تر مقام کوئی نہیں یہ واقعہ' مکمل طور پر اس پیغام کی ادائیگی کے بعد ہوا جس کے ابلاغ کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ اور آپ نے اپنی امت کو نصیحت کی اور ان کی اس بھلائی کی طرف راہ نمائی کی جو آپ انہیں سکھانا چاہتے تھے' اور جو بات دنیا و آخرت میں ضرر رساں تھی انہیں

انتباہ و انذار کیا۔

مرض اور وفات: محمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ میں حجۃ الوداع سے واپس آئے اور بقیہ مہینہ اور محرم اور صفر مدینہ میں رہے اور حضرت اسامہ بن زید کو بھیجا اور ابھی لوگ اسی کیفیت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی اس بیماری کا آغاز ہو گیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم کے ارادے سے صفر کی بقیہ راتوں یا ماہ ربیع الاول کے آغاز میں آپ کو وفات دے دی۔

مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے اس کے مطابق رسولؐ اللہ کی بیماری کا آغاز اس طرح ہوا کہ نصف شب کو آپؐ بقیع الغرقد کی طرف چلے گئے اور ان کے لیے بخشش طلب کی' پھر اپنے اہل کے پاس واپس آ گئے جب صبح ہوئی تو اس روز آپ کو درد کی ابتدا ہوئی' ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے عن عبید بن جبر مولی الحکم عن عبداللہ بن عمرو بن العاص عن ابی مویہبہ مولی رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نصف شب کو مجھے اٹھایا اور فرمایا اے ابو مویہبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس بقیع کے مدفونین کے لیے بخشش طلب کروں' تم میرے ساتھ چلو' پس میں آپؐ کے ساتھ چل پڑا۔ جب آپؐ ان کے درمیان کھڑے ہوئے تو آپؐ نے فرمایا ــــــ اے اہل قبرستان تم پر سلامتی ہو' تم جس حالت میں ہو اور لوگ جس حالت میں ہوں گے۔ وہ اس میں تمہارے لیے آسانی پیدا کرے۔ فتنے شب تاریک کے ٹکڑوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے آ رہے ہیں اور دوسرا فتنہ پہلے سے بدتر ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے مویہبہ! مجھے دنیا کے خزانوں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے اور پھر جنت کی چابیاں دی گئی ہیں۔ اور مجھے اس کے درمیان اور اپنے رب کی ملاقات اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں' دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشہ رہنے اور جنت کی چابیوں کو لے لیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو مویہبہ قسم بخدا میں نہیں لوں گا میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو پسند کر لیا ہے پھر آپ نے اہل بقیع کے لیے بخشش طلب کی پھر واپس لوٹ آئے' پھر آپ کو اس درد کا آغاز ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اصحاب کتب میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا' اسے صرف احمد نے عن یعقوب بن ابراہیم عن ابیہ عن محمد بن اسحٰق روایت کیا۔

عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ معمر نے ابن طاؤس سے اس کے باپ کے حوالے سے

Marfat.com

بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں اور مجھے خزانے دیئے گئے ہیں اور مجھے اپنی امت کی فتوحات کے دیکھنے کے لیے باقی رہنے اور جلدی کرنے کے درمیان اختیار دیا گیا ہے' پس میں نے جلدی کرنے کو پسند کیا ہے' بیہقی بیان کرتے ہیں کہ یہ مرسل ہے۔ اور ابی مویھبہ کی حدیث کی شاہد ہے۔۔۔۔۔ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ یعقوب بن عتبہ نے عن زہری عن عبیدہ اللہ بن اللہ بن عتبہ عن ابن مسعود عن عائشہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بقیع سے واپس آئے تو آپؐ نے مجھے سر درد میں مبتلا پایا اور میں کہہ رہی تھی ہائے میرا سر' تو آپ نے فرمایا قسم بخدا اے عائشہ! مجھے بھی سر درد کی شکایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں پھر آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو جائے تو تجھے کوئی ضرر نہ ہو گا۔ میں تیری نگہبانی کروں گا۔ تجھے کفن دوں گا۔ اور تیری نماز پڑھوں گا اور تجھے دفن کروں گا' حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کیا۔ خدا کی قسم میرا آپؐ کے متعلق خیال ہے کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو گھر واپس آجائیں گے اور اس میں اپنی بعض بیویوں سے صحبت کریں گے' حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور آپؐ کا درد ماند پڑ گیا' حالانکہ آپ اپنی بیویوں کے پاس چکر لگا رہے تھے یہاں تک کہ حضرت میمونہ کے گھر آپؐ کا درد بڑھ گیا' تو آپؐ نے اپنی بیویوں کو بلایا اور ان سے اجازت لی کہ میرے گھر ان کا علاج ہو' تو انہوں نے آپؐ کو اجازت دے دی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسولؐ اللہ' دو آدمیوں' جن میں ایک فضل بن عباس تھے اور دوسرا کوئی اور آدمی تھا' کے درمیان اپنے سر پر پٹی باندھے اور اپنے قدموں کو گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اور میرے گھر میں داخل ہو گئے عبید اللہ بیان کرتے ہیں' میں نے یہ بات حضرت ابن عباس کو بتائی تو آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ وہ دوسرا آدمی کون تھا' وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

اور اسی طرح بخاری نے اپنی صحیح کے دوسرے مقامات پر اس حدیث کو روایت کیا ہے اور مسلم نے زہری کے طریق سے اسے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ سلیمان بن ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے بحوالہ حضرت عائشہؓ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الموت میں پوچھتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا' میں کل کہاں ہوں گا' آپ کی مراد حضرت عائشہؓ کے دن سے تھی' پس آپ کی ازواج نے آپؐ کو اجازت دے دی کہ آپؐ جہاں چاہیں رہیں' پس آپ حضرت عائشہؓ کے گھر آگئے حتیٰ کہ انہی کے ہاں آپؐ کی وفات ہوئی حضرت عائشہؓ

Marfat.com

فرماتی ہیں' آپؐ کی وفات اس روز ہوئی جس روز میرے گھر آپ کی باری ہوتی تھی اور اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی کہ آپ کا سر میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا اور آپ کا لعاب دہن' میرے لعاب دہن سے مخلوط ہو چکا تھا۔ آپ فرماتی ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر آئے تو ان کے پاس مسواک تھی' جس سے وہ دانتوں کو مسواک کر رہے تھے' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا تو میں نے انہیں کہا' اے عبدالرحمٰن مجھے یہ مسواک دے دیجئے تو انہوں نے مجھے وہ مسواک دے دی تو میں نے اسے دانتوں سے کاٹا اور چبایا اور رسول اللہ ﷺ کو دے دی' تو آپ نے میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے اس سے مسواک کی' بخاری اس طریق سے اس کے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے ہمیں بتایا کہ لیث نے ہم سے بیان کیا کہ ابن الہاد نے عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشہؓ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان ہوئی اور میں حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کے لیے موت کی شدت کو ناپسند نہیں کرتی۔۔۔۔اور امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حبان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ نے ہمیں خبر دی' کہ یونس نے ہمیں ابن شہاب سے خبر دی وہ بیان کرتے ہیں کہ عروہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر آپ پر پھونک مارتے اور اپنے ہاتھ سے اسے پونچھتے پس جب آپؐ اس درد سے بیمار ہوئے جس میں آپؐ کی وفات ہوئی وہ معوذات پڑھ کر جو آپ پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے پونچھتی۔ اور مسلم نے اسے ابن وہب کی حدیث سے یونس بن یزید ایلی سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے اور الفلاس اور مسلم نے محمد بن حاتم سے روایت کی ہے۔ اور صحیحین میں ابی عوانہ کی حدیث سے عن فراس عن شعبی عن مسروق عن عائشہ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس اکٹھی ہو گئیں اور ان میں سے کوئی بیوی پیچھے نہ رہی۔ پس حضرت فاطمہؓ آئیں جو اپنے باپؐ کی چال' چل رہی تھیں آپؐ نے فرمایا میری بیٹی خوش آمدید۔ پھر آپؐ نے انہیں اپنے دائیں یا بائیں طرف بٹھا لیا پھر آپؐ نے ان سے کسی بات کی سرگوشی کی تو آپ رو پڑیں پھر آپؐ نے ان سے سرگوشی کی تو مسکرا پڑیں میں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو راز کے لیے مخصوص کیا ہے اور آپ روتی ہیں پس جب آپ کھڑی ہوئیں تو میں نے کہا مجھے بتائیے رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا سرگوشی کی ہے حضرت فاطمہؓ نے فرمایا میں

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش کرنے کی نہیں ہیں جب آپ وفات پا گئے تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا، میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتی ہوں آپ مجھے کب بتائیں گی، حضرت فاطمہؓ نے کہا اب بتائے دیتی ہوں، آپؐ نے فرمایا، پہلی بار آپ نے جو مجھ سے سرگوشی کی اس میں بتایا کہ حضرت جبریلؑ ہر سال مجھے قرآن کا ایک دور کرایا کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھے دوبار دور کرایا ہے اور میرے خیال میں یہ اس وجہ سے ہے کہ میری موت قریب ہے پس اللہ سے ڈر اور صبر کر میں تمہارا بہترین سلف ہوں؛ پس میں رو پڑی پھر آپؐ نے مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ تو عالمین کی عورتوں یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو، تو میں مسکرا پڑی ——— اور یہ حضرت عائشہؓ سے کئی طرف سے مروی ہے۔

اور بخاری نے اسے ایک اور مقام پر روایت کیا ہے اور مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ پھر امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں زہری سے عن عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو گھر میں کچھ لوگ تھے، آپؐ نے فرمایا آؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے، ان میں سے بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے پس گھر والوں میں اختلاف ہو گیا اور وہ جھگڑ پڑے پس ان میں سے بعض کہتے کہ قریب کرو، وہ تمہیں تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ اور ان میں بعض کچھ اور بات کہتے، پس جب انہوں نے اختلاف اور بے سوچے سمجھے بولنا زیادہ کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ عبیداللہ بیان کرتے ہیں حضرت ابن عباس نے کہا سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے درمیان اور ان کے لیے یہ تحریر لکھنے کے درمیان ان کا اختلاف اور شور حائل ہو گیا ہے۔ اور مسلم نے اسے محمد بن رافع اور عبد بن حمید سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے عبدالرزاق سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور بخاری نے اسے اپنی صحیح میں کئی مقامات پر معمر اور یونس کی حدیث سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے۔

Marfat.com

آپؐ کا احتضار اور وفات: امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابو معاویہ نے ہم سے بیان کیا کہ اعمش نے ہم سے عن ابراہیم التیمی عن الحارث بن سوید عن عبداللہ بن مسعود بیان کیا کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ ﷺ کے ہاں گیا تو آپؐ کو بخار تھا پس میں نے آپ کو چھوا اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ کو شدید بخار ہے۔ آپؐ نے فرمایا بے شک مجھے اسی طرح بخار ہو جاتا ہے جیسا کہ تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہوتا ہے میں نے عرض کیا آپ کو دو اجر ملیں گے فرمایا ہاں' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ روئے زمین کے جس مسلمان کو بھی مرض وغیرہ کی تکلیف ہو اللہ اس کی خطاؤں کو اسی طرح ساقط کر دے گا' جس طرح درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے۔۔۔۔اور بخاری اور مسلم نے اسے متعدد طرق سے سلیمان بن مہران اور اعمش سے روایت کیا ہے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے ہم سے بیان کیا کہ ہمارے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق ہم سے بیان کہ کہ یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہؓ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ کی وفات میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان ہوئی اور میری باری میں ہوئی اور میں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور جو کچھ کمی ہوئی ہے وہ میری سادگی اور نو عمری سے ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے میری گود میں وفات پائی' پھر میں نے آپؐ کے سر کو تکیہ پر رکھ دیا اور میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ہو کر منہ پر طمانچے مارنے لگی۔۔۔۔اور امام احمد بیان کرتے ہیں محمد بن عبداللہ بن زبیر نے ہم سے بیان کیا کہ کثیر بن زید نے بحوالہ المطلب بن زید ہم سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کی بھی روح قبض ہوتی ہے' پھر وہ ثواب کو دیکھتا ہے' پھر وہ روح اس کی طرف واپس آتی ہے اور اسے اس کی طرف واپس جانے اور خدا تعالیٰ کے پاس جانے کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے' اور میں نے آپؐ سے یہ بات یاد کر لی' کیونکہ میں آپ کو اپنے سینے کے ساتھ سہارا دیئے ہوئے تھی' جب آپؐ کی گردن لٹک گئی تو میں نے آپ کی طرف دیکھا۔ مجھے خیال آیا کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے ہیں' پس میں نے آپؐ کو کپڑے سے ڈھانک دیا' پس حضرت عمر اور حضرت مغیرہ بن شعبہ نے آکر اجازت طلب کی تو میں نے انہیں اجازت دے کر پردہ کھینچ لیا' اور حضرت عمرؓ نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا ہائے غشی رسول اللہ ﷺ کو کس قدر شدید غشی ہوئی ہے۔ پھر دونوں کھڑے ہو گئے اور جب وہ دروازے کے قریب پہنچے تو مغیرہ نے حضرت عمر سے کہا رسول اللہ ﷺ فوت

Marfat.com

ہو گئے ہیں' میں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو وہ آدمی ہے جسے فتنہ روند دے گا' رسول اللہ ﷺ اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کر دے' حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں پھر حضرت ابو بکرؓ آئے تو میں نے پردہ اٹھا دیا' آپ نے حضورؐ علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں 'پھر آپ حضورؐ علیہ السلام کے سر کی جانب سے آپ کے پاس آئے اور اپنے منہ کو نیچے کر کے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا' پھر کہا ہائے نبیؐ' پھر اپنا سر اٹھایا اور اپنے منہ کو نیچے کر کے آپؐ کی پیشانی کو بوسہ دیا' پھر ہائے صفیؐ' پھر اپنا سر اٹھایا اور اپنا منہ نیچے کر کے آپؐ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا ہائے خلیل' رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور مسجد کی طرف چلے گئے' اور حضرت عمرؓ لوگوں سے کہہ رہے تھے جب تک اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا نہ کرے رسول اللہ ﷺ فوت نہ ہوں گے اور حضرت ابو بکرؓ نے حمد وثنا الٰہی کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "محمد صلی ﷺ صرف اللہ کے رسولؐ ہیں اور آپ سے قبل رسولؐ گزر چکے ہیں پس کیا اگر آپ فوت یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے' (الخ) پھر اس آیت سے فارغ ہو کر فرمایا' جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں آئے گی اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں' حضرت عمرؓ نے کہا کیا یہ آیت کتاب اللہ میں ہے؟" مجھے معلوم نہیں ہوا کہ یہ کتاب اللہ میں ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا اے لوگو! یہ حضرت ابو بکرؓ ہیں جو مسلمانوں کو دام محبت میں پھانسنے والے ہیں' پس ان کی بیعت کرو' ان کی بیعت کرو۔

اور ابو داؤد اور ترمذی نے الشمائل میں عبدالعزیز عطار مرحوم کی حدیث سے بحوالہ ابو عمران الجونی اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔ اور حافظ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ حافظ ابو عبداللہ نے ہمیں خبر دی کہ ابو بکر بن اسحٰق نے ہمیں بتایا کہ احمد ابن ابراہیم ملحان نے ہمیں بتایا کہ یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے عقیل سے بحوالہ ابن شہاب ہم سے بیان کیا کہ ابو سلمہ نے بحوالہ عبدالرحمان مجھے بتایا کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں بتایا کہ حضرت ابو بکرؓ اپنی رہائش گاہ سخ سے گھوڑے پر آئے اور اتر کر مسجد میں چلے گئے اور حضرت عائشہؓ کے پاس جانے تک لوگوں سے بات نہ کی' پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کا قصد کیا اور آپؐ اپنی یمنی چادر میں لپٹے پڑے تھے آپؐ نے چادر کو آپؐ کے منہ سے ہٹایا' پھر جھک کر آپ کو بوسہ دیا اور رو پڑے۔ پھر فرمایا یا رسولؐ اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں'

Marfat.com

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں کبھی جمع نہیں کرے گا' جو موت آپ پر فرض کی گئی تھی' وہ آچکی ہے' زہری بیان کرتے ہیں کہ ابو سلمہ نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ حضرت ابو بکرؓ باہر نکلے اور حضرت عمر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے' آپ نے فرمایا' عمرؓ بیٹھ جایئے' حضرت عمرؓ نے بیٹھنے سے انکار کیا آپ نے فرمایا عمرؓ بیٹھ جایئے حضرت عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا تو آپ نے تشہد پڑھا اور لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو گئے' آپ نے فرمایا ـــــ تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا' وہ جان لے کہ محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں' اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں آئے گی' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (محمد صلی اللہ ﷺ صرف اللہ کے رسول ہیں' اور آپ سے قبل رسول گزر چکے ہیں پس کیا اگر آپ فوت یا قتل ہو جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے) راوی بیان کرتا ہے' خدا کی قسم یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ نے اس آیت کو نازل کیا ہے' یہاں تک کہ ابو بکرؓ نے اسے پڑھا اور سب لوگوں نے اسے آپ سے سنا' پس سب لوگ اس کو پڑھتے سنتے گئے ـــــ زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سعید بن المسیب نے بتایا کہ حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم جب میں نے اسے حضرت ابو بکر کو پڑھتے سنا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں' اور میں کانپنے لگا یہاں تک کہ میری ٹانگیں مجھے اٹھا نہیں رہی تھیں اور میں زمین پر گر پڑا اور جب میں نے آپ کو تلاوت کرتے سنا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔

آپؐ کی عمر' غسل کی کیفیت' جنازہ اور قبر کی جگہ کے بیان میں: بلا اختلاف آپ کی وفات سوموار کو ہوئی' حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ تمہارے نبیؐ سوموار کو پیدا ہوئے' سوموار کو نبی بنے' سوموار کو مکہ سے مہاجرین کر نکلے' سوموار کو مدینہ میں داخل ہوئے اور سوموار کو فوت ہوئے' اسے امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور سفیان ثوری عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کس روز فوت ہوئے تھے؟ میں نے کہا سوموار کو' آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں بھی سوموار کو فوت ہوں گا' پس آپ نے بھی سوموار کو وفات پائی ـــــ بیہقیؒ نے اسے ثوری کی حدیث سے روایت کیا ہے' اور امام احمد بیان کرتے ہیں کہ اسود بن عامر نے ہم سے بیان کیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کو فوت ہوئے اور بدھ کی رات کو دفن ہوئے' احمد اس کی روایت میں متفرد

ہیں ــــــ اور عروہ بن زبیر اپنے مغازی میں بیان کرتے ہیں۔ اور موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا تو حضرت عائشہؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی طرف' اور حضرت حفصہؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف اور حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ کی طرف پیغام بھیجا اور وہ اکٹھے نہ ہو سکے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور آپ حضرت عائشہؓ کے سینے کا سہارا لیے ہوئے تھے' اور وہ آپؐ کی باری کا دن سوموار تھا اور یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب ربیع الاول کے چاند کے لیے سورج ڈھل جاتا ہے ــــــ اور ابو یعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابو خیثمہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عیینہ نے زہری سے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوموار کے روز' رسول اللہ ﷺ پر آخری نگاہ ڈالی' آپ نے پردہ اٹھایا اور لوگ حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے کھڑے تھے' پس میں نے آپؐ کے چہرے کو دیکھا گویا وہ مصحف کا ورق ہے پس لوگوں نے ایک طرف ہونے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے انہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور پردہ گرا دیا اور اسی دن کے آخر میں فوت ہو گئے۔ یہ حدیث صحیح میں ہے جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وفات زوال کے بعد ہوئی تھی' واللہ اعلم۔

اور ابن اسحاق اور واقدی کا قول مشہور ہے اور واقدی نے اسے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتا ہے کہ ابراہیم بن یزید نے عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس مجھ سے بیان کیا اور محمد بن عبداللہ نے عن زہری عن عروہ عن عائشہ مجھ سے بیان کیا یہ دونوں حضرات بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۲ ربیع الاول کو وفات پائی۔ اور ابن اسحٰق نے اسے عبداللہ بن ابو بکر بن حزم سے اس کے باپ کے حوالے سے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ کو بدھ کی شب کو دفن کیا گیا اور سیف بن عمر نے عن محمد بن عبیداللہ العرزمی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کو ادا کر لیا تو آپؐ کوچ کر کے مدینہ آ گئے اور وہاں ذوالحجہ کا بقیہ مہینہ اور محرم اور صفر قیام کیا اور ۱۰ ربیع الاول کو سوموار کے روز وفات پائی اور اسی طرح محمد بن اسحٰق سے عن زہری عن عروہ روایت کی گئی ہے' اور حضرت فاطمہ کی حدیث میں بھی جو عن عمرہ عن عائشہ مروی ہے اسی طرح بیان ہوا ہے' ہاں ابن عباس نے اس کے شروع میں کہا ہے کہ ربیع الاول کے کچھ دن گزر چکے تھے' اور حضرت عائشہؓ نے بیان کیا ہے کہ ربیع الاول کے کچھ دن گزرنے کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔

Marfat.com

آپؐ کے جنازہ کی کیفیت: محمد بن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس نے عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس مجھ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو آدمیوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے امام کے بغیر جماعت کی صورت میں آپؐ کا جنازہ پڑھا یہاں تک کہ فارغ ہو گئے' پھر عورتوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے آپؐ کی نماز جنازہ پڑھی' پھر بچوں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے آپؐ کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر غلاموں کو داخل کیا گیا تو انہوں نے جماعت کی صورت میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور رسول کریم ﷺ کی نماز جنازہ پڑھتے ہوئے کسی نے ان کی امامت نہیں کی۔

آپؐ کی ازواج و اولاد: اس امر میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ حضور ﷺ نو بیویاں چھوڑ کر فوت ہوئے۔ حضرت عائشہؓ بنت حضرت ابو بکر صدیقؓ' حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمر بن الخطاب العدویہ' حضرت ام حبیبہؓ رملہ بنت ابو سفیان بن حرب بن امیہ الامویہ' حضرت زینبؓ بنت جحش الاسدیہ' حضرت ام سلمہؓ ہند بنت ابی امیہ المخزومیہ' حضرت میمونہؓ بنت الحارث الہلالیہ' حضرت سودہؓ بنت زمعۃ العامریہ' حضرت جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار المصطلقیہ' حضرت صفیہؓ بنت حیی بن اخطب النضریہ الاسرائیلیہ الہارونیہ۔ اور آپ کی دو لونڈیاں بھی تھیں' حضرت ماریہ بنت شمعون القبطیہ المصریہ جو انصنا کے ضلع سے تھیں جو آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم کی والدہ تھیں' اور حضرت ریحانہ بنت زید القرظیہ نے اسلام قبول کر لیا پھر آپ نے اسے آزاد کر دیا اور وہ اپنے اہل کے پاس چلی گئیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ محتجب ہیں۔ واللہ اعلم

حافظ کبیر ابو بکر بیہقی نے سعید بن ابی عروبہ کے طریق سے بحوالہ قتادہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا اور ان میں سے تیرہ کو گھر لائے' اور گیارہ آپ کے پاس اکٹھی رہیں اور نو کو چھوڑ کر آپ فوت ہوئے پھر انہوں نے ان نو کا ذکر کیا ہے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جن دو عورتوں کو آپؐ گھر نہیں لائے وہ یہ ہیں عمرۃ بنت یزید الغفاریہ اور الشنباء عمرۃ سے آپ نے خلوت کی اور اس کا لباس اتارا تو جسم میں برص کے داغ دیکھے تو اسے مہر دیا اور دوسروں پر حرام ہو گئی۔ اور الشنباء جب آپ کے پاس آئی تو وہ تیار نہ تھی آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی تیاری کا انتظار کرنے لگے اور جب آپ کے صاحب زادے حضرت ابراہیم نے

Marfat.com

وفات پائی تو الشنباء کہنے لگی اگر آپ نبی ہوتے تو آپ کا صاحبزادہ نہ مرتا تو آپ نے اسے طلاق دے دی اور اسے مہر دیا اور وہ دوسروں پر حرام ہو گئی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جو عورتیں آپ کے پاس اکٹھی ہوئی وہ یہ ہیں حضرت عائشہؓ حضرت سودہؓ حضرت حفصہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت ام حبیبہؓ حضرت زینبؓ بنت جحش، حضرت زینبؓ بنت خزیمہ، حضرت جویریہؓ حضرت صفیہؓ حضرت میمونہؓ حضرت ام شریکؓ۔

صحیح بخاری میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی گیارہ عورتوں کے پاس چکر لگاتے تھے اور مشہور یہ ہے کہ آپ حضرت ام شریک کو گھر نہیں لائے لیکن ان گیارہ سے مراد یہ ہے کہ آپ نو مذکورہ عورتوں اور دو لونڈیوں حضرت ماریہ اور حضرت ریحانہ کے پاس چکر لگایا کرتے تھے۔

Marfat.com

کتاب سوم ("کتاب التواریخ")

علامہ ابن خلدون

(پیدائش: ۷۳۲ھ (۱۳۶۳ھ)

(وفات: ۸۰۸ھ (۱۴۳۹ء)

Marfat.com

زمانہ قبل از اسلام: اگرچہ قریش کو مکہ میں ایک گونہ حکومت حاصل تھی اور قبائل مضر اطراف وجوانب ممالک شام وعراق میں اور کچھ حجاز میں بھی منتشر ومتفرق ہو گئے۔ اور بعض ان میں سے بادیہ نشین وخانہ بدوش ہو گئے اور بعض اسباب عشرت اور سامان تمدن کی فراہمی میں مصروف ہوئے' کبھی یہ فارس وروم سے عراق وشام کے میدانوں میں لڑتے نظر آتے تھے' اور گاہے اپنے حدود کی حفاظت کی غرض سے اپنی قوم کو جمع کر کے اہل عراق وشام سے بر سر مقابلہ دکھائی دیتے تھے۔ ان لڑائیوں اور خوں ریزی میں کبھی یہ مغلوب ہو کر خراج گزاری پر مجبور ہو جاتے تھے لیکن جب کبھی پھر کوئی موقع ہاتھ آجاتا تھا تو خراج گزاری اور اطاعت شاہی سے منحرف ہو کر مخالفت کر بیٹھتے تھے۔ ہمیشہ شاہان عراق وشام کو استیصال' فساد فتنہ میں رہنا پڑتا تھا۔ ان کل امور میں قبائل مضر' ملوک کندہ' بنو حجر آکل المرار کی طرف رجوع کرتے تھے اس زمانہ سے کہ تبع حسان نے ان کو اپنا گورنر مقرر کیا تھا۔

درحقیقت عرب میں کوئی خاص حکومت نہ تھی ہاں آل منذر شاہان فارس کی طرف سے حیرہ میں اور روم کی جانب سے شام میں آل جفنہ اور مغرو حجاز پر بنو حجر آکل المرار حکمرانی کر رہے تھے۔ قبائل مضر بلکہ کل عرب (بلا استثناء کسی قوم کے) بت پرست ملحد قاطع الرحم اللہ کے ذکر سے رو گردانی کرنے والے ٹوٹکے' شگون کے لینے والے' ستاروں اور پتھروں کے پوجنے والے تھے۔ گوہ بچھو' سانپ اور مردہ جانوروں کو کھاتے تھے۔ قحط وخشک سالی میں اونٹوں کو زخمی کر کے ان کا خون پیا کرتے تھے۔ لوٹ کا گوشت عمدہ غذاؤں میں سے تھا اور بڑی عزت ان کی اس میں تھی کہ وہ ملوک آل منذر' آل جفنہ' بنو جعفر کے پاس وفود ہو کر جاتے تھے۔ تھوڑی باتوں پر لڑ جانا اور ایک مدت تک اس لڑائی کا جاری رکھنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا' قتل وغارت رہزنی وغارت گری روز مرہ کی باتیں تھیں' قمار بازی ان کا ہر دلعزیز کھیل تھا۔ بدکاری سے نفرت نہ تھی۔ شراب نوشی وعرقیات منشی پینے کا ازحد شوق تھا پس جب اللہ جل شانہ نے اس جاہل ان پڑھ قوم کے ظہور وغلبہ کا حکم صادر فرمایا اور ان کے ایام نحس کو اچھے دنوں سے بدلنا چاہا اور ان میں بجائے بت پرستی والحلو کے توحید اسلام پھیلانے کا قصد کیا تو اس مقلب القلوب فعال لمایرید نے ان کو خیر واصلاح کی طرف مائل کر دیا ان کے برے اعمال کو عمدہ عادات سے' ذلت کو عزت سے' شر کو خیر سے' گمراہی کو ہدایت سے' نافرمانی کو اطاعت سے' تنگی کو خوش حالی سے' مفلسی وگدائی کو حکومت وسرداری سے' قطع رحم وعداوت کو صلہ رحم ومحبت سے بدل دیا۔ عرب کو فارس کے مقابلہ میں واقعہ

مشہور ذیقار میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ جس کی خبر آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو دی تھی اور یہ ارشاد فرمایا تھا۔ "الیوم انتصفت العرب من العجم ولی نصروا" حاجب بن زرارہ (قبیلہ بنو تمیم سے) کسریٰ فارس کے پاس وفد کی شکل میں گیا اور اس سے امداد کا خواست گار ہوا جب اس نے عادت قدیمہ استرہان سے کہا تو حاجب بن زرارہ نے ازراہ نخوت و تکبر اپنے لڑکے کے استرہان سے روگردانی کی اور اپنی قوس (کمان) اس کو دے دی۔

حلف الفضول: انہی واقعات کے دوران عرب اپنی عزت و عظمت کے لیے لڑتے بھی جاتے تھے۔ قریش کو ان سب باتوں میں اور اقوام عرب سے ایک مسلم فضیلت حاصل ہو گئی تھی۔ صلاحیت اور خلق اللہ کی آسائش کا زیادہ خیال پیدا ہو گیا تھا' بنو ہاشم' بنو مطلب' بنو اسد بن عبدالعزیٰ۔ بنو زہرہ' بنو تیم نے جمع ہو کر باہم یہ عہد و اقرار کیا کہ مکہ میں جو مظلوم آئے خواہ اس کے خاندان والوں نے یا کسی غیر نے ظلم کیا ہو' اس کی مدد کی جائے اور ظالم کے مخالف ہو کر مظلوم کا اچھا بدلہ دلائیں۔ قریش نے اس حلف کو حلف فضول کے نام سے موسوم کیا۔

بت پرستی سے نفرت: اقوام عرب کے دلوں میں دین کی تلاش کا شوق جاگزیں ہوا۔ اور بت پرستی و الحاد سے ایک گونہ نفرت ہو چلی تاآنکہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ (اور عثمان بن الحویرث بن اسد اور زید بن عمرو بن نفیل عم عمر بن الخطابؓ (بنو عدی بن کعب سے) اور عبیداللہ جحش (بنو اسد بن خزیمہ سے) ایک جلسہ میں جمع ہوئے اور پتھروں اور بتوں کی پرستش سے بیزاری ظاہر کر کے اقوام عرب کے سمجھانے اور ان کو دین ابراہیمیؑ سکھانے پر آمادہ ہوئے اس جستجو و فکر میں ورقہ بن نوفل نہایت استقلال سے نصرانی ہو گیا اور اہل کتاب سے ان کی کتابیں پڑھیں اور عبیدہ اللہ بن جحش اپنے خیال پر قائم رہا تاآنکہ اسلام کا دور آیا اور یہ بھی مسلمان ہوا' حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ لیکن وہاں جا کر نصرانی ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔

نبی کے ظہور کی پیش گوئی: کاہنوں اور منجموں نے قبل از نبوت یہ کہنا شروع کیا کہ عنقریب عرب میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اس کی حکومت بہت جلد ظاہر ہوا چاہتی ہے۔ اس طرح اہل کتاب یہود و نصاریٰ توریت و انجیل کی بشارتیں دیکھ دیکھ کر آنحضرتؐ کی نبوت کی خبر دینے لگے۔ حبشہ کی حکومت یمن سے سیف بن ذی یزن کے ہاتھوں ختم ہو گئی

Marfat.com

اور سیف بن ذی یزن (یادگار ملوک تبابعہ) تخت حکومت یمن پر جانشین ہوا۔

عبدالمطلب اور اکثر رؤسا مکہ وفد ہو کر سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دینے آئے' سیف بن ذین یزن نے عرب میں نبیؐ کے ظاہر ہونے کی خبر دی اور عبدالمطلب کو بالخصوص یہ خوش خبری سنائی کہ وہ جلیل القدر نبیؐ تمہاری اولاد میں ہو گا۔ یہ واقعہ سن کر اکثر رؤسا عرب کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ عظیم الشان نبیؐ ان میں سے ہو گا۔ چنانچہ بعض شرفاء عرب اہل کتاب کے مشائخ اور علماء کے پاس گئے اور دریافت کیا۔ مثلاً" امیہ بن ابی الصلت ابو سفیان بن حرب کے ساتھ شام کی طرف گئے تھے' انہوں نے (یہ خیال کر کے کہ وہ نبی شاید میں ہوں) کسی رہبان سے دریافت کیا تھا یا ان کو یہ خیال گزرا کہ عجب نہیں نبوت بنو عبدالمناف میں ہو۔ لیکن ان کے خلاف امید جواب دیا گیا۔

ولادت نبوی: جمہور مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عبداللہ ابن عبدالمطلب کے انتقال کے چند مہینے بعد ۱۲ ربیع الاول کو عام الفیل ء کے پہلے برس (یعنی ابرہہ کی چڑھائی کے پچپن روز بعد) جلوس کسریٰ انو شیرواں میں آنحضرتؐ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب بن ہاشم نے من جانب اللہ تعالیٰ آپ کی کفالت وپرورش کی۔ قبیلہ سعد بنو ہوازن اور بنو نصر بن سعد میں آپ کا زمانہ رضاعت تمام ہوا ۲ ۔ حلیمہ بنت ابی ذویب عبداللہ ابن الحرث بن شحنہ بن زراح بن ناضرہ بن خصفہ بن قیس نے دودھ پلایا۔

رسول اکرمؐ کی ابتدائی زندگی: بعد ازاں جب آپؐ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو بی بی آمنہ آپؐ کو مدینہ منورہ اپنے اعزا اور اقارب سے ملانے کے لیے لے گئیں۔ واپسی میں مقام ابواز میں بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا۔ اور جب آپ آٹھ برس کے ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم فوت ہو گئے۔ بوقت وفات عبدالمطلب نے آپ کی پرورش وتربیت کی غرض سے اپنے لڑکے ابو طالب کے سپرد کیا۔ ابو طالب نے نہایت شفقت ومحبت پدری کے ساتھ آپؐ کو پرورش کیا اور مثل مہربان پدر کے آپؐ کی خبر گیری کرتے رہے' زمانہ رضاعت وطفولیت سے ہی آپ کی حالت عجیب تھی۔ عربوں کی جاہلیت سے آپؐ بالکل بیزار تھے' لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلتے تھے' خلوت کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ اللہ جل شانہ نے آپؐ کو ہر خصائل رزیلہ وعادات خسیہ سے اپنے حفظ وامان میں رکھا۔

شام کا سفر: جب آپؐ نے بارہ برس کے ہو کر تیرھویں سال میں قدم رکھا تو ابو طالب کے ہمراہ شام کی طرف سفر کیا۔ بصرے کے قریب بحیرہ راہب کے صومعہ کے پاس سے ہو کر گزرے۔ بحیرہ راہب نے آپؐ میں آثار نبوت دیکھ کر اپنی قوم کو طلب کیا اور آپ کی نبوت سے ان کو مطلع کیا' جس کا قصہ کتب سیر میں موجود و مشہور ہے پھر دوبارہ آپؐ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ کا تجارتی سامان لے کر ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ شام تشریف لے گئے۔ نسطور راہب کی طرف جس وقت آپؐ کا گزر ہوا اس نے آپؐ میں شان نبوت دیکھ کر میسرہ کو آپؐ کے حالات سے آگاہ کیا' اس نے واپسی پر حضرت خدیجہؓ کو کل واقعات سے آگاہ کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے یہ سن کر خود کو آپؐ کی زوجیت میں دینے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔

حضرت خدیجہؓ سے عقد: ابو طالب بن عبدالمطلب حضرت خدیجہؓ کے باپ کے پاس آئے۔ اور آپؐ کی منگنی بی بی خدیجہ سے کر کے رؤسا قریش کی موجودگی میں عقد کی رسم ادا کر دی اور محفل عقد کی رسومات سے فارغ ہو کر حضرت ابو طالب نے ذیل کا خطبہ پڑھا۔

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے ہمارے لیے ایک گھر بنایا' جس کا حج کیا جاتا ہے۔ اور امن واحترام والا بنایا اور ہم کو اپنے گھر کا محافظ اور اپنے حرم کی خیر خبر لینے والا مقرر کیا اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا۔ بلا شبہ تمہیں میرے بھتیجے محمدؐ بن عبداللہ کی رشتے داری معلوم ہے' ان کا جس کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا' اسی سے بازی لے جائیں گے۔ اگر ان کے پاس مال کم ہے تو کیا ہے' مال تو چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ آنحضرتؐ نے خدیجہؓ بنت خویلد کو پیام دیا اور میرے مال سے اتنا مہر معجل اور موجل منظور کیا ہے۔ یقین ہے کہ چند دنوں کے بعد ان کی حالت اچھی ہو جائے گی اور ان کا نام چمک اٹھے گا۔ آنحضرتؐ کا سن مبارک اس وقت پچیس برس کا تھا اور عقد آپؐ کا فجار کے پندرہ برس بعد ہوا۔

تعمیر کعبہ: جب آپ پینتیس برس کے ہوئے تو قریش نے جمع ہو کر کعبہ کو منہدم کر کے از سر نو بنانا شروع کیا۔ جس وقت حجراسود کے رکھنے کی نوبت آئی تو آپس میں سب لڑنے لگے' ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ حجرا سود کو میں اپنے ہاتھ سے رکھوں۔ رفتہ رفتہ یہ جھگڑا اس قدر طول پکڑ گیا کہ بنو عبدالدار مرنے اور مارنے پر قسم کھا بیٹھے۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر قریش یک جا ہو کر مشورہ کرنے لگے۔ ابوامیہ نے کہا "کہ بہتر ہو گا کہ پہلے جو شخص مسجد

Marfat.com

میں داخل ہو اس کو تم لوگ اپنا حکم بنا لو۔" قریش اس امر پر راضی ہو گئے۔

حجرا سود کا واقعہ: اس اثناء میں آنحضرتؐ تشریف لائے تو لوگوں نے کہا کہ یہ امین ہیں' یہ فیصلہ امانت داری سے کریں گے' انہی کو حکم بناؤ۔ پس جس وقت آپؐ کے روبرو یہ قضیہ پیش کیا گیا تو آپؐ نے ایک کپڑے میں حجرا سود کو رکھ کر قریش سے فرمایا کہ اس کپڑے کے کنارے پکڑ لو' کسی کو کسی پر کچھ فضیلت نہ ہو گی اور نہ کوئی جھگڑا باقی رہ جائے گا چنانچہ قریش نے آپؐ کے کہنے سے کپڑے کے کنارے پکڑ لیے۔ جس وقت حجرا سود اپنے مقام کے قریب پہنچا' آپؐ نے اپنے دست مبارک سے لے کر اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس واقعہ میں یہ چار آدمی عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس' اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ' ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عمر بن مخزوم۔ قیس بن صدی السہمی سردار پیش پیش تھے۔

امین کا لقب: اس کے بعد آنحضرتؐ طہارت و عبادت میں نہایت استقلال سے کوشش فرمانے لگے۔ آپؐ کی ذات بابرکات میں ایک اعلیٰ درجہ کا اخلاق اور صبر' فصاحت وبلاغت وخوش بیانی اس طرح پر جمع ہو گئی تھی کہ عالم شباب ہی میں آپؐ نے امین کا لقب پالیا تھا۔

بعثت: وحی کے نازل ہونے سے پہلے آنحضرتؐ نے رویاء صالحہ دیکھنا شروع کیا' کاہن اور آسمانی کتابوں کے عالم آپس میں ظہور شان ونبوت کے چرچے وتذکرے کرنے لگے' آنحضرتؐ عبادت کے خیال سے تنہائی وخلوت کو زیادہ پسند فرمانے لگے۔ اکثر غار حرا میں تشریف لے جاتے اور وہیں دو دو چار چار راتیں متواتر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی ولادت کے چالیسویں سال اور بعض کہتے ہیں تینتالیس ویں سال آپ پر وحی نازل ہوئی' کبھی کبھی فرشتہ کسی آدمی کی شکل میں آتا اور آپؐ سے ہم کلام ہوتا تھا اور کبھی آپؐ پر القا ہوا کرتا تھا اور کسی وقت چادر یا اور کوئی چیز لپیٹ کر لیٹ جاتے تھے۔ اور وحی سلسلہ جرس کی آواز کی طرح نازل ہوتی تھی۔ اس آخر صورت میں آپ کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ " اور وہ مجھ پر زیادہ سخت ہے۔" الغرض جو وحی ابتداءً آپ پر غار حرا میں نازل ہوئی وہ "اقراء باسم ربک الذی خلق' خلق الانسان من علق' اقراء وربک الاکرم ہ الذی علم بالقلم ہ وعلم الانسان مالم یعلم" یعنی (آپ اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا' آپ پڑھیے آپ کا پروردگار بڑی عزت والا ہے' جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ

علوم سکھائے جس سے وہ ناآشنا تھا۔

اسلام کی خفیہ تبلیغ: ایک مدت سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی کفالت آنحضرتؐ اور حضرت جعفرؓ کی کفالت، حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب کر رہے تھے۔ یہ دونوں بزرگ مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت ابو طالب سے چھپ کر پہاڑ کے دروں میں جا کر نماز پڑھتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز ابوطالب اس طرف آنکلے۔ آنحضرتؐ نے ان کو ایمان واسلام کی دعوت دی۔ حضرت ابو طالب نے فرمایا میں اپنا اور اپنے آباؤ اجداد کا دین نہیں چھوڑ سکتا، البتہ تمہاری وجہ سے تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔ اس کے بعد علی ابن ابو طالب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا" دیکھو محمدؐ کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ یہ تم کو بھلائی کے سوا اور کچھ نہ سکھائیں گے۔"

سابقین اولین: علماء سیر لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ایمان لائیں، بعد ازاں حضرت ابو بکرؓ و حضرت علیؓ ابن ابو طالب اور حضرت زیدؓ بن حارثہ (آنحضرتؐ کے خادم) و حضرت بلالؓ و بن حمامہ (حضرت ابو بکرؓ کے خادم) نے اسلام قبول کیا، پھر حضرت عمر بن عبسہ سلمی و حضرت خالد بن سعید بن العاص بن امیہؓ مسلمان ہوئے۔ ان بزرگوں کے بعد قریش کے ایک گروہ نے دین اسلام قبول کیا۔ جن کو اللہ جل شانہ، نے آنحضرتؐ کی مصاحبت کے لیے کل قوم سے برگزیدہ کیا اور ان میں سے اکثر مشہور بانختہ ہوئے۔

علانیہ تبلیغ: بزرگوں کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت بن گئی جس میں جوان، لڑکے، بوڑھے، عورت سب شامل تھے لیکن مشرکین کے خوف سے جنگل اور پہاڑوں کی طرف چلے جاتے تھے۔ وہیں نمازیں پڑھتے تھے لیکن قریش کا کوئی جلسہ ایسا نہ ہوتا تھا جس میں تبلیغ اسلام نہ ہو، وحی کے نازل ہونے کے تیسرے سال آنحضرتؐ کو دعوت عامہ دینے اور اسلام کی طرف بلانے کا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ آپؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اہل قریش کو بلا کر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔" اگر میں خبر دوں کہ تم پر دشمن صبح وشام میں حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا مانو گے، لوگ بولے ہاں ہم آپؐ کو سچا مانیں گے۔ فرمایا، اچھا تو میں تمہیں سامنے والے (آنے والے) سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ قریش اس اعلان کو سنتے ہی منتشر ہو گئے۔ ہیئت اجتماعی خالی رہی۔ ۴

Marfat.com

بنی ہاشم کو دعوت اسلام: اس کے بعد آیت "وانذر عشیر تک القربین" نازل ہوئی اس کے بعد متواتر الہامات اور وحی نازل ہونے لگے۔ اس وقت آپکے حکم سے حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا آپ نے اولاد عبدالمطلب ۵ کو جمع کر کے کھانا کھلایا' اسلام کی دعوت دی' بت پرستی سے منع فرمایا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ لیکن اولاد عبدالمطلب نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا۔ پھر جب قریش نے دیکھا کہ ان کے بتوں کی برائیاں علی الاعلان کی جاتی ہیں اور ان کی پرستش سے روک ٹوک کی جاتی ہے تو ان کو یہ عمل ناگوار گزرا۔ وہ سب کے سب ایک مقام میں جمع ہوئے اور آنحضرتؐ کی عداوت پر کمربستہ ہو گئے' حضرت ابو طالب نے ان کی اس رائے کی مخالفت کی اور ان کو اس فعل سے روکنے لگے' بلکہ آنحضرتؐ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے' اہل قریش ابو طالب کی مخالفت سے مجبور ہو کر عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ بن عبد شمس 'ابوالبختری بن ہشام بن حرث بن اسد بن عبدالعزیٰ' اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ ولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم 'ابو جہل عمر بن ہشام بن مغیرہ برادر زادہ ولید عاصی بن وائل بن ہشام بن سعد بن سہم 'بنیہ ومنبہ پسران حجاج بن علی بن حذیفہ بن سہم' اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ کو انصاف کرنے کے لیے حضرت ابو طالب کے پاس بلا لائے۔ ان اصحاب نے حضرت ابو طالبؓ سے آنحضرتؐ کی تکلیف دہی کے بارے میں بحث ومباحثہ کیا۔ حضرت ابو طالب نے ان کو نہایت معقول جواب دے کر خاموش کر دیا۔

ابو طالب اور وفد قریش: دوسرے دن پھر قریش مع ان اصحاب کے' (جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) حضرت ابو طالبؓ کے پاس آئے اور اس امر کی خواہش کی کہ آنحضرتؐ کو ان کے مواجہہ میں بلا کر اس جدید فعل سے روکیں اور ان سے بحث کریں۔ چنانچہ آنحضرتؐ حسب طلب ابو طالب اس مجمع میں تشریف لائے۔ قریش نے اپنے دلائل پیش کیے' آنحضرتؐ نے قرآن مجید کی چند آیات پڑھ کر ارشاد فرمایا "چچا جان میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا' جب تک اللہ اسے غالب نہ کر دے یا اس راہ میں ہلاک ہو جاؤں گا" حضرت ابو طالب یہ سن کر خاموش ہو رہے' قریش کا مجمع منتشر ہو گیا۔ اس وقت حضورؐ نے پھر حضرت ابو طالب سے مخاطب ہو کر دعوت اسلام دی لیکن حضرت ابو طالب نے کہا "اے برادر زادے جو تمہارے جی میں آئے کہو اور کرو لیکن میں بخدا کبھی ایمان نہ لاؤں گا اور نہ اپنے آبائی

Marfat.com

دین کو ترک کروں گا۔"

مسلمانوں پر مظالم: ان واقعات کے بعد جب اہل قریش نے یہ دیکھاکہ آنحضرتؐ دعوت اسلام سے باز نہیں آتے اور مسلمانوں کی جماعت روز بروز بڑھتی جارہی ہے' تو بنو ہاشم اور بنو مطلب نے جمع ہو کر آنحضرتؐ اور کل مسلمانوں کو اذیتیں پہنچانے کا عہدو پیان کیا۔ بظاہر اس عہدو پیان میں بنو ہاشم اور و بنو مطلب پیش پیش تھے۔ لیکن درحقیقت ہر قبیلہ عرب' جو اس وقت مکہ اور اس کے قرب وجوار میں تھا' اس عہدو اقرار میں شامل تھا۔ یہاں تک کہ جہاں کہیں یہ لوگ غریب مسلمانوں کو پاتے' پتھروں سے مارتے' طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔ نماز نہ پڑھنے دیتے تھے۔ نماز کی حالت میں اونٹوں بکریوں کی آنتیں مزبلہ کی غلاظت لالاکر نمازیوں پر ڈالتے تھے۔ جب ان کی یہ تکلیف دہی حد سے تجاوز کر گئی تو آپؐ نے غریب مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کا حکم صادر فرمایا۔

ہجرت حبشہ: والی حبشہ اور اہل قریش سے تجارت کا عہد نامہ تھا۔ وہ اکثر والی حبشہ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ الغرض سب سے پہلے عثمان ابن عفان اور ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہؓ اور ان کی بیوی سلہ بنت سہیل بن عمرو بن عامر بن لوی اور زبیربن العوام و مصعب بن عمیر بن عبد شمس وابو منیرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ' عامری و سہیل ابن بیضا (بنو حرث بن فہر سے) عبداللہ بن مسعود' عامر بن ربیعہ غزی حلیف بنو عدی (یہ غزبن وائل کی اولاد سے تھے نہ کہ غرہ سے) اور ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی خیمہ" یہ گیارہ بزرگ حبشہ ہجرت فرما گئے' ان کے بعد پھر یکے بعد دیگرے مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا شروع کردی۔ انہی اصحاب کے ساتھ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بھی حبشہ ہجرت کر گئے۔ یہاں تک کہ حبشہ میں مہاجرین کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی' مہاجرین اولین کا مشرکین مکہ نے دریا تک تعاقب کیا۔ لیکن خائب وخاسر اپنا سا منہ لے کر چلے آئے۔

مسلمانوں کے خلاف سرگرمیاں: جب اہل قریش نے یہ دیکھا کہ آنحضرتؐ کی تکلیف دہی و ایذارسانی سے آپؐ کے بعض اعزہ مانع ہوتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں' تو انہوں نے یہ شیوہ اختیار کر لیا کہ جو مکہ میں آتا تھا اس سے آنحضرتؐ کی ساحری مجنونیت اور کہانت کا ذکر کرتے' نیز آپؐ کے پاس اس کو آنے جانے سے روکتے تھے۔ اس کے بعد ایک گروہ نے آپ کی عداوت' تکلیف رسانی اور استہزا پر عہدو پیان کرنے والوں کے'

Marfat.com

منجملہ آپ کے چچا ابو لہب اور عبدالعزیٰ بن عبد لمطلب اور ان کا چچا زاد بھائی ابو سفیان بن الحرث بن عبدا لمطلب اور عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ و عقبہ بن ابی معیط اور ابو جہل بن ہشام اور اس کا بھائی عاصی اور ولید بن المغیرہ اور قیس بن الفاکہ بن المغیرہ اور زہیر بن امیہ بن المغیرہ اور عاصی بن وائل سہمی اور اس کے دونوں عم زاد نبیہ ونبہ وامیہ وابی پسران خلف ابن حجح وغیرہ تھے۔ ان لوگوں کا کام یہ تھا کہ یہ لوگ آنحضرتؐ اور ان اصحاب سے جو ایمان لا چکے تھے' مسخرہ پن کرتے اور تکلیف دیتے تھے۔

حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام: ایک روز آنحضرتؐ کوہ صفا کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ اس روز اتفاق سے ابو جہل بھی اس طرف سے گزرا اور حسب عادت ودستور آنحضرتؐ کو سخت وست کہنے لگا۔ آپؐ نہایت صبرو استقلال سے ابو جہل کے کلمات نالائم سنتے رہے۔ یہاں تک کہ ابوجہل آپؐ کے صبرو تحمل سے تنگ آکر کعبہ کی طرف چلا آیا۔ آپؐ بھی مسجد حرام میں تشریف لے آئے یہ واقعہ عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کی ایک لونڈی دیکھ رہی تھی۔ اس واقعہ کے بعد ہی حضرت حمزہؓ ابن عبدا لمطلب تیر وکمان لیے ہوئے اس طرف سے گزرے عبداللہ بن جدعان کی لونڈی نے یہ واقعہ حضرت حمزہؓ کو سنایا۔ حضرت حمزہؓ بن عبدا لمطلب سنتے ہی آگ بگولا ہوگئے' چنانچہ اسی طیش کی حالت میں لوٹ کر ابو جہل کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مسجد پہنچے۔ ابو جہل اس وقت قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔

حضرت حمزہؓ ابن عبدا لمطلب نے ابو جہل کے بال پکڑ کر گھسیٹا اور نہایت سختی سے پیش آئے' سخت و سخت ونا ملائم کلمات کہنے لگے اور یہ فرمایا کہ "کمبخت محمدؐ کو سخت وست کلمات سنایا کرتا ہے حالانکہ میں ان کا چچا ہوں اور ان کے مذہب پر ہوں' بعض حاضرین نے چاہا کہ اٹھ کر ابو جہل کی مدد کریں۔ لیکن ابو جہل نے ان سے منع کیا اور یہ کہا تم لوگ اس سے پریشان خاطر نہ ہو' میں نے ان کے بھتیجے محمدؐ کو آج ہی سخت وست کلمات سنائے ہیں' حمزہؓ کو اپنی حالت پر چھوڑ دو' وہ اپنے دل کو ٹھنڈا کرلیں۔ اس کے بعد حضرت حمزہؓ ابن عبدا لمطلب آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا اے میرے برادر زادے "کیا تم اس سے خوش نہیں ہوئے کہ میں نے تمہارے دشمن ابو جہل کو ابھی نہایت ذلیل کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "اے چچا میں تو اس وقت خوش ہوں گا کہ جب آپ دین اسلام میں آجائیں گے" حضرت حمزہؓ ابن عبدا لمطلب نے عرض کیا کہ " میں نے دین اسلام قبول کر لیا اور اس مذہب پر

Marfat.com

تاحیات قائم رہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔" اہل قریش کو حمزہؓ ابن عبدالمطلب کے ایمان لانے سے بڑی تشویش پیدا ہوئی اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اب مسلمانوں کو تکلیف دینا آسان نہیں ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں عمر بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو نجاشی والی حبشہ کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ نجاشی سے وہ ان مسلمانوں کو مانگ لائیں جو مکہ سے ہجرت کر کے چلے گئے ہیں۔ لیکن نجاشی نے ان دونوں کو بے نیل و مرام نہایت ذلت سے واپس کر دیا۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام: حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب کے بعد حضرت عمرؓ ابن الخطاب ایمان لائے۔ ان کے ایمان لانے کا یہ سبب ہوا کہ ان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ ان کی بہن فاطمہ بنت الخطاب مع اپنے شوہر سعید ابن زید کے مسلمان ہو گئی ہیں اور جناب بن الارث ان دونوں کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں۔ حضرت عمر ابن الخطاب یہ سنتے ہی اپنی بہن کے پاس آئے اور ان کو اس قدر مارا کہ خون بہنے لگا۔ اس وقت فاطمہ بنت الخطاب نے کہا "قد سلمنا بکائنا محمد انا فعل مابد ال" یعنی ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور اللہ کے رسولؐ کے حکم کی پیروی کرتے ہیں اب جو کچھ تیرے دل میں آئے کر گزر۔

اس کلام کے سنتے ہی جناب بن الارث بھی گوشہ مکان سے نکل آئے اور نصیحتانہ باتیں کرنے لگے۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے کہا کہ "کچھ قرآن پڑھو" جناب الارث نے سورہ طٰہٰ پڑھ کر سنائی جس سے حضرت عمرؓ ابن الخطاب بخوف خدا کانپ اٹھے اور بے تابانہ کہہ اٹھے کیف تصنعون اذ ا ارد تم الاسلام" یعنی اگر تم مسلمان ہونا چاہتے ہو تو پہلے کیا کرتے ہو؟ جناب بن الارث نے طہارت ظاہری کا طریقہ دکھلایا اور بتلایا۔ اس کے بعد عمرؓ ابن الخطاب نے آنحضرتؐ کا مکان دریافت فرمایا تو جناب ابن الارث ان کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے در دولت پر حاضر ہوئے دوسری طرف آنحضرتؐ بالہام الٰہی مکان سے باہر تشریف لائے اور حضرت عمرؓ ابن الخطاب سے مخاطب ہو کر فرمایا" اے ابن الخطاب تجھ کو یہ کیا ہوا ہے یعنی کیسے آیا ہے؟ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں' اس کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطاب علانیہ کلمہ شہادت پڑھ کر سچے مسلمانوں میں داخل ہو گئے حضرت عمر ابن الخطاب کے کہنے سے آنحضرتؐ کعبہ میں نماز پڑھنے کو تشریف لائے' مسلمانوں کو ان کے اسلام لانے سے بڑی تقویت پہنچی۔ یہ وہی بزرگ ہیں' جن کے اسلام لانے کی آنحضرتؐ اکثر ان کلمات سے دعا فرماتے تھے اللھم اعز الاسلام باعھد العمرین "

یعنی اے اللہ عمر سے یا عمرابن ہشام سے اسلام کو عزت فرما۔ آنحضرتؐ کی دعا میں حضرت عمر ابن الخطابؓ اور عمر بن ہشام یعنی ابو جہل، دونوں عمر مراد تھے۔

بنی ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ: پھر جب قریش نے دیکھا کہ اکثر مسلمان نجاشی کے ملک میں چلے گئے ہیں، جن پر ہمارا کچھ زور نہیں چل سکتا۔ اور جو معدودے چند باقی ہیں آپ ان کو بھی حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب و حضرت عمرابن الخطابؓ کے اسلام لانے کے ذرہ برابر بھی ایذا نہیں پہنچا سکے اور یوماً فیوماً مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے، تب انہوں نے جمع ہو کر یہ عہدو پیمان کیا کہ "کوئی شخص ہم میں سے بنو ہاشم و بنو عبدالمطلب سے خواہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں۔ نہ نکاح کرے اور نہ ان کے ساتھ بیٹھے اٹھے اور نہ ان کے ساتھ مجالست کرے اور نہ کوئی دنیاوی معاملہ کرے" اس پر سب لوگوں نے قسمیں کھائیں اور ایک محضر لکھ کر دستخط کر کے کعبہ میں رکھ دیا، اس جماعت میں بنو ہاشم میں سے صرف ابو لہب عبدالعزیٰ ابن عبدالمطلب شریک تھے، باقی سب ابو طالب کے ہمراہ تھے، تین برس تک یہی عہدو پیمان قائم رہا، بھائی سے بھائی چھوٹ گیا باپ بیٹے کے دیکھنے کا روادار نہ ہوتا۔ بیع وسزا کا معاملہ بند ہو گیا۔ مسلمانوں کو سخت تکلیف ہونے لگی۔

عہد نامہ کا اتلاف: آخر اہل قریش میں سے چند آدمی اس عہد کے توڑنے پر آمادہ ہو گئے منجملہ ان میں سے ایک (بنو حسل بن عامر بن لوی سے) ہشام بن عمرو بن الحرث تھے جنہوں نے نقض عہد میں بہت بڑی کوشش کی۔ ایک روز ان سے اور زہیر بن ابی امیہ بن المغیری، سے اثناء راہ میں ملاقات ہوئی (اس کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب اپنے بھائیوں کے کہنے سے مسلمان ہو گئی تھیں) ہشام نے زہیر سے نقض صحیفہ (عہد نامہ) کے بارے میں گفتگو کی، زہیر نے ہشام کی رائے سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد ہشام، مطعم بن عدی بن نوفل بن عبدمناف کے پاس گیا اور بنو ہاشم و بنو مطلب کی مجبوری کا حال کہہ کر اس کو بھی نقض عہد پر آمادہ کر لیا۔ اس کے بعد ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود کے یہاں گیا ان لوگوں نے بھی ہشام کی رائے سے اتفاق کیا اور نقض عہد پر تل گئے انہی معاملات کے دوران آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو یہ خبر دی کہ اس عہد نامہ کو باستثناء اسماء الٰہی کیڑوں نے کھالیا ہے۔ قریش کو یہ سن کر تعجب ہوا لیکن جب انہوں نے کعبہ کو کھول کر دیکھا تو عہد نامہ کو کیڑوں نے باستثناء اسماء الٰہی سے کھا لیا تھا۔ ان چاروں آدمیوں نے تو پہلے ہی عہد شکنی پر قسم کھا لی

Marfat.com

تھی۔ عہد نامہ کے ضائع ہو جانے سے اور لوگوں نے بھی عہد نامہ کی پابندی چھوڑ دی۔

حضرت خدیجہؓ اور ابو طالب کی وفات: ہجرت کے تین سال پہلے ام المومنین حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کا وصال ہو گیا۔ ان سے پینتیس یا پچپن روز کے بعد حضرت ابو طالب ۲ نے وفات پائی ان دونوں کے انتقال سے آنحضرتؐ کو سخت صدمہ ہوا۔ درحقیقت حضرت ابو طالب کی وجہ سے آپؐ کو کوئی ایذا نہ پہنچا سکتا تھا' ہر کام میں وہ آپؐ کی اعانت کرتے تھے۔ مخالفین کو آپؐ کی مخالفت سے روکتے تھے۔ اسی طرح ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے بھی آپ کو بے حد انس تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی تھی جب مشرکین مکہ آپ کو ایذائیں دیتے اور آپ مغموم وملول ہوتے تھے تو حضرت خدیجہؓ آپ کو تسلی و تشفی دیتی تھیں۔

طائف میں تبلیغ اسلام: الغرض ام المومنین حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابو طالب کے انتقال کے بعد اسفہاء مشرکین مکہ آنحضرتؐ کو زیادہ ایذا دینے اور تکلیف دہی پر آمادہ رہنے لگے۔ ایک روز آپؐ بغرض دعوت اسلام طائف کی طرف تشریف لے گئے' وہاں کے سرداران عبد یالیل بن عمر بن عمیر اور اس کے دونوں بھائیوں مسعود وحبیب کے پاس بیٹھ کر ان کو اسلام لانے کی دعوت دی اور اسلام و مسلمانوں کی مدد کرنے اور اس پر قائم رہنے کی استدعا فرمائی' لیکن ان تینوں آدمیوں نے نہایت سختی اور درشتی سے آپ کو جواب دیا۔

اہل طائف کی ایذاء رسانی: جب آنحضرتؐ ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے تو ان سے اس حال کے چھپانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ لیکن ان لوگوں نے آپؐ کا یہ کہنا بھی نہ مانا بلکہ کمینے اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ ان لوگوں نے ان کے پیچھے تالیاں بجائیں اور ڈھیلے مارنے شروع کیے۔ یہاں تک کہ آپ عتبہ و شیبہ' ربیعہ کے لڑکوںؓ کے باغ کی دیوار کی اوٹ میں بیٹھ گئے۔ اس طرح جب پیچھا کرنے والے لڑکے وعوام الناس لوٹ گئے اور آپؐ کو ان کے شوروغل سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو آپؐ نے سر مبارک آسمان کی جانب اٹھا کر یہ دعا فرمائی:"اے اللہ میں تجھ سے اپنی کمزوری کا' قلت تدبیر کا اور ذلت کا شکوہ کرتا ہوں۔ تو سب سے زیادہ مہربان اور کمزوروں کا پروردگار ہے اور میرا بھی تو ہی رب ہے۔ اے اللہ مجھے کس کے حوالہ کر رہا ہے' کیا ایسے حاسد کے جو مجھ سے ترش روئی سے پیش آئے یا ایسے دشمن کے جسے تو نے مجھ پر حاوی بنا دیا ہے۔

اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے کسی بات کی پروا نہیں لیکن تیری عافیت میرے لیے زیادہ گنجائش والی ہے۔ میں تیرے رخ اقدس کے نور سے جس کی تاریکیاں بھی کافور ہو جاتی ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت کی اصلاح موقوف ہے تیری ناراضگی اور غصہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ مجھ سے راضی ہو جا اور مجھے طاقت وقوت عطا فرما۔"

جب آنحضرتؐ طائف سے نا امید ہو کر واپس ہوئے تو شب کو ایک کھجور کے باغ میں ٹھہر گئے۔ نصف شب میں جس وقت آپ نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو چند جن اس طرف سے گزرے' انہوں نے اس مقام پر توقف کر کے قرآن شریف سنا اس کے بعد آنحضرتؐ مکہ میں داخل ہوئے' اہل مکہ بدستور آپؐ کی عداوت اور مذہب اسلام کی بیخ کنی پر تلے ہوئے تھے' رؤسا قریش میں سے کسی نے آپ کو اپنی ہمسائیگی میں نہ لیا۔ آخر کار مطعم ابن عدی کے پڑوس میں آپؐ ٹھہرے۔ طفیل بن عمرو الدوسیؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہ صرف خود ایمان لائے بلکہ اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا۔ ان میں سے بعض ایمان لائے آنحضرتؐ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

ایام حج میں دعوت اسلام: ان واقعات کے بعد آنحضرتؐ مشرکین مکہ کے ایمان لانے سے کسی قدر نا امید ہو گئے تو حج کے موقع پر جو لوگ اطراف وجوانب سے آتے تھے ان کے قیام کی جگہ تشریف لے جاتے۔ ان کو اسلام کی دعوت دیتے' قرآن پڑھ کر سناتے نیز اسلام اور مسلمانوں کی امداد کے لیے ان سے فرماتے تھے لیکن اہل قریش اس کام میں بھی مزاحمت کرتے اور آپ کی مذمت کرتے تھے۔ ابو لہب کو اس کام میں بطور خاص دلچسپی تھی وہ اپنے کل کاموں کو چھوڑ کر آپؐ کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ جن لوگوں کو آپؐ نے حج کے ایام میں دعوت اسلام دی' ان میں بنو عامر بن صعصعہ (مضر سے) اور بنو شیبان وبنو حنیفہ (ربیعہ سے) اور کندہ (قحطان سے) اور کلب (قضاعہ سے) وغیرہ قبائل عرب شامل تھے ان سے بعض بات سن کر سہولت سے جواب دیتے تھے اور بعض بچتے اور بعض ایذاء و تکلیف پر آمادہ ہو جاتے تھے اور بعض ۸ کہتے تھے کہ "ہم اس شرط پر ایمان لائیں گے کہ تم ہم کو ملک وحکومت دلاؤ۔" آنحضرتؐ جواب میں ارشاد فرماتے کہ "بھائی یہ کام اللہ جل شانہ کا ہے میں اس کا وعدہ نہیں کر سکتا۔"

بیعت عقبہ: جب حج کا زمانہ آیا تو پھر آپؐ ہر کس وناکس کے پاس حسب دستور

Marfat.com

تشریف لے جاتے اور ان کو دعوت اسلام دیتے تھے ایک روز جب کہ آپ عقبہ کے قریب رونق افروز تھے بنو خزرج کے حسب ذیل چھ آدمیوں سے ملاقات ہو گئی۔ (۱) ابو امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبیدبن ثعلبہ بن غنم بن مالک ابن النجار(۲) عوفؓ بن الحرث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم (یہی ابن عفراء ہیں) (۳) رافعؓ ابن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامربن زید بن مالک بن غضبہ بن جشم بن الخزوج (۴) قطبہؓ عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن علی بن علی بن اسد ابن مراد بن یزید بن جشم (۵) عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ (۶) جابر بن عبد اللہ بن نعمان بن سلمہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو دعوت اسلام دی قرآن پڑھ کر سنایا۔ چونکہ یہ لوگ یہود کے پڑوس میں رہتے تھے اس وجہ سے ان کے کان اس آواز سے آشنا تھے کہ عنقریب عرب میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے۔ یہ کفرو الحاد کی ظلمت مٹائے گا۔ پس جب ان لوگوں نے قرآن سنا اور توحید کی باتیں ان کے کانوں تک پہنچیں تو آپس میں ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔" واللہ یہ وہی نبی ہیں جس کا یہود تذکرہ کیا کرتے تھے' آؤ اس پر ایمان لائیں' ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے مومن ہو جائیں" اسی قدر باتیں آپس میں کر کے آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر عرض کیا ہم آپ کی رسالتؐ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپؐ پر ایمان لاتے ہیں' یہود سے اور ہم سے اکثر جھگڑا ہوا کرتا ہے' اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم ان کو اس کی دعوت دیں' جس کی دعوت آپؐ نے ہم کو دی ہے شاید اللہ جل شانہ' اس کے ذریعہ سے ہم میں اور ان میں اتفاق پیدا کر دے' پس اس وقت ہمیں آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہو گا۔"

یثرب میں اسلام: آنحضرتؐ نے ان کو نہایت مہربانی سے جواب دیا۔ وہ لوگ رخصت ہو کر جب مدینہ واپس آئے تو جہاں اور جس جلسہ میں بیٹھتے تھے اسلام ہی کا ذکر کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت آگئی کہ انصارؓ کا کوئی جلسہ اور کوئی مکان آنحضرتؐ کے تذکرہ سے خالی نہ رہا۔ یہاں تک کہ آیندہ سال مکہ میں انصارؓ کے بارہ بزرگ تشریف لائے ان میں سے پانچ اشخاص تو انہی چھ میں سے تھے جو گزشتہ سال ایمان لائے تھے۔

بیعت النساء: ان متذکرہ بزرگوں نے قریب عقبہ کے آنحضرتؐ کے دست مبارک پر

Marfat.com

اس امر کی بیعت فرمائی کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کریں گے' چوری اور زنا نہ کریں گے۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے اور نہ کسی پر تہمت لگائیں گے(اس بیعت کو بیعت النساء کہتے ہیں یہ جہاد فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھی) جب ان لوگوں کی واپسی کا وقت آیا۔ تو آنحضرتؐ نے ام کلثومؓ و مصعب بن عمیرؓ کو قرآن پڑھانے اور احکام شریعت کے سکھانے کے لیے ان کے ہمراہ کر دیا۔ابن ام کلثوم اور مصعب بن عمیر مدینہ پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے مکان پر اترے مصعب بن عمیرؓ مسلمانان مدینہ کے امام تھے اور ابن ام مکتومؓ ان کو قرآن پڑھاتے تھے۔ سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہؓ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

مدینہ میں اشاعت اسلام: ایک روز اتفاق سے سعد بن معاذ واسید بن الحضیر' اسعد بن زرارہؓ کے پاس آئے اور مسلمان ہو جانے سے اسعدؓ بن زرارہ کو نصیحت و ملامت کرنے لگے' لیکن اللہ جل شانہ' نے خود ان دونوں کو راہ اسلام کی ہدایت کی اور یہ مسلمان ہو گئے۔ چونکہ یہ بنو عبدالاشہل کے سردار تھے اس لیے ان کے مسلمان ہو جانے سے ایک ہی دن میں کل بنو عبدالاشہل چھوٹے بڑے عورت ومرد سب کے سب مسلمان ہو گئے' تھوڑے ہی دنوں میں مدینہ کا کوئی گھر ایسا نہ تھا' جس میں کوئی عورت یا مرد مسلمان نہ ہوگیا ہو۔ الابنو امیہ بن زید اور حطمہ اور دائل اور واقف (بطون اوس) بدستور اپنی قدیم حالت پر قائم رہے۔ یہ لوگ اعلیٰ مدینہ میں رہتے تھے۔ ان کے ایمان نہ لانے کا باعث ابو قیس صیفی بن الاصلت شاعر تھا یہ لوگ سب اس کے مطیع تھے لیکن غزوہ خندق کا وقت آیا کہ یہ سب لوگ بھی مسلمان ہوگئے۔

بیعت عقبہ ثانی: مصعبؓ ابن عمیر تقریباً" سال بھر مدینہ منورہ میں رہے اس اثناء میں انصار کا کثیر گروہ اسلام میں داخل ہو گیا اور جب حج کا زمانہ آیا تو مصعبؓ ابن عمیر مع ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے تھے' حج ادا کرنے کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے تو اس قافلہ میں ان کے ہمراہ وہ لوگ بھی تھے' جو ہنوز اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی تعداد ان لوگوں کی بہ نسبت بہت کم تھی جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ مسلمانان مدینہ نے مکہ پہنچ کر آنحضرتؐ کی زیارت کی اور آپؐ سے اوسط ایام تشریق میں عقبہ کے قریب ملنے کا وعدہ کیا۔ اس وعدہ کے ایفاء کی غرض سے اپنی قوم سے چھپ کر عقبہ کے قریب آئے ان کے ہمراہ عبداللہ بن عمرو بن صرام اور ابوجابرؓ اور چند لوگ بھی

Marfat.com

چلے آئے تھے۔

انصار کا عہدوپیان: چنانچہ اسی شب میں آنحضرتؐ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اور اسلام میں داخل ہوئے اور اس امر کا اقرار کیا کہ ہم ان سب چیزوں سے بچیں گے جن سے ہم اپنی عورتوں' اپنے بچوں اور اپنی عزت کو بچاتے ہیں' آپ ضرور اپنے اصحاب کبار کے ہمراہ ہمارے شہر میں آیئے' ہم آپ کے احباب واصحاب کے مددگار اور آپ کے مخالفین کے مخالف ہوں گے' اس جلسہ میں عباس ابن عبدالمطلبؓ بھی آنحضرتؐ کے ہمراہ آئے تھے۔ اگرچہ اس وقت تک وہ اپنے قومی مذہب پر قائم تھے۔ لیکن آں حضرتؐ کا ساتھ دینے اور آپؐ کی مدد کرنے کو محبوب وعزیز رکھتے تھے۔ اس بیعت میں سب سے پہلے براء بن معرور نے سبقت کی ان کے بعد اور لوگوںؓ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

بارہ نقیب: اس شب اسلام قبول کرنے والے اہل مدینہ میں سے سب تہتر (۷۳) مرد اور دو عورتیں تھیں۔ پھر آنحضرتؐ نے ان میں سے بارہ نقیب (حکام) منتخب فرمائے۔ جن میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اوس کے تھے۔ حضورؐ نے ان بارہ آدمیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم لوگ اپنی قوم کی تعلیم تعلم کے ذمہ دار ہو۔ جیسا کہ عیسیٰؑ ابن مریم کے حواری ذمہ دار تھے اور میں تم سب لوگوں کا ذمہ دار ہوں۔

ہجرت کا حکم: اس بیعت کے بعد مدینہ میں اسلام کا زیادہ زور ہو گیا اور اہل مدینہ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو ایک گونہ قوت حاصل ہو گئی۔ مشرکین مکہ اس واقعہ سے بہت برہم ہوئے انہوں نے ایک بار پھر سختی سے مسلمانوں کے ستانے پر عہدو پیان استوار کیا جس سے مسلمانوں کی تکلیف بڑھ گئی۔ اس وقت جو سب سے پہلے جہاد کی آیت اللہ جل شانہ نے نازل فرمائی یہ تھی "وقاتلو هم حتی لاتکون فتنته ویکون الدین کله لله ..." یعنی مسلمانو! مشرکوں سے لڑتے رہو' جب تک شرک ختم نہ ہو جائے اور اللہ کی توحید نہ پھیل جائے' اس کے بعد آں حضرتؐ نے بحکم الٰہی اپنے اصحابؓ کو مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کا ارشاد فرمایا۔

حضرت محمدؐ کے خلاف قریش کا منصوبہ: جب اہل قریش نے ان بزرگوں کے ہجرت کر جانے اور اہل مدینہ کے اسلام لانے سے یہ سمجھ لیا اور دیکھ لیا کہ یہ سب لوگ رفتہ رفتہ مدینہ چلے گئے اور حسب خواہش ان کے عنقریب محمدؐ بھی چلے جائیں گے۔ بعض یہ

کہتے تھے آں حضرتؐ کو ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دو اور بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ جلا وطن کر دو۔ لیکن ابو جہل کی یہ رائے ہوئی کہ نہ تو ان کو قید کرو اور نہ شہر بدر کرو بلکہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان منتخب کیا جائے اور وہ مل کر دفعتہ" آنحضرتؐ کو مار ڈالیں (عیاذاً" باللہ) اس صورت میں کسی فرد واحد پر قتل کا جرم نہ عائد ہو گا اور نہ بنو عبد مناف ان سب سے لڑ سکیں گے۔ زیادہ برایں نیست کہ خوں بہا دیدیا جائے گا۔

کاشانہ نبویؐ کا محاصرہ: حاضرین جلسہ نے اس رائے کو پسند کیا اور رات ہی سے اس امر کی انجام دہی پر مستعد ہو گئے آنحضرتؐ کا دروازہ و مکان گھیر لیا' اللہ جل شانہ نے بذریعہ وحی آنحضرتؐ کو مطلع فرما دیا۔ چنانچہ جناب موصوفؐ حسب حکم باری حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ کو اپنے بستر پر سلا کر خود مکان کے باہر آئے' اللہ جل شانہ نے دشمن کی آنکھوں پر اس وقت پردے ڈال دیئے' آنحضرتؐ نے یک مشت خاک پر سورہ یٰسین دم کی۔ اول آیات " فھم لا یبصرون" تک پڑھ کر ان کے سروں پر ڈال دی پھر آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مسکونہ مکان سے باہر تشریف لائے۔ بنو بکر بن عبد منات سے عبداللہ بن اریقط الدولی کو راہبری کی غرض سے اجرت پر مقرر کر لیا اور ان سے کہہ دیا کہ معروف راستہ چھوڑ کر غیر معروف راہ سے مدینہ لے چلیں ۔ اگرچہ عبداللہ بن اریقط کافر اور عاصی بن وائل کے حلیف تھے۔ لیکن ان دونوں بزرگوں نے ان پر اعتماد کر لیا تھا۔

غار ثور: الغرض آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مکان سے نکل کر رات ہی کو ایک غار میں چھپ کر بیٹھ رہے' جو اسفل مکہ جبل ثور میں تھا۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ روزانہ غار پر آتے اور اہل مکہ کے مشوروں اور حالات سے آگاہ کر جاتے تھے۔ عامرؓ بن فہیرہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام) ان کی بکریوں کو عبداللہ بن ابی بکرؓ کے پیچھے پیچھے نشان پا مٹانے کو چراتے ہوئے لاتے اور شب کو وہیں رہ جاتے تھے' اس غرض سے کہ بقدر حاجت دودھ وغیرہ آپؐ کو دے دیا جائے۔ اسماء بنت ابی بکر روزانہ مکہ سے کھانا لا کر کھلا جاتی تھیں۔ باوجود کمال احتیاط کے قریش بھی ڈھونڈتے ہوئے غار تک پہنچ گئے چونکہ غار کے منہ پر مکڑیوں نے پہلے ہی سے جالا تن رکھا تھا اس وجہ سے مطمئن ہو کر واپس آئے اور واپس آکر آنحضرتؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو گرفتار کر کے لانے والے کے لئے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کر دیا۔

Marfat.com

اسماء بنت ابی بکر ذات النطاقین: جب غار ثور میں تین روز آنحضرتؐ و ابو بکر صدیقؓ کو گزر گئے اور اہل قریش کا زور وشور تجسس کم ہو گیا تب عبداللہ بن اریقط (جن کو اجرت پر رہبری کے لیے مقرر کر لیا تھا) ان دونوں بزرگوں کے لیے سواری لے کر آئے جن میں ایک اونٹنی اپنے لیے بھی لائے اور اسماء بنت ابی بکرؓ سفرہ (ناشتہ یا زاد راہ از قسم طعام) پکا کر لائیں لیکن عجلت میں رسی لانا بھول آئیں' جس سے باندھ کر ناشتہ لٹکا دیا جاتا اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنا "نطاق" ۹ (کمر بند) پھاڑ کر ناشتہ باندھ کر لٹکا دیا اسی روز سے اسماء بنت ۱۰ ابی بکرؓ ذات النطاقین کے نام سے موسوم ہو گئیں۔

مدینہ کا سفر: آنحضرتؐ ایک ناقہ پر سوار ہوئے اور دوسرے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ اور ان کے پیچھے عامرؓ بن فہیرہ سوار ہوئے اور عبداللہ بن اریقط ایک تیسرے اونٹ پر سوار ہوا۔ شاہراہ معروف ومتعارف کو چھوڑ کر ایک غیر مشہور راستہ اختیار کر لیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے وقت روانگی اپنا کل مال (جو تخمیناً" چھ ہزار درہم کا تھا) اپنے ہمراہ لے لیا۔ اول شب سے دوسرے دن ظہر تک برابر سفر کرتے رہے' ظہر کے وقت ایک میدان میں تھوڑی دیر کے لیے قیام کیا۔ اسی اثناء میں سراقہ بن مالک بن جشم (جو اہل قریش سے آپؐ کے گرفتار کرنے کا وعدہ کر چکا تھا) آپہنچا آنحضرتؐ نے اس کے حق میں بد دعا کی اسی وقت اس کے گھوڑے کے چاروں پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ سراقہ مجبور ہو کر آں حضرتؐ سے امان کا خواستگار ہوا۔ آنحضرتؐ نے اس کو امان دی اور اس کے کہنے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حسب اجازت آں حضرتؐ اس کو امان نامہ لکھ کر دے دیا۔ سراقہ تو اس مقام سے واپس ہوا پھر جو جو آنحضرتؐ کے تعاقب میں اس کو ملتے جاتے تھے ان کو وہ واپس کرتا جاتا تھا اور عبداللہ اریقط آنحضرتؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہمراہ لیے ہوئے اسفل مکہ سے نکل کر ساحل کی طرف بڑھا اسفل عسفان سے گزرتا ہوا مج میں پہنچا۔ پھر وہاں سے اس کے اسفل کو طے کرتا ہوا قدید میں آیا پھر قدید سے نکل کر عرج ہوتے ہوئے عوالی مدینہ سے قبا میں داخل ہوا۔

اہل مدینہ کا استقبال: آنحضرتؐ مورخہ بارہ ربیع الاول' بروز پیر ۱۱ غروب آفتاب کے قریب مدینہ میں رونق افروز ہوئے تھے۔ اہل مدینہ تشریف آوری کی خبر سن کر بغرض استقبال آئے ہوئے تھے' لیکن آفتاب کے غروب ہوجانے کی وجہ سے اپنے اپنے مکان کو واپس ہو

Marfat.com

رہے تھے۔ اس اثناء میں آنحضرتؐ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ ایک کھجور کے باغ کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دیکھ کر اسی طرف دوڑ پڑے۔ آنحضرتؐ مدینہ میں پہنچ کر قبا میں سعدؓ بن خثیمہ کے مکان پر یا براویت بعض کلثومؓ بن الہدم کے یہاں رونق افروز ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سخ میں بنو الحرث بن خزرج میں حبیب بن اسافؓ بعض کے خیال میں خارجہ بن زیدؓ کے مکان پر مقیم ہوئے۔

حضرت علیؓ کی ہجرت: حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) نے آنحضرتؐ کی روانگی کے بعد آنحضرتؐ کی حسب ہدایت لوگوں کی امانتیں ان اصحاب کو پہنچا کر خود مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ پوری رات اور آدھا دن قریب دوپہر تک سفر کرتے تھے۔ دوپہر سے کسی محفوظ مقام میں روپوش ہو جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ چند دن بعد آں حضرت کے پاس قبا پہنچ گئے۔

ناقہ رسولؐ: آپؐ ناقہ پر سوار ہو کر چلے اور انصار (رضی اللہ عنہم) آپؐ کے آگے، پیچھے، داہنے بائیں چلے ہر شخص کے دل میں یہی آرہا تھا کہ کاش ناقہ ہمارے قبیلہ میں ہمارے ہی مکان پر بیٹھ جائے۔ ہر متنفس امید کی آنکھوں سے ناقہ کو دیکھ رہا تھا اور ناقہ آہستہ آہستہ چلا جارہا تھا۔ تاآنکہ ناقہ بنو بیاضہ کے محلہ میں پہنچا اور ان لوگوں نے ناقہ کی مہار پکڑنا چاہی۔ آپؐ نے فرمایا" اس کو چھوڑ دو بے شک یہ منجانب اللہ مامور ہے۔" یہاں تک کہ ناقہ بنو مالک بن النجار کے محلہ میں بیٹھ گیا جہاں اس وقت مسجد نبوی کا دروازہ ہے۔ اس کے مالک وہ دونوں دو لڑکے سہل و سہیل تھے جو معاذ بن عفراز کے رشتہ داروں میں سے تھے یہ کوئی آباد مقام نہیں بلکہ کچھ کھنڈر سا تھا البتہ کھجور کے درخت یا مشرکین کی قبریں اور مربد (چار پاؤں کے قید کرنے کا مکان) تھا۔ آپؐ ناقہ پر سے اترے۔ تھوڑی دیر کے بعد ناقہ اٹھا اور تھوڑی دور چل کر لوٹا اور اسی مقام پر آکر پھر بیٹھ گیا' جہاں پہلے بیٹھا تھا۔

مسجد نبوی کی تعمیر: آنحضرتؐ ناقہ سے اترے حضرت ابو ایوبؓ آپؐ کا اسباب اپنے گھر اٹھا لے گئے۔ چنانچہ آنحضرتؐ بھی انہی کے مکان پر مقیم ہوئے' اس زمین کو مالکان مربد وزمین نے آپؐ کو ہبہ کرنا چاہا لیکن آپؐ نے قبول نہ فرمایا اور اس کو بہ قیمت خرید فرما لیا۔ اس کے بعد آپؐ نے مشرکوں کی قبریں اور کھجور کے درختوں اور کھنڈروں کے صاف کرنے کا حکم دیا اور بہ نفس نفیس مسجد بنانے میں مصروف ہوئے انصار ومہاجرین بھی بنانے میں

شریک ہوئے مسجد کی دیواریں پتھروں کے ٹکڑوں اور کھنگل سے بنائی گئیں اور چھت کھجور کی لکڑی اور پتوں سے پاٹی گئی۔

میثاق مدینہ : اس کے بعد آپؐ نے یہود سے معاہدہ کیا اور ایک عہد نامہ لکھ کر دے دیا جس میں انصار و مہاجرین اور یہود کے حقوق کے شرائط تحریر کیے گئے تھے۔

اس مقام پر مضامین کی دلچسپی کے پیش نظر ہم اس عہد نامہ کو جس کو آپؐ نے انصار اور مہاجرین' نیز یہود کی موجودگی میں مرتب فرمایا تھا۔ سیرۃ ابن ہشام سے نقل کرتے ہیں۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ محمد رسولؐ کا قریشی یثربی مسلمانوں کے لیے اور ان کے ماتحتوں کے لیے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کے لیے ایک فرمان ہے کہ مسلمان دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر سب ایک قوم ہیں۔ قریشی مہاجر اپنی خوشحالی پر رہیں گے' آپس میں ایک دوسرے کی دیت دیں گے اور دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دیں گے اور مسلمانوں میں عدل سے کام لیا جائے گا' اسی طرح بنو عوف اپنی خوشحالی پر رہیں گے' آپس میں ایک دوسرے کی دیت دیں گے' ان میں عہد جاہلیت والی دیتیں قائم رہیں گی اور ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہو گا' بنوساعدہ بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی' اور ان میں کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہو گا۔ بنو جشم بھی اپنی خوش حالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہو گا۔ بنو النجار بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان میں ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہو گا۔ بنو بنیت بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گے اور ان میں ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہو گا اور بنوالاوس بھی اپنی خوشحالی پر رہیں گے اور ان میں عہد جاہلیت کی دیتیں برقرار رہیں گی اور ان میں کی ہر جماعت دستور کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ دے گی اور مسلمانوں میں انصاف ہو گا۔ اور مومن ان میں ایسی کشادگی نہ چھوڑیں گے جسے وہ براہ نیکی دیت میں دیں اور مومن کا آزاد کردہ مومن غلام اپنے آقا کے سوا دوسرے کا حلیف نہ ہو گا اور پرہیز گار مومنوں کو باغیوں پر اور طاقتوروں پر ترجیح دی جائے گی اور ان

Marfat.com

پر بھی جو ظلم یا فساد یا گناہ یا دشمن کی طرف مائل ہوں تو ان میں سے ہر ایک پر ہر طرح سے انہیں قدرت و اختیار حاصل ہو گا اگرچہ وہ ان سے کسی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو اور کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کے بدلہ قتل نہیں کرے گا اور نہ مسلمان کے مقابلہ میں کسی کافر کی مدد کی جائے گی یاد رکھو اللہ کی ذمہ داری ایک ہے۔ ادنیٰ مسلمان کی بھی کافر کے مقابلہ میں مدد کی جائے گی مسلمان دوسرے لوگوں کے علاوہ باہم دوست ہیں جو یہودی مسلمانوں کے ماتحت ہوں گے ان کی مدد کی جائے گی اور غیر مظلوم ہونے کی حالت میں انہیں تنبیہ کی جائے گی اور ان کے خلاف دوسروں کی مدد نہیں کی جائے گی اگر کسی نے کسی کو پناہ دے دی تو جہاد میں برابری کے ساتھ مسلمان مسلمان ہی کی اطاعت کرے گا اور لڑنے والے مجاہدین ایک دوسرے کے جانشین ہوں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے کیونکہ ان کا خون اللہ کی راہ میں گرا ہے اور متقی مومن بہترین اور انتہائی سیدھی راہ پر ہیں کوئی مشرک قریشی کے مال کو پناہ نہیں دے سکتا اور نہ اس کی جان کو اور نہ کسی مسلمان کے خلاف اس کی مدد کی جائے گی اگر کسی نے مسلمان کو دلیل کی رو سے ناحق قتل کر دیا تو اگر مقتول کے ولی راضی ہو جائیں تو اس سے فدیہ قبول کر لیا جائے گا اور تمام مسلمان اس سے بیزار ہوں گے اور سب کو اس کی مخالفت حلال ہے اور جو مسلمان اللہ پر' قرآن پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے کسی بدعتی کی مدد کرنی جائز نہیں اور اگر کسی نے اس کی مدد یا اعانت کی تو اس پر قیامت کے دن اللہ کا غصہ ہو گا اور اس کی توبہ بھی ناقابل قبول ہے اور فدیہ بھی اختلافات کی صورت میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ یہودی مومنوں کے ساتھ خرچ کریں گے جب تک وہ حربی ہیں۔ بنو عوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت ہیں یہودی اپنے دین پر ہیں اور مسلمان اپنے دین پر' مسلمان ان کے غلاموں کے اور جانوروں کے محافظ ہیں۔ لیکن جو ظلم یا گناہ کرے تو بجز اس کی ذات کے یا خاندان کے کوئی دوسرا نہیں پکڑا جائے گا نجاری یہودیوں کے وہی حقوق ہیں جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں' اسی طرح بنو الحارث کے یہودیوں کے' بنو ساعدہ کے یہودیوں کے' بنو جشم کے یہودیوں کے' بنو اوس کے یہودیوں کے اور بنو ثعلبہ کے یہودیوں کے وہی حقوق ہیں جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں مگر ظالم وخطا کار کو بجز اس کے نفس واہل بیت کے کسی اور کو ہلاک نہیں کیا جائے گا جفنہ ثعلبہ کا ان کی ذاتوں کی طرح ایک خاندان ہے اور بنو شطنہ کے حقوق بھی بنو عوف کے یہودیوں کے حقوق کی مانند ہیں۔ یاد رکھو نیکی' گناہ کی ضد اور ثعلبہ کے آزاد

Marfat.com

کروہ غلام ان کی ذاتوں کی طرح ہیں اور یہودیوں کے احباب انہی کی طرح ہیں ان میں سے اللہ کے رسولؐ کی اجازت کے بغیر کوئی نہ نکل سکے گا اور اپنے غالب مخالف سے کوئی شخص نہیں روکا جائے گا اور جس نے کسی کو قتل کیا اس نے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو قتل کیا۔ ہاں اگر مظلوم ہو تو اور بات ہے اور اللہ کی اس پر حجت ہے یہودیوں پر اپنا خرچہ ہے اور مسلمانوں پر اپنا۔ اور آپس میں اس کے خلاف باہمی مدد کرنے کا عہد ہے جو اس عہد والے سے لڑنا چاہے اور ان میں باہمی خیر خواہی اور پند و موعظت ہے اور نیکی گناہ کے خلاف ہے کوئی شخص اپنے حلیف پر زیادتی نہ کرے مظلوم کی مدد کی جائے گی جب تک مسلمان لڑتے رہیں گے ان کا خرچہ یہودیوں کے ذمہ ہو گا' اس عہد والوں کے لیے یثرب کا اندرونی حصہ حرام ہے۔ پڑوسی کو اپنی ذات کی طرح نہ نقصان پہنچایا جائے اور نہ اس کے گھر والوں کی اجازت کے بغیر اس کی حرمت میں خلل ڈالا جائے' اگر اس عہد والوں سے کوئی ایسا نیا کام سرزد ہو جس سے فساد کا ڈر ہو تو کتاب و سنت کی طرف رجوع کیا جائے اس عہد نامہ کی تقویٰ اور نیکی والی باتوں پر اللہ گواہ ہے۔اہل قریش کی اور ان کے مدد گاروں کی مدد نہیں کی جائے گی اور ان پر باہمی امداد کا عہد ہے جب کوئی یثرب پر غالب آنا چاہے اور اگر مسلمان کسی مصالحت و فیصلہ کے لیے بلائے جائیں تا' وگوں میں صلح کرادیں اور انہیں ملا دیں تو وہ ان میں صلح کرا کر ملاپ کرادیں۔ اور اگر یہودی صلح کرانے کے لیے بلائے جائیں تو ان پر بھی وہی ہے جو مسلمانوں پر ہے۔ یعنی ملاپ کرادیں' لیکن جو دین کے بارے میں جنگ کرے (اس میں صلح وملاپ نہیں) ہر شخص کے لیے وہی حصہ ہے جو اس کی طرف سے ہے' اوس 'یہودیوں' ان کے غلاموں اور ان کی جانوں کے عدل و انصاف سے وہی حقوق ہیں' جو اس عہد نامہ والوں کے ہیں۔ اس عہد نامہ کی سچی اور نیک باتوں پر اللہ گواہ ہے۔ اس عہد نامہ کے حکم میں ظالم وخطاکار داخل نہیں۔ مدینہ سے جو نکل گیا اسے امن ہے اور جو مدینہ میں بیٹھ گیا اسے بھی امن ہے مگر یہ کہ ظالم وخطا کار ہو۔ اللہ نیک اور متقی کا دوست ہے اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں۔

حضرت عائشہؓ کی مدینہ میں آمد: عبداللہ بن اریقط (جو آنحضرتؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ بغرض رہبری گئے تھے) نے مدینہ واپس ہو کر مکہ واپس آکر ان دونوں بزرگوں کے بخیریت مدینہ پہنچ جانے کی عبداللہؓ ابی بکر کو اطلاع دی اس خبر کے بعد عبداللہؓ بن ابی بکر مع اپنی بہن عائشہؓ اور ان کی ماں ام رومانؓ اور طلحہؓ بن عبداللہ کے مکہ سے ہجرت

Marfat.com

کر کے مدینہ پہنچے آنحضرتؐ نے ام المومنین "حضرت عائشہؓ کے ساتھ عقد کیا اور جنابہ موصوفہ سے ۲ھ میں ابو بکرؓ کے مکان پر خلوت ۱۲ فرمائی اس کے بعد آپؐ کے حکم سے ابو رافعؓ مکہ تشریف لے گئے اور آپ کی بی بی (ام المومنین) سودہ بنت زمعہؓ اور آپ کی لڑکیوں کو مدینہ لے آئے انہی دنوں روساء اہل قریش ابو احیحہ اور ولید بن المغیرہ اور عاصی بن وایل کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے کی اطلاع آنحضرتؐ کو ہوئی۔

مواخات (بھائی بندی): پھر آپؐ نے بہ الہام الٰہی مہاجرین وانصار میں (مواخات) بھائی بندی کرائی۔ اس طرح پر کہ حضرت جعفر بن ابی طالب (حبشہ میں تھے) وحضرت معاذ بن جبل میں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ وخارجہ بن زید میں اور عمر ابن الخطاب وعتبان بن مالک (بنو سالم میں۔ اور ابو عبیدہ بن الجراح وحضرت سعد بن معاذ میں اور عبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن الربیع میں اور زبیر بن العوام وسلمہ بن سلامہ بن وقش میں اور طلحہ بن عبید اللہ وکعب بن مالک میں اور عثمان بن عفان واوس بن ثابت (برادر حسان) میں اور سعید بن زید وابی بن کعب میں اور مصعب بن عمیر وابو ایوب میں اور ابو حذیفہ بن عتبہ و عباد بن بشر بن وقش عبدا شلی میں اور عمار بن یاسر وحذیفہ بن الیمان عبسی حلیف عبدالاشہل میں (بعض کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس ابن شماس میں) اور ابو ذر غفاری ومنذر بن عمرو ساعدی میں اور حاطب بن ابی بلعتہ (حلیف بنو اسد بن عبدعزی) دعویم بن ساعدہ (بنو عمرو بن عوف) میں اور سلمان فارسی وابوالدرداء عمیر بن بلعتہ (بنو الحرث بن الخزرج) میں اور بلال ابن حمامہ (موذن رسول اللہ وابو رویحہ خثعمیؓ میں رشتہ داریاں قائم کرائیں اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایک دوسرے کے قرابت دار بنائے گئے۔

زکوۃ واذان: جس وقت آنحضرتؐ کو مدینہ میں جمعیت واطمینان حاصل ہو گیا اور آپؐ کے پاس مہاجرین وانصار جمع ہوئے اور اسلام کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تو اس وقت زکوۃ فرض کی گئی۔ اور مقیم کی نماز ۱۳ میں دو رکعتیں بڑھائی گئیں جس سے چار رکعتیں پوری ہوئیں اس سے پیشتر دو ہی رکعتیں نماز مسافر ومقیم کے لیے تھیں۔

غزوہ ابواء ۲ھ: آں حضرت کی مدینہ تشریف آوری کے بعد صفر کے مہینہ میں آپؐ بحکم الٰہی جہاد پر کمربستہ ہو گئے تو دو سو اصحاب کو اپنے ہمراہ لے کر اور قریش وبنو ضمرہ پر حملہ کرنے کو نکلے۔ مدینہ میں سعد بن عبادہؓ کو اپنا نائب مقرر فرما گئے جس وقت آپ دوان وابواء

Marfat.com

میں پہنچے اہل قریش تو نہ ملے البتہ مخشی بن عمرو سردار بنو ضمرہ بن عبد منات بن کنانہ سے مڈ بھیڑ ہو گئی آپؐ نے اس سے اس کی قوم کی طرف سے عہد کرنے کے لیے فرمایا اس نے بموجب ارشاد والا آپؐ سے عہد و اقرار کیا اس کے بعد آپؐ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ لڑائی نہیں ہوئی۔ یہ پہلا غزوہ تھا جس میں حضورؐ بہ نفس نفیس شریک ہوئے تھے۔ یہ لڑائی غزوہ ودان دابواء کے نام سے موسوم ہے ودان دابواء مقام کا نام ہے' جہاں تک آپؐ اس مرتبہ پہنچے تھے۔ یہ دونوں مقامات ایک دوسرے سے ملے ہوئے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں اس غزوہ میں اسلامی جھنڈا حمزۃ ابن عبدالمطلبؓ کے ہاتھ میں تھا۔

غزوہ بواط: ایک بار پھر آپ کو الہام الٰہی ہوا کہ تقریباً" ڈھائی ہزار اہل قریش کا قافلہ جس میں امیہ بن خلف اور سو آدمی اہل قریش کے ہیں مکہ کی طرف جارہا ہے۔ لہٰذا آنحضرتؐ بحکم باری عزاسمہ اس قافلے کے روکنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لیے ماہ ربیع الثانی میں مدینہ سے نکلے اس مرتبہ مدینہ میں سائب عثمان بن مظعون کو قائم مقام حکمران بنایا۔ اگرچہ طبری نے لکھا ہے کہ سعد بن معاذ کو آپؐ نے اس غزوہ میں مدینہ کا قائم مقام حاکم مقرر فرمایا تھا۔ بہرکیف آپ مقام بواط تک پہنچ گئے آپ کے پہنچنے سے پہلے اہل قریش کا قافلہ نکل گیا تھا اس وجہ سے آپ جنگ کے بغیر مدینہ واپس آگئے۔

غزوہ عشیرہ: ماہ جمادی الاول میں پھر آپؐ اہل قریش سے جہاد کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ مدینہ میں ابو سلمہ بن عبدالاسد کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مدینہ سے آپؐ نکل کر عام راستہ کو ایک طرف چھوڑ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس راستہ کو بطن ینبع سے گزر کر ضحیرات یمام میں عشیرہ پر پایا اور وہاں پر بقیہ جمادی الاول اور چند راتیں جمادی الثانی تک مقیم رہے اس مرتبہ آپؐ نے بنو مدلج سے عہدو پیمان لیا اور بلا جنگ کیے ہوئے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

مدینہ پر شب خون: غزوہ عشیرہ کے بعد مدینہ میں آنحضرتؐ نے تقریباً" دس راتیں قیام فرمایا ہو گا کہ کرزبن جابر فہری نے مضافات مدینہ پر شب خون مارا اس خبر کے سنتے ہی آپؐ مدینہ سے اس کے تعاقب میں نکلے۔ یہاں تک کہ اطراف بدر (یعنی مقام سفوان) پہنچے چونکہ اس مقام پر آپؐ کے پہنچنے سے پہلے کرز بن جابر یہاں سے کوچ کر گیا تھا اس وجہ سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

Marfat.com

(مترجم) اس مرتبہ بروایت ابن ہشام مدینہ میں زید بن حارثہ کو قائم مقام مقرر فرمایا تھا واپسی کے بعد بقیہ ماہ جماوی الآخر و رجب و شعبان تک آپؐ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔

کرز بن جابر کا تعاقب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو آٹھ مہاجرین کے ہمراہ کرز بن جابر کے تعاقب میں روانہ فرمایا' جس وقت اس نے اطراف مدینہ پر شب خون مارا تھا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرار تک اس کا تعاقب فرمایا تھا لیکن اس کے نہ ملنے پر واپس آگئے۔

حضرت عبداللہؓ بن جحش اور فرمان نبویؐ: شب خون مارنے والے گروہ کے تعاقب سے واپسی کے بعد ماہ رجب میں عبداللہ بن جحشؓ بن ریاب اسدیؓ کی بسر گروہی میں آٹھ مہاجرین ابو حذیفہ بن عتبہ۔ عکاشہ بن محصن بن اسدی بن خزیمہ عتبہ بن غزوان بن منصور۔ سعد بن ابی وقاص۔ عامر بن ربیعہ و عنزی حلیف بنو عدی واقد بن عبداللہ بن زید منات بن تمیم۔ خالد بن البکیراز سعد بن لیث۔ سہیل بن بیضا فہریؓ کو روانہ فرمایا اور ایک خط لکھ کر عنایت فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ جب تک دو دن کا راستہ طے نہ کر لو' اس تحریر کو ہرگز نہ دیکھنا' دو دن کے راستہ طے کرنے کے بعد اس تحریر کو دیکھ کر جو کچھ اس میں لکھا ہو' اس پر عمل کرنا اور کسی اپنے ہمراہی کو بجبر واکراہ اپنے ہمراہ نہ لے جانا۔ پس جب حضرت عبداللہ بن جحشؓ دو دن کا راستہ طے کر چکے۔ حسب ارشاد رسول اللہ ﷺ اس تحریر کو دیکھا تو اس میں حسب ذیل مضمون پایا۔ "تم کو چاہیے کہ تم برابر چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ مکہ طائف کے مابین نخلہ میں پہنچ کر مقیم ہو اور قریش کے منتظر رہو اور ہم کو حالات سے مطلع کرتے رہو۔"

حضرت عبداللہ بن جحش کا نخلہ میں قیام: عبداللہ بن جحشؓ نے اس مضمون کو غور سے پڑھ کر بسرو چشم قبول کیا اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اے بھائیو مجھ کو آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا کہ دو روز کا راستہ طے کر کے اس تحریر کو دیکھنا اور کسی اپنے ہمراہی کو بجبر واکراہ اپنے ہمراہ نہ لے جانا۔ چنانچہ اب میں نے دو دن کا راستہ طے کر کے رسول اللہ ﷺ کی تحریر کو پڑھا۔ اب اس تحریر کے بموجب میں برابر سفر کرتا چلا جاؤں گا۔ یہاں تک کہ مابین مکہ وطائف نخلہ میں پہنچ جاؤں۔ پس جس شخص کو شہادت عزیز ہو' وہ میرے ساتھ آئے میں کسی کو بجبر واکراہ اپنے ہمراہ نہیں لے جانا چاہتا۔" حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے ہمراہیوں میں سے کسی نے جانے سے انکار نہیں کیا بلکہ بہ طیب خاطران کے ہمراہ چلے

Marfat.com

جارہے تھے۔ اتفاق سے اثناء راہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وعتبہ بن غزوانؓ کا اونٹ راستہ بھول کر کسی طرف چلا گیا جس کی تلاش میں یہ دونوں بزرگ اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو گئے اور بقیہ اصحاب نخلہ میں جا کر ٹھہر گئے۔

سریہ عبداللہ بن جحش: قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ اس طرف سے گزرا' جس میں تجارتی سامان تھا اور اس میں عمرو بن الحضرمی وعثمان بن عبداللہ بن المغیرہ اور اس کا بھائی نوفل اور حکم بن کیسان تھا۔ یہ واقعہ رجب کے آخری دن کا ہے۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کرنا شروع کیا۔ بعض کہنے لگے کہ شہرالحرام میں جنگ ممنوع ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ موقع مناسب ہے' حملہ کردو۔ بحث و تکرار کے بعد اسی آخر الذکر رائے پر سب نے اتفاق کیا۔ اقد بن عبداللہ نے عمرو بن الحضرمی کے ایک تیر مارا' جس سے وہ مرگیا' اس کے مرتے ہی قافلے والے پریشان ومضطرب ہو گئے۔ مسلمانوں نے پہنچ کر عثمان بن عبداللہ و حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا اور ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا' نوفل اور چند لوگ بھاگ گئے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہیوں نے پانچواں حصہ آنحضرتؐ کے لیے علیحدہ کر کے بقیہ جو کچھ تھا آپس میں تقسیم کر لیا۔

مال غنیمت کی تقسیم: اس واقعہ سے واپسی کے بعد آں حضرتؐ کو اطلاع ہوئی کہ شہر الحرام میں قتال کیا گیا۔ یہ سن کر آپؐ آزردہ خاطر ہوئے۔قیدیوں اور خمس (پانچواں حصہ) کو وحی آنے تک روک رکھا۔ اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہیوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اس وقت ان لوگوں کی تسکین خاطر کے لیے اللہ جل شانہ' نے یہ آیتہ نازل فرمائی۔"جو لوگ آپؐ سے حرمت والے مہینوں میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپؐ فرما دیجئے کہ ان میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔ اللہ کو نہ ماننا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے باشندوں کو جلا وطن کرنا اور شرک'قتل سے بھی بڑا گناہ ہے مشرک تم سے لڑتے رہیں گے جب تک تمہیں تمہارے دین سے نہ لوٹا دیں بشرطیکہ ان کے بس میں ہو۔"

عبداللہ بن جحشؓ اور ان کے ہمراہی اس آیت کو سن کر خوش ہو گئے اور آنحضرتؐ نے خمس لے لیا اور باقی مال غنیمت کو تقسیم کر دیا اور دونوں کو زر فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔عثمان بن عبداللہ تو رہا ہوتے ہی مکہ چلا گیا اور حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے اور حضرت سعدؓ وعتبہؓ

Marfat.com

بخیریت مدینہ واپس چلے آگئے۔ یہ پہلا مال غنیمت تھا' جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور یہ پہلا خمس بھی تھا جو مال غنیمت سے اسلام میں نکالا گیا اور عمرو بن حضرمی پہلا مقتول ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اسی سے جنگ بدر کبریٰ کی بنیاد پڑی۔(واللہ اعلم۔)

قبلہ کی تبدیلی: ہجرت مدینہ کے سترھویں مہینہ کے شروع میں بیت المقدس کے بجائے کعبہ کی طرف قبلہ تبدیل ہوا۔ آں حضرتؐ نے منبر پر چڑھ کر اس بارے میں خطبہ پڑھا اور دو رکعت نماز کعبہ کی طرف رخ کر کے ادا فرمائی۔ یہ روایت ابن حزم کی ہے لیکن بعض تحویل قبلہ ہجرت سے اٹھارہ مہینہ کے شروع میں بتلاتے ہیں۔ اس کے سوا اور کسی نے کچھ روایت نہیں کی۔

صوم رمضان: (مترجم) قبلہ کی تبدیلی شعبان کے نصف مہینہ میں ہوئی اس سے پیشتر آں حضرتؐ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آیہ تحویل قبلہ (یعنی قبلہ کی تبدیلی) نماز کی حالت میں نازل ہوئی تھی' جب کہ آپ دو رکعت پڑھ چکے' تیسری رکعت میں یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ صحابہؓ بھی آپ کے ساتھ پھر گئے تھے۔ واللہ اعلم۔ وہ آیت جس سے تحویل قبلہ ہوا تھا یہ ہے۔
"ہم آسمان کی طرف آپؐ کے چہرے کا بار بار پھرنا دیکھ رہے ہیں اس لیے آپؐ کو آپؐ کے پسندیدہ قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔ آپؐ مسجد حرام کی طرف منہ پھیر لیں۔ مسلمانو ! تم جہاں بھی ہو اسی کی طرف اپنے منہ پھیر لو" جب شعبان کا مہینہ گزرنے لگا تو صوم (روزہ) فرض کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ "رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے لیے راہنما ہے اور جس میں ہدایت کے مضبوط دلائل ہیں اور صحیح غلط میں فرق کرنے والا ہے۔ لہٰذا جو یہ مہینہ پائے اسے اس کے روزے رکھنے چاہئیں۔"

غزوہ بدر سنہ ۲ھ

جنگ بدر ۲ھ: ماہ رمضان کے شروع میں آں حضرتؐ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل قریش کا تجارتی مال واسباب سے بھرا ہوا قافلہ شام سے مکہ آرہا ہے۔ اس کے ساتھ تیس یا چالیس آدمی خاص اہل قریش کے ہیں' جن کا سردار ابو سفیان ہے اور اس کے ہمراہیوں میں عمرو بن العاص و مخرمتہ بن نوفل ہیں۔ آپؐ نے مسلمانان مہاجرینؓ وانصارؓ کو جمع کر کے اس قافلہ کی

Marfat.com

طرف پیش قدمی کرنے کا حکم صادر فرمایا' چونکہ آپ' کو جنگ کا خیال غالب نہ تھا' اس وجہ سے روانگی کے وقت کچھ زیادہ اہتمام نہ کیا۔ اتفاق سے یہ خبر رفتہ رفتہ ابو سفیان تک پہنچ گئی' اس نے مسلمانوں سے ڈر کر ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تمہارا قافلہ محمد ﷺ اور ان کے تابعین کی وجہ سے معرض زوال میں ہے' دوڑو اور اپنے قافلہ کو بچاؤ۔ آٹھ رمضان کے بعد جناب رسول ﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے' حضرت عمرو ابن ام مکتومؓ کو اپنے بجائے نماز پڑھانے کے لیے چھوڑ گئے' پھر مقام روحاء میں پہنچ کر ابولبابہؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے واپس کیا۔

مجاہدین کی روانگی: صحابہؓ کے ساتھ اس معرکہ میں صرف ستر اونٹ تھے' جس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ ساقہ پر قیس بن ابی صعصعہ بخاریؓ کو مقرر فرمایا ان کے ساتھ انصارؓ کا نشان تھا' جو حضرت سعدؓ بن معاذ لیے ہوئے تھے آنحضرتؐ مدینہ کے پشت سے نکل کر ذی الحلیفہ کی طرف گئے۔ صغیرات یمام تک پہنچ کر بیر روحاء کی طرف بڑھے۔ پھر عام و مفہور راستہ کو دائیں ہاتھ چھوڑ کر صفراء پہنچے۔ اس مقام پر پہنچنے سے پہلے آنحضرتؐ نے بسس بن عمیرو الجہنیؓ حلیف بنو ساعدہ اور عدیؓ بن ابی الزعباء الجہنی حلیف بنو نجار کو بدر کی طرف ابو سفیان کے تجسس حال کے لیے روانہ کر دیا اور خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ صفراء کے دائیں جانب سے وادی ذقران پہنچے اس مقام پر آپ کو مکہ سے قریش کے نکلنے کی اطلاع ہوئی۔

حضرت محمدؐ کا انصارؓ ماہرین سے مشورہ: آپؐ نے مہاجرینؓ و انصارؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا' پہلے مہاجرینؓ نے نہایت خوبصورتی سے بسرو چشم ہر حکم کے بجالانے کا اقرار کیا۔ اس کے بعد آپؐ نے انصارؓ کی طرف رخ کیا' ان میں سے حضرت سعدؓ بن معاذؓ نے نکل کر عرض کیا۔ "اے رسول ﷺ ہم نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ہے اگر آپؐ دریا میں جانے کو فرمائیں گے تو ہم اس میں بھی غوطہ لگائیں گے۔ آپ اللہ کے نام پر ہمارے ساتھ چلیے ہم ساتھ چھوڑنے والوں میں نہیں ہیں۔" آنحضرتؐ یہ سن کر خوش ہو گئے اور یہ ارشاد فرمایا" کہ تم لوگوں کو بشارت ہو اللہ جل شانہ نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔"

اسلم و عریض کی گرفتاری: اس کے بعد وادی ذقران سے روانہ ہوئے بدر کے قریب

Marfat.com

پہنچ کر حضرت علیؓ بن ابی طالب و حضرت زبیرؓ و حضرت سعدؓ کو چند آدمیوں کے ہمراہ تجسس احوال کی غرض سے روانہ کیا۔ اتفاق سے اہل قریش کے دو کم سن لڑکے ان لوگوں کے ہاتھ آ گئے۔ یہ لوگ ان کو پکڑ لائے آنحضرتؐ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ استفسار پر ان لڑکوں نے ظاہر کیا کہ ہم اہل قریش کے سقے' (پانی بھرنے والے) ہیں۔ ان لوگوں نے ان کے کہنے کو سچ نہ جان کر مارنا شروع کیا اس امید سے کہ شاید مار پیٹ کے خوف سے ابوسفیان کے حالات بتلا دیں دو چار ہاتھ مار کھانے کے بعد ان دونوں نے کہنا شروع کیا۔ ہم اہل قریش کے قافلہ والوں میں سے ہیں۔ اس اثناء میں آنحضرتؐ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کو مارنے سے منع فرمایا اور لڑکوں سے ارشاد فرمایا تم مجھ سے سچ بتلا دو کہ اہل قریش کہاں ہیں؟ لڑکوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلہ کے اس طرف ہیں ایک روز دس اونٹ اور دوسرے روز نو اونٹ ذبح کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کی تعداد ہزار اور نوسو کے درمیان ہے۔

ابو جہل کا جنگ پر اصرار: بنوعدی پہلے ہی سے اہل مکہ کے ساتھ نہیں گئے تھے' اس وجہ سے واقعہ بدر میں نہ کوئی زہری قریش تھا اور نہ کوئی عدوی قریش تھا۔ قریش سے پہلے آنحضرتؐ نے بدر پہنچ کر ایک چھوٹے سے کنوئیں پر قیام فرمایا۔ حباب بن المنذر بن عمرو بن الجموحؓ نے عرض کیا "اللہ جل شانہ نے ایسی منزل پر پہنچا دیا اگر لڑائی کا قصد ہے تو ہرگز اس مقام کو نہ چھوڑیئے' ہم آپ کے لیے کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے ایک مکان بنائے دیتے ہیں اور ایک حوض کھود کر پانی بھرے لیتے ہیں تاکہ دوران جنگ پانی کھینچنے اور لانے سے بے فکر رہیں۔" آپ نے یہ تجویز پسند فرمائی۔ اصحاب نے تھوڑی دیر میں ایک حوض کھود کر پانی سے بھر لیا اور مشکیزوں کو بھی پر کر کے پورے کنوئیں پر قبضہ کر لیا۔ جب قریش کا گروہ آیا اور بدر کے قریب ٹھہرا تو انہوں نے عمرو بن وہب جمی کو مسلمانوں کو دیکھنے اور ان کو شمار کرنے کے لیے بھیجا۔ عمیر بن وہب لشکر اسلام کے ارد گرد پھر کر واپس گیا اور مشرکین مکہ سے بیان کیا کہ اصحاب محمد ﷺ تین سو دس یا کچھ کم وبیش ہیں' ان کے منجملہ دو شخص (زبیرؓ و مقدادؓ) سواروں میں ہیں۔ حکیم بن حزام و عتبہ بن ربیعہ نے مسلمانوں کو قلیل المقدار اور حقیر سمجھ کر مع قریش کے بلا جنگ لوٹنے کا قصد کیا لیکن ابو جہل نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ مشرکین مکہ نے ابو جہل کی موافقت کی' دونوں گروہ آمادہ جنگ ہو گئے۔

فتح کی بشارت: آنحضرتؐ لشکر اسلام کی صفیں درست و مرتب کر کے اپنی قیام گاہ پر صرف حضرت ابو بکرؓ کو اپنے ہمراہ لے کر واپس ہوئے اور اللہ جل شانہ سے دعا کرنے لگے۔ "اللہ اگر مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ختم کر دے گا تو دنیا میں کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ اے اللہ اپنا وعدہ پورا فرما۔" حضرت ابو بکرؓ آمین ثم آمین کہتے جاتے اور کسی وقت انہی کلمات کو دوہرا دیتے تھے اور حضرت سعد بن معاذؓ مکان کے دروازے پر انصار کے دو چار نوجوانوں کو لیے ہوئے حفاظت کر رہے تھے۔ آنحضرتؐ دعا مانگتے مانگتے تھوڑی دیر کے لیے خاموش سے ہو گئے' پھر دفعتہ" چونک کر فرمایا" ابو بکرؓ خوش ہو جاؤ اللہ کی مدد آ گئی" اس کے بعد آپ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو لڑائی کی ترغیب دی اور ایک مٹھی کنکری اٹھا کر شاہت الوجوہ پڑھ کر مشرکین کے منہ پر ماری۔ مشرکین کے گروہ سے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور ولید ابن عتبہ نکل کر میدان میں آئے اور للکار کر اپنے مقابل لڑنے والے کو طلب کیا۔ اس طرف سے عبیدۃ بن الحرث وحمزہ بن عبدالمطلب و علیؓ بن ابی طالب نکلے حضرت حمزہؓ نے اپنے مقابل شیبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو ایک ہی وار سے قتل کر دیا' لیکن عتبہ نے حضرت عبیدہؓ پر وار کیا' جس سے ان کے پاؤں کٹ گئے۔ اتنے میں حضرت حمزہؓ و علیؓ عتبہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو بھی قتل کر ڈالا۔ میدان جنگ میں ان بزرگوں کے نکلنے سے پہلے نوجوانان انصار عوف و معوذپسران عفراء اور عبداللہ بن رواحہ لڑنے آئے تھے لیکن غیر قوم ہونے کی وجہ سے عتبہ و شیبہ وولید نے ان لوگوں سے لڑنے سے انکار کیا' تب حضرت عبیدہؓ وحضرت حمزہؓ وحضرت علیؓ آئے تھے اس کے بعد قوم نے مجموعی حالت سے حملہ کیا مشرکین کو شکست ہوئی۔

مجاہدین کی مدینہ کو واپسی: لڑائی ختم ہونے کے بعد آں حضرت نے مشرکین مکہ کو ایک کنوئیں میں ڈال کر مٹی ڈلوادی۔ اور شہداء صحابہؓ کو علیحدہ دفن کرا دیا۔ مال غنیمت کو عبد بن کعب بن مبذول بن عمروابن غنم بن مازن بن بخار کے سپرد کر دیا پھر بوقت مراجعت جس وقت صفراء میں پہنچے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اسی طرح مال غنیمت کو تقسیم فرمایا اور نضر بن الحارث بن کلدہ (از بنو عبدالدار) کی گردن مارنے کا حکم دیا' پھر یہاں سے روانہ ہو کر عراق انطبیہ میں پہنچے' اس مقام پر عتبہ بن ابی معیط ابن ابی عمرو بن امیہ کی گردن ماری گئی' یہ دونوں بھی قیدیان بدر کے ساتھ قید ہو کر آئے اور آنحضرتؐ سے نہایت دشمنی

Marfat.com

رکھتے تھے۔الغرض آنحضرتؐ اور صحابیؓ مع قیدیوں ومال غنیمت کے منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے جب کہ رمضان کے ختم ہونے کے لیے آٹھ دن باقی تھے۔

غزوہ کدر: واقعہ بدر سے واپسی کے بعد آنحضرتؐ تک یہ خبر پہنچی کہ غطفان اسلام کی مخالفت میں کدر پر جمع ہو رہے ہیں۔ اس وجہ سے واپسی کی سات راتوں کے بعد مدینہ سے جنگ کے قصد سے بنو سلیم کی طرف روانہ ہوئے' مدینہ میں اپنے بجائے سباغ بن عرفطہؓ غفاری یا ابن ام مکتومؓ کو مقرر فرما گئے۔ اس سے پہلے کہ آپؐ کدر تک پہنچیں دشمنان اسلام آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر منتشر ہو گئے'تین روز تک آپؐ وہیں رہ کر بلا جنگ واپس آگئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپؐ نے یہاں سے ایک سریہ روانہ کیا تھا' جس میں غالب بن عبداللہ لیثی کو سردار بنایا تھا چنانچہ یہ بنو غطفان وسلیم سے مقابل ہوئے اور مال غنیمت لے کر واپس ہوئے ماہ ذی الحجہ تک آپ مدینہ میں مقیم رہے۔اس دوران بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا۔

غزوہ سویق: جس وقت بدنصیب اور نقصان اٹھانے والے مشرکین مکہ کچھ لوگوں کو بدر میں پیوند زمین کر کے اور کچھ کو مسلمانوں کی قید میں چھوڑ کر واپس ہو رہے تھے۔ اس وقت ابو سفیان نے یہ نذر کی تھی یا قسم کھائی تھی کہ میں مدینہ پر حملہ ضرور کروں گا اس وجہ سے ماہ ذی الحجہ میں دو سو سواروں کی جمعیت سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ شب کے وقت بنو نضیر میں پہنچا اور چھپ کر حیی ابن اخطب کے پاس گیا۔سلام بن مشکم سے ملا اور اس سے آں حضرتؐ اور مسلمانوں کا حال دریافت کر کے واپس ہوا۔ اتفاق سے اطراف مدینہ میں ایک کھجور کے باغ میں دو شخصوں کو' جو اپنی کاشت کاری کے کاموں میں مصروف تھے' قتل کر کے واپس ہوا۔ آنحضرتؐ نیز مسلمانان مدینہ کو ابو سفیان کا یہ فعل شاق گزرا' آپؐ نے مدینہ میں ابو لبابہ بن عبدمنذر کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے کدر تک ابو سفیان کا تعاقب کیا چونکہ ابو سفیان اور مشرکین مکہ لشکر اسلام کے پہنچنے سے پہلے ہی اس مقام سے روانہ ہو گئے تھے اور روانگی کے وقت اپنے زادراہ سے سویق (ستو) کو چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے اس کو غنیمت جان کر لے لیا اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق رکھا گیا۔

غزوہ بحران: غزوہ سویق سے واپس آکر ذی الحجہ کے باقی ایام آپؐ نے مدینہ میں بسر کیے۔ ماہ محرم سنہ ۳ ھ میں پھر غطفان پر چڑھائی کی اس مرتبہ مدینہ میں عثمان ابن عفانؓ کو اپنا

Marfat.com

نائب مقرر فرما گئے تھے ماہ صفر تک نجد میں ٹھہرے رہے' جب مشرکین میں سے کوئی شخص برسر مقابلہ نہ آیا تب آپؐ بلا جنگ مدینہ واپس آ گئے پھر اواخر ماہ ربیع الاول میں بخیال قریش مدینہ سے روانہ ہوئے' ابن مکتومؓ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ بحران (معدان حجاز) تک بڑھ گئے۔ جمادی الثانی تک وہیں مقیم رہے لیکن کفار قریش میں سے کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ اس وجہ سے اس مرتبہ بھی بلا جنگ وجدال واپس تشریف لائے۔

کعب بن اشرف کی فتنہ انگیزیاں: کعب ابن اشرف طے کا ایک یہودی تھا اس کی ماں یہودہ بنو نضیر سے تھی' جس وقت آپؐ مدینہ میں تشریف لائے تھے' اسی وقت سے اس کو ایک ذاتی خصومت تھی لیکن واقعہ بدر کے بعد یہ آنحضرتؐ کے تصور ذکر سے اور زیادہ جلنے لگا۔ چنانچہ زید بن حارثہؓ (عبداللہ بن رواحہؓ) جب مدینہ میں فتح بدر کی خوشخبری لے کر آئے اور اس نے بھی سنا تو بے ساختہ یہ کہہ اٹھا" تف ہو تم پر کیا یہ بات سچی ہے قریش تو عرب کے شرفاء اور عوام کے بادشاہ تھے اگر انہیں محمدؐ نے ختم کر دیا ہے تو پھر زندگی سے موت بہتر ہے" جب اس کو اس واقعہ کا یقین ہو گیا تو وہ مکہ چلا آیا اور مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے پاس جا کر اترا اور لوگوں کو آنحضرتؐ کی مخالفت پر ابھارنے لگا۔ اشعار پڑھتا اور مقتولین مشرکین بدر پر روتا تھا۔ چند دنوں کے بعد مدینہ لوٹ آیا پہلے عاتکہ بنت اسید کی نسبت عشقیہ مضامین لکھے۔ بعد ازاں مسلمانوں کی عورتوں کا اپنی غزلیات قصیدوں میں ذکر کرتا اور ان کے ساتھ تشبیب کرنے لگا۔

کعب بن اشرف کا قتل: آں حضرتؐ کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا آپؐ نے فرمایا" کون شخص ہے جو کعب ابن اشرف کو مارے گا۔" محمد بن مسلمہ وملکان بن سلامہ بن وقش نے عرض کیا ہم لوگ اس کو ماریں گے۔ آپؐ نے ان لوگوں کو اجازت دی اور ان کے حق میں دعائے خیر کی۔ ان میں سے ملکان بن سلامہ پہلے اس کے پاس گئے۔ اور بہ اجازت آنحضرتؐ آپؐ سے انحراف بیزاری ظاہر کر کے اپنی تنگی معیشت کی شکایت کی اور یہ کہا کہ " تم ہم کو اور ہمارے ساتھیوں کو کھلاؤ اور ان کے ہاتھ غلہ، کھانا فروخت کرو۔ تمہارے اطمینان کے لیے بعوض اس کے تا ادائے قیمت ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن کیے دیتے ہیں" کعب ابن اشرف اس امر پر راضی ہو گیا۔ ملکان بن سلامہ نے کہا " کیا اچھا ہوتا کہ چاندنی رات ہے تم ہمارے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے اور تمہارے مکان سے باہر اس ٹیلہ

Marfat.com

پر ہمارے اور احباب ہیں ان سے بھی باتیں کر لیتے" کعب بن اشرف یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا' اپنے مکان سے کچھ زیادہ دور نہ گیا ہو گا کہ محمد بن مسلمہ وغیرہ بھی آملے۔ آپس میں ادھر ادھر کی باتیں کرتے جا رہے تھے اور کعب بن اشرف مسلمانوں کی ہجو اور ان کے تذکرے عشق وحسن کے کرتا جا رہا تھا۔ اس اثناء میں محمد بن مسلمہ نے موقع دیکھ کر ایک وار کر دیا' ان کے ہاتھ کے چھوڑتے ہی اور لوگوں نے بھی تلواریں چلائیں۔ کعب ابن اشرف ایک چیخ مار کر مر گیا۔ اس کے ارد گرد کے اہل حصون نے سنتے ہی آگ روشن کر دی لیکن یہ لوگ دوسرے راستہ سے بچ کر نکل آئے۔

یہود کا مدینہ میں خوف وہراس: تھوڑی دور چل کر حرث عریض کے انتظار میں ٹھہرے جب یہ آگئے تو پچھلی شب میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے ان لوگوں نے کعب بن اشرف کے مارے جانے کی اطلاع دی۔ کعب کو مارتے وقت حرث آپس ہی کی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے' اسی وجہ سے وہ تیزی سے چل نہ سکتے تھے اور ان کے ساتھی ان کا انتظار کرتے ہوئے چل رہے تھے' آنحضرتؐ نے ان کے زخم پر اپنا لب لگا دیا' جس سے بحکم الٰہی وہ اچھا ہو گیا۔ یہودیوں پر اس واقعہ سے خوف طاری ہو گیا ہر یہودی مسلمان سے ہارنے لگا آپ نے بھی بالہام الٰہی یہودیوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اسی زمانہ میں حویصہ بن مسعود مسلمان ہو گئے۔اور ان سے پہلے ان کے بھائی محیصہ بعض یہودیوں کے قتل کی وجہ سے اسلام لا چکے تھے۔

یہودیوں کی عہد شکنی: بدر میں فتح یابی کے بعد وہاں سے واپسی پر ایک روز آنحضرتؐ بنو قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور ان کو انہی کی کتابوں سے سمجھانے لگے اثناء وعظ میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنی بے دینی اور تمرد سے باز نہ آؤ گے تو اللہ جل شانہ کا تم پر اس طرح غضب نازل ہو گا جیسا کہ قریش پر بدر میں نازل ہوا اور ٹھیک اسی طرح تم لوگ بھی ذلیل وخوار ہو گے' جیسا کہ وہ لوگ ہوئے" یہود قینقاع یہ سن کر برہم ہو گئے اور کہنے لگے " تم اس غرہ میں نہ رہنا' تمہارا ایسی قوم سے مقابلہ ہوا تھا جو لڑائی سے واقف ہی نہ تھی' اس وجہ سے تم کو جو ملنا تھا وہ مل گیا (یعنی فتح ہوئی) واللہ اگر تم ہم کو آزماؤ گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ مرد ہیں" یہود بنو قینقاع کو اس جواب پر تسکین نہیں ہوئی بلکہ بوجہ شامت اعمال نہایت درشتی سے آپؐ کو انہوں نے واپس کیا اور

Marfat.com

اس صلح نامہ سے۔ منحرف ہو گئے جو آنحضرتؐ نے ہجرت مکہ کے بعد مدینہ میں دو کے وقت تحریر فرمایا تھا۔

غزوہ بنو قینقاع: بعض غزوہ بنو قینقاع کا سبب یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو کسی مظلمہ کی وجہ سے ان کے بازار میں قتل کیا چونکہ یہود ازراہ حسد واقعہ بدر سے گھبرائے ہوئے تھے' اس غریب مسلمان پر ٹوٹ پڑے اور عہد شکنی کی۔ الغرض جب آیہ نازل ہوئی تو آں حضرتؐ نے ان پر حملہ کی تیاری کی مدینہ میں بشیر بن عبدالمنذرؓ اور بروایت بعض ابو لبابہ کو بجائے اپنے مقرر فرما کر بنو قینقاع کی طرف بڑھے۔ بنو قینقاع مضافات مدینہ میں رہتے تھے' ان کے نہ تو باغات تھے اور نہ کاشت کاری تھی بلکہ یہ لوگ عام طور سے تجارت وحرفت پیشہ تھے' ان میں سات سو آدمی لڑنے والے تھے' جن میں سے تین سو آدمی زرہ پوش تھے۔ یہ سب عبداللہ بن سلامؓ کی قوم کے تھے پندرہ روز تک آپ نے ان کو بلا جنگ محاصرہ میں رکھا سولھویں روز آپ کے حکم سے اصحابؓ بنوقینقاع میں داخل ہوئے اور ان کی مشکیں باندھ کر قتل کرنے کو لائے۔

بنو قینقاع کی جلا وطنی: عبداللہ بن ابی ابن سلول نے ان کی سفارش کی اور آنحضرتؐ سے انتہائی منت سماجت کی ان کی جان بخشی کرالی۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کے کہنے سے قتل تو نہ کیا لیکن اسباب وہتھیار لے کر جلا وطنی کا حکم دے دیا چنانچہ عبادۃ ابن الصامتؓ نے ان کو خیبر تک نکال دیا اور آنحضرتؐ مال غنیمت لے کر مدینہ واپس آئے یہ پہلا خمس ہے' جس کو آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے لیا۔ اس کے بعد عیدالاضحیٰ کا دن آیا' آپؐ نے اپنے اصحابؓ کو ہمراہ لے کر صحرا میں جا کر نماز ادا فرمائی اور دست مبارک سے دو بکریاں قربانی فرمائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ پہلی قربانی کی تھی۔ واللہ اعلم۔

سریہ زید بن حارثؓ: واقعہ بدر کے بعد سے قریش پر مسلمانوں کا خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا کہ وہ ان کی چھیڑ چھاڑ کے خوف سے عام راستہ پر چلنا گوارا نہ کرتے تھے۔ اگرچہ تجارت کی وجہ سے سفر کرنا ان کے لیے ضروری تھا۔ لیکن مجبوراً ان لوگوں نے شام کا راستہ چھوڑ کر عراق کا راستہ اختیار کیا۔ راستہ نہ جاننے کی وجہ سے فرات بن حیان کو (قبیلہ بکر بن وائل سے) رہبری کے لیے اجرت پر مقرر کیا۔ اس کے بعد تاجروں کا ایک

Marfat.com

قافلہ مکہ سے عراق ہوتا ہوا موسم سرما میں روانہ ہوا' جس میں ابو سفیان بن حرب وصفوان بن امیہ بھی تھے۔ جب آنحضرتؐ کو اس قافلہ کی روانگی اور اس کے مال واسباب کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے زید بن حارثہ کو چند صحابیوںؓ کے ہمراہ روانہ کیا۔ زید بن حارثہؓ نے نہایت تیزی وعجلت سے شبانہ روز سفر کر کے قافلہ قریش سے مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ ابو سفیان وصفوان اور اس کے ہمراہی بھاگ گئے۔ صرف فرات بن حسان عجلی گرفتار ہو سکے وہ بھی مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے اس واقعہ میں مال غنیمت کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اس مال غنیمت سے جو خمس نکالا گیا تھا اس کی تعداد بیس ہزار تھی۔

جنگ احد کے لئے قریش مکہ کی تیاریاں: سابقہ واقعات اور معرکہ بدر کے بعد اہل قریش کو آنحضرتؐ کی مخالفت کا خیال ترقی پذیر ہو گیا اہل قافلہ سے مالی امداد کے خواست گار ہوئے' جب قابل اطمینان وبقدر کفایت مال جمع ہو گیا تب اہل قریش اپنے حلیفوں اور دوستوں کے ساتھ شوال ۳ ھ میں آں حضرت ﷺ سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے۔ چوتھی شوال کو مدینہ کے مقابل ایک وادی کے کنارے احد کے قریب مقام ذوالحلیفہ (بطن سنجر) میں آکر پڑاؤ ڈالا۔ تین ہزار کی ان کی جمعیت تھی۔ سات سوان میں زرہ پوش جنگ آزمودہ لوگ تھے ان کے علاوہ دو سو گھوڑے تھے۔ اس لشکر کا سپہ سالار ابو سفیان تھا ان لوگوں کے ساتھ پندرہ عورتیں بھی دف لیے ہوئے تھیں' جو مقتولین بدر پر روتی اور ان کو لڑائی پر ابھارتی اور غیرت دلاتی تھیں۔

طریقہ جنگ کے بارے میں صحابہ میں اختلاف رائے: ان حالات کی اطلاع جب آنحضرتؐ کو ہوئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کی قلعہ بندی کر لو اور باہر کوئی نہ نکلے۔ اس صورت میں اگر مشرکین مکہ ہم پر حملہ کریں گے تو ہم ان سے لڑیں گے ورنہ خیر۔ اس رائے پر عبداللہ بن ابی بن سلول نے بھی اپنی پر زور تائید کی۔ لیکن ان چند صحابیوںؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور جنگ کے لیے پیش قدمی پر بمنت وزاری آں حضرت ﷺ کو آمادہ کیا۔ جو اس واقعہ میں شہید ہوئے علاوہ ان کے اس میں وہ لوگ بھی شریک تھے جو بدر میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ آنحضرتؐ ان لوگوں کے اصرار پر اندر تشریف لے گئے اور مسلح ہو کر بکراہت باہر آئے۔ اس وقت ان لوگوں نے اپنے اصرار کو خلاف مرضی سمجھ کر عرض کیا" اے رسول ﷺ اگر آپ کی رائے ہو تو بیٹھ جائیے" یعنی باہر

Marfat.com

نکل کر لڑائی نہ کیجئے۔ آپؐ نے جواب دیا کہ "کسی نبی کو جائز نہیں ہے جب کہ وہ مسلح ہو جائے' کہ قبل لڑائی کے وہ اپنے ہتھیار کو رکھے یا بلا جنگ کیے ہوئے واپس آئے۔"

مجاہدین کی روانگی: ایک ہزار صحابیوںؓ کو لے کر آپؐ مدینہ سے نکلے اور ابن ام مکتومؓ کو بقیہ مسلمانان مدینہ کے نماز پڑھانے کے لیے چھوڑ گئے۔ جس وقت آپؐ مدینہ واحد کے وسط میں پہنچے عبداللہ بن ابی ایک ثلث آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر آپؐ سے اس وجہ سے علیحدہ ہو گیا کیونکہ یہ جنگ اس کی مرضی کے خلاف تھی اور مدینہ سے نکل کر مقابلہ کی تیاری کی گئی تھی۔ آنحضرتؐ حرہ بنو حارثہ ہوتے ہوئے احد کی ایک گھاٹی میں جا اترے۔ آپؐ کے ہمراہ سات سو آدمیوں کا گروہ تھا۔ جس میں پچاس سوار اور پچاس تیر انداز تھے۔ آپؐ نے بنو عمرو بن عوف سے عبداللہ بن جبیرؓ برادر خوات بن جبیرؓ کو تیر اندازوں کا سردار مقرر کر کے لشکر کے پیچھے جبل احد پر بٹھا دیا تا کہ مشرکین مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ نہ کر سکیں اور لواء مظفر کو مصعب بن عمیرؓ (بنو عبدالدار) کے سپرد فرمایا۔

جنگ: قریش کے سواران میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابو جہل مامور تھے۔ آپؐ نے اپنی سیف ابو دجانہ سماک بن خرشہ ساعدیؓ کو مرحمت فرمائی' یہ بہت بڑے شجاع اور جوانمرد نیز فنون جنگ کے بخوبی ماہر تھے۔ قریش کے ہمراہ اس لڑائی میں ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان (حنظلہؓ غسیل ملائکہ) کا باپ طلیعہ میں تھا۔ یہ ایام جاہلیت میں راہب ہو گیا تھا' جب اسلام کی روشنی پھیلی تو اس پر بدبختی سوار ہو گئی' مسلمانوں کی ترقی نہ دیکھ سکا' اس وجہ سے مکہ چلا گیا۔ کفارِ مکہ معرکہ احد میں اس کو اس خیال سے لائے تھے کہ بنو اوس' جس کا یہ سردار تھا' اس کو دیکھ کر آں حضرت ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے لیکن ان کا یہ خیال بالکل غلط نکلا۔ چنانچہ ابو عامر اسی خیال سے سب سے پہلے میدان جنگ میں لڑنے کو آیا اور بنو اوس کو آواز دی' ان لوگوں نے اس کی آواز پہچان کر کہا "اے فاسق تیری آنکھ کو نعمت نصیب نہ ہو۔" اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے جی کھول کر مقابلہ کیا' اس میں حضرت حمزہؓ و حضرت طلحہؓ و حضرت شیبہ حضرت ابو دجانہ وحضرت نضر بن انسؓ بڑی بڑی مشکلات میں مبتلا ہوئے۔ ان کے علاوہ انصارؓ کی ایک جماعت سینہ سپر ہو کر شہید ہوئی۔ لڑائی کا آغاز نہایت دشوار اور سخت ہو گیا' پہلے قریش کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے' مسلمانوں کے حملہ سے منہ چھپا کر بھاگے لیکن اس کے بعد

Marfat.com

جونہی تیراندازان اسلام اپنا مرکز قیام چھوڑ کر آگے بڑھے مشرکین نے پلٹ کر تیراندازوں کو پیچھے سے مارنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت: دشمنان خدا رسول ﷺ تک پہنچ گئے لیکن حضرت مصعبؓ بن عمیر علم بردار نے' جو آپ کے پاس ہی تھے' کفار کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ آنحضرتؐ کے چہرہ مبارک پر چوٹ آئی۔ دائیں جانب کے نیچے کا دانت شہید ہو گیا' بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سب ایذائیں عتبہ بن ابی وقاص و عمرو بن قمیہ لیثی نے پہنچائیں تھیں اور یہی اس امر کے بانی مبانی ہوئے تھے۔

رسول اکرمؐ پر کفار کی یورش: مشرکین نے آپؐ پر پتھراؤ شروع کیا تو آپؐ ایک گڑھے میں گرنے لگے حضرت علیؓ نے پہنچ کر فوراً ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت طلحہؓ نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا۔ چہرہ مبارک کے زخم کو مالک بن سنان خدری (والد ابو سعید خدری) نے خون سے صاف کیا مغفر(لوہے کا خود) کے دو حلقے چہرہ تک اتر آئے تھے' جن کو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے نکالا۔ مشرکین لڑتے ہوئے آپؐ کے پاس تک پہنچ گئے' کئی صحابیؓ اس مقام پر شہید ہو گئے۔ آخری صحابیؓ عمار بن یزید بن السکن تھے جو آنحضرتؐ کے بچانے کی غرض سے مشرکین کے مقابلے پر آئے اور شہید ہوئے' ان کے بعد حضرت طلحہؓ نے مشرکین کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ مشرکین آپؐ کے پاس سے دور ہو گئے۔ ابو دجانہ آپؐ کو چھپائے ہوئے کھڑے تھے۔ تیر پر تیر ان کے پشت پر لگتے جاتے مگر حرکت تک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ قتادۃ بن النعمانؓ کی آنکھ پر ایک تیر آکر لگا' جس سے ان کی آنکھ نکل کر رخسار پر آگئی تھی' آپؐ نے اپنے دست مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اچھی ہو گئی۔

مجاہدین کا پہاڑی پر اجتماع: آپؐ نے اپنے شہید ہو جانے کی افواہ پھیلنے پر صحابہؓ کو آواز دی۔ صحابہؓ اس آواز کے سنتے ہی آپؐ کے پاس آکر جمع ہو گئے اور آپؐ کے ہمراہ پہاڑ کی گھاٹی کی طرف چلے گئے۔ اتنے میں ابی بن خلف آپہنچا آنحضرتؐ نے حرث بن الصمۃ کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اس کے گلے پر مارا جس کی چوٹ سے منہ پھیر کر بھاگا' مشرکین نے آواز دے کر کہا کہ ایک خفیف چوٹ کیا آئی ہے کہ تم اتنا شور مچاتے ہو اور محمد ﷺ کو پکڑو۔ ابی نے کہا۔ واللہ اس زخم سے میں جانبر نہ ہوں گا۔ یہ نیزہ محمد ﷺ نے مارا ہے اگر کسی اور نے مارا

Marfat.com

ہوتا تو مجھ کو مطلق خیال نہ ہوتا۔ چنانچہ واپسی کے وقت اثناء راہ میں مر گیا۔

وحی کا نزول: لڑائی ختم ہونے پر علیؓ ابن ابی طالبؓ پانی لائے' آپؐ نے منہ دھو کر وضو کیا اور پہاڑ کی چٹان پر چندے توقف کر کے بیٹھ کر اپنے اصحابؓ کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے شکست خوردہ مسلمانوں کے لیے دعاء مغفرت کی' اس وقت اللہ جل شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی: "بے شک تمہارے جو آدمی اس دن' جس دن دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا تھا' بھاگ کھڑے ہوئے تھے' انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے شیطان نے ڈگمگا دیا تھا۔ اللہ نے ان کا قصور معاف فرما دیا۔ واقعی اللہ انتہائی بخشش والا اور نہایت بردبار ہے۔"

ابو سفیان کی دعوت جنگ: ابو سفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر بہ آواز بلند کہا" لڑائی ختم ہو گئی' یوم احد یوم بدر کے برابر ہو گیا۔ ہبل اپنا دین ظاہر کر آئندہ سال پھر تمہاری لڑائی کا وعدہ ہے" وہ یہ کہتا ہوا لوٹا۔ صحابہؓ نے جواب دیا" ہماری اور تمہاری یہی میعاد ہے" یہ سن کر مشرکین مکہ واپس ہو گئے۔

حضرت حمزہؓ کی لاش کا مثلہ: لڑائی کے بعد آں حضرت ﷺ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ کے لاشہ پر کھڑے ہوئے افسوس کرتے رہے۔ ہند اور اس کی ساتھی عورتوں نے ان کا جگر نکال کر چبایا تھا۔ کان اور ناک اور اعضائے تناسل کاٹ ڈالے تھے (عرب اس کو مثلہ کرنا کہتے ہیں) جب آنحضرتؐ نے یہ امور ملاحظہ فرمائے تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو قریش پر فتح یاب کرے گا تو میں ان میں تیس آدمیوں کو مثلہ کروں گا' اس کے بعد آپؐ اپنے اصحابؓ کے ساتھ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

غزوہ حمراء الاسد: جنگ احد سے واپسی پر دوسرے دن ۱۶ شوال سنہ ۳ ھ بروز اتوار آنحضرتؐ دشمنان خدا کے مقابلے کے قصد سے پھر تیار ہوئے اور حکم دیا کہ اس غزوہ میں جابر بن عبداللہ کے علاوہ صرف وہی لوگ شرکت کریں گے' جو جنگ احد میں شریک تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور وہ تمام صحابہ کرامؓ جو جنگ احد میں شریک تھے' مع زخمیوں کے روانہ ہوئے اور مدینہ سے آٹھ میل پر مقام حمراء اسد میں پہنچ کر قیام کیا۔ تین روز تک آپؐ اس مقام پر مقیم رہے۔ اس دوران معبد بن ابی معبد خزاعی اس طرف سے ہو کر مکہ جا رہا تھا کہ اثناء راہ میں روحا میں ابو سفیان سے ملا۔ اس وقت یہ لوگ (نعوذ باللہ) اسلام کے استیصال سے مدینہ کی طرف لوٹنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔ معبد خزاعی نے آں حضرت ﷺ کی

پیش قدمی سے مطلع کیا۔ ابو سفیان اس خبر کے سنتے ہی اس خیال سے کہ مبادا انجام دگرگوں نہ ہو جائے فوراً" مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

رجیع کا واقعہ ۴ سنہ ھ: ماہ صفر سنہ ۴ ھ میں چند آدمی بطون عضل و قارہ (بنو ہون قبیلہ خزیمہ برادر بنو اسد) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ظاہر کیاکہ ہماری قوم مشرف بہ اسلام ہو چکی ہے۔ ہم اور ہماری قوم قرآن پڑھنے اور احکام شرعیہ کے سیکھنے کے شائق ہیں۔ لہٰذا آپ ایسے چند لوگ ہمارے ساتھ کر دیجئے جو ہمیں مذہبی باتیں سکھائیں آپؐ نے ان کے کہنے سے اپنے اصحابؓ میں سے حسب ذیل چھ آدمی روانہ فرمائے:۔
(۱)مرثد بن ابی مرثد غنوی (۲) خالد بن البکیر لیثی(۳) بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الافلح (۴) بنو تجب بن کلفہ کے خبیب بن عدی(۵) زید بن الدثنہ بن بیاضہ بن عامر(۶) عبداللہ بن طارق حلیف بنو ظفر اور مرثد بن ابی مرثد کو افسر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ رجیع پر پہنچے تو عضل و قارہ والوں نے ان کے ساتھ غداری کی۔ بنو ہذیل نے آکر گھیر لیا۔ مرثد اپنے ہمراہیوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہیں سے لڑائی پر آمادہ ہوئے۔ مشرکین ہذیل و عضل و قارہ نے کہا کہ آؤ تم کو امان دیتے ہیں ہمارا مقصود یہ نہ تھا کہ تم سے لڑیں بلکہ ہم تم کو آزماتے تھے اور ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اگر اہل مکہ کا مقابلہ ہو جائے تو تم ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکو گے یا نہیں ؟ لیکن مرثد وخالدوعاصمؓ نے مشرکین کے عہدو پیمان نیز اقرار امان پر اطمینان نہ کیا' لڑے اور لڑ کر شہید ہو گئے۔

بیر معونہ کا واقعہ: ماہ صفر سنہ ۴ ھ میں ملاعبالاسنہ ابو براء عامر نہ تو مسلمان ہی ہوا اور نہ اس نے اسلام کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے عرض کیاکہ اے محمدؐ اگر تم اپنے چند اصحاب کو اہل نجد کی طرف بغرض دعوت اسلام روانہ کرو تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ اسے قبول کر لیں گے۔ آپؐ نے فرمایا " مجھے ان لوگوں سے اطمینان نہیں ہے" ابو براء نے کہا " میں تمہارے اصحابؓ کا معین و ہمدرد ہوں" آں حضرت ﷺ نے اطمینان کے بعد منذر بن عمرو ساعدی کو چالیس اور بعض کہتے ہیں ستر صحابیوںؓ کے ہمراہ روانہ کیا۔ انہی لوگوں میں حرث بن الصمتہ و حرام بن ملحان (انس کے ماموں) وعامر بن فہیرہ ونافع بن بدیل بن ورقاءؓ بھی شامل تھے۔ جس وقت یہ لوگ بیر معونہ پر (جو کہ ارض بنو عامروحرہ بنو سلیم کے درمیان واقع ہے) پہنچے تو انہوں نے آنحضرتؐ کا نامہ حرام

Marfat.com

بن ملحانؓ کے معرفت عامر بن الطفیل کے پاس روانہ کیا۔

صحابہ کی شہادتؓ: عامر بن الطفیل نے اس نامہ کو دیکھا تک نہیں اور شہید کر کے بنو عامر کو بقیہ اصحابؓ کے قتل پر ابھارا۔ جب انہوں نے ان کی امداد سے انکار کیا تو اس نے بنو سلیم سے کہا چنانچہ ان میں سے عصیہ ورعل وذکوان اٹھ کھڑے ہوئے اور ان چالیسوں آدمیوں کو بلا جرم وقصور شہید کر ڈالا۔ انہی لوگوں کے پیچھے پیچھے منذر بن احیحۃ جلاحی اور عمرو بن امیہ ضمری آرہے تھے۔ دور سے لشکر اسلام پر پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے جب قریب آئے تو ان کو بستر شہادت پر سوتا ہوا پایا۔ منذر بن احیحۃؓ تو لڑ کر اسی جگہ شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری کو دشمنان خدا گرفتار کر کے لے گئے۔ عامر بن الطفیل نے ان کو بنو مضر کا سمجھ کر داڑھی تراش کر چھوڑ دیا۔ یہ واقعہ رجیع کے قریب ۲۰ صفر کو رونما ہوا۔

حلیف مقتولین کا خون بہا: عمرو بن امین ضمری جس وقت بیر معونہ سے مدینہ کو واپس آرہے تھے۔ اثناء راہ میں ان کو دو شخص ملے، جو کلاب یا بنو سلیم کے تھے۔ یہ دونوں آدمی عمرو بن امیہ کے ساتھ ایک باغ میں ٹھہرے، جب یہ سو گئے تو عمرو بن امیہ ضمری نے ان کو بنو عامر یا بنو سلیم کا سمجھ کر قتل کر ڈالا۔ حالانکہ ان کے ساتھ آنحضرتؐ کا عہد و پیمان تھا لیکن عمرو بن امیہ ضمری کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ عمرو بن امیہ نے مدینہ میں پہنچ کر آنحضرتؐ کو کل واقعات اور نیز ان کے قتل سے مطلع کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ "تم نے ایسے دو شخصوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا ضروری ہے۔"

غزوہ بنو نضیر: چنانچہ ابن ام مکتومؓ کو اپنے بجائے مدینہ میں مقرر فرما کر ماہ ربیع الاول میں بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ ان لوگوں نے بھی چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی چھ روز تک آپؐ ان کا محاصرہ کیے رہے، ان کے کھجوروں کے باغات کاٹ ڈالنے اور درختوں کو جلا دینے کا حکم دے دیا۔ عبداللہ بن ابی اور چند منافقوں نے بنو نضیر سے کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں البتہ نکل کر لڑو تو ہم بھی لڑیں گے اور اگر جلا وطن ہوئے تب بھی ہم سب ہوں گے۔ اس پر بنو نضیر کچھ مغرور سے ہو گئے آخر کار ذلیل اور محروم ہو کر امن کے خواست گار ہوئے عبد اللہ ابی بن سلول بنو نضیر کی طرف سے آنحضرتؐ کی خدمت میں یہ پیام لایا کہ بنو نضیر اپنی جانوں کی امان اور اس قدر مال واسباب کی حفاظت چاہتے ہیں، جس

Marfat.com

قدر اونٹ اٹھا کر لے جا سکے۔

بنو نضیر کی جلا وطنی: آنحضرتؐ نے ہتھیاروں کو مستثنیٰ کر کے اس کی اجازت دے دی ان میں سے بعض مثلاً" حی بن اخطب اور ابن ابی حقیق کے خاندان والے خیبر میں جا ٹھہرے اور بعض شام کی طرف چلے گئے۔ آپؐ نے ان کا کل مال واسباب مہاجرین اولین میں بالتخصیص تقسیم کر دیا اور اسی مال غنیمت سے بوجہ فقراء ابو دجانہ وسہل بن حنیف کو بھی مرحمت فرمایا۔ گو یہ مہاجرین اولین میں سے نہ تھے۔ اسی غزوہ میں بنو نضیر کے یہودیوں میں سے یامین بن عمیر بن حجاشؓ اور سعید بنؓ وہب مسلمان ہو گئے ان کے مال واسباب اور ہتھیاروں میں سے کچھ بھی طلب نہیں کیا گیا۔ علماء لکھتے ہیں کہ سورۃ حشر اسی غزوہ میں نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔

غزوہ ذات الرقاع: غزوہ بنو نضیر کے بعد آنحضرتؐ شروع جمادی الاول سنہ ۴ھ تک مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد نجد کی طرف بنو محارب وبنو ثعلبہ (غطفان) میں اعلاء کلمتہ اللہ کی غرض سے روانہ ہوئے۔ مدینہ میں حضرت ابو ذر غفاریؓ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ نجد میں پہنچ کر غطفان کی ایک جماعت سے سامنا ہوا۔ لڑائی کی نوبت نہیں آئی فریقین ایک دوسرے سے ڈر گئے۔ آنحضرتؐ نے مسلمانوں کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی' اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہے' اس وجہ سے کہ پہاڑی راستوں میں چلتے چلتے غازیان اسلام کے پاؤں پھٹ گئے تھے اور انہوں نے رفع تکلیف کے خیال سے پاؤں میں کپڑے لپیٹ لیے تھے واقدی نے لکھا ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرتؐ جس پہاڑ پر اترے تھے اس کا نام ذات الرقاع ہے کیونکہ اس میں سیاہی سفیدی اور سرخی کے نشانات پائے جاتے ہیں' اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع رکھا گیا۔ اس مورخ کا یہ خیال ہے کہ یہ غزوہ محرم میں ہوا تھا۔

غزوہ بدر موعد: شعبان ۴ھ میں آنحضرت ﷺ مدینہ میں اپنے بجائے عبداللہ بن ابی ابن سلول کو مقرر فرما کر خود بدر کی طرف اس وعدہ کے ایفا کی غرض سے روانہ ہوئے' جو کہ جنگ احد میں فریقین کے درمیان ہوا تھا' جس کا ذکر اس سے پیشتر کیا جا چکا ہے کہ "جنگ احد میں بعد اختتام لڑائی ابو سفیان نے کہا تھا کہ آئندہ سال لڑائی بدر میں ہو گی مسلمانوں کی طرف سے بحکم رسول ﷺ جواب دیا گیا۔ اور اس کا اقرار کیا گیا تھا" ابو سفیان بھی اہل مکہ

Marfat.com

کو لے کر حسب وعدہ آیا۔ تلہران یا عسفان میں اترا۔ لیکن گرانی اور قحط کا عذر کر کے بلا جنگ واپس گیا اور آنحضرت ﷺ آٹھ روز کے بعد بدر سے واپس ہو گئے۔ ۴ھ کے یہی واقعات تھے۔ اس کے بعد ۵ھ شروع ہوتا ہے۔

غزوہ دومتہ الجندل: چند مہینوں کے بعد آخر سہ ماہی اول ۵ھ (مطابق ۶۲۶ء) میں استیصال و منتشر کرنے کی غرض سے آپ کو جو کہ مسلمانوں کے خلاف دومتہ الجندل میں جمع ہونے والے گروہ کے مدینہ سے نقل و حرکت کی ضرورت ہوئی۔ اس مرتبہ آپ نے سباع بن عرفطہ غفاری کو اپنا نائب مقرر کر کے ماہ ربیع الاول سنہ ۵ھ کو مدینہ سے پیش قدمی فرمائی۔ چونکہ آپ کے پہنچنے سے پہلے مخالفین کا گروہ منتشر ہو گیا تھا۔ لہٰذا بلا جنگ و غزا آپ واپس تشریف لے آئے۔ اسی غزوہ میں عیینہ بن حصن کو اراضی مدینہ میں مویشیوں کے چرانے کی اجازت دی گئی۔ کیونکہ اس کے ملک میں خشک سالی کی وجہ سے سبزی کا وجود برائے نام تھا اور مدینہ میں بارش کی وجہ سے باغات اور کھیت ہرے بھرے تھے۔

غزوہ خندق: اس کو غزوۃ الاحزاب بھی کہتے ہیں۔ یہ شوال سنہ ۵ ھ میں ہوا تھا اور صحیح یہ ہے کہ غزوہ سنہ ۴ ھ میں ہوا ہے۔ اس بیان کی تائید عبداللہ ابن عمرؓ کا یہ قول کرتا ہے "مجھے رسول اکرم ﷺ نے احد کے دن لوٹا دیا' جب میں ۱۴ سال کا تھا۔ پھر خندق کی لڑائی میں اجازت دے دی جب کہ میں ۱۵ سال کا تھا۔" پس اس قول سے معلوم ہوا کہ جنگ احد اور جنگ خندق میں صرف ایک برس کا وقفہ ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ غزوہ 'غزوہ دومتہ الجندل سے بلا شبہ پہلے ہوا ہے۔

جنگ کی وجوہات: اس غزوہ کا باعث اور سبب یہ ہوا ہے کہ جب بنو نضیر جلا وطن ہو کر خیبر کے طرف چلے گئے تو ان میں سے چند لوگ منجملہ ان کے سلام بن ابی الحقیق وکنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق وسلام بن مشکم وحی ابن اخطب بنو نضیر سے اور ہودین قیس وابو عمارہ بنو وائل سے تھے' مکہ چلے گئے وہاں انہوں نے مکہ والوں کو آں حضرت ﷺ کی مخالفت اور لڑائی پر ابھارا۔ جو لوگ قابل جنگ نہ تھے ان میں سے مالی امداد حاصل کی۔ اس کے بعد بنو غطفان پہنچے اور ان کو بھی لڑائی پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ابو سفیان بن حرث سردار قریش اور عتبہ بن حصن نے دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ کا رخ کیا۔

خندق کی کھدائی: آنحضرت ﷺ نے ان کی روانگی کی خبر سن کر مدینہ کے اردگرد

Marfat.com

خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ سلمانؓ فارسی نے خندق کھودنے کی رائے دی تھی۔ خندق کی تیاری کے بعد کفار کا لشکر پہنچا اور مدینہ کے باہر احد کی جانب ٹھہرا۔ آنحضرت ﷺ مدینہ میں ابن ام مکتومؓ کو اپنا نائب مقرر فرما کر تین ہزار مسلمانوں کے ہمراہ کفار کے مقابلہ پر آئے اور سلع کے میدان میں قیام کیا۔ مسلمانوں اور کفار کے درمیان خندق حائل تھی۔

بنو قریظہ کی بد عہدی: مشرکین مکہ وبنو غطفان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں سے عہدو پیمان کے باوجود بنو قریظہ بھی مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ ہو کر اسی گروہ سے مل گئے۔ اس خبر کے سنتے ہی آپؐ نے سعد بن معاذ وسعد ابن عبادہ وخوات بن جبیر وعبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہم) کو بنو قریظہ کا حال معلوم کرنے کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں نے بنو قریظہ کو جیسا کہ سنا تھا ویسا ہی پایا۔ حضرت سعد بن معاذ نے' چونکہ وہ ان کے حلیف تھے بہت کچھ سمجھایا' نصیحت وفضیحت کی۔ لیکن ان لوگوں کے دماغ سے یہ متعفن ہوا نہ نکلی' مجبور ہو کر حضرت سعد بن معاذ مع اپنے ہمراہیوں کے واپس آگئے اور آنحضرت ﷺ سے کل واقعہ عرض کیا۔

مدینہ کا محاصرہ: آپ کو بنو قریظہ کی غداری اور عہد شکنی سے صدمہ ہوا۔ مسلمانوں کو چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا گیا۔ بنو حارثہ وبنو سلمہ نے لڑائی سے اس بہانہ سے جی چرایا کہ ہمارے مکانات مدینہ کے باہر اور کھلے ہوئے ہیں۔ تقریبا" ایک مہینہ تک بلا کسی لڑائی کے محاصرہ قائم رہا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا قصد ہوا کہ عینیہ بن حصن وحرث بن عوف سے ثلث اثمار مدینہ (مدینہ کے باغوں کے تہائی پھل) دے کر مصالحت کر لی جائے اور اس طویل محاصرہ سے نجات حاصل کی جائے۔ اس بارے میں آپؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے مشورہ فرمایا۔ ان دونوں بزرگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور عرض کیا" یا رسول اللہ کیا اللہ جل شانہ نے آپ کو اس طرح صلح کرنے کا حکم دیا؟ اگر ایسا ہے تو آپ ضرور ایسا کر لیجئے' یا اگر آپ کو خود یہ صلح کا طریقہ مرغوب اور محبوب ہے تو بھی آپ کر سکتے ہیں' یا یہ کہ آپ نے اس میں ہماری بہتری تصور کی ہے اور ہمارے فائدہ کے لیے یہ صلح فرما رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں تمہارے لیے یہ صلح کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس مرتبہ یہ خیال کیا ہے کہ عرب نے متفق ہو

Marfat.com

کر تم پر ایک کمان سے تیر اندازی کی ہے۔ حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا کہ جب ہم شرک والحاد اور بتوں کی نجاست میں مبتلا تھے' اس وقت تو وہ ہم سے بجز خریداری کے ایک خرما بھی نہیں پا سکتے تھے۔ لیکن اب جب کہ ہم کو اللہ جل شانہ نے نور اسلام سے منور کیا اور آپ کی وجہ سے ہماری عزت افزائی کی تو ہم ان کو اپنا مال وپیداوار کیوں دے دیں؟ واللہ ہم ان کو ایک خرما بھی سوائے تلوار کے نہ دیں گے۔ آپ مطمئن رہیے جب تک ہم میں سے ایک کی بھی جان باقی ہے' کفار کا یہ ٹڈی دل گروہ مدینہ کے قریب نہ آسکے گا" آنحضرت ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور مصالحت کے بابت سکوت اختیار فرمایا۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود کی حکمت عملی: محاصرے کے دوران نعیمؓ بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن منذر بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا" کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر ایمان لایا' میری قوم ابھی میری اس حالت سے واقف نہیں ہوئی' آپ جو کچھ فرمائیں میں اس کے بجا لانے کو موجود ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا" کہ تم ایک تجربہ کار آدمی ہو' ان مشرکین کے دفعیہ کی جو تدبیر مناسب سمجھو کرو۔" (اس واسطے کہ لڑائی فریب ہے) نعیم ابن مسعودؓ یہ سنتے ہی بنو قریظہ کے پاس گئے (یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں ان کے دوست تھے اور ان سے مراسم رکھتے تھے) اور یہ سمجھایا کہ تم کو قریش اور بنو غطفان نے احمق بنا رکھا ہے' اگر تم کو کامیابی ہو گی تو وہ مال غنیمت میں تمہارے سہیم وشریک ہوں گے' نصف بلاو تم سے لے لیں گے اور اگر کہیں شکست ہو گئی تو یاد رکھنا کہ وہ اپنے ہی وطن وشہر میں پہنچ کر دم لیں گے' تم اکیلے یہاں رہ جاؤ گے' پھر تم تن تنہا محمدؐ اور ان کے ہمراہیوں کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ لہٰذا مناسب یہ ہو گا کہ تم لوگ اس اطمینان کے لئے کہ تمہارے ساتھ وہ ہر حال میں رہیں گے تم ان کے لڑکوں کو اپنے یہاں رکھ لو۔ بنو قریظہ کے دل میں یہ بات اتر گئی اور وہ اس امر پر آمادہ ہو گئے۔

اس کے بعد نعیم بن مسعودؓ ابو سفیان کے پاس پہنچے اور اس کو یہ چرکا دیا کہ "یہود بنو قریظہ تمہاری ہمراہی سے بددل ہو کر آپؐ سے مل گئے ہیں اور ان سے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ قریش کے لڑکوں کو ہم بطور ضمانت قبضہ میں لے کر تمہارے سپرد کر دیں گے" جب یہ باتیں ابو سفیان کے بھی ذہن نشین ہو گئیں تو نعیم ابن مسعود یہاں سے اٹھ کر غطفان کے پاس گئے۔ اور ان سے بھی یہی باتیں کہیں۔

Marfat.com

بنو قریظہ اور قریش میں نفاق: ابو سفیان و غطفان نے نعیم ابن مسعودؓ کی باتوں کی تصدیق کے لئے اتفاق سے پیر کی رات کو بنو قریظہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ محمد ﷺ کے پڑوس میں رہتے ہو' ان کی نقل و حرکت سے بخوبی واقف ہو گے' لہذا تم پہلے حملہ کرو۔ بنو قریظہ نے یوم السبت کا حیلہ کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ پیام بھیجا کہ "جب تک تم اپنے لڑکوں کو ہمارے اطمینان کی غرض سے ہمارے حوالہ نہ کر دو گے ہم ہرگز نہ لڑیں گے' اس پیام کے پہنچتے ہی نعیم ابن مسعود کی خبر کی تصدیق ہو گئی۔ پس ان کو بنو قریظہ کی طرف سے کھٹکا پیدا ہو گیا۔ اس کے جواب میں قریش نے لڑکوں کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا لیکن لڑنے پر ان کو مجبور کرنا چاہا جس سے بنو قریظہ کا وہ خیال' جس کو نعیم ابن مسعودؓ نے ان کے دماغ میں پیدا کر دیا تھا' یقین کے درجہ کو پہنچ گیا اور نعیم ابن مسعود کے قول کی تصدیق ہو گئی اس وجہ سے قریش و بنو قریظہ میں نا اتفاقی ہو گئی۔

کفار مکہ کی واپسی: اس کے بعد اللہ جل شانہ نے قریش و غطفان پر ایک سخت ہوا بھیجی' جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے' ہانڈیاں الٹ گئیں' ضروری اسباب اڑ گئے' آنحضرت ﷺ نے کفار کی نااتفاقی سے مطلع ہو کر حذیفہ بن الیمان کو قریش کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا انہوں نے صبح کو واپس آکر مشرکین مکہ کی واپسی کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ بھی مع اپنے اصحابؓ کے صبح کو مدینہ لوٹ آئے۔

بنو قریظہ کا محاصرہ: غزوہ خندق سے واپسی کے بعد بہ نظر گوشمالی اسی دن بعد نماز ظہر بنو قریظہ پر جہاد کرنے کا الہام ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحابؓ کو یہ حکم دیا اور فرمایا کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے اور کہیں نماز عصر نہ پڑھے' چنانچہ آپ مع اپنے اصحابؓ کے مدینہ سے نکلے' رایت اسلام اسلامی جھنڈا علی ابن ابی طالبؓ کو دیا اور مدینہ میں اپنے بجائے ابن امؓ مکتوم کو چھوڑا پچیس دن تک ان کا محاصرہ کیے رہے۔

حضرت ابو الیابہؓ بن عبدالمنذر کی لغزش: ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے ابو لبابہ بن عبدالمنذر بن عمرو بن عوف کو مشورہ کی غرض سے اس وجہ سے طلب کیا کہ بنو قریظہ ان کے خلفاء میں تھے۔ ابو لبابہ بن عبدالمنذر کو دیکھتے ہی کل بنو قریظہ جن میں ان کے لڑکے اور عورتیں بھی شامل تھیں' جمع ہو گئے اور رو رو کر کہنے لگے کہ کیا تمہاری بھی یہی رائے ہے کہ ہم محمد ﷺ کے حکم سے قلعہ بندی چھوڑ دیں اور حصار سے نکل آئیں

Marfat.com

ابولبابہ' ہاں کہہ کر آنحضرت ﷺ کے پاس نہ گئے بلکہ مدینہ لوٹ آئے اور اس واپسی پر نادم ہو کر اس انتظار میں مسجد کے ستون سے خود کو بندھوا دیا کہ اللہ جل شانہ ان کی اس خطا کو معاف فرمائے۔ ابو لبابہ نے دل میں یہ بھی عہد کر لیا تھا کہ اس سرزمین پر داخل نہ ہوں گا جہاں پر میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بددیانتی کی ہے۔

حضرت ابو لبابہ کی معافی: آنحضرت ﷺ نے یہ واقعہ سن کر ارشاد فرمایا کہ اگر ابو لبابہ میرے پاس آتا تو میں اللہ تعالیٰ سے اس کا قصور معاف کراتا' لیکن اب میں جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی خطا سے درگزر نہ کرے' اس کو کھول نہیں سکتا۔ چھ روز تک ابو لبابہ مسجد کے ستون سے بندھے رہے۔ صرف نماز کے اوقات میں کھلتے تھے۔ ساتویں روز اللہ جل شانہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی آنحضرت ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے ابو لبابہ کو ستون سے کھولا' اس کے بعد بنو قریظہ مجبور ہو کر بحکم رسول ﷺ حصار سے نکل آئے' اسی شب بنو قریظہ میں سے ہذیل کے چار بھائی مسلمان ہو گئے۔ عمرو بن سعد قرظی بھاگ گیا یہ بنو قریظہ کے ساتھ عہد شکنی میں شریک نہیں ہوا تھا الغرض بنو قریظہ کے حصار سے نکلنے کے بعد بنو اوس نے آنحضرت ﷺ سے استدعا کی کہ جیسا کہ بنو خزرج کی التماس پر بنو نضیر کے ساتھ معاملہ کیا گیا ہے' اسی طرح ہمارے کہنے سے بنو قریظہ کے ساتھ بھی برتاؤ کیا جائے۔

سعد بن معاذؓ کا فیصلہ: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی ہو گے کہ اس امر کا فیصلہ وہ شخص کرے جو تم میں سے ہو؟ بنو اوس نے کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ وہ شخص سعد بن معاذؓ ہیں وہی اس امر کا فیصلہ کریں گے(سعد بن معاذؓ' غزوہ خندق میں زخمی ہوئے تھے' عیادت وبیمار پرسی کے خیال سے مسجد نبوی کے قریب ایک خیمہ میں ٹھہرائے گئے تھے) سعد بن معاذؓ ایک حمار پر سوار کراکے لائے گئے' جس وقت یہ مجلس کے قریب آئے تو آنحضرت ﷺ نے بنو اوس سے فرمایا "اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اٹھو" بنو اوس نے ان کو عزت سے لاکر بٹھایا اور کہا" آنحضرت ﷺ نے تمہارے موالی اور ساتھیوں کی قسمت کا فیصلہ تمہارے سپرد کیا ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے جواب دیا "کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے عہد میثاق پر عمل کرنا چاہیے" بنو اوس نے کہا ضرور بسرو چشم۔ اس پر سعد بن معاذؓ نے کہا کہ تم کو میں انکی بابت حکم دیتا ہوں"کہ بنو قریظہ کے کل مرد

Marfat.com

قتل کیے جائیں، لڑکے اور عورتیں لونڈی غلام بنائے جائیں اور مال واسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کے سعد بن معاذؓ سے فرمایا "بے شک تم نے اللہ کے حکم کے مطابق حکم دیا۔"

بنو قریظہ کا انجام: اس کے بعد آپؐ کے حکم سے بنو قریظہ بازار مدینہ کی طرف لائے گئے اور خندقیں کھود کر ان کی گردنیں ماری گئیں۔ ان کی تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی۔ عورتوں میں صرف ہنانہ زوجہ حکم قرظی کو قتل کیا گیا اس کے قتل کا بھی باعث یہ تھا کہ اس نے خلاد بن سوید بن الصامتؓ پر دیوار پر سے ایک چکی گرا دی تھی، جس کی چوٹ سے وہ شہید ہو گئے تھے۔ ثابت بن قیس بن الشماسؓ کی سفارش سے زبیر بن باطا قرظی کی مع اس کے بیوی بچوں کے، جاں بخشی کر دی۔ اس کا مال واسباب بھی واپس دے دیا گیا اور ام منذر بنت قیس بخار یہ کو رفاعۃ بن سموال قرظی کو مرحمت فرمایا۔اس واقعہ کے بعد رفاعۃ مسلمان ہو گئے اور انؓ کو آنحضرتؐ کی صحبت بھی نصیب ہوئی۔ ان معاملات سے فارغ ہو کر آپؐ نے بنو قریظہ کے مال واسباب میں سے سواروں کو تین تین حصے اور پیادوں کو ایک ایک حصہ مرحمت فرمایا۔ قیدیاں بنو قریظہ میں سے ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ ان کے حصے میں آئیں اور تازمان وذات آپ ہی کی ملک میں رہیں۔

اہل رجیع کے خون کا قصاص: بنو قریظہ کی فتح کے چھ مہینے بعد جمادی الاول سنہ ۵ھ میں اہل رجیع کے عاصم بن ثابت وخبیب بن عدی کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے آپ نے دو سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ بنو الحیان کا قصد کیا۔ مدینہ سے نکل کر سیدھے شام کے راستہ پر چلے تھوڑی دور چل کر عجیرات یمام سے بائیں جانب مڑ کر مکہ کے راستہ پر آ گئے۔ رفتہ رفتہ امج و عسفان کے درمیان جا اترے لیکن مشرکین کا گروہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی منتشر ہو کر پہاڑوں میں چھپ گیا لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

غزوہ بنی مصطلق: اس غزوہ کے بعد رسول ﷺ ماہ شعبان سنہ ۶ھ تک خاموشی کی حالت میں مدینہ میں مقیم رہے۔ کیا تعجب تھا کہ کچھ دنوں سکون کی یہی کیفیت قائم رہتی لیکن مشرکین کو چین کہاں مل سکتا تھا۔ نہ وہ خود آرام سے رہتے تھے اور نہ آپؐ کو آرام سے بیٹھنے دیتے تھے۔ انہوں نے بنوالمصطلق میں جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ ان کا سردار حرث بن ابی ضرار پدر جویریہ ام المومنینؓ تھا۔ آنحضرت ﷺ ان کی پیش

Marfat.com

قدی سے مطلع ہو کر حضرت ابوذر غفاری اور بعض کہتے ہیں کہ نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو اپنا نائب مقرر فرما کر روانہ ہوئے۔ چشمہ یا چاہ' مریسیع پر قدیدو ساحل کے درمیان مشرکین بنوالمصطلق سے مڈبھیڑ ہوئی۔ فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ مشرکین کو شکست ہوئی' جن کی قسمت میں مارا جانا لکھا تھا۔ وہ میدان جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے مال واسباب پر قبضہ کر لیا گیا اور عورتیں وبچے گرفتار کر لیے گئے۔

حضرت جویریہؓ بنت الحرث: منجملہ ان کے جویریہؓ بنت الحرث سردار بنو المصطلق بھی تھیں۔ یہ ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئی تھیں' ثابت بن قیسؓ نے ان کو مکاتبہ (معاوضہ لے کر آزاد کر دینا) کر دیا جس کی واجب الادا رقم کو آنحضرت ﷺ نے ادا فرما دیا اور جویریہؓ کو لے کر آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ جب صحابہؓ کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ سے عقد کر لیا تو انہوں نے آپ کی دامادی کی وجہ سے بنو المصطلق کے اپنے مقبوضہ تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ ان آزاد کیے جانے والوں کی تعداد سو کے قریب یا اس سے کچھ زائد تھی۔ اس لڑائی میں بنو لیث بن بکر کے بجائے ہشام بن صبابہ لیثیؓ کو دشمن کے دھوکے میں عبادة ابن الصامتؓ کے خاندان کے ایک شخص نے قتل کیا نیز اسی لڑائی میں واپسی کے وقت جب کہ جہجاہ بن مسعود غفاری اجیر عمر بن خطابؓ وسنان ابن واقد جہنی حلیف بنو عوف بن خزرج میں ناچاقی ہو گئی تھی۔

واقعہ افک: اسی غزوہ میں واقعہ افک پیش آیا' اہل افک نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں بدگوئی کی جس کا ذکر کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ کتب سیر میں یہ واقعہ تصریح کے ساتھ مذکورہ ہے اللہ جل شانہ نے ان کی برات وبزرگی وشرافت کی بابت آیات نازل فرمائی ہیں۔

غلط فہمی: صحیح میں یہ ذکر آگیا ہے کہ واپسی کے وقت حضرت سعد بن عبادہؓ سعد بن معاذؓ میں کچھ باتیں ہو گئی تھیں۔ درحقیقت یہ غلط فہمی ہے کیونکہ سعد بن معاذؓ بعد فتح بنو قریظہ سنہ ۴ھ میں انتقال کر چکے تھے اور غزوہ بنوالمصطلق ۶ سنہ ھ میں ان کے انتقال کے بیس ۲۰ مہینے بعد ہوا۔ لہٰذا دو شخصوں کا جھگڑا غزوہ بنو مصطلق کے بعد ہوا پس ابن اسحاق نے جو زہری سے اور زہری نے عبید اللہ بن عبداللہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ سے اور سعد بن عبادة سے گفتگو ہوئی تھی وہ اسید بن الحضیر کی باتیں تھیں۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

مکہ کو روانگی اور صلح حدیبیہ: غزوہ بنو المصطلق کے دو مہینے بعد ماہ ذی قعدہ سنہ ٦ ھ میں آنحضرتؐ قصد عمرہ وادائے حج مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ مہاجرین وانصارؓ کا ایک گروہ آپؐ کے ہمراہ تھا۔ آپؐ کے ہمراہیوں کی تعداد تیرہ سو اور پندرہ سو کے درمیان تھی۔ اگرچہ اس امر کے اظہار کے لیے کہ آپؐ جنگ کے قصد سے مکہ روانہ نہیں ہوئے۔ آپؐ نے اپنی روانگی سے پہلے قربانی کے جانوروں کو آگے روانہ کر دیا تھا اور مدینہ ہی سے احرام باندھ لیا تھا۔ لیکن اہل قریش اس کے باوجود خبر پاتے ہی آپؐ سے لڑنے اور بیت اللہ کی زیارت سے روکنے پر تل گئے، خالد بن ولیدؓ کو ایک دستہ سواروں کے ساتھ کراع الغمیم کی طرف بڑھایا۔ یہ خبر آپؐ کو اس وقت پہنچی جب کہ آپؐ عسفان پہنچ چکے تھے۔ آپؐ نے انہی مقام سے عام راستہ چھوڑ کر ثنیتہ المرار کا راستہ اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ مقام حدیبیہ (اسفل مکہ) میں پہنچے ۔خالد بن الولیدؓ اس خبر کے سنتے ہی مع اپنے ہمراہیوں کے مکہ بغرض اطلاع لوٹ آئے۔ رسول اللہ نے جب اس مقام سے مکہ کی طرف اپنے ناقہ کو موڑنا چاہا تو وہ بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا کہ ناقہ بیٹھ گیا۔ مکہ کی طرف جانے سے روکتا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔" نہیں مکہ کی طرف جانے سے ناقہ نہیں رک سکتا۔ لیکن اس کو اس نے روک دیا ہے جس نے اصحاب فیل کے فیل کو روک دیا تھا۔" پھر آپؐ نے فرمایا مجھے اس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر قریش آج کے دن مجھے نہ روکتے تو میں بہ نظر صلہ رحم جو مانگتے وہی دیتا۔ اس کے بعد آپؐ اتر پڑے اور لوگوں کو قیام کرنے کے لیے فرمایا۔ صحابہؓ نے اس مقام پر پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر دیا جس کو انہوں نے آپؐ کی حسب ہدایت وادی کے ایک پتھر میں گڑو دیا اللہ کی قدرت سے اس قدر پانی نکلا کہ تمام لشکر کے صرف کو کافی ہو گیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ عمل براء بن عازب نے کیا تھا۔

بیعت رضوان: آنحضرتؐ اور کفار قریش میں نامہ وپیام شروع ہوا حضرت عثمانؓ بن عفانؓ ان دونوں میں نامہ بری یا سفارت کا کام انجام دے رہے تھے۔ اتفاقاً" مکہ سے واپسی میں ان کو کچھ تاخیر ہوئی اور یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مشرکین نے ان کو شہید کر ڈالا آنحضرتؐ یہ سن کر بہت برہم ہوئے اسی وقت مسلمانوں کو طلب کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مرنے اور لڑائی سے نہ بھاگنے کی بیعت لی اور اپنا بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی جانب سے ہے۔

Marfat.com

مصالحت کی گفت وشنید: نامہ و پیام کے بعد سب سے پیچھے سہیل بن عمرو قریش کی جانب سے آنحضرتؐ کے پاس آیا اور یہ بات قرار پائی کہ اس سال قربانی کر کے واپس چلے جائیں۔ سال آئندہ مکہ میں آپ اور آپ کے صحابہؓ بلا ہتھیار سوائے تلوار کے داخل ہوں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ یہ صلح دس برس تک برابر قائم رہے' ایک دوسرے کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچائیں' نیز یہ کہ جو شخص کفار میں سے مسلمانوں سے جا ملے' وہ اپنی قوم کو واپس کر دیا جائے گا اور جو شخص مسلمانوں میں سے ان میں مل جائے تو وہ مسلمانوں کو واپس نہ کیا جائے گا۔ یہ شرط مسلمانوں کو شاق گزری' بعض نے اس میں بحث بھی کی لیکن آنحضرتؐ بالہام الٰہی سمجھتے تھے کہ یہ صلح لوگوں کے امن اور ظہور اسلام کی باعث ہو گی اور اللہ جل شانہ اس میں مسلمانوں کے لیے بہبودی و بہتری کی صورت پیدا کرے گا۔

صلح نامہ حدیبیہ: علی بن ابی طالبؓ نے صحیفہ (عہد نامہ) لکھا اور اس کے عنوان میں یہ عبارت تحریر کی "یہ وہ ہے جس پر محمدؐ رسول اللہ نے صلح قبول فرما لی ہے" سہیل نے یہ عبارت دیکھ کر کہا اگر ہم محمدؐ کو رسول اللہ سمجھتے ہوتے تو ان سے کیوں لڑتے؟ آنحضرتؐ نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو اس کے محو (کاٹ دینے یا چھیلنے) کا حکم دیا۔ علی ابن ابی طالبؓ نے انکار کیا' آپؐ نے خود اس عہد نامہ کو لے کر لفظ رسول اللہ کو محو کر کے محمد بن عبداللہ لکھ دیا۔ ناظرین کے ذہنوں میں آنحضرتؐ کی اس کتابت سے یہ شبہ نہ پیدا ہو کہ اس محو ثبات سے آپؐ کی امیت میں کچھ فرق آگیا' اس وجہ سے کہ یہ کتاب بلا علم اشکال حروف وسواد خط نشست وبرخاست الفاظ ہوئی تھی پس یہ کتابت بھی آپؐ کے منجملہ معجزات کے ہے اور قادح معجزہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ابو جندل بن سہیل کی آمد: عہد نامہ تحریر کیے جانے کے دوران ابو جندل بن سہیلؓ آگئے یہ اس واقعہ سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ سہیل اپنے لڑکے کو دیکھتے ہی چلا اٹھا "یہ پہلا وہ شخص ہے' جس پر ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہونا ہے" آنحضرتؐ نے یہ سنتے ہی ابو جندلؓ کو سہیل کے سپرد کر دیا اور یہ تسکین دے دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی نجات کی صورت نکالے گا۔ مگر عام مسلمانوں کو یہ امر شاق گزرا' اس کے بعد قریش کے تیس چالیس آدمیوں کو سواران اسلام گرفتار کر کے لائے' جو مسلمانوں پر شب خون مارنے کے غرض سے آئے تھے آنحضرتؐ نے ان کو بھی آزاد کر دیا' ان واپس ہونے والوں میں عتیقی

Marfat.com

بھی شامل تھے۔ الغرض جب صلح نامہ لکھا گیا اور دستخط ہو کر مکمل ہو گیا' تب آپؐ نے قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا۔ صحابہؓ کو چونکہ شرائط صلح شاق گزریں تھیں لہٰذا انہوں نے اس حکم کی تعمیل میں توقف کیا۔ آپؐ کو اس سے رنج ہوا آپؐ نے اپنی بی بی ام سلمہؓ سے اس کی شکایت کی۔ ام سلمہؓ نے یہ رائے دی کہ آپ باہر تشریف لے جایئے' قربانی کیجئے۔ بال منڈایئے۔ پھر صحابہؓ بھی آپؐ کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ مسلمانوں نے آپ کی اتباع کی۔ اس دن آنحضرتؐ کا سر مبارک خراش بن امیہ خزاعی نے مونڈا تھا۔

صلح حدیبیہ کے اثرات: زہری روایت کرتے ہیں کہ جب تک مسلمانوں اور کفار قریش میں نزاع قائم تھی' اس وقت تک کوئی کسی سے مل جل نہ سکتا تھا اور پھر جب مصالحت ہو کر لڑائی ختم ہو گئی اور لوگوں کو امن مل گیا تو ایک دوسرے سے ملنے لگے نہ کوئی کسی کے مذہب پر معترض ہوتا تھا اور نہ اسلام کی کوئی برائی کرتا تھا۔

ذوالحلیفہ کا واقعہ: مدینہ سے واپسی کے بعد ابو بصیر عتبہ بن اسید بن جاریہ ثقفی حلیف بنوزہرہ مکہ سے بھاگ کر مدینہ چلے آئے۔ یہ پہلے سے مسلمان تھے'ان کی قوم نے ان کو قید کر رکھا تھا۔ ازہر بن عبد عوف عم عبدالرحمٰن بن عوف واخنس بن شریق سردار بنوزہرہ نے بنو عامر بن لوئی کے ایک شخص کو مع اپنے خادم کے آنحضرتؐ کے پاس بھیجا۔ آپؐ نے بموجب عہد نامہ ابو بصیر عتبہ بن اسید کو ان دونوں آدمیوں کے حوالے کر دیا جب یہ لوگ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو ابو بصیر نے ان میں سے ایک کی تلوار اٹھا لی اور عامری پر اس زور سے وار کیا کہ اس نے دم تک نہ لیا فوراً" مر گیا۔ دوسرا یہ واقعہ دیکھ کر اپنی جان بچا کر بھاگ گیا ابوبصیر آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا" اے رسولؐ اللہ آپ نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ نے مجھ کو چھڑا دیا۔"

آنحضرتؐ نے اس کا جواب ان کو ایسے الفاظ میں دیا' جس سے ابوبصیر یہ سمجھ گئے کہ یہ پھر کفار قریش کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ اس وجہ سے اسی وقت وہ مدینہ سے نکل کر ساحل کی طرف چلے آئے جس راستہ سے قریش شام کو جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ ان میں قریش کا ایک گروہ جو اسلام دوست اور مسلمان تھا' آملا۔ ان لوگوں نے قریش کے قافلوں کو چھیڑنا اور لوٹنا شروع کر دیا قریش نے مجبور ہو کر آنحضرتؐ سے یہ درخواست کی کہ ان لوگوں کو آپ مدینہ بلا لیں۔ اس کے بعد ام کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر آئیں۔ ان کے

Marfat.com

لینے کے لئے ان کے بھائی عمارہ ولید آئے۔ اللہ جل شانہ نے عورتوں کے واپس کرنے سے منع کر دیا۔ چنانچہ وہ شرط جو عہد نامہ میں لکھی گئی تھی ٹوٹ گئی۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرکہ عورتیں حرام کر دیں جس سے ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔

سلاطین کو دعوت اسلام کے خطوط: عمرۃ الحدیبیہ اور اپنی وفات کے درمیان آنحضرتؐ نے اپنے بعض اصحابؓ کو عرب و عجم کے ممالک کی طرف دعوت اسلام کے خط دے کر روانہ کیا' سلیطؓ بن عمروؓ بن عبد شمسؓ بن عبدؓ برادر بنو عامرؓ لوئیؓ کو ہوذہؓ بن علیؓ والی یمامہ کی طرف اور علاء بنؓ الحضرمیؓ کو منذر ابن ساویؓ برادر بنو عبدالقیسؓ والی بحرین کے پاس اور عمروؓ ابن العاصیؓ کو جیفرؓ بن جلندیؓ ابن عامر بن جلندی والی عمان کی جانب اور حاطبؓ بن ابی بلعتۃؓ کو مقوقسؓ والی اسکندریہؓ کی طرف اور وحیہؓ بن خلیفہؓ کلبی کو قیصر روم کی طرف اور شجاع بن وہبؓ اسدی برادر بنو اسدؓ بن خزیمہ کو حرثؓ بن شمرؓ غسانی والی دمشق کی طرف اور عمروؓ بن امیۃ الضمریؓ کو نجاشی کی طرف روانہ فرمایا۔

مقوقس شاہ مصر: مقوقس والی اسکندریہ نے حاطبؓ بن ابی بلعتۃؓ کی بہت عزت کی اور آنحضرتؐ کے نامہ مبارک کو توقیر کی نگاہوں سے دیکھ کر قبول کیا۔ واپسی کے وقت چار لونڈیاں بطور ہدیہ آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ کیں من جملہ ان کے ام المومنین ماریہؓ مادر ابراہیمؓ ابن رسولؐ اللہ تھیں۔

ہرقل کے نام خط: وحیہؓ کلبی جو آنحضرتؐ کے سفیر ہو کر قیصر روم کی طرف روانہ ہوئے تھے' پہلے وہ بصرے گئے' وہاں سے والی بصرے کے ذریعے قیصر ہرقل کے دربار میں پہنچے۔ اس خط میں یہ عبارت تھی۔"یہ خط اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے ہرقل شاہ روم کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو' میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں آپ اسلام لے آئیں' سلامتی سے رہیں گے اور اللہ آپ کو دہرا اجر دے گا اور اگر آپ اسلام سے پھر جائیں گے تو آپؐ پر رعایا کے گناہوں کا وبال ہو گا۔ اے اہل کتاب ایسے دین کی طرف آجاؤ' جس پر ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہ مانیں اور اللہ کے ساتھ کوئی چیز شریک نہ کریں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو رب نہ بنائے' پھر اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو اے اہل کتاب ہمارے اسلام پر گواہ رہو۔"

ہرقل نے اس خط کو پڑھ کر اپنے سر اور آنکھ پر رکھا اور دریافت احوال کے لیے فوراً

Marfat.com

ان لوگوں کو طلب کیا' جو آپؐ کی قوم کے اس کے ملک میں بغرض تجارت گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ غزوہ سے ابو سفیان وغیرہ بلوائے گئے۔ ہرقل نے ابو سفیان وغیرہ سے آنحضرتؐ کے حالات دریافت کئے ابو سفیان سے حالات سن کر ہرقل کی پوری تشفی ہو گئی اس کے بعد ہرقل نے آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی اور ایک جلسہ میں نصاریٰ کو جمع کر کے اس امر کو پیش کیا لیکن سب نے بہ اتفاق انکار کیا۔ جلسہ درہم برہم ہو چلا تھا قیصر نے مجلس کا رنگ بدلا ہوا دیکھا تو لوگوں کو نرمی سے بلایا اور ان کی تالیف قلوب کی۔ ابن اسحاق سے روایت کی جاتی ہے کہ اس مجمع کے منتشر ہونے کے بعد قیصر نے اراکین دولت کو طلب کر کے آنحضرتؐ کو جزیہ دینے کی بابت تجویز پیش کی لیکن سب کے سب نے اس سے بھی انکار کیا پھر اس نے کہا بہتر ہو گا کہ ارض سوریہ (یعنی فلسطین واردن وو مشق و حمص وغیرہ بلادشام) دے کر صلح کر لی جائے۔ اراکین دولت نے اس سے بھی اختلاف کیا۔ واللہ اعلم۔

شجاع بن وہب والی دمشق: ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو خط شجاع بن وہب اسدی لے کر حرث بن شمر غسانی والی دمشق کے پاس گئے تھے' اس میں لکھا ہوا تھا۔ "ہدایت کی پیروی کرنے والوں اور اس پر ایمان لانے والوں پر سلام پہنچے۔ میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک لہ' پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں اس سے تمہارا ملک باقی رہے گا۔" شجاع بن وہب کہتے ہیں کہ حرث بن شمر غسانی اس مضمون کو دیکھ کر بہت برہم ہوا اور کمال طیش سے کہنے لگا۔ "کون شخص میرا ملک مجھ سے چھینے گا۔ میں خود اس کی طرف جاتا ہوں۔" آنحضرتؐ نے یہ پیام سن کر فرمایا تھا اس کا ملک جانے والا ہے۔

شاہ حبش نجاشی کو دعوت اسلام: نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف جو نامہ نامی عمرو بن امیہ الضمری کی معرفت دربارہ دعوت اسلام بذریعہ جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے ہمراہیوں کے روانہ کیا گیا تھا اس کی عبارت یہ تھی" یہ خط اللہ کے رسولؐ محمدؐ کی طرف سے نجاشی اصحم شاہ حبشہ کے نام ہے آپ پر سلامتی ہو میں آپ کے آگے اس اللہ کا شکر کرتا ہوں جو بادشاہ ہے' پاک ہے ہر عیب سے۔ سراسر سلامتی ہے' امن دینے والا ہے اور سب کی یہ خبر لینے والا ہے' اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ عیسیٰؑ روح اللہ ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم صدیقہ کی طرف ڈالا جو پاک دامن تھیں۔ چنانچہ آپ حاملہ ہو گئیں پھر اللہ نے عیسیٰؑ کو اسی طرح اپنی روح اور اپنی پھونک سے پیدا کیا جس طرح آدم کو اپنی روح اور

Marfat.com

پھونک سے پیدا کیا تھا میں آپ کو اللہ کی دعوت دیتا ہوں جو یکتا ہے اور شرکت سے بری ہے' اس کی اطاعت کے کاموں میں تعاون کی بھی' آپ میری پیروی کریں اور قرآن پر ایمان لے آئیں' جو میرے پاس آیا ہے' بلا شبہ میں اللہ کا رسول ہوں میں آپ کے پاس اپنے چچا زاد بھائی جعفر کو بھیج رہا ہوں ان کے ساتھ مسلمانوں کی بھی ایک جماعت ہے' جب یہ آپ کے پاس پہنچیں تو آپ سرکشی چھوڑ کر ان کے سامنے مسلمان ہو جائیں' میں آپ کو مع آپ کے لشکر کے اسلام کی دعوت دے رہا ہوں۔ میں نے ہمدردانہ تبلیغ کر دی ہے لہٰذا میری خیر خواہی قبول کرو۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلامتی ہو۔"

نجاشی کا قبول اسلام: نجاشی نے اس کا یہ جواب تحریر کیا۔ "اللہ کے رسول محمدؐ کے نام نجاشی اصحم بن الحر کی طرف سے یہ خط ہے اے اللہ کے رسولؐ آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اللہ کا شکر ہے جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔ اے اللہ کے رسول آپؐ کا خط مجھے مل گیا' آپ نے عیسیٰؑ کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم ہم اس پر اپنی رائے سے کچھ اضافہ نہ کریں گے۔ بلا شبہ عیسیٰؑ آپؐ کے بیان کے مطابق ہیں۔ آپؐ جس شریعت کو لے کر معبوث ہوئے ہیں اسے ہم نے پہچان لیا ہے۔ میں نے آپؐ کے چچا زاد بھائی اور ان کے ساتھیوں کے سامنے کلمہ شہادت پڑھ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپؐ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں اور پہلی کتابوں میں آپؐ کی تصدیق بھی ہے' میں نے آپؐ کے چچا زاد بھائی کے واسطے سے آپؐ سے بیعت کر لی ہے اور اللہ کی رضا کے لیے مسلمان ہوگیا ہوں' اب میں آپؐ کی خدمت میں اپنے بیٹے ارخا اصحم کو بھیج رہا ہوں۔ مجھے بجز اپنے کسی اور پر اختیار نہیں۔ اے اللہ کے رسولؐ اگر آپؐ مجھے بلائیں تو میں بھی حاضر خدمت ہو جاؤں گا کیونکہ مجھے آپؐ کی صداقت کا یقین ہے۔" والسلام

حضرت ام حبیبہؓ: مورخین لکھتے ہیں کہ نجاشی نے اپنے لڑکے کو ساٹھ حبشیوں کے ہمراہ ایک کشتی پر آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ اتفاق سے یہ کشتی ڈوب گئی' یہ بھی لکھا ہے کہ آپؐ نے نجاشی کو ام حبیبہؓ سے اپنا عقد کرنے کو لکھا تھا چنانچہ نجاشی نے اپنی ایک لونڈی کے ذریعہ سے ان کے پاس پیام بھیجا' انہوں نے خالد بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل کر دیا۔ خالد بن سعید نے چار سو دینار مہر پر بوکالت نجاشی ام حبیبہؓ کا عقد آنحضرتؐ کے

Marfat.com

ساتھ اور نجاشی نے چار سو دینار مہر کے آنحضرتؐ کی طرف سے خالد بن سعیدؓ کو دیئے جس وقت یہ چار سو دینار مہر کے نجاشی کی لونڈی ام حبیبہؓ کے پاس لے کر آئی' ام حبیبہؓ نے خوش ہو کر اس میں سے پچاس مثقال لونڈی کو مرحمت کیے لیکن لونڈی نے نجاشی کے کہنے سے واپس کر دیئے۔ نجاشی کی عورتیں اس دن عود وعنبر اور خوشبو کی چیزیں لے کر ام حبیبہؓ کے پاس گئیں اور ان کو بنا سنوار کر مع بقیہ مہاجرین کے دو کشتیوں پر سوار کرا کے مدینہ روانہ کیا۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے خیبر میں شرف نیاز حاصل کیا۔

شاہ فارس کسریٰ کے نام فرمان نبویؐ: کسریٰ شاہ فارس کے خط میں لکھا تھا۔ "یہ خط اللہ کے رسولؐ محمدؐ کی طرف سے کسریٰ شاہ فارس کے نام ہے۔ ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر اور اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لانے والوں پر سلامتی ہو۔ میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور تمام دنیا کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ ہر زندہ شخص کو ہوشیار کر دوں' آپ اسلام لے آئیں۔' سلامتی سے رہیں گے اگر آپ اسلام قبول نہ کریں گے تو آپ پر مجوسیوں کا گناہ ہو گا۔"

کسریٰ کا گستاخانہ رویہ: کسریٰ نے اس خط کو پھاڑ ڈالا۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر فرمایا" اللہ اس کا ملک پارہ پارہ کر دے۔" ابن اسحاق کی روایت میں" اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں میں آپ کو اللہ کی دعوت کے ساتھ اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور میں تمام لوگوں کی طرف رسولؐ بن کر معبوث ہوا ہوں تاکہ انہیں ہوشیار کر دوں جن کے دلوں میں زندگی ہے اور کافروں پر اللہ کا عذاب ثابت ہو جائے۔" مذکور ہے ابن اسحاق کہتے ہیں کہ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر چاک کر ڈالا اور غصہ سے کہنے لگا کہ" مجھ کو اور اس نے خط لکھا ہے اور میرے نام سے پہلے اپنے نام کو تحریر کیا ہے۔ باذان گورنر یمن کو لکھا جائے کہ فوراً" دو آدمی بھیج کر اس حجازی شخص کو گرفتار کرا کے میرے پاس بھیج دے۔

رسول اکرمؐ کی گرفتاری کا حکم: چنانچہ باذان گورنر یمن نے بانویہ اور خرخسرہ کو سرزمین حجاز کی طرف روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ طائف پہنچے اور آنحضرتؐ کو دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا وہ مدینہ میں ہیں قریش نے یہ واقعہ سن کر بہت خوشی منائی۔ بانویہ و خرخسرہ چند دنوں بعد آنحضرتؐ کے پاس مدینہ پہنچ گئے اور کہا کہ " ہمارے شاہنشاہ نے ملک باذان کو

Marfat.com

تمہاری گرفتاری کا حکم دیا ہے اور اس نے ہم کو اس کام پر مامور کیا ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ ہمارے ساتھ ساتھ چلے چلو۔ اس میں تمہاری اور تمہاری قوم کی بہتری ہے اور اگر تم انکار کرو گے۔ تو تمہارے حق میں بہت برا ہو گا۔ تم خود ہلاک کر دیئے جاؤ گے' تمہاری قوم بھی تباہ کر دی جائے گی' تمہارا ملک لوٹ لیا جائے۔" آنحضرتؐ نے اس کلام پر کچھ توجہ نہ کی اور ان کو داڑھی منڈانے لب بڑھانے سے منع فرمایا بانو یہ اور خرخسرہ نے کہا ہمارے خداوند نے ایسا ہی حکم دیا ہے (خداوند سے مقصود ان کا کسریٰ تھا' آنحضرتؐ نے کہا لیکن ہمارے خدا نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم دیا ہے یہ کہہ کر آپؐ نے ان کو ٹھہرایا اور جواب کے لیے اگلا دن مقرر کیا۔

رسول اکرمؐ کا باذان کو پیغام: اتنے میں الہام ہوا کہ اللہ جل شانہ نے کسریٰ پر اس کے لڑکے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے کسریٰ کو شب کے وقت فلاں روز اور فلاں مہینہ میں قتل کر دیا۔ آنحضرتؐ نے بانویہ و خرخسرہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ بانویہ و خرخسرہ کو اس خبر پر سخت تعجب ہوا' تھوڑی دیر تک خاموشی کی حالت میں بیٹھے رہے پھر کچھ سوچ کر آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے "تم اس کہنے کا نتیجہ سمجھتے ہو کیا ہو گا۔ ہمارا شہنشاہ تم کو اور تمہاری قوم کو تباہ کر دے گا' اس سرزمین کی خاک تک کا پتہ نہ ملے گا" رسولؐ اللہ نے فرمایا "تم اس خیال و فکر میں نہ پڑو۔ جاؤ اور ملک باذان کو اس واقعہ سے مطلع کرو اور میری طرف سے یہ کہہ دو کہ میری حکومت اور میرا مذہب تمام عالم میں پھیلنے والا ہے۔ میرا غلبہ وہاں تک پہنچ جائے گا۔ جہاں تک کسریٰ کا سکہ چل رہا ہے۔ ملک باذان اگر اسلام لائے گا تو میں اس کو جس پر وہ متصرف ہے بحال رکھوں گا اور ملک باذان کو اس کی قوم کی سرداری دے دوں گا۔" خرخسرہ و بانویہ یہ پیام لے کر باذان کے پاس پہنچے اور اس سے سارا واقعہ ہو بہو بیان کیا۔ باذان نے کہا یہ کلام معمولی آدمیوں کا نہیں ہے۔ یہ باتیں نبیوں کی سی ہیں میں اس کی پیش گوئی کا نتیجہ دیکھتا ہوں کہ کیا ہو گا۔

باذان کا قبول اسلام: باذان اسی فکر و خیال میں تھا کہ شیرویہ کا خط آ پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا "میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا اور قتل کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ اہل فارس پر ظلم کرتا تھا' شرفاء ملک و رؤسا شہر کو بلا وجہ قتل کراتا اور ان کے مال و اسباب لوٹ لیتا تھا۔ جس "وقت میرا یہ فرمان تجھ کو ملے فوراً" میری اطاعت قبول کر لے جیسا کہ اس سے پہلے تو

Marfat.com

شاہان فارس کا مطیع تھا اور اس شخص کی بابت جس کی گرفتاری کا کسریٰ نے تجھ کو حکم دیا تھا یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ اس سے تا صدور حکم ثانی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کرنا" باذان کو جس وقت شیرویہ کا یہ فرمان ملا اس نے اسی وقت آنحضرتؐ کی رسالت کی تصدیق کی اور آپؐ پر ایمان لے آیا۔ اس کے مسلمان ہوتے ہی ابناء والے بھی مسلمان ہو گئے۔ بانویہ نے باذان سے بعد واپسی مدینہ یہ بھی کہا تھا کہ میں نے بڑے بڑے امراء وسلاطین سے باتیں کیں اور ان کے ساتھ میں نے کھانا کھایا لیکن اس شخص سے زیادہ بارعب میں نے کسی کو نہ پایا۔ باذان نے دریافت کیا کیا ان کے ساتھ جانثاروں کا فوجی دستہ بھی رہتا ہے۔ بانویہ نے کہا نہیں۔ واقدی کا بیان ہے کہ مقوقس بادشاہ قبط کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی لیکن وہ اسلام نہیں لایا۔

غزوہ خیبر: آنحضرتؐ عام حدیبیہ سے واپس آکر پورے ذی الحجہ اور اوائل محرم سنہ ۶ھ تک مدینہ میں مقیم رہے' آخر محرم میں ایک ہزار چار سو پیادے اور دو سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ خیبر کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ مدینہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثیؓ کو اپنا نائب مقرر کیا اور رایت اسلام علی ابن ابی طالبؓ کو دیا۔ مدینہ سے نکل کر براہ الصہبا۔ اس کی وادیوں کو طے کرتے ہوئے رجیع میں جا اترے۔ بنو غطفان اس نقل وحرکت کا حال سن کر یہودیان خیبر کی خبرگیری وامداد کو روانہ ہوئے۔ لیکن اس وجہ سے کہ لشکر اسلام بنو غطفان وخیبر کے درمیان پڑا ہوا تھا۔ نیز مسلمانوں کا رعب ان کو اپنی ڈراؤنی صورت دکھا رہا تھا۔ بے نیل ومرام واپس چلے آئے۔ آنحضرتؐ نے خیبر کے قلعوں پر حملے شروع کر دیئے اور ان کو یکے بعد دیگرے فتح کرنے لگے' سب سے پہلے قلعہ ناعم مفتوح ہوا۔ محمود بن سلمہ پر اوپر سے ایک پتھر کی چکی ڈال دی گئی جس سے وہ جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اس کے بعد قلعہ قموص فتح ہوا۔ یہ قلعہ ابن ابی حقیق یہودی کے قبضہ میں تھا۔ اس قلعہ میں مال غنیمت کے علاوہ قیدی بکثرت ہاتھ آئے۔ منجملہ ان کے صفیہ بنت حی ابن اخطب تھیں یہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کی زوجہ تھیں۔ آنحضرتؐ نے گرفتاری کے بعد ان کو دحیہؓ کے حوالہ کیا پھر ان سے خرید کر کے آزاد کر دیا اور اپنی زوجیت میں لے لیا۔ قموص کے بعد صعب بن معاذ کے قلعہ پر قبضہ کیا۔ یہ خیبر کے قلعوں میں عمدہ ترین قلعوں میں سے تھا۔ اس کے مضافات میں پیداوار خوب ہوتی تھی' اس قلعہ سے خیبر کے دوسرے قلعوں کو بہت بڑی مدد پہنچتی تھی۔ سب سے آخر میں وطیح اور سلالم کے قلعے فتح کیے گیے یہ دونوں قلعے دس دن کے محاصرے کے بعد فتح ہوئے۔

Marfat.com

یہود خیبر سے معاہدہ: خیبر کے قلعات بعض تو بزور تیغ مفتوح ہوئے اور بعض بصلح دامن، جو قلعے صلح دامن سے فتح ہوئے، ان کے رہنے والے یہودیوں سے طے پایا کہ نصف پیداوار زراعت و کھجور وغیرہ مسلمانوں کو خراج میں دیا کریں اور نصف خود لیا کریں۔ چنانچہ اسی اقرار وعہد پر خیبر کے یہودی حضرت عمر ابن الخطابؓ کی خلافت کے آخر زمانے تک رہے، جب جناب موصوف کو یہ معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا تھا" سرزمین عرب میں دو دین نہ رہیں گے۔" تو انہوں نے خیبر کے یہودیوں کو جلا وطن کر دیا۔ مسلمانوں نے ان کے مال واسباب کو لے لیا، خیبر کا مال غنیمت جو آنحضرتؐ کی موجودگی میں فتح ہوا تھا آخر زمانہ خلافت خلیفہ ثانی میں تقسیم ہوا۔

زینب بنت الحرث یہودیہ کا قتل: اس غزوہ خیبر میں تقریباً" بیس مسلمان، جن میں مہاجرین اور انصار بھی تھے، شہید ہوئے اور حمارا ہلی (پالتو گدھا) کا گوشت حرام کیا گیا اور زینب بنت الحرث زوجہ سلام بن مشکم یہودیہ نے زہر ملا کر بھنی ہوئی ایک مسلم بکری آنحضرتؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی۔ آپ نے اسے چکھتے ہی تھوک دیا اور ارشاد فرمایا" مجھ کو اس بکری کی ہڈیاں یہ خبر دیتی ہیں کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔" آپؐ کے ساتھ کھانے میں بشر بن البراء بن معرورؓ شریک تھے وہ کھاتے ہی شہید ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد زینب یہودیہ بلائی گئی اس نے زہر ملانے کا اقرار کر لیا۔ لیکن اسلام لانے کی وجہ سے قتل نہ کی گئی۔ بعض کہتے ہیں زینب وارثان بشر کے حوالہ کر دی گئی۔ انہوں نے اسے بہ عوض خون بشر بن البراءؓ قتل کیا۔ واللہ اعلم

مورخین لکھتے ہیں کہ اثنا حصار بعض قلعات خیبر میں رایت جنگ علی ابن ابی طالبؑ کو دیا گیا۔ اور انہوں نے اس کو فتح کیا تھا اس درمیان میں ان کی آنکھیں بھی دکھ رہی تھیں۔ آنحضرتؐ کے ان پر دم کر دینے سے اچھی ہو گئیں۔

مہاجرین حبشہ: ان مہاجرین میں سے جو کہ نجاشی کے ملک میں قبل ہجرت چلے گئے تھے، کچھ لوگ تو قبل از ہجرت مکہ واپس آگئے تھے یہ سن کر کہ قریش نے اسلام قبول کر لیا ہے پھر انہوں نے مدینہ ہجرت کی اور کچھ لوگ ان میں سے غزوہ خیبر سے دو برس پیشتر حبشہ سے مدینہ چلے آئے تھے، معدودے چند باقی رہ گئے تھے، وہ فتح خیبر کے بعد آئے۔ آنحضرتؐ نے ان لوگوں کے واپس کرنے کی بابت عمرو بن امیتہ الضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تھا۔ جعفر

Marfat.com

بن ابی طالب مع اپنے ہمراہیوں کے اسی دن آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے' جس روز خیبر فتح ہوا تھا۔ آپ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور گلے سے لگا کر ارشاد فرمایا" خبر نہیں میں کس سے خوش ہوں' فتح خیبر سے یا جعفر کے آنے سے۔"

فدک اور وادی القریٰ کی فتح: جب اہل فدک کو اہل خیبر کی شکست کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ ہم کو صرف ہماری جانوں کی امان دی جائے۔ مال واسباب سے ہم کو سروکار نہیں ہے۔" آنحضرتؐ نے ان کی یہ درخواست قبول فرمالی چونکہ فدک پر حملہ نہیں کیا گیا تھا اور نہ اس پر کسی سوار و پیادہ کو نیزہ تلوار چلانے کا موقع ملا تھا' اس وجہ سے بلا تقسیم جیسا کہ جناب باری عزاسمہ نے حکم دیا۔ آپؐ کے قبضہ میں رہا اور پھر خیبر سے مراجعت کے وقت آپؐ نے وادی القریٰ کی طرف رخ کیا اور اس کو بزور تیغ فتح کر کے اس کے مال غنیمت کو تقسیم فرما دیا۔ آپؐ کا غلام مدعم یہیں شہید ہوا۔

ادائے عمرہ: فتح خیبر کے بعد تاانقضاء شوال ۷سنہ ھ آپ مدینہ میں مقیم رہے جب ذیلقعد کا چاند دکھائی دیا۔ اس منقفی عمرے کو ادا کرنے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے جو یوم حدیبیہ میں قریش کے روکنے کے سبب سے نہ ہو سکا تھا۔ اور طے پایا تھا کہ سال آئندہ از روئے معاہدہ عمرہ ادا کرنے آئیں۔ قریش کے چند اوباش طبیعت نوجوانوں نے دارالندوہ میں آپ کے خلاف مشورہ کیا لیکن گزشتہ سال کے معاہدہ کے سبب سے ان کو روک نہ سکے۔ مجبور ہو کر خود مکہ سے نکل گئے اس خیالی کراہت سے کہ آنحضرتؐ سے ملاقات نہ ہو۔

حضرت میمونہؓ بنت الحرث سے عقد: رسول اللہ ﷺ مع ان صحابہؓ کے جو سال گزشتہ میں بلا ادائے حج مقام حدیبیہ سے واپس گئے تھے۔ مکہ میں داخل ہوئے طواف کیا تین روز تک مقیم رہے اور بعد احلال 'بنو حلال بن عامر میں میمونہ بنت الحرثؓ (ابن عباس وخالد بن الولید کی خالہ) سے عقد کیا اور یہ قصد کیا کہ مکہ ہی میں شب عروسی کی رسم ادا کریں لیکن ایام مقررہ کے تمام ہو جانے سے قریش نے ان کو مکہ میں ٹھہرنے نہ دیا چنانچہ نہایت عجلت کے ساتھ آپ مع اپنے اصحابؓ کے مکہ سے روانہ ہو گئے۔ ام المومنین میمونہؓ بنت الحرث سے مقام سرف میں رسم عروسی ادا کی۔

حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت خالدؓ بن ولید کا قبول اسلام: عمرۃ القضا سے

Marfat.com

واپسی کے بعد آنحضرتؐ جمادی الاول سنہ ۸ ھ (مطابق ۶۲۹ء) تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اس کے بعد امراء اسلام کو شام کی طرف روانہ کیا لیکن اس واقعہ سے پیشتر عمرو بن العاصؓ وخالدؓ بن الولید وعثمانؓ بن ابی طلحہؓ سرداران قریشؓ ایمان لا چکے تھے عمرو بن العاصؓ کے ایمان لانے کا یہ ماجرا ہوا کہ یہ قریش کی طرف سے نجاشی والی حبشہ کے پاس ان مہاجرین کو لینے گئے (جو مکہ سے قریش کے مظالم سے تنگ آکر حبشہ چلے گئے تھے۔ اتفاق سے نجاشی کے دربار میں عمرو بن امیتہ الضمریؓ جو آنحضرتؐ کے سفیر ہو کر گئے تھے' اور عمرو بن العاصؓ سے ملاقات ہو گئی۔ باتوں باتوں میں نجاشی پر اسلام کی حقانیت ظاہر ہو گئی' اس وجہ سے اس نے مہاجرین کے دینے سے انکار کیا اور عمرو بن العاص سے نہایت سختی کے ساتھ پیش آیا۔ عمرو بن العاص بظاہر نجاشیؓ کے دربار سے ناکام نکلے لیکن اس ناکامی نے ان کا کام کر دیا۔ ان کے دل کو جو کفروالحاد کی تاریکی میں پڑا ہوا تھا۔ آفتاب اسلام نے اپنی روحانی روشنی سے منور کر کے اپنی تابندہ و تیز شعاعوں سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ قریش میں پہنچ کر خالدؓ بن الولید سے ملے اور ان کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا خالدؓ بن الولیدؓ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کے ہمراہ مدینہ ہجرت کر آئے۔

غزوہ موتہ ۸ ھ : ان بزرگوں کے اسلام لانے اور ہجرت کر آنے کے بعد آنحضرتؐ نے شام کی طرف لشکر اسلام روانہ کیا۔ اس لشکر میں خالد بن الولیدؓ بھی شامل تھے۔ لشکر کا سردار زید بن حارثہ کو مقرر فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ "اگر اتفاق سے زید کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو جعفرؓ بن ابی طالبؓ کو لشکر کا سردار مقرر کرنا اور اگر یہ بھی کسی حادثہ ناگہانی میں مبتلا ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں اور اگر یہ بھی کسی قضاء الٰہی میں مبتلا ہو جائیں تو مسلمانوں کو اختیار ہے' جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔" آنحضرتؐ نے یہ چند ضروری آنے والی باتیں سمجھا کر لشکر اسلام کو رخصت کیا۔ لشکریوں کی تعداد تقریباً" تین ہزار تھی' جب یہ لوگ رفتہ رفتہ مقام معان سرزمین شام میں پہنچے تو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہرقل بادشاہ روم مسلمانوں کی نقل وحرکت سے مطلع ہو کر مقام مواب سرزمین بلقاء میں ٹھہرا ہوا ہے اور اس کے ہمراہ ایک لاکھ رومی سپاہی اور ایک لاکھ نصرانیان عرب ہیں' جن میں یہ نصرانی لخم' جذام' قضاعہ' بہروہلی اور قیس قبائل سے متعلق ہیں بنو راشہ کا مالک بن راخسنہ فوجی سردار ہے۔ اسلامی لشکر دو شب معان میں مقیم رہا اور باہم یہ مشورہ ہوتا رہا کہ رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا جائے اور ان کے حکم وامداد کا انتظار کیا جائے۔

Marfat.com

مجاہدین کی مراجعت: اس لڑائی میں علاوہ ان امراء لشکر اسلام کے دس صحابیؓ شہید ہوئے لیکن رسمی طور پر اس خبر کے آنے سے پہلے آنحضرتؐ نے ان امراء لشکر اسلام کے شہید ہونے کی اطلاع اسی دن دے دی تھی' جس روز یہ لوگ شہید ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ غزوۂ موتہ سے واپس ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا مدینہ سے باہر استقبال کیا' جعفر ابن ابی طالبؓ کی شہادت سے آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ عبداللہ بن جعفر کو (یہ اس وقت لڑکے تھے) اٹھا کر اپنی سواری پر سوار کر لیا۔ جوش محبت وفرط غم سے آنسو نکل آئے' ان کی مغفرت کی دعا کی اور فرمایا" کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دو بازو مرحمت فرمائے ہیں جس سے وہ جنت میں اڑتے ہیں۔ اسی روز سے جعفر ابن ابی طالب ذوالجناحین کے لقب سے موسوم ہوئے' اسی اعتبار سے بعض ان کو طیار بھی کہتے ہیں۔

بنو خزاعہ اور بنو بکر کی عداوت: اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ جس وقت مقام حدیبیہ میں آنحضرتؐ وقریش میں مصالحت ہوئی اور عہد نامہ لکھا گیا تھا' اس وقت خزاعہ خواہ مومن ہوں یا کافر' آنحضرت ﷺ کے گروہ میں داخل ہوگئے تھے اور قریش کے گروہ میں بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ شامل تھے اور زمانہ جاہلیت سے ان دونوں قبیلوں میں ان بن چلی آرہی تھی۔ اس وجہ سے کہ مالک بن عباد بنو حضرمی حلیف اسود بن زرن الدیلی البکری کچھ تجارت کا مال لے کر خزاعہ کے ملک میں گیا تھا۔ خزاعہ نے اس کو قتل کر کے اس کا مال واسباب لوٹ لیا تھا۔ بنو بکر نے اس کے معاوضہ میں موقع پاکر خزاعہ کے ایک آدمی کو مار ڈالا خزاعہ نے اس واقعہ سے برہم ہو کر سلمٰی وکلثوم وذویب شرفاء بنو بکر قبل اسلام کو مقام عرفہ میں قتل کیا۔ خزاعہ بنو بکر میں باہم یہ چوٹیں چل رہی تھیں کہ اسلام کا زمانہ آگیا اور ان دونوں قبیلوں نے اسلام کے معاملات میں پڑ کر اپنی قدیمی عداوت کو بھلا دیا تھا۔

صلح حدیبیہ کی تنسیخ: مقام حدیبیہ میں ایک میعادی صلح ہو گئی اور مومنین وکافرین ایک دوسرے سے بے خوف ہو گئے' اس وقت بنو بکر سے نوفل بن معاویہ نے خزاعہ سے بدلہ لینے کا موقع مناسب سمجھ کر خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ نوفل بن معاویہ کے ساتھ اس واقعہ میں کل بنو بکر شامل نہ تھے' بلکہ ستر فیصد ان کے ہمراہ نکلے اور باقی نے روانگی سے انکار کر دیا۔ قریش میں صفوان بن امیہ وعکرمہ بن ابی جہل وسہل بن عمرو وغیرہ نے پوشیدہ طور سے ان کی امداد کی۔ نوفل بن معاویہ مع اپنے ہمراہیوں کے خزاعہ پر چڑھ گیا۔ خزاعہ مقابلہ سے

Marfat.com

مجبور ہو کر حرم میں آچھپے لیکن نوفل کے جوش انتقام نے ان کو حرم میں بھی پناہ نہ لینے دی چنانچہ خزاعہ سے چند آدمی حرم میں مارے گئے بدیل بن ورقاء خزاعی کے گھر میں گھس گئے اور اس کو لوٹ کر واپس چلے آئے۔ اس واقعہ نے صلح حدیبیہ کو مسخ کر دیا اور یہی فتح مکہ کا باعث ہوا۔

ابو سفیان کی صلح حدیبیہ کی تجدید کی کوشش: اس واقعہ کے بعد بدیل بن ورقاء اور عمرو بن سالم اپنی قوم کے چند آدمیوں کو لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے' بنو بکر اور قریش کی عہد شکنی و ظلم کی شکایت کر کے امداد کے خواستگار ہوئے' آپؐ نے ان سے امداد کا وعدہ فرمایا' جس وقت یہ لوگ واپس ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ ابو سفیان مکہ سے مدت صلح بڑھانے اور عہد کو مضبوط کرنے آرہا ہے لیکن بے نیل و مرام واپس جائے گا اور یہی واقعہ فتح مکہ کا باعث ہو گا' قریش اپنے کیے پر پشیمان ہوں گے' چنانچہ ابو سفیان اور بدیل بن ورقاء سے مقام عسفان میں ملاقات میں ابو سفیان نے کہا بدیل تو کہاں سے آرہا ہے؟ بدیل نے جواب دیا اسی وادی سے۔ بدیل یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور ابو سفیان رفتہ رفتہ مدینہ میں پہنچ کر اپنی لڑکی ام المومنین ام حبیبہؓ کے پاس گیا' ام حبیبہؓ نے فرش کو لپیٹ لیا اور یہ کہا کہ یہ آنحضرتؐ کا بچھونا ہے' اس پر مشرک نہیں بیٹھ سکتا۔ ابو سفیان نے جھلا کر کہا اے لڑکی تو میرے بعد شر میں مبتلا ہو گی۔ ام حبیبہؓ نے جواب دیا نہیں ! بلکہ میں نور اسلام سے منور ہو گئی' اس کے بعد ابوسفیان اٹھ کر مسجد میں آیا اور آنحضرتؐ سے کچھ باتیں کیں لیکن آپؐ نے جب کچھ جواب نہ دیا تو وہاں سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس گیا اور ان سے سفارش کرنے کو کہا' انہوں نے انکار کیا تب حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ کے پاس گیا حضرت عمرؓ ابن الخطاب نے اس کی صورت دیکھتے ہی فرمایا واللہ اگر مجھ کو یہ معلوم ہو گیا ہوتا کہ آنحضرتؐ کا کیا قصد ہے تو میں تم سے آج نپٹ لیتا۔

ابو سفیان اس بات کو سن کر حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس چلا آیا۔ حضرت علی ابن ابی طالبؓ کے پاس اس وقت ان کی بیوی فاطمہؓ زہرا اور حسنؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو سفیان نے اپنی وہی التجا حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ سے بھی پیش کی' حضرت علیؓ نے فرمایا "میں اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ سے کچھ گفتگو نہیں کر سکتا' جس میں انہوں نے کچھ قصد کر لیا ہے۔" ابوسفیان یہ سن کر حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا "اے بنت محمدؐ کیا تم اپنے اس لڑکے حسنؓ کو یہ حکم نہیں دے سکتی ہو کہ یہ محمد ﷺ سے جا کر میری کچھ

سفارش کرے؟" حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کوئی شخص آنحضرتؐ سے کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ کسی کی سفارش کر سکتا ہے۔"

ابو سفیان کی بے نیل و مرام واپسی: ابو سفیان اس جواب سے مایوسی کی حالت میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا اور دل میں یہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ اتنے میں حضرت علیؓ نے فرمایا۔ "اے ابو سفیان میں تم کو ایک نہایت عمدہ تدبیر بتلاتا ہوں" ابو سفیان یہ سن کر خوش ہوگیا۔اور ان کی طرف دیکھنے لگا' حضرت علیؓ نے فرمایا تم بنو کنانہ کے سردار ہو تم کو کسی کے تعارف کرانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے' اٹھو اور سیدھے مسجد میں چلے جاؤ اور بہ آواز بلند یہ کہہ کر کہ میں مدت صلح بڑھانے اور عہد نامہ اقرار کو مضبوط کرنے آیا ہوں" اپنے شہر واپس چلے جاؤ۔ ابو سفیان نے کہا کہ کیا یہ بات میرے نفع کی کہتے ہو۔ علیؓ نے فرمایا "میرا گمان ہے لیکن وقت تو یہ ہے کہ اس کے سوا اور کوئی تدبیر بھی نہیں ہے' تم خود سوچو کہ اس میں تمہارا کہاں تک نفع اور کس حد تک نقصان ہے۔" ابو سفیان اس کلام کے ختم ہوتے ہی اٹھ کر مسجد میں آیا اور بلند آواز سے یہ کہہ کر "کہ میں مدت صلح بڑھائے جاتا ہوں اور از سر نو عہد واقرار کو مضبوط کیے جاتا ہوں" مکہ کو چل کھڑا ہوا' اہل مکہ نے یہ واقعہ سن کر ابو سفیان سے کہا کہ تو نے کچھ نہ کیا حضرت علیؓ نے تمہارے ساتھ مسخرہ پن کیا۔

رسول اللہؐ کی مکہ کو روانگی: دس رمضان سنہ ۸ھ کو دس ہزار کی جمعیت سے رسول اللہؐ مدینہ سے بقصد فتح مکہ روانہ ہوئے۔ مدینہ میں کلثوم بن حصین بن عتبہ غفاری آپ کے قائم مقام ہوئے' جس وقت آپ ذی الحلیفہ اور بعض کہتے ہیں کہ جحفہ میں پہنچے' عباسؓ ابن عبدالمطلبؓ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آتے ہوئے ملے۔ آنحضرتؐ کے کہنے سے حضرت عباسؓ نے اپنا اسباب مدینہ بھیج دیا اور خود آپؐ کے ہمراہ بقصد جہاد لشکر اسلام کے ہمراہ مکہ واپس ہوئے۔ منیق العقاب میں ابو سفیان بن الحرث وعبداللہ بن ابی امیہ سے ملاقات ہوئی یہ لوگ بھی ہجرت کیے ہوئے آرہے تھے لیکن اس وقت تک یہ لوگ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی' اجازت نہ ملی ام المومنین ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آنحضرتؐ سے کچھ گفتگو فرمائی' تب ان کو حاضری کی اجازت ہوئی۔ ان لوگوں نے حاضر ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کے ہمراہ مکہ روانہ ہوئے۔ عشاء

Marfat.com

کے وقت مرالظہران میں لشکر اسلام اترا آپؐ نے ایک ہزار کی ایک ایک جماعت علیحدہ کر کے ہر ایک سے آگ روشن کرنے کے لیے فرمایا اور حضرت عمر ابن الخطابؓ کو پتر دل پر رکھا۔

حضرت عباسؓ اور ابو سفیان: حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلبؓ کے دل میں دفعتہ" یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر قریش نے اس مرتبہ آنحضرتؐ سے مخالفت کی اور آپؐ مکہ میں بجبر داخل ہوئے تو قریش کی خیریت نہیں ہے۔ یہ خیال رفتہ رفتہ اس قدر ترقی پذیر ہوا کہ حضرت عباس ابن عبدالمطلبؓ آنحضرتؐ کے خچر پر سوار ہو کر اس ارادہ سے لشکر سے باہر چلے کہ مبادا مکہ کے کسی جانے والے کے ذریعہ اہل مکہ کو سمجھا دیں۔ اتفاق سے ابو سفیان بن حرب وبدیل بن ورقاء وحکیم بن حزام مخبری کی غرض سے مکہ سے نکل کر وادی میں پھر رہے تھے۔ بدیل بن ورقاء کہہ رہے تھے کہ یہ آگ بنو خزاعہ کی ہے' ابو سفیان نے اس کا جواب دیا" خزاعہ میں یہ قوت کہاں سے آئی وہ نہایت کمزور اور ذلیل ہیں ان کے پاس اتنا لشکر ہرگز جمع نہیں ہو سکتا۔" حضرت عباسؓ نے یہ کلام سن کر بلند آواز سے کہا یہ لشکر رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ واللہ ہم اگر تم پر فتح یاب ہو گئے تو تم کو مار ڈالیں گے۔ افسوس قریش کی حالت پر۔ بہتر ہو گا کہ امن کے خواستگار ہو جاؤ اور اطاعت قبول کر لو۔ ابو سفیان اس آواز کو سن کر ڈھونڈھتا ہوا حضرت عباسؓ کے پاس آیا حضرت عباسؓ اسے اپنے ہمراہ لیے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ بن الخطابؓ اپنے ساتھ ابو سفیان کو لاتا دیکھ کر اس کی طرف جھپٹے حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں نے اس کو اپنے امن میں لے لیا ہے۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے کہا یہ دشمن خدا اور رسولؐ ہے۔ یہ بغیر کسی عہدو اقرار کے ہاتھ آگیا ہے میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ چونکہ حضرت عمر ابن الخطابؓ پیادہ تھے اور عباسؓ وابو سفیان سوار تھے۔ اس وجہ سے حضرت عباسؓ ابو سفیان کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے نہایت تیزی سے آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور ان کے پیچھے پیچھے تلوار کھینچے ہوئے حضرت عمر ابن الخطابؓ آپہنچے اور عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ یہ دشمن خدا ابو سفیان بلا کسی عہدو اقرار کے ہاتھ آگیا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی ابھی گردن مار دوں۔" حضرت عباسؓ نے کہا "یارسولؐ اللہ میں نے اس کو اپنے امن میں لے لیا ہے۔" حضرت عمر ابن الخطابؓ اس پر ملتفت نہ ہوئے اس کے قتل پر اصرار کرتے رہے اور تلوار کھینچے ہوئے حکم واشارہ کے منتظر تھے کہ حضرت عباسؓ نے جھلا کر کہا کہ اگر یہ بنو عدی سے ہوتا تو عمرؓ تم اتنا اس کے

Marfat.com

قتل پر اصرار نہ کرتے لیکن چونکہ تم جانتے ہو کہ یہ بنو عبد مناف سے ہے اس وجہ سے اس کے قتل پر تم زیادہ مچل رہے ہو۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے جواب دیا واللہ تمہارا اسلام میرے نزدیک خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا' اس وجہ سے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا بھی مبارک خیال یہی تھا' حضرت عباسؓ افسوس ہے کہ تمہارا میری نسبت ایسا خیال ہے' تم جو چاہو سمجھو مگر میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔

ابو سفیان کو امان: عباسؓ اس کلام کا جواب بھی نہ دینے پائے تھے کہ حضرت عمرؓ ابن الخطاب ابو سفیان کی طرف جھپٹے' آنحضرتؐ نے ارشاد کیا میں نے اس کو شب بھر کے لیے مہلت دی۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ یہ سن کر دم بخود ہو گئے' تلوار کو نیام میں کر لیا' اس کے بعد حضرت عباسؓ کو یہ حکم دیا کہ ابو سفیان کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ' صبح کو میرے پاس لانا۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی عباسؓ ابن عبدالمطلبؓ ابو سفیان کو ہمراہ لیے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے ابو سفیان سے مخاطب ہو کر فرمایا " ابو سفیان کیا ابھی تیرے نزدیک اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ تو لاالہ الا اللہ پر ایمان لائے۔ ابو سفیان نے عرض کیا میرے مادرو پدر آپ پر قربان ہوں آپ نہایت حلیم و کریم ہیں۔ بخدا کل سے مجھے یقین ہو گیا کہ اگر سوائے اللہ کے اور کوئی اللہ ہوتا تو مجھے ضرور آپ کی امداد سے مستغنی کر دیتا۔

ابو سفیان کا قبول اسلام: آنحضرتؐ نے ارشاد کیا" شرم کی بات ہے' کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ تو مجھے اللہ کا رسولؐ جانے " ابو سفیان نے کہا میرے مادر و پدر آپؐ پر فدا ہوں' اس امر میں مجھے پس و پیش ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا تجھ پہ تف ہو تو اپنی گردن زنی سے پہلے اسلام لا۔ ابو سفیان یہ سن کر عباسؓ کی طرف تعجب سے دیکھنے لگا' عباسؓ نے کہا دیکھ وہ عمرؓ آرہے ہیں جیس محمد الرسول للہ کہہ دے ورنہ آتے ہی وہ تیری گردن اڑا دیں گے۔ ابو سفیان نے یہ سنتے ہی گھبرا کر محمد الرسول اللہ کہہ دیا اور مسلمانوں میں داخل ہو گیا۔

ابو سفیان کی عزت افزائی: ابو سفیان کے ایمان لانے کے بعد حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ ابو سفیان مکہ کے سرداروں میں ہے۔ فخر کو زیادہ پسند کرتا ہے' آپ اس کے لیے کوئی ایسا امتیاز کر دیجئے' جس سے یہ اوروں سے ممتاز سمجھا

جائے' آپ نے فرمایا اچھا جو شخص ابو سفیان کے مکان میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے' اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے' جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے' اس کے بعد حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابو سفیان کو لے کر کنارہ وادی پر کھڑے ہو جاؤ تاکہ یہ اللہ کے لشکریوں کو دیکھے' چنانچہ حضرت عباسؓ خود ابو سفیان کو لے کر ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو گئے قبیلہ قبیلہ کا گروہ جوق در جوق گزرنے لگا' ابو سفیان ہر ایک کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتا اور پوچھتا جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرینؓ وانصارؓ کے گروہ میں مسلح زرہیں اور سفید خود پہنے ہوئے گزرے۔ ابو سفیان نے گھبرا کر دریافت کیا" یہ کون لوگ ہیں۔" حضرت عباسؓ نے کہا" یہ مہاجرین وانصار میں اللہ کے رسولؐ ہیں۔" ابوسفیان نے تعجب سے کہا تمہارے بھائی کے لڑکے کا ملک بہت بڑھ گیا اور اس کا لشکر بے حد زیادہ ہو گیا۔ عباسؓ نے کہا اے ابو سفیان یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ نبوت ہے' پھر ابو سفیان نے پوچھا یہ سب کہاں جا رہے ہیں اور کیا کریں گے' حضرت عباسؓ نے جواب دیا تیری قوم پر جاتے ہیں۔

اہل مکہ کو امان: ابو سفیان یہ سن کر خاموش ہو گیا اور ان سے رخصت ہو کر مکہ آیا اور اہل مکہ کو اس امر سے مطلع کیا' جس نے ان کو گھیر لیا تھا اور یہ بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' جو شخص مسجد میں یا ابو سفیان کے مکان میں داخل ہو یا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے۔ لشکر اسلام کا رایت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ میں تھا' جس وقت یہ ابو سفیان کے پاس سے ہو کر گزرے اس وقت جوش میں آکر کہہ اٹھے "آج لڑائی کا دن ہے اور آج حرمت کعبہ حلال ہے" آنحضرتؐ نے یہ سن کر رایت سعد بن عبادہؓ کے ہاتھ سے لے کر حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو دے دیا۔ میمنہ میں خالد بن الولید۔ اسلم وغفار و مزینہ و جہینہ کو لیے ہوئے اور میسرہ میں زبیرؓ اور مقدمتہ الجیش میں عبیدۃ ابن الحراج اور قلب لشکر میں آنحضرتؐ مع حضرت ابو بکرؓ عمرؓ و عثمانؓ کے رونق افروز ہوئے۔ حضرت زبیر کو اعلیٰ مکہ سے اور خالدؓ کو اس کے اسفل سے داخل ہونے کو فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص چھیڑ کرے اس سے لڑنا۔ خود بہ نفس نفیس ذی طویٰ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے عکرمہ بن ابی جہل وصفوان بن امیہ وسہیل بن عمرو وغیرہ نے مقابلہ کے ارادہ سے کچھ لوگوں کو جمع کیا تھا' چنانچہ ان کا سامنا خالد بن الولیدؓ سے ہو گیا۔ مسلمانوں میں سے کرز بن جابر (بنو محارب سے) خنیس بن خالد (خزاعہ سے) سلمہ بن جہینہ شہید ہوئے مشرکین کی طرف کے تیرہ آدمی

مارے گئے باقی آدمیوں کو آپؐ نے امن دے دیا یہ فتح ۲۰ رمضان سنہ ۸ ھ کو ہوئی۔

زیارت کعبہ: فتح کے بعد آنحضرتؐ مسجد حرام میں داخل ہوئے' کعبہ کا طواف کیا حضرت عثمانؓ بن طلحہ سے کلید کعبہ لے کر کعبہ میں داخل ہوئے' آپؐ کے ہمراہ اس وقت حضرت اسامہ بن زیدؓ وبلالؓ وعثمانؓ بن طلحہؓ تھے مجاورت بیت اللہ انہی کے قبضہ میں رکھی۔ پس اس وقت سے آج تک اولاد شیبہ بیت اللہ کے مجاور ہوتے چلے آئے ہیں۔ کعبہ کے اندر باہر واطراف میں جس قدر اصنام تھے' ان کو توڑ کر گرا دینے کا حکم دے دیا۔ خود بہ نفس نفیس دست مبارک میں ایک چھڑی لیے ہوئے بتوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے" آگیا حق اور بھاگ گیا باطل' بے شک باطل بھاگنے والا تھا۔" آپؐ کے ان کلمات فرمانے اور اشارہ کرنے سے کوئی بت ایسا نہ تھا' جو اوندھا منہ کے بل نہ گر پڑا ہو' جب نماز کا وقت آیا تو بلالؓ نے آپ کے حکم سے کعبہ کی پشت پر اذان دی' صحابہ جمع ہوئے اور جماعت کے ساتھ بے خوف وخطر نماز ادا کی۔

اہل مکہ سے خطاب: اس کامیابی وفتح کے دوسرے دن آنحضرتؐ باب کعبہ پر کھڑے ہوئے اور رسوم جاہلیت' مجاورت بیت اللہ وسقایۃ الحاج کو برقرار رکھا اور یہ فرمایا کہ" اس سے قبل اور نہ اس کے بعد مکہ کسی کے لئے حلال نہیں ہوا اور بے شک آج کے دن ایک ساعت کے لیے میرے واسطے حلال ہو گیا تھا۔ لیکن اَب پھر اس کی حرمت حسب سابق بحال ہو گئی' اس کے بعد آپؐ نے خطبہ پڑھا۔"حق دار عبادت اللہ ہی ہے جو تنہا اور شریک سے بری ہے۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا لشکر کو شکست دی۔ کان کھول کر سن لو' ہر رسم یا خون یا مال جس کا جاہلیت میں دعویٰ کیا جاتا تھا میرے پیروں کے نیچے ہے(میں نے ان سب کو مسل دیا) ہاں کعبہ کی مجاورت اور زمزم پلانے کا عہدہ حسب دستور باقی ہے' یاد رکھو قتل خطا قتل عمد کی طرح ہے خواہ کوڑوں سے ہو یا لاٹھیوں سے' دونوں کی دیت سنگین ہے یعنی سو اونٹ جس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں' اے اہل قریش اللہ نے تم سے جاہلیت کا غرور کا اور باپ دادا پر فخر کرنا ختم کر دیا تمام لوگ' آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے۔اللہ نے فرمایا "لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیئے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان لو پھر جو سب سے زیادہ متقی ہے وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف ہے اور اللہ بہت ہی جاننے والا

Marfat.com

اور خبردار ہے۔

"اے اہل قریش تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟" بولے "اچھائی کا خیال ہے کیونکہ آپ بہترین بھائی ہیں اور بہترین بھائی کے بیٹے ہیں۔" فرمایا "اچھا تو میں وہی کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

بیعت: خطبہ سے فارغ ہو کر آپؐ کوہ صفا پر جا بیٹھے اور لوگوں سے مہماامکن اطاعت خدا و رسولؐ کی بیعت لینے لگے مردوں کی بیعت سے فراغت پا کر آپؐ نے حضرت عمر ابن الخطابؓ کو عورتوں سے بیعت لینے پر مامور فرمایا اور خود بنفس نفیس ان کے لیے استغفار کرتے رہے۔

بت خانہ عزیٰ کاانہدام: ان واقعات کے بعد آنحضرت ﷺ نے مکہ کے اطراف وجوانب کی طرف سرایا روانہ فرمائے۔ لیکن ان کو قتال سے منع فرما دیا۔ منجملہ ان کے خالد بن الولیدؓ بنو جذیمتہ بن عامر بن عبدمناۃ بن کنانہ کی طرف روانہ کیے گئے' انہوں نے بنو جذیمتہ سے لڑائی کی اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا' جب حضرت خالدؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے اس مال واسباب کو حضرت علیؑ کی معرفت بنو جذیمتہ کو واپس کر دیا اور ان کے مقتولین کی دیت (خون بہا) ادا کی۔ اس کے بعد پھر حضرت خالدؓ کو عزیٰ کی جانب روانہ کیا۔ مضرو کنانہ اس کی جاہلیت میں بے حد تعظیم کرتے تھے اور اس کی مجاورت بنو شعبان قبیلہ بنو سلیم حلفاء بنو ہاشم کے قبضہ میں تھی۔ خالد بن الولیدؓ نے اس کو منہدم کر دیا۔

انصار کی تالیف قلوب: انصارؓ کو فتح مکہ کے بعد آنحضرتؐ کے بلا تعین قیام سے خیال پیدا ہوا کہ شاید آپؐ اب مکہ ہی میں قیام فرمائیں گے۔ مدینہ تشریف نہ لے جائیں گے اس وجہ سے ان کو ایک گونہ صدمہ ہوا' آپس میں اس سلسلے میں کچھ کہنے سننے لگے آنحضرتؐ کو جب اس امر کی خبر ہوئی تو باہر تشریف لائے' انصارؓ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ "ہماری زندگی وموت تمہاری زندگی وموت سے متعلق ہے۔"

بنوہوازن اور بنو ثقیف یوں تو مکہ کی فتح سے پہلے عربوں کو آنحضرتؐ کی مسلسل کامیابیوں سے آپؐ کی نسبت ایک خاص خیال پیدا ہو گیا تھا اور ان کی رگوں میں جوش انتقام

یا حسد ورشک کا خون دوڑ رہا تھا۔ پرانی عداوتوں کا خیال اپنے دل سے بھلا کر ایک دوسرے سے راہ رسم پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے' چنانچہ ہوازن وثقیف اسی وقت سے جب کہ آنحضرتؐ مدینہ سے بقصد مکہ روانہ ہوئے تھے' چوکنے ہو گئے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد یہ سمجھ کر کہ آنحضرتؐ شاید ہم پر حملہ کریں گے بنو نضیر میں مالک ابن عوف کے پاس مسلمانوں کے خلاف جمع ہوئے' اس مجمع ومشورے میں بنو نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن وبنو جشم بن معاویہ وبنو سعد بن بکر اور چند آدمی بنو ہلالی بن عامر صعصعہ بن معاویہ کے اور ان کے اخلاف وبنو مالک بن ثقیف بن بکر شریک تھے بنو ہوازن میں سے کعب وکلاب شریک نہیں ہوئے' بنو جشم کے ہمراہ ان کا سردار ورید بن اصلتہ بن بکر بن علقمہ بن خزاعہ بن جشم بھی تھا۔ گو اس کو پیرانہ سالی نے کسی کام کا نہ رکھا تھا۔ بہ مشکل تمام اپنے مقام سے حس وحرکت کر سکتا تھا لیکن اس کو جہاں دیدہ وجنگ آزمودہ ہونے کی وجہ سے صلاح ومشورہ کی غرض سے ساتھ لے لیا تھا۔

ذات انواط کا واقعہ: آنحضرتؐ نے ان کی آمد کی خبر سن کر عبداللہ بن ابی حدود الاسلمی کو جاسوسی پر مقرر کیا اور صفوان بن امیہ سے سو زر ہیں اور بعض کہتے ہیں چار سو زر ہیں مستعار لے کر بارہ ہزار مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کے قصد سے پیش قدمی فرمائی' دس ہزار صحابی تو وہ تھے جو مدینہ سے آپ کے ہمراہ آئے تھے اور دو ہزار مسلمانان فتح مکہ سے تھے۔ مکہ میں بجائے اپنے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو متعین فرمایا' منجملہ ان لوگوں کے جو اس واقعہ میں آپ کے ہمراہ گئے تھے' عباس بن مرداس وضحاک بن سفیان کلابی اور چند لوگ عبس وذبیان ومزینہ و بنو اسد کے تھے۔ اثناء راہ میں ایک درخت سدر کی طرف ہو کر گزرے' جس کو عرب ایام جاہلیت میں ذات انواط کے نام سے موسوم کرتے اور اس کی تعظیم وطواف کرتے تھے' لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمائیے' جیسا کہ ان کے لیے' آنحضرت ﷺ نے اس سوال سے ناراض ہو کر ارشاد فرمایا" تم نے مجھ سے ویسا ہی کہا جیسے کہ قوم موسیٰؑ نے کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی ایک الٰہ ان کے الٰہ کی طرح بنا دو' قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' مجھ کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم لوگ ان لوگوں کا راستہ اختیار کرو گے جو تم سے پیشتر گزر چکے ہیں۔ خبردار ایسے خیالات کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔"

جنگ حنین: یکم شوال سنہ ۸ھ کو آنحضرتؐ وادی تہامہ میں سے وادی حنین میں پہنچے'

Marfat.com

رات ہی کے وقت سے ہوازن وادی حنین کے دونوں جانب کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہے تھے، جس وقت لشکر اسلام اس وادی سے ہو کر گزرا، کفار نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتہ" حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کا لشکر اس اچانک حملہ سے منتشر وغیر مرتب ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے ہر چندان کو واپس آنے کے لیے آواز دی لیکن وہ واپس نہ ہو سکے، آپؐ کے ہمراہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و علیؓ عباس وابو سفیان بن الحرث اور ان کے لڑکے جعفر و فضل و قثم پسران عباس اور ان کے علاوہ ایک جماعت صحابہؓ کی تھی۔ آنحضرتؐ اپنے سفید خچر دلدل نامی پر سوار تھے اور حضرت عباسؓ نے آپ کے کہنے سے صحابہ کو پکارا۔ صحابہؓ نے لوٹنے کا قصد کیا، لیکن کفار کے اژدھام نے روک دیا مجبور ہو کر وہیں ٹھہر گئے اور لڑنے لگے۔ جنگ کی حالت بظاہر مسلمانوں کے خلاف نظر آ رہی تھی۔ بنو ہوازن لڑتے لڑتے آنحضرتؐ کے قریب پہنچ گئے مسلمانوں کو اس پہلے حملے میں شکست ہوئی۔

بنو ہوازن کی پسپائی: جب آنحضرتؐ نے اللہ اکبر کہہ کر دلدل کو آگے بڑھایا تو اس آواز کے سنتے ہی ارد گرد سو کے قریب صحابہؓ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور سب کے سب نے ایک مجموعی قوت سے حملہ کر دیا بنو ہوازن پسپا ہو کر پیچھے ہٹے، مسلمانوں نے ان کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ان کے لڑکوں، عورتوں کو قید کر لیا۔ مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ بنو مالک کے ستر آدمی اس معرکہ میں کام آئے منجملہ ان کے ذوالخمار اور اس کا بھائی عثمان پسران عبداللہ بن ربیعہ بن الحرث بن حبیب تھا۔ قارب بن اللاسود سردار احلاف ثقیف شروع جنگ سے اپنا رایت چھوڑ کر بھاگ گیا، اس وجہ سے ان میں سے کوئی مارا نہیں گیا۔ مالک بن عوف نصری نے اپنی قوم کی ایک جماعت کو لے کر طائف میں جا کر دم لیا۔ ہوازن کے کچھ لوگ اوطاس کی طرف بھاگے سواران اسلام نے ان کا تعاقب کیا درید بن الصمۃ اسی دارو گیر میں ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن یربوع بن سماک بن عوف بن امراء القیس کے ہاتھ سے مارا گیا۔

طائف کا محاصرہ: واقعہ حنین سے فارغ ہو کر آپؐ نے قیدیوں اور اموال غنیمت کو جعرانہ میں جمع کرنے کے لیے فرمایا اور ان کی حفاظت کے لیے مسعود بن عمروؓ غفاری کو مقرر کر کے طائف کا قصد کیا لیکن آپ کے پہنچنے سے پہلے ثقیف نے طائف میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ اور اہل طائف کو اپنا ہمدرد بنا لیا۔ حنین سے طائف آتے ہوئے حصن

مالک بن عوف نصری ملا' آنحضرتؐ نے والی قلعہ سے اسلام لانے کے لیے فرمایا' جب اس نے انکار کیا تو وہ آپؐ کے حکم سے منہدم کر دیا گیا' بجنسہ یہی واقعہ اطم کے ساتھ پیش لیا جو بنو ثقیف میں کسی شخص کا تھا۔

مجاہدین کی مراجعت: آنحضرتؐ نے تقریباً" بیس روز تک طائف کا محاصرہ کیے رکھا۔ اثناء محاصرہ میں اہل قلعہ تیرو پتھر برساتے اور اسلامی لشکر آپ کے حکم سے منجنیق کے ذریعہ سے ان کے مضبوط قلعہ پر پتھر مارتے تھے۔ ایک مرتبہ چند صحابہؓ نے ایک خندق کھود کر طائف کے شہر پناہ تک جانے کا قصد کیا' اہل طائف نے ان پر تیرو پتھر برسانے شروع کر دیئے' جس سے وہ ناکام ہو کر نقصان کے ساتھ واپس آئے' آنحضرتؐ نے ان کے باغ کٹوا ڈالے اس پر بھی جب حصار شکست نہ ہوا اور اہل طائف نے باغات کی بربادی کا کچھ خیال نہ کیا تو آپ نے صحابہ کرام سے صلاح و مشورہ کر کے حصار چھوڑ کر جعرانہ کی طرف رخ کیا جہاں پر قیدیان ہوازن و اموال غنیمت جمع تھا۔

ہوازن کا وفد: جس وقت آپ جعرانہ میں پہنچے قیدیان و مال غنیمت کی نوبت نہیں آئی تھی کہ ہوازن کا وفد آیا اور اس نے ان کے اسلام لانے اور امن کی خواہش ظاہر کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اہل و عیال کو واپس لینا چاہتے ہو یا مال و اسباب کو۔ ہوازن کے وفد نے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے اہل و عیال کو چاہتے ہیں تب آپؐ نے ارشاد فرمایا جو کچھ میرا اور بنو مطلب کا حصہ تھا وہ سب تمہارا ہے لیکن وہ حصہ جو مہاجرین و انصار کا ہے اس کی بابت تم لوگ بعد نماز ظہر کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ " ہم لوگ مسلمانوں سے بذریعہ رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کی سفارش کرتے ہیں۔" میں اس وقت وہ حصہ بھی تم کو دے دوں گا غالباً" مہاجرین و انصارؓ راضی ہو جائیں گے۔

بنوہوازن کو امان: پس جب آنحضرتؐ ظہر کی نماز پڑھ چکے ہوازن کے وفد نے کھڑے ہو کر کہا۔"ہم رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں سے اور مسلمانوں کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی اولاد اور عورتوں کی سفارش کرتے ہیں۔" آنحضرتؐ نے فرمایا "جو میرا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ ہے وہ سب تمہارا ہے۔" مہاجرین و انصارؓ نے یہ سن کر جواب دیا" جو ہمارا حصہ ہے وہ رسولؐ اللہ کا ہے۔" لیکن اقرع بن حابس و عیینہ بن حصن

اور ان دونوں کی برادریوں نے اس سے انکار کیا اور اسی طرح عباس بن مرداس نے بھی کیا اور بنو سلیم نے کہا جو ہمارا حصہ ہے اس کے مالک رسول اللہ ﷺ ہیں اس کے بعد رسول اللہ نے ہوازن کی عورتوں اور اولاد کو واپس کر دی۔ا جس نے اس امر کو ناپسند کیا اس کو اس کا معاوضہ دے دیا۔

غیر مسلموں سے حسن سلوک کا حکم: اسی سنہ میں آنحضرت ﷺ نے عمرو بن العاص کو جیفرو عبد پسران جلندی کے پاس عمان کی طرف صدقات وصول کرنے کے لیے روانہ کیا۔ جیفر وعبد نے بہ خوشی خاطر اس حکم کی اطاعت کی۔ نیز اسی سنہ میں آپ نے مالک بن عوف کو ان کی مسلمان قوم اور ثقیف کا جو اطراف طائف میں رہتے تھے سردار مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے ان پر زیادہ سختی نہ کی جائے بلکہ تالیف قلوب کا خیال رکھنا۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو لوگ کہ وقت فتح مکہ یا بعد فتح مکہ ایمان لائے' اسلام میں داخل ہوئے اور مولفتہ القلوب کے نام سے موسوم ہوئے۔ وہ اگرچہ اور صحابہؓ سابقین اولین مہاجرین وانصارؓ سے درجہ متفاوت ہیں۔ لیکن ان کا بھی اسلام نہایت اچھا ہوا اور وہ اس زمانہ کے اعلیٰ درجہ کے دین دار مسلمان سے خواہ وہ کسی درجہ کا ہو افضل ہیں کیونکہ یہ نعمت کہ انہوں نے بحالت اسلام رسول اللہ ﷺ کو دیکھا دوسروں کو ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابراہیم کی پیدائش: اسی سنہ میں بطن ام المومنینؓ ماریہ سے ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے کعب ابن عمیرؓ کو ذات اطلاع (سر زمین شام) کی طرف قضاعہ کے ایک گروہ کے پاس دعوت اسلام دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ان کے ہمراہ پندرہ آدمی تھے۔ قضاعہ اور اس کے سردار سدوس نے کعب ابن عمیرؓ اور ان کے ہمراہیوں کو مار ڈالا ان میں سے صرف ایک مسلمان خدا جانے کس طرح سے اپنی جان بچا کر مدینہ واپس آئے۔ واللہ اعلم۔

کعب ابن زہیر کو امان وانعام: شروع سنہ ۹ھ (مطابق ۶۳۱) میں طائف سے واپسی کے بعد کعب ابن زہیر شاعر آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اس سے پیشتر اس کا خون آپؐ نے مباح کر دیا تھا لیکن جس وقت اس نے خدمت اقدس میں باریاب ہو کر اسلام قبول کیا اور اپنا قصیدہ معروفہ (جس کا یہ مطلع ہے) (مطلب) سعاد کے جانے کے بعد میرا دل پارا پارا

Marfat.com

ہے۔ اس کے نشانات کا غلام ہے اور اس سے الگ نہیں ہے بلکہ اس کی محبت میں مقید ہے۔ پڑھا تو آپ نے اس کے صلہ میں اپنی چادر مرحمت فرمائی' جس کو اس کے انتقال کے بعد ورثا کعب ابن زہیر سے امیر معاویہؓ نے خرید لیا تھا اور اس کو ایک زمانہ تک خلفاء تبرکاً حفاظت سے رکھتے چلے آرہے تھے۔

بنو اسد کا قبول اسلام: پھر اس واقعہ کے بعد بنو اسد کے وفود آنحضرتؐ کے پاس آئے اور ایمان لائے منجملہ ان کے ضرار بن الازور تھے ان لوگوں نے بعد اسلام بہ نظر فخریہ کہا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ قبل اس کے کہ ہمارے پاس کسی کو تبلیغ کی غرض سے آپؐ بھیجیں ہم لوگ خود حاضر ہو گئے۔ اس پر اللہ جل شانہ نے یہ آیتہ نازل فرمائی۔ "لوگ اپنے اسلام کا آپؐ پر احسان جتاتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان عطا فرمایا۔" اس وفد کے بعد دو وفد ماہ ربیع الاول میں اور آئے اور رویفع بن ثابت البلوی کے یہاں مقیم ہوئے۔

غزوہ تبوک سنہ ۹ھ: اس غزوہ کا محرک اصلی خود ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ ہوا کیونکہ وہ آپؐ کی پیہم کامیابیوں کو سن کر بقصد حملہ تیاری کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر آپؐ کو بھی ہو گئی تو آپ نے ماہ رجب سنہ ۹ھ میں رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دے دیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ بعد مسافت' دشمنان دین کی گرفت فصل اور میوہ جات نیز سایہ کی کمی' موسم گرم ہونے کی صعوبتوں اور دشواریوں کو بھی بیان فرما دیا۔ ورنہ اس سے پہلے اکثر اس امر کے اظہار کے بغیر کہ کس راہ پر اور کس طرف جانا ہو گا' مدینہ سے پیش قدمی فرمایا کرتے تھے' اور صحابہؓ آپؐ کے ہمراہ ہوتے تھے حتیٰ کہ منافقین میں سے بھی کوئی چون وچرا نہ کرتا تھا۔

منافقین کی ریشہ دوانیاں: اس مرتبہ چونکہ آپؐ نے پہلے اپنے ارادے کو ظاہر فرما دیا۔ اس وجہ سے منافقین لوگوں کو بہکانے لگے اور اس فکر میں ہو گئے کہ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو غزوہ میں جانے سے روکیں۔ چنانچہ اس گروہ کے کچھ لوگ ایک یہودی کے مکان میں جمع ہو کر صلاح ومشورہ کرتے اور لوگوں کے بہکانے کی فکر کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہ کو اس مکان کے جلا دینے اور ویران کر دینے کا حکم دے دیا۔ بنو سلمہ سے ابن قیس اور چند اعراب نے حیلہ وحوالہ کر کے مکان میں ٹھہرے رہنے کی اجازت

Marfat.com

چاہی۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور ان سے سخت ناراض ہوئے۔

مسلمانوں کا ایثار اور جذبہ جہاد: رسول اللہ ﷺ نے جس وقت لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور مال واسباب کے فراہم کرنے کو فرمایا تو جو چیز جس کے پاس تھی' اس نے لا کر حاضر کر دی۔ اس غزوہ میں سب سے زیادہ مال واسباب حضرت عثمانؓ ابن عفانؓ نے دیا' بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار سرخ اور نو سو اونٹ مع اسباب کے اور سو گھوڑے دیئے تھے۔ بعض وہ غریب صحابیؓ جن کے پاس کچھ نہ تھا' وہ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور سواری کے لیے عرض کیا آپؐ کے پاس اس وقت کوئی سواری موجود نہ تھی آپؐ نے جواب دے دیا۔ وہ بے چارے روتے ہوئے لوٹے۔ اثناء راہ میں یامین بن عمیر نضری مل گئے' انہوں نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ نہ تو ہمارے پاس سواری ہے اور نہ ہم میں اس قدر استطاعت ہے کہ خرید کر کے آنحضرتؐ کے ساتھ جہاد میں چلیں۔ ہم لوگ سواری کی فکر میں آنحضرتؐ کے پاس گئے تھے۔ آپؐ نے جواب دے دیا۔ یامین بن عمیر کا دل یہ سن کر بھر آیا اور انہوں نے اسی وقت ان کے لیے اونٹ خرید کر دیئے۔

منافقین کے اعتراضات: آگے بڑھے تو اثناء راہ میں آپ کا ناقہ گم ہو گیا۔ منافقین کی بن آئی' آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ تو یہ دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہم کو آسمان سے خبریں ملا کرتی ہیں ہم آسمانی حالات کو جانتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اپنے ناقہ کا حال نہیں جانتے کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر فرمایا بخدا میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میرے رب نے جو کچھ مجھے سکھا دیا ہے اور اب میں بہ الہام الٰہی کہتا ہوں کہ ناقہ فلاں مقام پر ہے۔ مہار اس کی ایک درخت سے اٹک گئی ہے' جس سے وہ رکی ہے۔ یہ کہہ کر آپؐ نے ایک صحابی کو بھیج کر ناقہ کو منگوالیا۔ قول بالا کا کہنے والا منافقین میں سے زید بن اللصیت قبیلہ قینقاع سے تھا۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد اس نے توبہ کر لی تھی اور بخشی بن جمیر تائب ہو گیا تھا اور یہ دعا کی تھی کہ اس گناہ کے کفارہ میں ایسے مقام پر شہید کیا جاؤں' جہاں میرا نام ونشان نہ ملے' اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

مجاہدین کی مراجعت: بیس روز تک تبوک میں مقیم رہے' نہ تو کوئی عرب مسمرہ میں سے مقابلہ پر آیا اور نہ رومیوں نے سامنا کیا۔ اکیسویں روز وہاں سے کوچ کر کے مدینہ کو

Marfat.com

روانہ ہوئے اثناء راہ میں اتنا تھوڑا سا پانی ملا' جس سے ایک دو شخص کے سوا کسی اور کو سیراب نہ کر سکتا تھا لیکن آپ کی ممانعت کے باوجود منافقین میں سے دو شخصوں نے اس پانی کو صرف کیا آپ ان سے نہایت ناراض ہوئے اور باقی پانی میں اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ اللہ جل شانہ نے آپ کی دعا سے وہ پانی وافر کر دیا کہ کل لشکر کو کافی ہو گیا۔

منافقین کی مسجد کا انہدام: جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے' تقریباً" ایک ساعت کا راستہ رہ گیا ہو گا کہ آپ نے مالک بن وخشم سالمی و معن بن عدی عجلی کو مسجد ضرار کو منہدم کرنے کے لیے بھیجا۔ اس مسجد کو منافقین نے بنایا تھا' جس وقت آپ غزوہ تبوک کے لیے جا رہے تھے منافقین نے آکر یہ التجا کی آپ اس مسجد میں نماز پڑھنے جائیں آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت سفر میں ہوں اور ایک ضروری کام کے انجام دینے کو جا رہا ہوں واپسی کے بعد دیکھا جائے گا۔ پس واپسی کے وقت آپ کے حکم سے مالک و معن نے اس کو منہدم کر کے اس کے عملہ کو جلا دیا۔

منافقین اور سورہ برات: اس غزوہ میں بنو سلمہ سے کعب بن مالک اور بنو عمرو بن عوف سے مرارۃ الربیع اور ہلال بن امیہ بن واقف حالانکہ صالحین صحابہؓ میں سے تھے' شریک نہیں ہوئے' اسی وجہ سے بحکم رسول اللہ ﷺ پچاس دن تک ان لوگوں سے نہ کوئی بولتا تھا اور نہ ان سے کوئی معاملہ کیا جاتا تھا' یہاں تک کہ ان کی توبہ مقبول ہوئی وہ لوگ جو بلا کسی عذر کے اس غزوہ میں نہیں گئے تھے وہ تقریباً" تیس آدمی تھے۔ سورہ برات میں بکثرت آیات ان منافقین کی بابت نازل ہوئی ہیں۔ یہ آخری غزوہ تھا جس میں بہ نفس نفیس آنحضرتؐ شریک ہوئے تھے۔

عبدیالیل کی مشروط اطاعت: رمضان سنہ۹ ھ کو عبدیالیل اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بیعت و اظہار اسلام کی غرض سے مدینہ پہنچے' آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو مسجد کے ایک قبہ میں ٹھہرایا۔ خالد بن سعید بن العاص ان سب کی طرف سے وکیل تھے' جب تک خالد نہ کھاتے' عبدیالیل اور ان کے ہمراہی بھی نہ کھاتے انہوں نے آپ سے بذریعہ خالد بن سعید کے یہ تین امور پیش کیے۔ (۱) یہ کہ تین برس تک لات (بت کا نام ہے) نہ توڑا جائے اس خیال سے کہ ان کی عورتیں اور ان کی اولاد اس کے زیادہ معتقد اور اس کی طرف زیادہ راغب ہیں یہاں تک کہ ان کو اسلام سے محبت پیدا ہو جائے (۲) یہ کہ نماز معاف کر دی جائے (۳) یہ

Marfat.com

کہ ان کے بت خود ان کے ہاتھوں سے نہ تڑوائے جائیں۔ آنحضرتؐ نے ان استدعاؤں کو سن کر پہلی استدعا سے قطعاً" انکار فرمایا بلکہ اس سے ناراضگی ظاہر فرمائی دوسری استدعا کی نسبت ارشاد فرمایا کہ " اس دین میں کوئی بہتری نہیں ہے جس میں نماز نہیں۔ تیسری استدعا کی بابت فرمایا یہ ممکن ہے۔ عبدیالیل اور ان کے ہمراہیوں نے اسلام قبول کیا اور اپنی قوم کی طرف سے آنحضرتؐ کے دست مبارک پر بیعت کی آپ نے ان پر سب سے کم سن عثمان بن ابی العاص کو حکمران مقرر فرمایا کیوں کہ یہ اوروں کی بہ نسبت مذہبی امور سیکھنے اور قرآن پڑھنے کا شوق زیادہ رکھتے تھے۔

بت خانہ لات کا انہدام: انہی لوگوں کے ہمراہ ابو سفیان بن حرب و مغیرہ بن شعبہ لات کے منہدم کرنے کو روانہ کیے گئے تھے۔ لیکن ابو سفیان کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور مغیرہ نے پہنچ کر اپنے ہاتھ سے لات کو توڑ کر گرا دیا بنو معتب دور سے حیرت وخوف کی آنکھوں سے اس ماجرے کو دیکھتے رہے' اس اثناء میں ابو سفیان بھی آ گئے۔ جو کچھ خزانہ بت خانہ میں مال واسباب و زیورات تھے' سب کو یکجا کر کے پہلے اس سے عروہ واسود پسران مسعود کا قرض ادا کیا گیا جیسا کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا تھا بعد ازاں باقی کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

فتح مکہ کا قبائل عرب پر اثر: جس وقت آنحضرتؐ غزوہ تبوک سے فارغ ہوئے اور ثقیف مسلمان ہو گئے تو عرب کے اطراف وجوانب سے بکثرت وفود آنے لگے' تا آنکہ مورخین نے اس سنہ کو سنۃ الوفود کے نام سے موسوم کر دیا' ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عرب دراصل عرب کے سب سے بڑے قبیلہ قریش کی اسلام سے مخالفت وموافقت کا انتظار کر رہے تھے اور بغور یہ دیکھ رہے تھے کہ آنحضرتؐ اور قریش میں کیسی نپٹتی ہے کیونکہ قریش تمام عرب کے سرداران کے ہادی' ان کے بیت اللہ اور معبد کے مجاور' شہر حرام کے حلال کرنے والے اور حلال کے حرام کرنے والے اور قوم وملکی روایت کے اعتبار سے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد تھے' عرب کا کوئی قبیلہ ان کی سرداری اور ہادی ہونے اور حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہونے سے انکار نہیں کر سکتا تھا' چونکہ قریش آنحضرت ﷺ کی ممانعت پر کمر بستہ اور آپ سے لڑنے پر مستعد اور آپ کے دین کے صریحی دشمن ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے تمام عرب میں ایک شور مچا ہوا تھا لیکن جب اللہ جل شانہ کی عنایت سے مکہ فتح ہوا اور

قریش نے اسلام قبول کر لیا تو اس وقت عربوں کو معلوم ہو گیا کہ اب کسی میں آنحضرت ﷺ سے لڑنے کی طاقت نہیں اور نہ کوئی ان کی مخالفت میں کامیاب ہو سکتا ہے اس لحاظ سے عربوں کے گروہ فتح مکہ کے بعد آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ملوک حمیر کی اطاعت: تبوک سے واپسی کے بعد رمضان میں حمیر کے بادشاہ کا خط حرث بن عبد کلال و نعیم بن عبد کلال و نعمان کی معرفت آں حضرت ﷺ کے پاس بعض کہتے ہیں کہ ذی رعین وہمدان و معاذ لے کر آئے تھے اور زرعہ ابن ذی یزن کی طرف سے مالک بن مرۃ الرہاوی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بت پرستی سے بیزاری اور اسلام کا اظہار کیا آپؐ نے اس کے نام ایک خط لکھایا اور معاذ ابن جبل کو اس کے قاصد مالک بن مرہ کے ہمراہ صدقات جمع کرنے اور ارکان دین سکھانے بھیجا' اس کے بعد عبداللہ بن ابی سلول سردار منافقین ذی قعدہ میں مر گیا اور آنحضرتؐ نے نجاشی کے انتقال کی خبر صحابہؓ کو دی کہ وہ ماہ رجب میں قبل غزوہ تبوک انتقال کر گیا۔

بہرا کا' بنو البکاء اور بنو فزارہ کے وفود: انہی ایام میں بہرا کا وفد (جس میں تیرہ آدمی تھے) آیا' مقداد بن عمرو کے یہاں مقیم ہوا دوسرے دن مقداد بن عمرو ان کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے' ان لوگوں نے اسلام کا اظہار کیا آپ نے ان کو صلہ مرحمت فرمایا۔ وہ لوگ خوش ہو کر واپس ہوئے پھر بنو البکاء کا وفد (جس میں تین آدمی تھے) اور دس آدمیوں کا بنو فزارہ کا وفد (جس میں خارجہ بن حصن اور ان کے برادرزادہ حر بن قیس تھے) اور طے سے عدی بن حاتم کا وفد یکے بعد دیگرے آئے اور اسلام لائے۔

بنت حاتم کی اسیری: عدی بن حاتم کے وفد کے آنے سے پیشتر' قبل غزوہ تبوک آنحضرتؐ نے خود حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو بلاد طے کی طرف ایک سریہ کا سردار مقرر کر کے بھیجا تھا۔ حضرت علی ابن طالبؓ نے بلاد طے کے قریب پہنچ کر ان پر شب خون مارا' حاتم کی لڑکی کو قید کر لیا اور ان کے بت خانہ سے دو تلواروں پر قبضہ کر لیا' جن کو حرث بن ابی شمر نے چڑھایا تھا' عدی اس شبخون سے پہلے لشکر اسلام کی روانگی کی خبر سن کر شام میں بلاد قضاعہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ وہاں اس کے ہم خیال وہم مذہب (یعنی نصاریٰ) بکثرت تھے' پس جب حاتم کی لڑکی گرفتار ہو کر آئی' اور حسب معمول حظیرہ (دروازہ مسجد کے سامنے جہاں پر کفار کی عورتیں اور بچے قید کیے جاتے تھے) میں قید کی گئی۔

Marfat.com

بنت حاتم کی رہائی: آنحضرتؐ خطیرہ کی طرف سے گزرے تو اس وقت حاتم کی لڑکی نے رو کر کہا "میرا باپ مر گیا جو سرپرست تھا" وہ بھاگ گیا مجھ پر احسان کیجئے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ احسان کرے گا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا تیرا سرپرست کون تھا؟ لڑکی نے جواب دیا عدی ابن حاتم، پھر آپؐ نے فرمایا وہی اللہ اور اس کے رسولؐ سے بھاگا ہے۔ لڑکی نے کہا ہاں، اسی قسم کے سوال وجواب دو روز متواتر ہوئے، تیسرے روز جب کہ وہ اپنی التجا کے پورا ہونے سے ناامید ہو گئی تھی، آپؐ نے ارشاد فرمایا "میں تجھ پر احسان کرتا ہوں۔ اور تجھے بلا فدیہ چھوڑتا ہوں لیکن تو جانے میں عجلت نہ کر۔ تیری قوم کا کوئی شخص آجائے تو میں اس کے ہمراہ تجھ کو بھیجوں گا، تاکہ تو آسانی کے ساتھ بھلائی کے پاس پہنچ جائے، اتفاق سے اس واقعہ کے دوسرے روز چند لوگ اس کی قوم کے بنو قضاعہ کے قافلہ کے ہمراہ شام جارہے تھے آپؐ نے اس کو ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

عدی بن حاتم کا قبول اسلام: جس وقت اس کی عدی سے ملاقات ہوئی، تھوڑی دیر تک صدمہ مفارقت سے دونوں خاموش رہے، اس کے بعد عدی نے اپنی بہن سے اپنی بابت پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے، اس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) سے ملوں یا اپنی بقیہ عمر خانہ بدوشی میں گزاروں، اس کی بہن نے کہا کہ وہ شخص ملنے کے قابل ہے، نہایت خلیق اور اعلیٰ درجہ کا محسن ہے، عدی اس کلام کے سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی طرف سے وفد کی شکل میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا، آپؐ نے اس کی انتہائی عزت کی اور اپنے ہمراہ اپنے دولت خانہ پر لے آئے خود زمین پر بیٹھے اور مہمان کو گدے پر بٹھایا، اثناء راہ میں ایک ضعیف عورت مل گئی، جب تک وہ بات کرتی رہی آپؐ کھڑے رہے عدی بن حاتم کو اس خلق سے مسخر کر لیا اس کو اس بات کا پورا پورا یقین ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ برحق نبی ہیں، ظاہری بادشاہ نہیں ہیں، پھر باتوں باتوں میں آپؐ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنی قوم کے ساتھ لڑائی پر جاتا ہے اور ان سے مرباع (مال غنیمت سے چوتھائی) لیتا ہے، عدی بن حاتم نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ "تیرے دین میں ناجائز ہے" عدی بن حاتم یہ سن کر متعجب ہو گیا اور اس کو آپ کی نبوت کا اور زیادہ وثوق ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ شاید تم کو اس دین میں داخل ہونے سے ان کی محتاجی مانع ہو گی کیونکہ تم دیکھتے ہو کہ ان کی حاجتیں بہت ہیں، اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ عنقریب اللہ جل شانہ ان کو اس قدر مال دے گا کہ یہ کسی کو مال دینا چاہیں تو کوئی

Marfat.com

لینے والا نظر نہ آئے گا اور پھر تم کو اس دین میں یہ امر بھی داخل ہونے سے روکے گا کہ یہ لوگ تعداد میں کم ہیں اور ان کے دشمن بکثرت ہیں' بخدا اس میں تم ذرہ بھر بھی شک نہ کرو کہ تم عنقریب یہ سنو گے کہ ایک عورت قادسیہ سے اپنے اونٹ پر سوار بے خوف وخطر اس مکان کی زیارت کو آئے گی۔ اور شاید تمہیں اس دین کے قبول کرنے میں یہ خیال بھی مانع ہو گا کہ حکومت و سلطنت دوسری قوموں کے قبضہ ہے۔ لیکن تم یقین رکھو کہ عنقریب یہ لوگ بابل کا شاہی محل فتح کر لیں گے اور مشرق سے مغرب تک ان کی حکومت پھیل جائے گی۔ عدی بن حاتم خاموش بیٹھا ہوا یہ سب باتیں سنتا رہا جب آنحضرت ﷺ کا سلسلہ کلام منقطع ہوا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اسلام قبول کر کے اپنی قوم میں واپس آیا۔

حج اور اعلان برات: اس کے بعد اللہ جل شانہ نے اپنے نبی برحق ﷺ پر چالیس آیتیں اول سورۃ برات کی نازل فرمائیں' جن میں اس معاہدے میں ترمیم کرنے کا بیان تھا' جو آپ کے مشرکین کے درمیان ' بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکنے کی بابت ہوا تھا' جس میں یہ احکام تھے کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر نہ کریں اور جس سے آنحضرتؐ نے کوئی عہد کیا ہے' وہ اس کی مدت تک پورا کر دیا جائے اور ان لوگوں کے لیے جن کے ساتھ عہد نہیں کیا گیا یوم النحر (بقر عید سے چار روز بعد) سے چار مہینہ تک کی مدت مقرر ہے۔ رسول ﷺ نے ایام حج میں ابو بکر صدیقؓ کو امیر حج مقرر کر کے ان آیات کے ساتھ روانہ کیا' جن کا اوپر ذکر ہو چکا جب یہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو آپ نے بھیجا۔ حضرت علیؓ نے حضرت صدیق سے ان آیات کو لے لیا۔

سورہ برات اور حضرت علیؓ: ابوبکر اس خیال وخوف سے کہ شاید کوئی آیت ان کی بابت نازل ہوئی ہو گی واپس آئے اور آنحضرتؐ سے دریافت کیا' آپؐ نے فرمایا کہ کوئی آیت تمہارے حق میں نازل نہیں ہوئی لیکن آیات کو کوئی غیر شخص مشرکین تک نہیں پہنچا سکتا' سوائے میرے یا میرے خاندان والوں کے' پس حضرت ابو بکر صدیقؓ حج کرانے پر اور حضرت علیؓ سورۃ براءت کی آیات سنانے پر مامور ہوئے۔ چنانچہ ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے قریب عقبہ یوم النحر کھڑے ہو کر سورہ براءت کی آیات پڑھ کر لوگوں کو سنادیں۔

Marfat.com

ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام: طبری نے لکھا ہے کہ اسی سنہ میں آیہ "لے ان کے مال سے صدقہ طاہر کران کو اور پاک کران کو" نازل ہوئی جس سے مسلمانوں پر صدقات فرض ہوئے اور ثعلبہ بن سعد اور قضاعہ سے سعد ندیم کے وفود آئے اور بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو وفد مقرر کر کے بھیجا' آنحضرتؐ نے ان لوگوں سے اسلام کی بیعت لی اور توحید'صلوۃ زکوۃ حج 'صدقہ کی علیحدہ علیحدہ تعلیم فرمائی' ضمام بن ثعلبہ نے کہا بے شک میں ان فرائض کو ادا کروں گا اور جس سے آپ نے مجھے منع فرمایا ہے' اس سے احتراز کروں گا اور بخدا اس سے زیادہ نہ کروں گا' اور نہ اس سے کم کروں گا جب یہ خدمت اقدس سے واپس ہوئے تو فرمایا آپؐ نے "کہ اگر اس شخص نے جیسا کہ وعدہ کیا ہے عمل کیا تو سیدھا جنت میں داخل ہو گا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ ضمام بن ثعلبہ جس وقت اپنی قوم میں پہنچے اسی وقت ان کی قوم نے بالاتفاق اسلام قبول کر لیا اور جمہور کا یہ خیال ہے کہ ضمام بن ثعلبہ سنہ ۵ ھ میں آئے تھے یہ واقعات سنہ ۹ ھ کو تمام کر دیتے ہیں اور اس کے بعد سنہ ۱۰ھ کا دور شروع ہوتا ہے۔

اہل نجران کا قبول اسلام: سنہ ۱۰ ھ(مطابق ۶۳۱ء) کے ماہ ربیع الثانی یا جمادی الاول میں آنحضرت ﷺ نے خالد بن الولید کو ایک سریے کا سردار مقرر کر کے نجران اور اس کے اطراف وجوانب کی طرف روانہ فرمایا' اس سریے میں چار سو صحابی تھے آپ نے خالد بن الولید کو سمجھا دیا تھا کہ پہلے بنو حرث بن کعب کو دعوت اسلام تین بار دینا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کو دین ومذہب کی تعلیم کرنا ورنہ ان سے لڑنا۔ لیکن جس وقت خالد بن الولید نجران پہنچے اور دعوت اسلام دی لوگوں نے فورا" بے چون وچرا سمعا" وطاعۃ" اسلام قبول کر لیا خالد بن الولید نے ایک اطلاعی خط سے اس واقعہ کو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا چنانچہ آپؐ کی تحریر کے موافق بنو حرث بن کعب وفد کے ہمراہ مدینہ آگئے۔

آنحضرتؐ نے ان کی نہایت عزت وتعظیم کی اور ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ جاہلیت میں اپنے دشمنوں میں کس وجہ سے غالب ہوتے تھے ان لوگوں نے کہا کہ "ہم لوگ آپس میں جو کام کرتے تھے متفق ہو کر کرتے تھے' نفاق کو پاس نہ آنے دیتے تھے اور جب مظفر ہوتے تھے تو کسی پر ظلم نہ کرتے تھے' آنحضرتؐ نے فرمایا یہ تم سچ کہتے ہو ہمیشہ اتفاق سے کام لینا۔ نفاق سے احتراز کرنا۔ شروع ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۰ ھ میں جس وقت یہ لوگ مدینہ سے نجران واپس ہوئے' آپؐ نے قیس بن الحصین کو ان کا سردار مقرر فرمایا' اور ان کے پیچھے عمر

بن حزم بخاری کو فرائض وسنن کی تعلیم کی غرض سے نجران کا عامل بنا کر روانہ کیا اور ایک فرمان لکھ کر انہیں عنایت فرمایا' جس کا اہل سیر نے ذکر کیا ہے اور فقہاء نے اپنے استدلال میں اس پر اعتماد کیا ہے وہوہذا۔

فرمان نبوی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا فرمان ہے۔ اے ایمان والو ! اپنے عہد پورے کرو' رحمت عالم کا عمرو بن حزم کو جب کہ انہیں آپؐ نے یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا' یہ عہد نامہ دیا تھا' اس میں آپؐ نے ان کے تمام کاموں میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اللہ ان کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ان کے ساتھ بھی جو احسان کرنے والے ہیں۔

عمرو بن حزم کو ارشادات نبویؐ: اس فرمان کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے عمرو بن حزم بخاری کو روانگی کے وقت یہ نصیحتیں فرمائی تھیں کہ ہمیشہ حق پر چلنا' جیسا کہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے اور لوگوں کو نیکی کے کرنے کا حکم دینا اور قرآن کی تعلیم دینا اور اس کے معانی کے سمجھنے کا طریقہ بتلانا اور لوگوں کو منع کرنا کہ کوئی شخص قرآن کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ وہ ظاہر نہ ہو جائے اور عام طور پر ان کو ان کے نفع ونقصان سے مطلع کرتے رہنا' راہ راست پر چلنے کی صورت میں لوگوں سے نرمی کرنا اور کج روی کی حالت میں ان پر سختی کرنا کیونکہ اللہ جل شانہ نے ظلم کو حرام کیا ہے اور ظلم کرنے سے روکا ہے۔ جیسا کہ اپنے کلام پاک میں "الا لعنۃ اللہ علی الظالمین" یعنی کان کھول کر سن لو ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے اور لوگوں کو جنت کی بشارت دینا اور اس کے ملنے کے اعمال بتلانا اور دوزخ سے ڈرانا۔ نیز اس سے بچنے کی تدبیر سکھانا' لوگوں کو ملائے رکھنا تاکہ اشاعت دین ہو وضو پورا کرنے اور وقت پر نماز پڑھنے رکوع وسجود کو پورے اطمینان سے کرنے کی تعلیم دینا اور ہمیشہ نماز صبح غلس (آخر شب کی اندھیری) میں اور ظہر بعد زوال آفتاب اور نماز عصر جس وقت سایہ اصلی سے سایہ بڑھ جائے اور مغرب رات کے آتے ہی (اس میں اس قدر تاخیر نہ کی جائے کہ ستارے نکل آئیں) اور عشاء اول ثلث شب میں پڑھنا اور تعلیم دینا اور جمعہ میں بعد اذان کل کاروبار چھوڑ کر مسجد جانے اور غسل کرنے کا حکم دینا' مومنین سے خمس وصدقہ وزکوۃ لینا جو یہودی یا عیسائی سچے دل سے ایمان لائے اور دین اسلام قبول کرے اس کے حقوق وہی ہوں گے جو اور مسلمانوں کے لیے ہیں اور یہودی یا نصرانی یا اور کسی مذہب کا پابند ہو مرد ہو یا عورت ہو۔ حر ہو یا غلام اس سے جزیہ ایک دینار یا اس کے عوض کپڑا وغیرہ لینا۔

Marfat.com

غسان کا وفد: پھر اسی سنہ ۱۰ھ کے ماہ رمضان میں غسان کا وفد آیا جس میں تین
آدمی تھے ان لوگوں نے بھی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بطیب خاطر اسلام قبول کیا اور
اپنی قوم میں لوٹ کر گئے چونکہ ان کی قوم نے اسلام قبول نہ کیا اس وجہ سے ان لوگوں نے
اپنے اسلام کو چھپایا' یہاں تک کہ ان میں سے دو بحالت اسلام مر گئے اور ایک ابو عبیدہ عامرؓ
سے یرموک میں ملے تھے' انہوں نے اپنے اسلام سے ان کو مطلع کیا تھا

کندہ کا وفد: اسی سنہ میں تقریباً" دس آدمیوں کا کندہ کا وفد جن کا سردار اشعث بن
قیس تھا' آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ کندہ کے وفود میں ساٹھ اور بعض کہتے ہیں' اسی آدمی تھے۔
یہ لوگ ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے اسلام لانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کو ریشمی
کپڑے پہننے کی ممانعت فرما دی۔ اشعث نے اثناء راہ کلام میں آپ سے عرض کیا" **نحن
بنو آکل المرار وانت ابن آکل المرار**" یعنی ہم لوگ آکل المرار کی اولاد ہیں اور تم
بھی آکل المرار کے لڑکے ہو' یعنی ہم اور تم ایک خاندان کے ہیں آنحضرت ﷺ نے یہ کلام
سن کر ہنس کر فرمایا نہیں ! ہم نضر ابن کنانہ کی اولاد ہیں' نہ تو ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے
ہیں اور نہ اپنے باپ سے انکار کرتے ہیں۔

وائل بن حجر کا وفد: اسی زمانہ میں کنانہ کے وفد کے ساتھ حضر موت کا بھی وفد
آیا۔ یہ لوگ ولیعہ کی نسل سے ہیں ان کے سردار جمد ومخوس ومشرح بھی آئے ہوئے تھے'
سب نے بخوشی خاطر اسلام قبول کیا اور وائل بن حجر بھی انہی ایام میں حاضر خدمت میں ہو
کر مسلمان ہوئے آنحضرت ﷺ نے ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر ان کے لیے دعا
فرمائی۔ اور ان کے آنے کی خوشی میں الصلوۃ جامعۃ کی ندا دلوا کر نماز شکریہ ادا کی۔ معاویہ کو
حکم دیا کہ وائل ابن حجر کو قبا میں لے جا کر ٹھہرائیں۔ وائل بن حجر سوار تھے اور معاویہ
پیادہ۔

نجران کا وفد: اسی سنہ میں نصاری نجران کا وفد حضر موت سے آیا جس میں ستر سردار
اور ان کا سردار عاقب عبدالمسیح (کندہ سے) اور ان کا اسقف ابو حارثہ (بکر بن وائل) اور
سید ایہم تھا' ان لوگوں نے مسجد نبوی میں داخل ہو کر دینی امور میں بحث ومباحثہ شروع کیا
اسی اثناء میں سورۃ آل عمران کے شروع کی آیات اور آیہ مباہلہ نازل ہوئی نصرانیاں نجران
نے مباہلہ کرنے سے گریز کیا آنحضرتؐ نے ان کی استدعا کی بموجب ان سے صلح کر لی۔

Marfat.com

عامر بن صعصعہ کی گستاخی: اسی سنہ میں عامر بن صعصعہ کا وفد آیا جس میں عامر بن الطفیل بن مالک وبدر بن ربیعہ بن مالک تھے عامر نے آنحضرتؐ سے کہا "یا محمد ﷺ اپنے بعد مجھے حکومت دے جانا آپؐ نے فرمایا " یہ نہ تیرے لیے ہے نہ تیری قوم کے لیے۔ اللہ جس کو چاہے گا دے گا۔" پھر عامر نے کہا " اچھا تم مجھے جنگل ومیدان دے دو اور اپنے لئے آبادی شہر مخصوص کر لو آپؐ نے اس کا جواب دیا " یہ بھی نہیں ہو سکتا لیکن میں تجھے گھوڑوں کی گردنیں دیتا ہوں کیونکہ تو ایک مرد شہسوار ہے" عامر نے ترش روئی سے جواب دیا " کہ میں تمہارے اس میدان کو سواروں اور پیادوں سے بھردوں گا" یہ کہہ کر عامر مع اپنی قوم کے واپس ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا" اے خدا ان کے لیے کافی ہو جا اے خدا عامر کو ہدایت دے اور اسلام کو عامر سے بے پروا کر دے۔" جس وقت بنو عامر اپنے شہر سے واپس جا رہے تھے اثناء راہ میں بنو سلول کے قبیلہ میں پہنچ کر عامر بعارضہ طاعون مر گیا بعدہ اس کے بھائی اربد پر بجلی گری جس سے وہ بھی فی النار ہوا۔ اس واقعہ کے بعد علقمہ بن علاثہ بن عوف اور عوف بن خالد بن ربیعہ مع اپنے لڑکے کے آئے اور مسلمان ہوئے۔

مدعی نبوت مسلیمہ کذاب: اسی سنہ میں یمامہ میں مسلیمہ کذاب نے نبوت کا دعوئ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ محمد رسول ﷺ کے کاموں میں شریک ہوں' طلق نے اس کی شہادت دی' مسلیمہ نے محض دعوائے نبوت پر اکتفانہ کیا بلکہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کا ایک خط بھیجا یہ خط مسلیمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمدؐ کے نام ہے السلام علیک ! دیکھئے میں رسالت میں آپ کا شریک ہوں آدھی زمین ہمارے لیے ہے اور آدھی اہل قریش کے لیے' مگر قریشی زیادتی کرتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے اس کا حسب ذیل جواب دیا۔"یہ خط اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے مسلیمہ کذاب کے نام ہے ہدایت کی پیروی کرنے والوں پر سلام ہو' زمین اللہ کی ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور حسن انجام پرہیز گاروں کا ہے' طبری نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ آنحضرتؐ کی حجتہ الوداع سے واپسی کے بعد کا ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

حجتہ الوداع: ان واقعات کے بعد ذیقعد کا مہینہ آگیا جب اس کی پانچ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ بقصد حج مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپؐ کے ہمراہ مہاجرین وانصار اور رؤسا عرب کا ایک گروہ اور سو اونٹ تھے' مکہ میں اتوار کے دن جب کہ چار روز ذی الحجہ کے گزر چکے تھے داخل ہوئے۔ حضرت علی ابن ابی طالبؓ بھی جو نجران میں صدقات جمع کرنے گئے

Marfat.com

ہوئے تھے مکہ میں آپ کے ساتھ گئے اور آپؐ کے ساتھ حج کیا۔ آپؐ نے اس مرتبہ لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی۔ ان کے سنن بتلائے ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور عرفات میں ایک طویل خطبہ دیا۔ جس میں حمد و ثنا کے بعد یہ ارشاد فرمایا:۔لوگو ! میری باتیں سن لو مجھے کچھ خبر نہیں، شاید میں تم سے اس قیام گاہ میں اس سال کے بعد کبھی ملاقات نہ کر سکوں، لوگو ! دیکھو تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر مرتے دم تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن اور یہ مہینہ حرمت والا ہے تم عنقریب اپنے رب سے جا ملو گے اور وہ تم سے تمہارے عملوں کے بارے میں پوچھے گا' میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے' اگر کسی کے پاس کسی کی امانت ہو تو وہ اسے اس کے مالک کو ادا کر دے اور اگر سود ہو تو وہ موقوف کر دیا گیا ہے' ہاں تمہیں تمہارا سرمایہ مل جائے گا نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے' اللہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ سود ختم کر دیا گیا۔ عباسؓ کا تمام سود موقوف کر دیا گیا اور جاہلیت کے تمام خون باطل کر دیے گئے' دیکھو سب سے پہلا خون جو باطل کیا جاتا ہے وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلبؓ کا ہے۔ ربیعہ بنو لیث میں شیر خوار تھے اور انہیں بنو ہذیل نے قتل کر دیا تھا اس لیے میں ان کا خون باطل کر کے جاہلیت کے خونوں کے باطل کرنے کی ابتدا کرتا ہوں' لوگو ! تمہاری اس سرزمین میں شیطان اپنے پوجے جانے سے نا امید ہو گیا ہے لیکن دیگر معمولی گناہوں میں اپنی اطاعت کیے جانے پر خوش ہے اس لیے اپنا دین اس سے محفوظ رکھو' لوگو لیذ مانا کفر میں زیادتی ہے اس سے کافر گمراہ ہوجاتے ہیں کہ ایک ہی مہینہ کو ایک سال حلال کر دیتے ہیں اور ایک سال حرام' تاکہ حرمت والے مہینوں کی تعداد روند ڈالیں اور اللہ کے حرام کو اور حلال کو حرام کر دیں' دیکھو زمانہ گھوم گھام کر اپنی اصلی صورت پر آگیا ہے' جس صورت پر اس دن تھا جس دن اللہ نے زمین و آسمان پیدا کیے ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین (ذی قعدہ 'ذی الحجہ اور محرم) تو لگاتار ہیں اور تنہا رجب ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے (آپ نے حمد و صلاۃ کے بعد فرمایا) لوگو ! عورتوں پر تمہارے بھی حقوق ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ سلائیں اور کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں' اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ انہیں ان کے بستروں میں چھوڑ دو اور انہیں اس طرح مارو کہ جسم پر نشان نہ پڑے' پھر اگر وہ باز آجائیں تو انہیں غیر معروف نان ونفقہ دو اور عورتوں سے بھلائی سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے حصہ میں شریک ہیں اور ذاتی طور پر کسی چیز کی مالک نہیں۔ تم نے انہیں اللہ کی امانت سے حاصل کیا ہے اور انہیں اپنے لیے اللہ کی آیتوں سے حلال کر لیا ہے' لوگو !

میری باتیں سنو اور سمجھو میں نے تمہیں شرعی احکام سمجھا دیے ہیں اور تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جارہا ہوں کہ تم اسے مضبوط پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب کو اور اس کے نبیؐ کی سنت کو' لوگو میری باتیں سنو' یقین مانو ہر مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان بھائی بھائی ہیں اس لیے کسی شخص کو اپنے بھائی کے مال میں وہی حلال ہے جسے وہ خوشی سے دے دے۔ خبردار اپنے اوپر ظلم نہ کرو (پھر پوچھا) کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ صحابہ نے جواب دیا بے شک آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ فرمایا اے اللہ گواہ رہ۔

تاسیس حکومت: چونکہ کسریٰ کے گورنر باذان کے ایمان لانے سے اکثر باشندگان یمن بھی مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اس وجہ سے آنحضرت ﷺ نے بدستور یمن کی حکومت پر قائم رکھا تھا اور اس کے ساتھ کسی کو اس کا شریک اور حصہ دار نہیں فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا تھا' اس کی اطلاع آپؐ کو حجتہ الوداع سے واپسی کے وقت ہوئی' آپؐ

ں کے ملک کو اپنے اصحاب میں اس طرح پر تقسیم فرمایا کہ صفا پر اس کے لڑکے شہر بن باذان کو اور مارب پر ابو موسیٰ اشعریؓ کو اور جند پر یعلی بن امیہ کو اور ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی اور عک واشعر .. پر طاہر بن ابی ہالہ کو اور مابین نجران دامع وزبید پر خالد بن سعید بن العاصی کو اور خاص نجران پر عمرو بن حزم کو اور بلاد' حضرموت پر زیاد بن لبید بیاضی کو اور سکاسک وسکون پر عکاشہ بن ثور بن اصفر غوثی کو اور معاویہ بن کندہ پر عبداللہ المہاجر بن ابی امیہ کو مقرر فرمایا لیکن عبداللہ المہاجر نے اپنے نہ جانے کا ایک معقول عذر پیش کیا جس سے ان کے اعلام کا بھی زیاد بن لبید انتظام کرتے رہے اور معاذ بن جبل اہل یمن وبلاد حضرموت کی تعلیم کے لیے روانہ کیے گئے۔

اسود عنسی کا خروج: اس کا نام عبہلہ بن کعب اور لقب ذوالحمار تھا شیریں کلامی' شعبدہ بازی اور فال نکالنے میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا اس کی شیریں کلامی اور تالیف قلوب سے لوگ بہت جلد اس سے مانوس ہو جاتے تھے' مقام کہف حنار میں پیدا ہوا اور یہیں نشوونما پا کر بڑا ہوا' ہوش سنبھالا' آنکھیں کھولیں تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا' مذحج و نجران والوں نے اس کی تحریر کو "سمعا" وطاعتہ" قبول کر لیا' چنانچہ اہل نجران نے جمع ہو کر عمروؓ بن حزمؓ و خالدؓ بن سعید بن العاصیؓ کو نکال دیا اور قیس بن عبد یغوثؓ نے دفعتہ" حملہ کر کے فروہ بن مسیک کو جلا وطن کر دیا فروہ اس وقت آنحضرت ﷺ کی طرف سے مراد پر حکمران

Marfat.com

تھے اس کے بعد اسود عنسی سات سو سواروں کو لے کر صنعاء کی طرف بڑھا' شہر ابن باذان نے اس کا مقابلہ کیا' اسود عنسی نے شہر ابن باذان کو شکست دے کر مار ڈالا اور اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ صنعاء و حضرموت کے درمیان اعمال طائف تک اور عدن کی طرف سے بحرین تک اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اہل یمن کا ارتداد: اس واقعہ سے اکثر اہل یمن مرتد ہو گئے' عمرو بن معدیکرب' خالد بن سعید بن العاص کے ہمراہ تھا اس نے اسود عنسی کی طرف میلان ظاہر کیا' خالد بن سعید تلب نہ آئی تلوار کھینچ کر آگے بڑھے دونوں آدمیوں میں دو دو ہاتھ چل گئے۔ خالد نے اس کی تلوار صمصامہ توڑ کر اس کے ہاتھ سے چھین لی' تب عمرو بن معدیکرب گھوڑے سے اتر کر اسود عنسی کی طرف بھاگ گیا' اسود نے اس کو مذحج کا سردار بنا دیا اس کے لشکر کا سپہ سالار قیس بن عبدلغوث مرادی تھا اور اس کی طرف سے فیروز و دادویہ حکمرانی کر رہے تھے' اہل یمن کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر معاذ جبل نکل کر بھاگے اور مارب میں ابو موسیٰ کی طرف سے گزرے' ابو موسیٰ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہو گئے' معاذ نے سکون میں قیام کیا

اسود عنسی کا خاتمہ: ایک روز موقع پا کر فیروز اور قیس اسود کے گھر میں نقب کے ذریعہ سے گھس گئے' اس کو گرفتار کر کے ذبح کر ڈالا' یہاں تک کہ فجر کی نماز کا وقت آ گیا' اذان ہوئی' وبر بن تحیس نے نماز پڑھائی' فجر کی نماز کے بعد اسود کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو اس کے متبعین نکل پڑے شہر میں ایک ہل چل مچ گئی' مسلمانوں اور سود کے مقلدین میں تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی' آخر کار جو کچھ ان کے ہاتھ میں تھا' اس کو بھی وہ چھوڑ کر بھاگ گئے بہت جلد سب لوگوں نے معاذ ابن جبل کے امیر ہونے پر اتفاق کر لیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

اس واقعہ سے فراغت پا کر ان لوگوں نے ایک قاصد آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا' لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے آپ کو بذریعہ الہام اس کی خبر ہو گئی اور آپ نے فرمایا کہ شب گزشتہ کو عنسی مارا گیا اس کو ایک مرد مبارک فیروز نامی نے قتل کیا ہے

جیش اسامہ: آخر ذی الحجہ میں آنحضرت حجتہ الوداع سے مدینہ واپس ہوئے ماہ مذکور ختم کر کے محرم کے مہینہ میں آپ نے بلاد شام پر جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور ان مجاہدین پر

Marfat.com

اسامہ بن زید بن حارثؓ کو امیر مقرر فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ "بلقاء وداروم کی طرف سے ہو۔ دن تک ارض فلسطین میں شام کے بلاد میں کفار و مشرکین پر جہاد کرنا یہاں تک کہ وہ اسلام لائیں یا مطیع ہوں" اس لشکر میں مہاجرین اولین اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ کو روانگی کا حکم دیا گیا تھا۔ اسامہؓ بن زید روانگی کی تیاری میں تھے کہ آں حضرت ﷺ علیل ہو گئے' یہ وہی علالت تھی جس میں آپ رحمت الٰہی سے جا ملے' اسی زمانے میں اسود و مسلیمہ کے ارتداد کی خبر آئی آپ درد سر کی تکلیف سے سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے گزشتہ شب کو خواب میں دیکھا ہے کہ میری کلائی میں دو کنگن سونے کے ہیں۔ میں نے ان کو ناپسند سمجھ کر پھینک دیا۔ اس خواب کی میں نے یہ تعبیر لی ہے کہ یہ دونوں کنگن یہی دونوں کذاب یعنی صاحب یمامہ اور صاحب یمن ہیں۔

مسلیمہ کذاب و طلیحہ مدعیان نبوت: اسود عنسی کے زمانہ خروج میں حجۃ الوداع کے بعد مسلیمہ یمامہ اور طلیحہ بن خویلد بنو اسد میں ظاہر ہوا۔ انہوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا آنحضرتؐ نے نامہ وپیام سے ان کا مقابلہ کیا اور اپنے ان عمال کو جو اسلام پر ثابت قدم رہے۔ مسلیمہ و طلیحہ کے خلاف جہاد کرنے کو لکھا۔ اسود کے ساتھ جو کچھ واقعات پیش آئے وہ اس سے پیشتر لکھے جا چکے ہیں۔

علالت: اگرچہ آنحضرتؐ پر سب سے پہلے اللہ جل شانہ کے قول "اذا جاء نصر اللہ والفتح" والی پوری سورۃ میں اپنے وصال کی خبر منکشف ہو گئی تھی' اس کے بعد صفر ۱۱ھ (مطابق ۶۳۲ء) کی دو راتیں باقی تھیں کہ آپؐ کے درد ہوا آپؐ اسی درد کی حالت میں ازواج مطہرات کے گھروں میں باری باری پھرتے رہے' یہاں تک کہ میمونہؓ کے مکان میں ٹھہرے' کل ازواج مطہرات نے زمانہ علالت حجرہ عائشہؓ میں گزارنے کی اجازت دی' آپ یہاں سے عائشہ صدیقہؓ کے مکان میں آگئے' باہر نکل کر لوگوں کو سمجھایا بجھایا۔ شہداء احد پر نماز پڑھی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی' اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ "بے شک ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے دنیا اور اس چیز کا جو اس کے پاس ہے (یعنی آخرت کا) اختیار دیا' پس بندہ نے اس کو اختیار کیا جو اس کے پاس ہے۔" حضرت ابو بکرؓ اس جلسہ میں حاضر تھے وہ اس فقرہ کو سمجھ کر رو اٹھے اور عرض کیا "یا حضرت ﷺ ہم آپؐ کا اپنی جانوں اور بچوں سے فدیہ دیتے ہیں" آپؐ نے فرمایا "خاموش رہو" اس کے بعد آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو جمع کیا۔ ان کے حق میں دعاء خیر فرماتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

خطبہ نبیؐ: اسی سلسلہ کلام میں آپ نے یہ بھی فرمایا "میں تمہیں تقوے کا حکم کرتا ہوں اور اللہ نے بھی تمہیں یہی حکم دیا ہے میں تم پر اللہ کو خلیفہ بناتا ہوں اور تمہیں اس کے سپرد کرتا ہوں' بلا شبہ میں تمہیں جہنم سے ڈرانے والا اور جنت کی بشارت دینے والا ہوں۔ اللہ کے شہروں میں اللہ کے بندوں پر برتری حاصل نہ کرو کیونکہ اللہ نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے کہ ہم نے آخرت کا گھران کے لیے بنایا ہے جو دنیا میں برتری کا اور فساد کا قصد نہیں کرتے اور حسن انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے' اور فرمایا کہ جنت میں مغروروں کا ٹھکانا نہیں۔"

اس کے بعد لوگوں نے غسل کی بابت دریافت کیا' آپؐ نے ارشاد فرمایا میرے انہی کپڑوں میں دفنا دینا یا مصری کپڑا ہو یا حلہ یمانیہ ہو' پھر نماز کے بارے میں پوچھا آپؐ نے فرمایا کہ "مجھ کو میرے (تخت) پر میری قبر کے کنارے رکھ کر ایک ساعت کے لیے باہر چلے جانا تاکہ ملائکہ نماز پڑھ لیں اس کے بعد گروہ کے گروہ نماز پڑھنا' پہلے میرے خاندان کے مرد نماز پڑھیں۔ ان کے بعد ان کی عورتیں' قبر میں اتارنے کی بابت فرمایا" کہ میرے خاندان والے مجھے قبر میں رکھیں۔

واقعہ قرطاس: یہ کہہ کر آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس دوات اور کاغذ لاؤ میں تم کو کچھ لکھ دوں تاکہ اس کے بعد گمراہ نہ ہو' لوگ اس سلسلے میں بحث و مباحثہ کرنے لگے' تھوڑی دیر کے جب پھر اس کلام کا اعادہ کرانا چاہا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ میں جس حالت میں ہوں اس سے اچھا ہوں جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو' پھر آپؐ نے تین امور کی وصیت کی' ایک یہ ہے کہ مشرکین جزیرہ عرب سے نکال دیئے جائیں دوسرے یہ کہ وفود کو جائزہ دیا جائے جیسا کہ ان کو جائزہ دیا جاتا تھا اور تیسری پر آپؐ نے خود سکوت کیا یا یہ کہ راوی خود بھول گیا۔ پھر آپؐ نے انصار کے حق میں وصیت فرمائی کہ یہ لوگ میرے معاون و مدد گار ہیں' اور ان کی غلطی سے درگزر کرو اے گروہ مہاجرین تم لوگ بڑھتے چلے گئے اور انصار نہیں بڑھے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ کو امامت کا حکم: اس کے بعد پھر درد کی شدت میں اس قدر زیادتی ہوئی کہ آپؐ غافل ہو گئے۔ امہات المومنینؓ اور فاطمہؓ و عباسؓ و علیؓ سب کے سب آپؐ کے گرد آکر جمع ہو گئے اس عرصہ میں نماز کا وقت آگیا' درد میں کسی قدر کمی معلوم ہوئی' غفلت

Marfat.com

جاتی رہی لیکن ضعف کی وجہ سے اٹھ نہ سکتے تھے' لیکن آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ ابو بکرؓ سے نماز پڑھوانے کے لیے کہو' ام المومنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ (ابو بکرؓ) ایک ضعیف ورقیق القلب ضعیف الصورت آدمی ہیں' آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ حضرت عمرؓ کو اس امر پر مامور فرمایئے آپ نے اس سے انکار کر کے حضرت ابو بکرؓ کو امامت پر مامور فرمایا۔

رسول اکرمؐ کا آخری خطبہ: ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ آنحضرتؐ درد کے خفیف ہو جانے سے باہر تشریف لائے حضرت ابو بکرؓ نے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا' آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کا مونڈھا پکڑ کر دبا دیا اور ان کو جگہ سے ہٹنے نہ دیا۔ اور خود ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے' یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ نے نماز تمام کی' اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے آپ کی علالت کی حالت میں تیرہ نمازیں پڑھائیں' حالت نزع میں آپؐ کے پاس ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا۔ بار بار آپؐ دست مبارک اس سے تر فرما کر چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے "اے خدا میری مدد کر سکرات موت پر" پس جب پیر یعنی وفات کا دن آیا تو صبح کی نماز کے وقت آپؐ سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے' اس وقت حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس مرتبہ بھی نماز سے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا لیکن آپ نے ان کو پھر اپنے ہاتھ سے لوٹا دیا اور دائیں طرف بیٹھ کر نماز ادا کی اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "لوگو آگ بھڑک اٹھی اور اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح فتنہ آگیا خبردار دین کے خلاف کوئی بات پیدا نہ کرنا۔ میں نے وہی چیز حلال حرام کی ہے جو قرآن میں ہے۔" جب آپؐ نے اپنا سلسلہ کلام ختم کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ "ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ کی عنایت سے نہایت خوشی سے صبح کی جیسا کہ ہم چاہتے تھے۔"

وفات سنہ ۱۱ ھ: ابو بکرؓ یہ کہہ کر اپنے اہل کے پاس سخ چلے گئے اور آنحضرتؐ اپنے مکان میں تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے' اس اثناء میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر ایک تر مسواک ہاتھ میں لیے ہوئے حاضر ہوئے' آپؐ نے اس کی طرف غور سے دیکھا حضرت عائشہ صدیقہؓ سمجھ گئیں کہ آپؐ مسواک چاہتے ہیں پس جنابہ موصوفہ نے اپنے بھائی کے ہاتھ سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے خوب چبا کر کچلا' جب وہ نرم ہو گئی تو آنحضرتؐ کو دی' آپ نے مسواک لے کر کی۔ پھر اس کو چھوڑ کر اپنے سر مبارک کو عائشہؓ کے سینہ پر رکھ کر پاؤں پھیلا دیے۔ رہ رہ کر آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ دوپہر کے قریب اس دارفانی سے آپؐ نے انتقال فرمایا' حضرت عائشہؓ

Marfat.com

فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا انتقال میرے سینہ وحلق کے درمیان میں ہوا ہے۔ پیر کے دن دوپہر کے وقت جب کہ گیارہ راتیں ربیع الاول کی گزر چکی تھیں۔ اور اگلے دن منگل کو بعد دوپہر مدفون ہوئے۔

تجہیز و تکفین: علیؓ آپؐ کی پشت مبارک کو ٹیک لگائے ہوئے غسل دے رہے تھے اور عباسؓ اور ان کے دونوں لڑکے کروٹ دلاتے جاتے اور اسامہؓ وسقرانؓ پانی ڈالتے تھے۔ ان لوگوں نے قبل غسل دینے کے اس امر میں اختلاف کیا تھا کہ آپ کو برہنہ کر کے نہلائیں یا کہ مع کپڑوں کے ناگاہ مکان کے باہر سے یہ آواز آئی "کپڑے نہ اتارے جائیں آپ کو مع کپڑوں کے نہلاؤ" پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا' غسل دینے کے بعد تین کپڑوں میں کفنایا دو تو سفید تھے اور ایک برویمانیہ تھی' پھر قبر کھودنے والوں کو بلایا۔ ایک ان میں سے لحد بناتا تھا اور دوسرا بغلی کھودتا تھا صحابہؓ کا اس میں بھی باہم اختلاف ہوا کوئی کہتا تھا کہ لحد (صندوقی) قبر کھودی جائے اور کسی کی رائے بغلی قبر بنانے کی تھی۔ حضرت عباسؓ نے دو شخصوں کو ان دونوں آدمیوں کے بلانے کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ جو قبر اپنے نبیؐ کے لیے پسند کرتا ہو اس کو بھیج' پس وہی شخص پہلے آیا جو قبر صندوقی بناتا تھا یعنی ابو طلحہ زید بن سہیلؓ یہی اہل مدینہ کی قبر کھودا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے رسول ﷺ کے لیے صندوقی قبر بنائی۔

جب بروز منگل آپ کی تجہیز سے فراغت ہوئی اور آپؐ کو آپؐ کے مکان کے (تخت) پر رکھا تو پھر صحابہؓ نے آپ کے مقام دفن میں اختلاف کیا بعض کہتے تھے کہ مسجد مبارک میں دفن کیے جائیں اور بعض کہتے تھے اپنے ہی مکان میں' حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ کسی نبی کی روح نہیں قبض کی گئی مگر وہ وہیں دفن کیا گیا' جہاں پر اس کی روح قبض کی گئی ہے لوگوں نے یہ سنتے ہی آپ کے فرش کو (جس پر آپؐ کا انتقال ہوا تھا) اٹھا دیا اور اسی جگہ پر قبر کھودی گئی اس کے بعد گروہ کے گروہ پہلے مردوں نے' ان کے بعد عورتوں نے' ان کے بعد لڑکوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھنی شروع کر دی کوئی کسی کی امامت نہ کرتا تھا پھر آپ نصف شب بدھ کے دن دفن کیے گئے' حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ واقعہ ربیع الاول کی بارھویں شب کا تھا اس حساب سے ہجرت کے دس سال پورے ہوگئے۔ تریسٹھ برس کی عمر میں آپؐ کا وصال ہوا لیکن بعض پینسٹھ بھی بتلاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخِ طبری
تاریخِ ابنِ کثیر
اور
تاریخِ ابنِ خلدون
سے ماخوذ

تالیف
یاسر جواد

Marfat.com